روحانی سلطان الہند خواجہ غریب نواز اجمیری کا سب سے زیادہ مستند مفصل اور مکمل تاریخی تذکرہ

مُعین الارواح
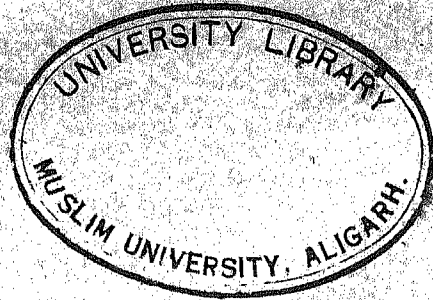
مُرتّبہ

محمد خادم حسن زبیری

گدڑی شاہی مرادآبادی ثم الاجمیری

مطبوعہ صوفی پریس اجمیر القدس

بماہ مئی ۱۹۴۸ء

ناشر

شعبۂ اشاعت محی الاوقاف معلیٰ گدڑی شاہی انجمن۔ جھالرہ۔ اجمیر القدس

قیمت فی جلد ۵ر

فہرست مضامین معین الارواح

الف

بسم اللہ الرحمن الرحیم

دیباچہ

"تاریخ ایک مستقل فن ہے۔ فخر و ترجیح کے موقوں پر لوگ اپنے اسلاف کے کارنامے خواہ مخواہ بیان کرتے تھے۔ تفریح و گرمیٔ صحبت کے لئے پہلی لڑائیوں کا ذکر کیا جاتا تھا۔ باپ دادا کی پرانی عادات و اسلام کی یادگاریں قائم رکھی جاتی تھیں اور یہی چیزیں تاریخ و تذکرہ کا سرمایہ ہیں۔ عرب میں بعض خاص باتیں ایسی پائی جاتی تھیں جن کو تاریخی سلسلہ سے تعلق تھا اور جو اور قوموں میں نہیں پائی جاتی تھیں مثلاً انساب کا چرچہ۔

بچہ بچہ اپنے آبا و اجداد کے نام وغیرہ پشتوں تک محفوظ رکھتا تھا ؎

"فلاں ابن فلاں ہوں اس لئے یکتا دلاور ہوں
تخیل ہے میرا خونیں سمندر میں شناور ہوں

عرب میں جب تمدن کا آغاز ہوا تو سب سے پہلے تاریخی کیفیات وجود میں آئیں اسلام سے بہت قبل بادشاہان حیرہ نے تاریخی واقعات قلم بند کرائے۔ پانچویں صدی سے قبل قدما کا دور کہلاتا ہے اور پانچویں کے آغاز سے متاخرین کا دور شروع ہوتا ہے۔

متاخرین نے تاریخ کے ساتھ من حیث الفن کوئی احسان نہیں کیا متاخرین نے یہ طرز اختیار کیا کہ کوئی قدیم تصنیف رکھ لی اور تغیر و اختصار کے ساتھ اس کا قالب بدل دیا۔

بہرحال "معین الارواح" کی تالیف کے لئے جو سرمایہ کام آسکتا تھا۔ وہ یہی قدما اور متاخرین کی تصنیفات ہیں۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ تاریخ و تذکرہ کے فن نے جو آج ترقی کی ہے اُس کے لحاظ سے یہ بے بہا خزانے بھی چنداں کارآمد نہیں۔ جناب مصنف شیخ المشائخ۔ ولی کامل فرد اکمل۔ صاحب کشف و کرامات و خرق

عادات۔ سرآمد اولیا۔ حاجی الحرمین۔ واقف اسرار حقیقت جناب نواب خادم حسن صاحب اجمیری معینی گدڑی شاہی نے اپنی سعی و محنت تلاش و تجسس اور تبحر علمی سے واقعات جو پردۂ اخفا میں مستور تھے اُن کو معلوم کیا۔ یہ معلومات سرسری سطحی۔ یا سُنی سُنائی نہیں ہیں۔

اس اجمال کی تفصیل سمجھنے کے لئے پہلے یہ جاننا چاہیئے کہ فن تاریخ کی ماہیت اور حقیقت کیا ہے ایک بڑے مصنّف نے تاریخ کی تعریف اس طرح کی ہے کہ "فطرت کے واقعات نے انسان کے حالات میں جو تغیرات پیدا کئے ہیں اور انسان نے عالم فطرت پر جو اثر ڈالا ہے اُن دونوں کے مجموعہ کا نام "تاریخ" ہے ایک اور عالم نے تاریخ کی اس طرح تعریف کی ہے۔

"اُن حالات اور واقعات کا پتہ لگانا جس سے یہ دریافت ہو کہ موجودہ زمانہ گذشتہ زمانہ سے کیونکر بطور نتیجہ کے پیدا ہوگیا ہے یعنی چونکہ یہ مسلّم ہے کہ آج دُنیا میں جو تمدن معاشرت خیالات موجود ہیں سب گذشتہ واقعات کے نتائج ہیں جو خوامخواہ اُن سے پیدا ہوتے چاہئیں تھے۔ اس لئے ان گذشتہ واقعات کا پتہ لگانا اور اُن کو اس طرح ترتیب دینا جس سے ظاہر ہو کہ موجودہ واقعہ گذشتہ واقعات سے کیونکر پیدا ہوا اُس کا نام "تاریخ" ہے

پس تاریخ کے لئے دو باتیں لازمی ہیں ایک یہ کہ جس عہد کا حال لکھا جائے اس زمانہ کے ہر قسم کے واقعات قلم بند کئے جائیں دوسرے یہ کہ تمام واقعات میں سبب اور مُسبّب کا سلسلہ تلاش کیا جائے۔ قدیم تاریخوں میں یہ دونوں چیزیں مفقود ہیں۔

علامہ ابن خلدون نے فلسفۂ تاریخ کی بنیاد ڈالی اور اُس کے آئین مرتب کئے۔ لیکن اُس کو اتنی مُہلت نہ ملی کہ وہ ان اصولوں پر عمل پیرا ہوتا۔ مُسلمان اس فن کی تدوین میں درجہ کمال کو پہونچ گئے تھے۔ تفتیش حالات و تحقیق مقالات میں مسلمانوں کی موشگافیاں و دقت نظر کو دُنیا کی دانشور قومیں حیرت کی نگاہوں سے دیکھتی تھیں۔ مسلمانوں کے علمی تنزل نے اُن کو اتنی مُہلت نہ دی کہ وہ پھر اس کا خیال کرتے۔

ایک بڑا سبب جس کی وجہ سے یہ فن ناتمام رہا یہ ہے کہ تاریخ کے واقعات کو مختلف فنون سے

رابطہ ہوتا ہے۔ اور اگر مؤرخ ان تمام امور کا ماہر ہو تو واقعات کو علمی حیثیت سے دیکھ سکتا ہے ورنہ اس کی نظر سرسری اور سطحی ہو گی جیسی کہ ایک عامی کی ہو سکتی ہے۔

واقعات کی تحقیق و تنقید کے لئے روایات کے اصول سے بڑی مدد مل سکتی ہے۔ علامہ ابن خلدون نے روایات کے اصول نہایت احتیاط سے مُرتب کئے۔ چنانچہ اپنی کتاب کے دیباچہ میں لکھا ہے۔ "خبروں میں اگر صرف روایات پر اعتبار کر لیا جائے۔ اور عادت کے اصول اور سیاست کے قواعد اور انسانی سوسائٹی کے اقتضا کا لحاظ اچھی طرح نہ کیا جائے اور غائب کو حاضر پر اور حال کو گذشتہ پر قیاس نہ کیا جائے تو اکثر لغزشیں ہو گی۔

"معین الارواح" میں قدیم تاریخوں کے نقائص و سوانح کی خامیوں کی تلافی کی گئی ہے اب تک جو کتابیں حضرت خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ کے حالات میں مستقل حیثیت سے لکھی گئی ہیں۔ اُن میں ہر قسم کے ضروری واقعات نہیں ملتے۔ ان کتابوں کا طرز تحریر فلسفہ اور انشا پردازی سے مُرکب ہے۔ لیکن درحقیقت تاریخ اور انشا پردازی کی حدیں بالکل جُدا جُدا ہیں۔ اِن دونوں میں نمایاں فرق ہے۔ مؤرخ کو واقعہ نگاری کی حد سے تجاوز نہ کرنا چاہیئے۔ اصل مؤرخ کی اس طرح تعریف کی گئی ہے۔ اس نے تاریخ میں شاعری سے کام نہیں لیا۔ وہ نہ ملک کا ہمدرد بنا نہ مذہب اور قوم کا طرفدار ہوا۔ کسی واقعہ کے بیان کرنے میں مطلق یہ پتہ نہیں لگتا کہ وہ کن باتوں سے خوش ہوتا ہے اور اس کا ذاتی اعتقاد کیا ہے۔

حضرت خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ کی ذات بابرکات بڑی جامع الحیثیات اور اپنی خصوصیات کے لحاظ سے منفرد شان رکھتی ہے۔ آپ نے اپنی تمام زندگی رشد و ہدایت اور مخلوق کی خدمت میں گذاری۔ آپ کی مستند سوانح عمری کی بڑی ضرورت تھی۔ اس فریضہ کو جناب حاجی الحرمین نواب خادم حسن صاحب اجمیری معینی گدڑی شاہی نے نہایت خوش اسلوبی سے پورا کیا۔ اور "معین الارواح" کے نام سے اُن کی مبسوط سوانح عمری مُرتّب کی جو چھ حصّوں میں منقسم ہے۔ پہلے حصّہ میں "سوانح مبارکہ" دوسرے میں "سیرۃ مقدسہ" تیسرے میں "حلقۂ ارادت" چوتھے میں "آپ کی درگاہ اور مراسم" پانچویں میں "آپ کے درباری" اور چھٹے میں "تاریخ اجمیر" درج ہیں۔

غرض خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ کی زندگی کے ہر پہلو پر کافی روشنی ڈالی گئی ہے آپ کی سوانح مقدسہ ذات حالات عادات وخصائل۔ اشتغال زندگی اور مذہبی خدمات کافی وضاحت کے ساتھ بیان کئے گئے ہیں۔ ساتھ ہی ساتھ خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ کے ملفوظات یعنی وہ مختلف تاریخی واقعات۔ مذہبی عقائد وخیالات۔ صوفیانہ ودرویشانہ لطائف ونکات اور دوسرے مختلف النوع معلومات بھی بہم پہونچائے گئے ہیں۔

خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ کی زندگی کا ہر لمحہ ملت کی زندگی کے لئے ایک نیا پیام لاتا تھا۔ وہ توحید خالص کے پرستار۔ دین کامل کے علمبردار۔ اور تجدید ملت کے طلبگار تھے۔ ان کے رونگٹے رونگٹے میں رسول انام علیہ السلام کا عشق پیوست تھا آپ نے ہند میں اسلام پھیلانے کا جو خواب دیکھا تھا اُس کی تعبیر ہی کا آج یہ نتیجہ ہے کہ اتنی تعداد میں مسلمان یہاں نظر آتے ہیں۔

بلاخوف تردید یہ کہا جا سکتا ہے کہ "معین الارواح" ایک ایسی تصنیف ہے جو محض سوانح سے تعلق نہیں رکھتی۔ وہ ہند میں اسلام کی تاریخ ہے۔ وہ یقیناً ایک درسی کتاب کا کام دے گی۔ وہ مصنف کے جذبات وعقیدت کی ایک دلکش تصویر ہے۔ جو لفظوں سے کھینچی گئی ہے کتاب اُس عہد سے تعلق رکھتی ہے۔ جب خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ کی ذات والاصفات اپنے جمال جہاں آرا سے دُنیا کو نورانی کر رہی تھی۔ میں خوش ہوں کہ ایسی کتاب کا دیباچہ لکھوں جو نہ صرف اپنی ادبی خوبیوں کے لحاظ سے دیرپا ہے بلکہ مذہبی اور اخلاقی پہلو سے مسلمانوں کی آئندہ نسلوں کے لئے چراغ ہدایت ہو سکتی ہے۔

اُن خصائل کا ذکر عجب پیرائے میں کیا گیا ہے جو خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ کے اخلاق کا جزو تھیں حضرت خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ کی حضرت قلندر دزی مجذوبؒ سے ملاقات۔ حضرت غوث پاکؒ سے پہلی ملاقات۔ شیخ نجم الدین کبریٰؒ سے ملاقات۔ حضرت غوث پاکؒ سے دوسری ملاقات۔ بغداد شریف میں مشائخین سے ملاقاتیں درود ہندوستان سفر حرمین شریف۔ پیرو مرشد سے تبرکات معنوی اور خرقۂ خلافت پانا۔ درود بہ راہ شریف اور قطب صاحبؒ رحمۃ اللہ علیہ کا داخل سلسلہ ہونا۔ شہاب الدین غوری کو آپ کی بشارت فتح دربار غریب نواز رحمۃ اللہ میں شہاب الدین غوری کی باریابی۔ سفر دہلی بار اوّل

دوئم بعہد سلطان شمس الدین التمش۔ حضور خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ سے ملنے کے لئے حضرت خواجہ عثمان مکی ہرونی قدس سرہٗ کا دہلی تشریف لانا۔ ان تمام دیگر واقعات حضرات و متعلقات کو جواب تک شاعرانہ مبالغہ کے ساتھ بلاتحقیق و تدوین لکھے گئے تھے۔ مخدومی حضرات نواب خادم حسن صاحب زبیری معینی گدڑی شاہی نے اختصار مگر مورخانہ شان اور محققانہ آن بان کے ساتھ مرتب و مدون کیا ہے۔

خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ کے ہندوستان تشریف لانے کے حالات جو چند سطور سے زیادہ کتابوں میں نہ ملتے تھے۔ یہاں دلکش پیرائے میں اجمالی طور پر سنین و مستند کتب کے حوالہ سے درج کئے گئے ہیں۔ حضرت خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ نے مشکلات کا جو مقابلہ کیا وہ حالات معنی خیز طریق سے لکھے گئے ہیں۔ جب حضرت خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ ہندوستان تشریف لائے تو اُن کے ساتھ نہ کوئی لشکر تھا نہ کوئی فوج تھی۔ بغیر تیر و کمان اور تیغ و تفنگ کے آپ نے ہندوستان فتح کیا ؎

نہ اُن کے ساتھ خیمے تھے نہ سامانِ رسد کوئی
نہ اُن کی پشت پر تھا جز خدا بہرِ مدد کوئی"

اور ؎

نہ زرہیں تھیں نہ ڈھالیں تھیں نہ خنجر تھے نہ شمشیریں
فقط خاموش تسبیح تھی۔ فقط پُرجوش تکبیریں

اس کتاب کی ایک بڑی خصوصیات یہ بھی ہے کہ حضرت غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ کے حالات طیبات کے ساتھ ہی ساتھ ایک علیحدہ حصہ میں اُن صوفیائے کرام و عقیدتمندان کا بھی ذکر کیا گیا ہے جو یا تو ترک وطن کرکے اجمیر شریف میں سکونت پذیر ہوئے اور یا جن کو دربار غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ میں اکثر و بیشتر حاضری کا شرف رہا ؎

یہی در ہے جہاں شاہانِ دُنیا سر جھکاتے ہیں
سوالی بنکے آتے ہیں۔ مرادیں لیکے جاتے ہیں

یہ کتاب برادر کشی۔ عناد پرور اور کشیدگی کے دور میں ستمبر ۱۹۴۷ء میں آگرہ کے قیام کی فرصت

ہیں کچھ احباب کے اصرار پر کچھ اہل محبت کی ہمدردانہ روش سے متاثر ہو کر کچھ جذبات سے مجبور ہو کر لکھی گئی۔ یہ کتاب اُس وقت لکھی گئی جب داخلی حالات و ہنگامۂ شورش نے حاجی الحرمین۔ جامع علوم ظاہری منبع فیوض باطنی جناب نواب خادم حسن صاحب کو اجمیر شریف سے دور رہنے پر مجبور کر دیا تھا۔ جناب قبلہ گاہی صاحب مدظلۂ عالی کی تو یہ آرزو ہے کہ دیار یار میں خدمت یار کرتے رہیں اور وہیں پیوستۂ حق ہوں، چنانچہ اس آرزو کو آپ نے خود ایک شعر میں اس طرح ادا کیا ہے ؎

"خواجہ نہ رکھنا دور تو خادم کی نعش کو
مٹی اسے نصیب ہو تیرے دیار کی"

مخدوم مخدمان جناب متعقت کو تو گدائے کوئے جاناں بننے اور رہنے میں فخر ہے لیکن رہنے یا نہ رہنے دینا بھی تو محبوب کی مرضی پر موقوف ہے۔ اس لئے آپ خود ایک شعر میں ملتجی ہیں کہ ؎

"مجھے اپنے گداؤں میں پڑا رہنے دے یا خواجہ
گدائی تیرے کوچہ کی ہے بہتر پادشاہی سے"

محبوب کی یاد نے آ ستایا۔ دل بھر آیا۔ کلیجہ مُنہ کو آیا۔ جدائی شاذنے اپنا کرشمہ دکھایا۔ "معین الارواح" کا وجود عالم میں آیا۔ علاوہ ازیں اُن کو اس بات کا بھی خوب احساس تھا کہ ؎

"گئی دُنیا سے آقائی محمدؐ کے غلاموں کی
بُھلا بیٹھے ہیں یاد اپنے سلف کے کارناموں کی"

پس اُنہوں نے چاہا ؎

"سُناؤں ان کو ایسے ولولہ انگیز افسانے
کرے تائید جس کی عقل بھی تاریخ بھی مانے"

اور ؎

تمنا ہے کہ اس دنیا میں کوئی کام کر جاؤں
اگر کچھ ہو سکے تو خدمت اسلام کر جاؤں

جب لکھنے بیٹھے تو گنے چنے تذکرے سامنے آئے جن میں روایات کی تطبیق واقعات کی تنقید اور اخبار وسنین کی تحقیق کی مطلق کوشش نہیں کی گئی - لیکن عارفانہ تجلیات نے ان کو خوب بتا دیا تھا کہ ؎

یہ دنیا وی وسائل کی طلب ہی کوئی حیلہ ہے
خدا پر رکھ نظر غافل خدا تیرا وسیلہ ہے

پس ہمت ہارنے کی کوئی وجہ نہ تھی - نیز محبت - عقیدت وجذبۂ خدمت نے اپنا کام کیا اور وہ کام جو بہت زیادہ مشکل معلوم ہوتا تھا - اور جس کے واسطے علمی استعداد قلم میں زور خداداد روشن دماغی - وسعت خیال - وضاحت بیان صحبت صافی - تہیۂ سامان اور سب سے بڑھ کر وجاہت صوری نیابت معنوی کی ضرورت تھی - بحمد اللہ پایۂ تکمیل کو پہونچ گیا چند ماہ میں برسوں کا کام ختم ہو گیا -

اس کے لکھنے میں مخدوم مکرم جناب چچا میاں دام مجدکم کو جو محنت شاقہ اٹھانی پڑی ہو گی وہ خدا ہی بہتر جانتا ہے ؎

مری دنیا کا سرمایہ ہے عقبیٰ
بڑی تنخواہ کا مزدور ہوں میں

مجھے امید ہے کہ "معین الارواح" کا خیر مقدم خواص اور عوام میں پر جوش ہو گا البتہ ان لوگوں کو میں سراپا معذور سمجھتا ہوں جن کی چشم خرد پر تعصب کی عینک چڑھی ہوئی ہے -

اس کتاب سے حضرت خواجہ غریب نواز رحمتہ اللہ علیہ کی جامع صفات اور مقبول شخصیت کا پورا پورا اندازہ ہوتا ہے کہ آپ کس طرح مختلف بلکہ متضاد جماعتوں میں

یکساں مقبول تھے۔
اُمید ہے کہ آپ کی مقبولیت کی طرح آپ کے سوانح حیات کو بھی قبول عام حاصل ہوگا

گل افشاں
مراد آباد
مورخہ ۵ مارچ ۱۹۴۸ء مطابق ۲۳ ربیع الثانی ۱۳۶۷ھ

ظہور الحسن شارب
ایم۔ اے۔ پی۔ ایچ۔ ڈی ڈائریکٹر اورینٹیل رورل
ریسرچ انسٹیٹیوٹ آف آرٹس اینڈ لیٹرس

معروضہ

عرصہ سے احباب کا بار بار تقاضہ تھا کہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ کے ملفوظات مرتب کروں مگر انہیں برابر یہ جواب دیتا رہا کہ سلطان الہندؒ کے سوانح حیات تقریباً سیکڑوں کی تعداد میں ابتک لکھے جا چکے ہیں اور کوئی بات چھوڑی نہیں گئی ہے اب اس باب میں میرا قلم اٹھانا بے سود ہے آخر ستمبر ۱۹۴۷ء میں آگرہ کے قیام کی فرصت احباب کے اصرار اور اہل محبت کی ہمدردانہ روش نے ترغیب دی کہ یہ سعادت حاصل کروں مگر جب لکھنے بیٹھا تو وہی گنے چنے حالات سامنے آئے اور وہ بھی بکثرت اختلافات روایات کیساتھ ان متضاد بیانات نے بشکل چیستان نمودار ہو کر ہمت پست کر دی خیال ہوا کہ اب لکھوں تو کیا لکھوں کس کو غلط بتاؤں کس کو صحیح سمجھوں مگر غریب نوازؒ کے تصرفات باطنی نے دستگیری فرمائی اور تاریخی اختلافات کے وہ فیصلے ذہن میں آئے جو ابتک کسی تذکرہ میں نظر سے نہیں گذرے تھے اب انکی تائید کا سوال پیدا ہوا آخر معتبر کتابوں نے اس انتقال ذہنی کی تائید فرما کر ہمت افزائی کی بالخصوص غریب نوازؒ کے مرتبہ رسالۂ کنجل اسرار المعروف بہ گنج الاسرار کے قلمی نسخہ نے میری بہت مشکلات حل کر دیں۔

حضور غوث پاک قدس سرہ العزیز سے حضور غریب نوازؒ کی ملاقات۔ غریب نوازؒ کے ورود ہند کے مختلف پتے۔ حضور خواجہ خواجگان حضرت خواجہ عثمان ہارونی قدس سرہ کی ہندوستان میں تشریف آوری۔ آنحضرت کی خدمت میں غریب نوازؒ کی باریابی کا زمانہ۔ اور دیگر اختلافی امور ایک معمہ بنے ہوئے تھے۔ اور اس معمہ پر چونکہ بہ تعداد کثیر مؤرخین نے طبع آزمائی کر کے مختلف حل پیش کئے ہیں اس لئے یہ تمام حل ملا کر بمصداق ؎ شدہ پریشاں خواب من از کثرت تعبیرہا۔ معمہ کی صحیح تعبیر ہونے کے بجائے خود معمہ در معمہ بن گئے اور نتیجہ یہ ہوا کہ آپکے حالات زندگی بجائے ظاہر ہونیکے اور زیادہ حجاب عظیم میں کنز مخفی کیطرح پردہ پوش ہو گئے اور اختلافات کے انبار نے ناظرین کو کسی صحیح نتیجہ پر آجتک نہیں پونچنے دیا۔ مگر الحمد للہ کہ ان پریشان کن دیرینہ اختلافات کے فیصلے کیلئے معتبر کتب نے ایسے ثبوت فراہم کئے جنکے بعد کسی شبہ کی گنجائش نظر نہیں آتی۔

اولیاء اللہ کے حالات مؤرخانہ طور پر مرتب نہ ہوسکنے کی وجوہ | اولیاء اللہ کا متبرک گروہ بخشندۂ تاج و تخت ہے نہ کہ حریص سلطنت

دنیاوی اس لئے ان مقدس حضرات کی حالات زندگی ملک گیری اور جنگی کشت و خون سے مبرا ہیں نہ اہیں کہیں کسی ملک پر سلاطین کی طرح لشکر کشی کا واقعہ ہے نہ کسی اقلیم ظاہر کو فتح کر کے حکمراں بننے کا ذکر نہ ہزاروں بندگان خدا کے قتل کرنیکی حکایت میدان رزم کے خونین کارنامے نہ بزم نشاط کی پرلطف داستانیں انہیں وجوہات سے مؤرخین سنہ داران مقدس حضرات کے متبرک حالات لکھنے کے سلسلہ میں ضخیم کتابیں مرتب کرنے سے معذور رہے اور قتل و غارتگری کی طولانی داستانیں نہ پاکر طویل طور پر خامہ فرسائی نکر سکے اور جس طرح ایک ایک بادشاہ کے حالات میں ایک ایک دفتر لکھ کر دنیا کے سامنے پیش کیا اس طرح اس مسکین صلح کل متوکل قانع تارک الدنیا طبقہ میں سے کسی کے حالات میں ضخیم کتاب نہ لکھ سکے بلکہ انہیں بحیثیت مؤرخ مجبوراً صرف سال ولادت سال وفات اور کسی خاص واقعہ کی تاریخ یا سنہ لکھنے پر اکتفا کرنا پڑا

ان ملفوظات کی خصوصیات} لہذا سنین نہونیکی وجہ سے اولیاء اللہ کے تذکرے زیادہ تر بشکل حکایات نظر آتے ہیں نہ کہ بطور نمانہ سوانح حیات چنانچہ حضور غریب نوازؒ کے تذکروں (جو اسوقت کم و بیش ایک ہزار کی تعداد میں ہونگے) میں بھی سنہ ولادت سنہ وفات ... کے علاوہ کسی اور واقعہ کا سنہ مشکل سے دستیاب ہو سکیگا۔

لیکن بفضلہ تعالیٰ ہمنے ایسی تاریخی گتھیاں جو سنین لکھنے کی اجازت نہیں دیتی تھیں سلجھا کر قریب قریب ہر اہم واقعہ کا سنہ وقوع پیش کیا ہے اور ان سنین کی مطابقت صرف غریب نوازؒ کے متبرک حالات زندگی و روایات تک محدود تھیں بلکہ اس ذیل میں حضرت خواجہ قطب الاقطابؒ کا سنہ ولادت بھی جو ابتک پردۂ راز میں تھا برآمد ہو گیا نیز موصوف کے صحیح سنہ مریدی نے دستیاب ہو کر ان روایات کو جو ابتک تاریخی تطابق نہ ہونیکی وجہ سے معمہ بنی ہوئی تھیں تمام طور پر ظاہر کر دیا ان انکشافات اور بعض پرانی مستند کتابوں کے قلمی نسخوں کی دستیابی نے قریب قریب تمام تاریخی گتھیاں سلجھا دیں اور اس تذکرہ کو وہ مایہ ناز خصوصیت حاصل ہوئی جو ابتک غریب نوازؒ کے کسی تذکرہ میں نظر نہ آتی تھی یعنی ہر واقعہ سنین کیساتھ نظر آنے لگا۔

تقسیم ابواب} ہم نے ان ملفوظات کو چھ حصوں میں تقسیم کیا ہے۔ پہلے حصہ میں "سوانح حیات" دوسرے میں "سیرۃ مقدسہ" سویم میں "آپکی درگاہ اور مراسم" حصہ چہارم میں "آپ کا حلقۂ ارادت" اور حصہ پنجم میں آپکے دربار اور ششم میں آپکے تاریخی حالات درج کئے گئے ہیں۔ اور ایک نقشہ بھی قریب قریب ہر متعلقہ محل وقوع ظاہر کرنیکے لئے شروع کتاب میں لگایا گیا ہے تاکہ تاریخی معلومات کیساتھ ساتھ جغرافیائی سیر بھی ہوتی جائے۔

شکریہ و دعائے خیر غریب نواز کا لاکھ لاکھ شکر و احسان ہے کہ از راہ شفقت بے پایاں و کرم بیکراں اس ناکارہ خادم کو اپنی اس خدمت جلیلہ کی انجام دہی کا شرف عطا فرمایا۔

جن عزیزان قلبی نے مسودات نقل کرنے مجھے سروسامان مسافر کیلئے کتابیں فراہم کرنے اور بعض اجمیر سے متعلق معلومات بہم پہونچانے میں سہولیت پہونچائی ان کو اللہ تعالی جزائے خیر عطا فرمائے۔ بالخصوص عزیزی محمد حسن مراد آبادی (جن کے والد سے میرے والد کے مراسم تھے) امین الدین اکبر آبادی مولانا عبد الشکور اکبر آبادی۔ وہاب الدین اکبر آبادی۔ مولانا نثار احمد اکبر آبادی حبیب اللہ خاں اکبر آبادی حافظ نور محمد اکبر آبادی۔ ممتاز محمد اکبر آبادی ثم اجمیری۔ نگی شاہ اجمیری اور مولانا نیاز بخش اجمیری کے لئے بندہ بوسیلہ غریب نوازؒ بدربار ایزدی دین و دنیا میں بہتری کی التجا کرتا ہے۔

معذرت اگر صاحبان فن تاریخ کسی صحیح ترمیم کی طرف توجہ دلائیں گے تو وہ شکریہ کیساتھ قابل قبول ہوگی۔ اس مسافرت بے سرو سامانی کی حالت میں حسب ذیل کتابیں دستیاب ہوسکیں جن سے تذکرہ تیار کیا گیا۔ مگر بعض کتابیں جنکی ضرورت محسوس ہوئی مگر دستیاب نہ ہوسکیں۔ ممکن تھا اُن کے ملنے پر یہ تذکرہ اور زیادہ مشرح اور مفصل ہو جاتا تفصیلاً سنہ حسب ذیل ہیں۔

فہرست کتب جو دستیاب ہوئیں "مسالک السالکین" ۔سیر الاقطاب۔ انیس الارواح نفحات الانس۔ دلیل العارفین انوار العارفین۔ فوائد السالکین۔ خزینۃ الاصفیا۔ راحت القلوب۔ فوائد الفوائد۔ تذکرۃ الاولیا۔ تذکرۃ الاولیاء ہند۔ تاریخ سلاطین عطائے رسول۔ ماہتاب اجمیر۔ کامل سوانح عمری۔ خواجہ غریب نواز۔ تاریخ فرشتہ۔ منتخب التواریخ۔ روضۃ الاحباب۔ مکمل سوانح عمری غریب نواز۔ جواہر فریدی۔ احسن السیر۔ وقایع شاہ معین الدین چشتیؒ اخبار الاخیار۔ کنجل اسرار۔ طبقات ناصری۔

فہرست کتب جو دستیاب نہ ہوسکیں تاج الماثر۔ تاریخ جلال۔ فضل الفوائد۔ خیر المجالس۔ مونس الارواح۔ تاریخ نظامی معین الاولیا۔ اقتباس الانوار۔ مراۃ الاسرار۔ سیر المشائخ۔ تذکرۃ العاشقین۔ مخبر الواصلین۔ تواریخ فیروز شاہی۔ اکبرنامہ تواریخ پرتھوی راج۔ تواریخ بہادر شاہی۔ سیر العارفین۔

معجزۂ قرآنی غریب نواز کی سوانح حیات مکمل ہو جانیکے دن بتاریخ ۱۲ر ذالحجہ سنہ ۱۳۶۶ھ بروز چہارشنبہ (شب پنجشنبہ) خیال ہوا کہ سرورق پر لکھنے کیلئے کوئی آیتہ شریفہ کلام ربانی میں سے منتخب کی جائے۔

حیات اللہ نے عزیزی کرم علیخاں سلمہٗ کا کلام مجید لاکر دیا کھولتے ہی یہ آیتہ جو سرورق پر لکھی گئی ہے برآمد ہوئی۔ آیتہ شریفہ محمد وسیم شاہ صاحب قادری جاؤردی نے دیکھی تو کہنے لگے کہ یہ تو تصدیق غیبی ہے جو رحمت کاملہ سے اس کتاب کے مستند اور مفصل ہونیکے متعلق کی گئی ہے۔ چنانچہ اس آیتہ مبارکہ کے پیش نظر ملفوظات ہذا کے مستند اور مفصل ہونیکے باب میں تسکین قلبی ہوگی۔

محمد خادم حسن قاضوی گدڑی شاہی مراد آبادی ثم الاجمیری

مقیم
تاج البلاد اکبر آباد۔ خانقاہ عثمانیہ

یہ نقشہ سنڈے نیوز مورخہ ۴ مارچ سنہ ۱۹۴۲ء کے مطبوعہ نقشہ مڈل ایسٹ سے تیار کیا گیا
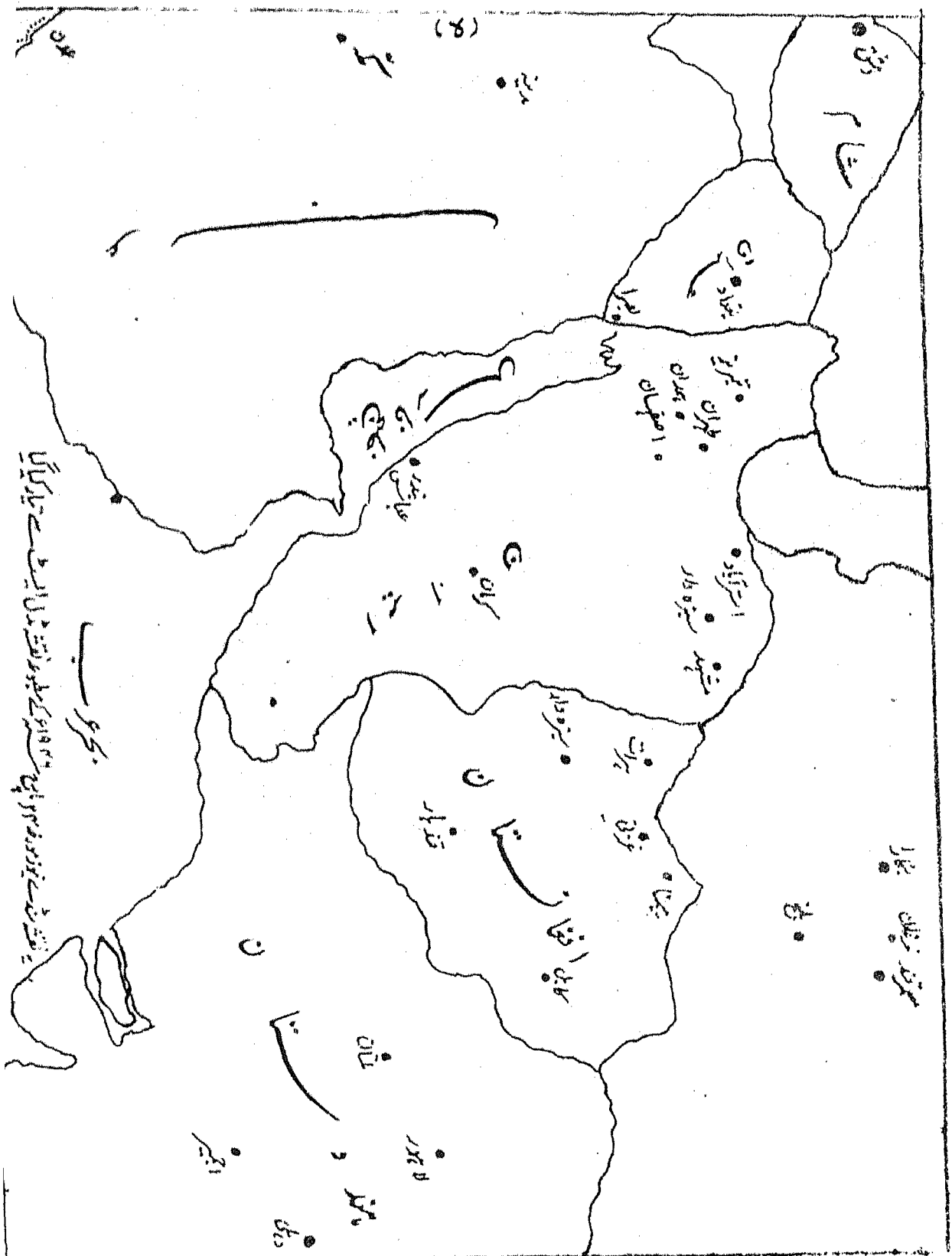
كِتٰبٌ اُحْكِمَتْ اٰيٰتُهٗ ثُمَّ فُصِّلَتْ مِنْ لَّدُنْ حَكِيْمٍ خَبِيْرٍ

کتاب جس کے دلائل (آیات) مضبوط ہیں اور پھر مفصل بیان کئے گئے ہیں)
ایک حکمت والے خبردار کی طرف سے

سوانح مبارکہ

حصہ اول

معہ

جدید تاریخی انکشافات

خواجہ

کے

حلقہ بگوش کی دعا بدرگاہ قاضی الحاجات

یَا اللّٰہُ یَا رَحْمٰنُ یَا رَحِیْمُ

آج سے سات سو سال پہلے تو نے اپنے جس حبیب کی مقدس پیشانی پر

ھٰذَا حَبِیْبُ اللّٰہِ مَاتَ فِیْ حُبِّ اللّٰہِ

کی مُبارک مہر ثبت کی تھی اُس محبوب کے یہ ملفوظات بواسطہ رحمۃ اللعالمین تیرے دربار کریمانہ میں یہ حقیر فقیر بندۂ درگاہ محمد خادم حسن زبیری معینی گدڑی شاہی قاضوی پیش کر کے ملتجی ہے کہ شرف قبولیت سے قلب تمنی کو سرفراز فرما۔

اور اے مسبب الاسباب

تیرے سامنے یہ خاکپائے درویشاں دست بدعا ہے کہ جو اہل حاجت میرے آقا میرے مولا حضور غریب نوازؒ کے عالم نواز سوانح کا یہ مجموعہ پڑھکر ہند النبی کی روح پر فتوحؒ کو فاتحہ خیر سے یاد کریں اُن سب کے دینی و دنیاوی جائز مقاصد پورے کر کے دامن مراد اکرام مصطفوی اور فیوض معینی سے پُر کر دے۔

معروضہ مورخہ
۱۷ر ذیقعد ۱۳۶۶ھ ہجری
مطابق
۳ر اکتوبر ۱۹۴۷ء عیسوی یوم جمعہ

سائل بینوا
محمد خادم حسن زبیری گدڑی شاہی قاضوی مرادآبادی
ثم اجمیری و مقیم تاج البلاد اکبرآباد
خانقاہ عثمانیہ۔ گدڑی منصور خاں

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَالْعَاقِبَۃُ لِلْمُتَّقِیْنَ وَالصَّلوٰۃُ عَلٰی رَسُوْلِہٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَصَحَابَہٖ اَجْمَعِیْن

آپ کے خاندانی حالات

آپ کے جدامجد سید حسن رحمۃ اللہ علیہ نے خلفائے عباسیہ کے مظالم سے تنگ آکر ترک وطن کیا اور سر من رائے (یعنی سامرہ[۵۱] یا عسکر جو عراق میں ہے) سے ہجرت کر کے سنجر میں اقامت اختیار فرمائی۔ یہیں حضرت خواجہ غیاث الدین حسنؒ (پدر غریب نواز) کی ولادت شریف ہوئی اور آپ نے اپنے والدین کے سایہ میں پرورش پائی تعلیم و تربیت سے آراستہ ہوئے آپ (غریب نواز) کے والد صرف عالم و فاضل ہی نہ تھے بلکہ ولی کامل بھی تھے۔ مشائخین خراسان میں عالی مرتبت تھے نیز کے ساتھ ساتھ صاحب دولت و ثروت[۵۲] بھی تھے۔ آپ کا مزار مقدس[۵۳] بغداد شریف میں زیارت گاہ عوام و خواص ہے۔

غریب نواز کی والدہ ماجدہ محترمہ کا اسم مبارک بی بی ماہ نور المعروف بہ ام الورع رضی اللہ عنہا ہے۔ آپ حضرت داؤد بن عبداللہ الحنبلی کی صاحبزادی[۵۴] ہیں۔ آپکی جائے ولادت بلدہ اصفہان[۵۵] ہے حضور خواجہ غریب نواز

---

[۵۱] سوانح محرقہ [۵۲] سیر الاقطاب و مسالک السالکین وغیرہ [۵۳] آپ کے مزار مقدس کی مولف نے ۱۹۲۵ء میں خود زیارت کی ہے۔ ایک حجرہ میں بیرون شہر واقع ہے وہاں ایک مجاور بھی رہتا ہے حجرہ بہت پرانا ہو گیا ہے اور مزار شریف پر چادر بھی بہت پرانی چڑھی ہوئی تھی۔ شکیلہ خاتون سلمہٗ برادر بھتیجی کی نو سالہ بچی جو ہم سفر تھی مزار مقدس کی پرانی چادر دیکھ کر مجھ سے کہنے لگی "ابا یہ تو بڑی پرانی چادر ہے ہم تو خواجہ پیا کے والد کے مزار پر اپنی ڈدیٹیا کی چادر چڑھائیں گے اور تم حجرہ بھی نیا کرا چھا بنوا دو (ہپ) ممکن ہے یہ مقام بغداد شریف میں دروازہ شام کے نام سے مشہور ہو [۵۴] مسالک السالکین [۵۵] خزینۃ الاصفیا۔

دو حقیقی بھائی تھے۔[91]

حضور غوث پاک سے آپکا رشتہ قرابت غریب نواز کے شجرہ مادری مندرجہ "مسالک السالکین" اور حضور غوث پاک کے شجرہ پدری مرقومہ "مرأة الانساب" کے بموجب حضور غوث پاک حضرت عبداللہ الحنبلی کے پوتے ہیں اور غریب نواز کی والدہ ماجدہ حضرت عبداللہ الحنبلی کی پوتی ہیں۔ مگر دونوں کے والد آپس میں حقیقی بھائی ہیں یعنی حضور غریب نواز کی والدہ ماجدہ حضور غوث پاک کی چچازاد بہن ہیں اور اس رشتہ سے حضور غریب نواز غوث پاک کے بھانجے ہیں۔

بغداد شریف میں بروایتہ زبانی مشہور ہے کہ حضور غریب نواز اور حضور غوث پاک آپس میں خالہ زاد بھائی ہیں اس رشتہ کے پیش نظر حضور غریب نواز اور حضور غوث پاک کی مائیں آپس میں بہنیں ہیں۔ مگر اس کی تصدیق کسی کتاب سے نہیں ہوئی۔[92]

آپکا نسب نامہ پدری آپ کا نسب بارہ واسطوں سے سید الشہداء حضرت امام حسین علیہ السلام ابن حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے ملتا ہے اس لئے بلحاظ شجرہ پدری آپ سادات حسینی سے ہیں۔

نسب نامہ حسب ذیل ہے۔ حضرت خواجہ معین الدین حسنؒ۔ غیاث الدین حسنؒ بن خواجہ کمال الدینؒ بن سید احمد حسینؒ بن سید نجم الدین طاہرؒ بن سید عبدالعزیزؒ بن سید ابراہیمؒ بن سیدنا ادریسؒ[93] بن سیدنا حضرت موسیٰ کاظمؒ بن سیدنا حضرت امام صادقؒ بن سیدنا حضرت امام باقرؒ بن سیدنا حضرت امام زین العابدین علیہ السلام بن سیدنا حضرت امام حسین علیہ السلام بن سیدنا حضرت علی کرم اللہ تعالےٰ وجہہ (مرأۃ الانساب)

---

[91] تذکرۃ الاولیائے ہند [92] ۱۳۵۱ھ میں مولف حاضر بغداد شریف ہوا اس وقت ایسا علم میں آیا [93] کتاب مسالک السالکین میں سید ادریسؒ بن سیدنا موسیٰ کاظمؒ کی بجائے امام موسیٰ رضا ابن امام موسیٰ کاظمؒ کا اسم گرامی درج ہے۔

آپکا نسب نامہ مادری

آپ کا نسب مادری حسب "مرۃ الانساب" گیارہ واسطوں سے سیدنا حضرت امام حسن علیہ السلام ابن شاہ ولایت حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے ملتا ہے اس لئے آپ بلحاظ شجرہ مادری سادات حسنی سے ہیں۔

نسب نامہ حسب ذیل ہے۔ بی بی ام الورع الموسومہ بہ بی بی ماہ نور وملقب بہ بی بی خاص الملکہ (والدہ محترمہ غریب نواز) بنت سید داؤدؒ بن سید عبداللہ[۵۱] الحنبلی بن سیدنا یحییٰ[۵۲] زاہدؒ بن سیدنا محمد روحیؒ بن سیدنا داؤدؒ بن سیدنا موسیٰ ثانیؒ بن سیدنا عبداللہ ثانیؒ بن سیدنا موسیٰ جونؒ بن سیدنا عبداللہ محضؒ بن سیدنا حسن مثنیٰ بن سیدنا امام حسن علیہ السلام ابن شاہ ولایت سیدنا حضرت علی کرم اللہ وجہہ۔

آپ کی ولادت متبرکہ سنہ ۵۳۰ھ

جس طرح لوگوں نے ذات صمدیت کے اول و آخر کے تجسس میں سرگرداں رہ کر طرح طرح کی روایات کا اظہار کیا ہے۔ اسی طرح مورخین نے حضور غریب نواز کے عالم اجسام میں تشریف فرما ہونیکے سنین میں مختلف روایات کا ایک خاصہ مجموعہ پیش کیا ہے یہ تو خدا ہی جانے کہ انہیں صحیح سنہ ولادت کا پتہ لگ سکا یا نہیں۔ البتہ مختلف سنین کی متعدد روایات ضرور پیدا ہو گئیں۔

حالانکہ یہ لازمی ہے کہ سنہ ولادت تو صرف ایک ہی ہوگا۔ مگر مرقومہ سنین سنہ ۵۲۷ھ ۵۳۰ھ ۵۳۳ھ ۵۳۵ھ ۵۳۶ھ و ۵۳۷ھ ہیں ان میں سے صحیح سنہ برآمد کرنا آسان کام نہیں۔

اگرچہ اکثر مورخین نے سنہ ولادت سنہ ۵۳۰ھ لکھا ہے مگر ہمارے نزدیک سنہ ۵۳۰ھ اور سنہ ۵۲۷ھ سے زیادہ روایات کی مطابقت ہوتی ہے۔ اس لئے ہمارے نزدیک آپکی ولادت کے یہی دو سنہ ہو سکتے ہیں۔

ہر دو سنین پر غور کرنیکے بعد آخر ہم اس نتیجہ پر پہونچے کہ سنہ ۵۳۰ھ قابل ترجیح ہے۔ کیونکہ صرف یہ سنہ

---

۵۱ سیدنا عبداللہ الحنبلی بی بی ماہ نور (والدہ ماجدہ غریب نواز) اور حضور غوث پاک کے بموجب کتب "مسالک السالکین" و "مرۃ الانساب" جد ہیں

۵۲ مسالک السالکین میں سیدنا یحییٰ زاہد کے بعد اسطرح درج ہے سیدنا یحییٰ زاہد بن سیدنا مورثؒ بن سیدنا داؤدؒ بن سید موسیٰ جون۔

خواجہ قطب الدین مودود چشتیؒ کے وصال (بموجب مسالک السالکین ۵۲۷ھ میں ہوا) کے تین سال بعد آپ (غریب نواز) کی ولادت ہونے کی روایت مندرجہ تاریخ السلف سے مطابقت کرتی ہے۔ پس بہزار جاہ وجلال خواجہ خواجگان قطب دوران فخر ہندوستان۔ حضرت خواجہ معین الدین حسن قدس سرہ نے ۵۳۰ھ میں بمقام سنجستان[۵۱] نزول اجلال[۵۲] فرمایا۔

آپکا اسم گرامی معین الدین حسن (چشتی سنجری اجمیری قدس سرہ العزیز) ہے۔

آپ کے خطابات ہندالنبی[۵۳]۔ ہندالولی۔ خواجہ۔ خواجہ بزرگ۔ غریب نواز۔ سلطان الہند۔ معین الحق قطب المشائخ۔ معین الملت۔ رحمت ہند خواجہ غریب نواز۔ حبیب اللہ نائب رسول فی الہند۔

آپ کے القابات سلطان العارفین۔ وارث الانبیا والمرسلین۔ قطب الاقطاب دوران محبوب الاولیائے زماں۔ امام شریعت والطریقیت۔ مخزن معرفت والحقیقت مقتدائے ارباب دین۔ پیشوائے اصحاب الیقین۔ صاحب اسرار مہبط انوار۔ عالم علوم ظاہری وباطنی۔ واقف رموز صوری ومعنوی قدوۃ السالکین۔ برہان الواصلین۔ پناہ بیکساں۔ قدوۃ الاولیا۔ برہان الاصفیا۔ تاج المقربین سید العابدین۔ امام العاشقین۔

آپ کا عہد اوائل اور ملکی حالات آپ کے عہد اوائل میں ملک فتنہ وفساد کا مرکز بنا ہوا تھا خراسان کا بادشاہ سلطان سنجر (جو دولت سلجوقیہ کی یادگار تھا) کے خلاف خطائی تاتاریوں کا گروہ بہت جوش وخروش میں کھڑا ہوکر تخت وتاراج کرنے لگا سلطان سنجر اس فتنہ کی تاب نہ لاسکا یہی وہ علاقہ تھا جس میں ایک طرف تاتاریوں کے مظالم برپا تھے اور دوسری طرف ملاحدہ عقائد اسلام

---

۵۱ (الف) حسب حسن السیر یہ مقام بلاد غور سے ہے (ب) حسب مسالک السالکین سجستان معرب سیستان کا ہے اور اس کا مخفف بفتح سین وسکون جیم ذرائے معجمہ ہے۔ مگر مولف نے یہاں نام خود سے سنجر لوستے شستاہے ۵۲ بعض حال کے تذکروں میں آپکی ولادت ۹ جمادی الثانی اور ۱۴ رجب بروز دوشنبہ لکھی ہے۔ مگر اسکی کسی پرانے تذکرہ سے تصدیق نہیں ہوئی۔ مولف

۵۳ "خزینۃ الاصفیا"۔ "مسالک السالکین"

کے خلاف ارتداد وکفر پھیلا رہے تھے تاتاری علاقہ خراسان میں حملہ آور ہوئے۔ بلاد طوس، مشہد مقدس نیشاپور برباد کیا عورتوں کی بے عزتی کی لڑکی لڑکوں کو غلام بنایا۔ مساجد تباہ و برباد کردیں۔ اسقدر قتل عام کیا کہ لاشوں کے انبار لگ گئے۔ علما و فقہا تک اس غارتگری سے محفوظ نہ رہے۔ محمد بن یحییٰ الرح فقیہہ جو علم و فضل میں مرجع عالم تھے اور جن کے پاس صدہا شاگردوں کا مجمع رہتا تھا اس فتنہ میں شہید ہوئے۔ عبدالرحمٰن بن عبد الصمدؒ نیشاپوری (جو بڑے فقیہ اور عابد و زاہد تھے جن کے پاس سلطان سنجر حسن عقیدت سے حاضر رہتا تھا) نے بھی جام شہادت نوش فرمایا امام قشیری کے نواسے حضرت احمد بن حسینؒ کاتب ابوبرکات فرادی امام علی صباح اور بہت سے علما و مشائخ و عباد و زہاد بیدردی سے شہید کئے گئے (ماہنامہ اجمیر)

آپ کے والد کا وصال

آپ کے والد بزرگوار حضرت خواجہ غیاث الدین حسن رحمۃ اللہ علیہ نے جب وفات پائی اسوقت حضور غریب نوازؒ کی عمر پندرہ[۱] سال کی تھی۔ آپ کے تین لڑکے تھے ترکہ پدری میں سے حضور غریب نواز کے حصہ میں ایک پن چکی اور ایک باغ آیا۔ اس سے آپ اوقات بسر فرماتے تھے۔ (ماخوذ از سیر الاقطاب و مسالک السالکین)

حضرت ابراہیم قندوزی مجذوب سے ملاقات ۵۴۵ھ

ایک دن آپ اپنے باغ کے درختوں کو پانی دے رہے تھے کہ حضرت ابراہیم قندوزیؒ کا وہاں گذر ہوا۔ حضرت خواجہ نے ان کو نہایت عزت کیساتھ بٹھایا۔ اور خوشۂ انگور سے انکی تواضع کی۔ مجذوب بہت خوش ہوئے۔ اپنی بغل سے ایک کھل کا ٹکڑا نکالا۔ اور دانت سے کتر کر حضرت خواجہؒ کو دیا۔ اس کے کھانے کے بعد آپ کا دل دنیائے دنی سے متنفر ہوگیا۔ آپ نے باغ اور چکی فروخت کرکے قیمت موصولہ فقراء میں تقسیم کردی (ماخوذ از مسالک السالکین)

۵۴۵ھ لغایۃ ۵۵۴ھ تحصیل علم ظاہر

ازآں بعد آپ نے سمرقند و بخارا کا سفر اختیار فرمایا۔ یہاں آپ نے علوم ظاہر تحصیل کئے۔ اور قرآن شریف حفظ کیا۔ (از مسالک السالکین)

آپ شاگرد مولانا حسام الدین بخاریؒ و مولانا شرف الدین (صاحب شرع الاسلام) کے ہیں۔ (ماخوذ از خزینۃ الاصفیا و تاریخ فرشتہ)

---

[۱] صاحب تذکرۃ الاولیائے ہند نے آپ کے والد کے وصال کے وقت آپ کی عمر شریف گیارہ[۱۱] یا چودہ لکھی ہے۔

صاحب "مسالک السالکین" نے مدت تحصیل علم چوبیس یا چونتیس برس لکھی ہے مگر ہماری رائے میں ایک ہونہار ذات گرامی کا اتنی مدت تک تحصیل علم میں مصروف رہنا قرین قیاس نہیں ہے اس لئے اغلب ہے کہ چوبیس سال تک نہیں بلکہ چھبیس سال کی عمر تک تحصیل علم میں مصروف رہے۔ مؤلف

حضور غوث پاک سے آپ کی پہلی بار ملاقات ۵۵۰ھ

حضور غوث پاک سے ملاقات ہونے نہ ہونے کے متعلق مابین مورخین ایک معرکۃ الآرا بحث عرصہ سے چھڑی ہوئی ہے مگر ہمیں "سیر الاقطاب" و "مسالک السالکین" کے اس بیان سے اتفاق ہے کہ آپ کی ملاقات حضور غوث پاک سے دو مرتبہ ہوئی اور حسب آرائش محفل[52] پہلی ملاقات اسوقت ہوئی ہے جب آپ کی عمر بیس سال کی تھی حسب "سیر الاقطاب" قصبہ جبل[53] میں ہوئی۔ جبکہ آپ کا ابتدائی زمانہ تھا نیز حسب "اقتباس الانوار" دوسری ملاقات اسوقت جیلاں میں ہوئی جب آپ (بار اول) ہندوستان تشریف لے جا رہے تھے۔

مگر ہماری رائے میں "آرائش محفل" کے اس بیان کے پیش نظر کہ آپ بیس سال کی عمر میں حضور غوث پاک سے ملے ہیں زیادہ قرین قیاس ہے کہ آپ نے حضور خواجہ عثمان ہرونی رحمۃ اور شیخ نجم الدین سے حضور غوث پاک کی خدمت میں بار اول حاضر ہونیکے بعد ملاقات کی ہے۔ کیونکہ حضور غوث پاک سے پہلی ملاقات کا زمانہ تحصیل علم میں مصروفیت کا زمانہ تھا۔ اس لئے ان ایام میں آپ کا حضور خواجہ عثمان ہارونی رحمۃ کی خدمت بابرکت میں ڈھائی سال حاضر رہنا قرین قیاس نہیں (مولف)

پس بزمانہ تحصیل علم بیس سال کی عمر میں آپ اپنے ماموں حضور غوث الاعظم غلام محی الدین عبدالقادر جیلانی قدس سرہٗ کی خدمت اقدس میں پہلی بار حاضر ہوئے۔ یہ حاضری قصبہ جبل میں ہوئی۔ اس موقع پر آپ پانچ مہینہ سات دن تک حضور غوث پاک کی خدمت میں حاضر رہے۔ غوث پاک نے آپ کو اس ابتدائی حال میں دیکھ کر

---

[51] اہتاب اجمیر میں بھی آپ کا چوبیس سال کی عمر میں فارغ التحصیل ہونا لکھا ہے [52] تاریخی تذکرہ ہے [53] جبل کوہ جودی کے دامن میں آباد ہے۔ بغداد شریف سے اس کا فاصلہ سات منزل ہے۔ صاحب سیر العارفین کہتے ہیں کہ خواجہ غریب نواز جس حجرہ میں رونق افروز ہوئے تھے میں نے اس کی زیارت کی ہے۔ وہ آج تک موجود اور زیارت گاہ خلائق ہے۔ مرمت اسکی ہوتی رہتی ہے ۱۲

فرمایا "یہ مرد مقتدائے روزگار ہوگا - اور بہت لوگ اس سے منزل مقصود کو پہونچیں گے"

(ماخوذ از سیر اقطاب مسالک السالکین وغیرہ)

بیعت سلسلہ و قیام ۵۵۴ھ لغایتہ ۵۵۸ھ

تحصیل علم کے بعد آپ نے بتلاش پیر و مرشد سیر و سیاحت شروع فرمائی۔ آخر دُرِ مقصود سے دامن مُراد پُر ہوگیا۔ قصبہ ہاردن[51] میں پہونچکر خواجہ خواجگان حضرت خواجہ عثمان[52] قدس سرہٗ العزیز کے دست حق پر بیعت سلسلہ کی۔ اور ڈھائی سال تک آپ پیر و مرشد کی خدمت اقدس میں حاضر رہ کر صاحب اجازت ہوئے

(ماخوذ از مسالک السالکین وغیرہ)

شجرہ بیعت

حضرت خواجہ معین الدین چشتی سنجری رحمۃ اللہ علیہ وھو من حضرت خواجہ خواجگان خواجہ عثمان ہرونی قدس سرہٗ العزیز وھو من حاجی شریف زندانی رحمۃ اللہ علیہ وھو من حضرت خواجہ قطب الدین مودودی رحمۃ اللہ علیہ وھو من خواجہ ابو یوسف چشتی رحمۃ اللہ علیہ وھو من خواجہ محمد چشتی رحمۃ اللہ وھو من خواجہ احمد ابدال چشتی رحمۃ اللہ علیہ وھو من حضرت ابو اسحاق شامی چشتی رحمۃ اللہ علیہ وھو من حضرت خواجہ ممشاد علوی دینوری رحمۃ اللہ علیہ وھو من شیخ امین الدین ابی ہبیرۃ البصری رحمۃ اللہ علیہ وھو من سدید الدین رحمۃ اللہ علیہ وھو من سلطان ابراہیم بن ادھم بلخی رحمۃ اللہ علیہ وھو من خواجہ ابو فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ وھو من حضرت خواجہ عبد الواحد بن زید رحمۃ اللہ علیہ وھو من حضرت خواجہ شیخ حسن بصری انصاری رحمۃ اللہ علیہ وھو من حضرت امیر المومنین حضرت علی بن ابیطالب رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ (ماخوذ از مسالک السالکین)

شیخ نجم الدین کبریٰ سے ملاقات و قیام ۵۵۸ھ

بعد ازاں آپ قصبہ ہاردن سے قصبہ سنجار میں تشریف لائے یہاں آکر آپ نے شیخ نجم الدین کبریٰ سے ملاقات کی اور پندرہ دن[53] ان کے پاس قیام فرمایا

(از احسن السیر و مسالک السالکین)

---

[51] (الف) یہ مقام نواح نیشاپور میں ہے۔ (ب) حضرت شیخ نصیر الدین چراغ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے اسکو ہرون تحریر فرمایا ہے۔

[52] آپ کا وصال ۶۱۷ھ میں ہوا۔ (مسالک السالکین)

[53] دوسری روایت دو سال قیام کی بھی ہے۔ مگر وہ مطابقت نہیں کرتی (مولف)

حضور غوث پاک سے جیلاں میں باردویم ملاقات ۵۵۷ھ

یہ ملاقات اس وقت ہوئی جب حضور غوث پاک جیلاں[۵۱] میں تشریف رکھتے تھے اس موقعہ پر جب غریب نواز بسلسلہ سیاحت ہندوستان تشریف لانے لگے تو حضور غوث پاک نے جناب باری میں آپ کے واسطے دعائے خیر فرماکر رخصت کیا ہے۔ (اقتباس الانوار)

اس ملاقات کے دوران میں آپ جیلاں سے بغداد شریف حضور غوث[۵۲] پاک کے ہمراہ تشریف لائے۔

(خزینۃ الاصفیا)

دورانِ ملاقات میں آپ نے حضور غوث پاک سے کہا کہ انحضرت خدائے تعالیٰ کا کچھ تذکرہ فرمائیں حضور غوث پاک نے فرمایا ذکر اللہ تعالیٰ کے لئے گوشہ درکار ہے غریب نواز نے کہا کہ گوشہ جانے میں فقیر کے لئے دو چیزیں مانع ہیں ایک یہ کہ مبادا یہ بات میرے پیر روشن ضمیر کے کانوں تک پہونچے اور غیر سے ان کی خاطر شریف آزردہ ہو اور میرے حال کی خرابی کا باعث ہو کیونکہ میں کسی دوسرے کے کمال کو اپنے پیر[۵۳] کے کمال سے زیادہ اپنے عقیدہ میں نہیں جانتا ہوں نہ اُن کی ذات بابرکات میں کوئی قصور دیکھتا ہوں۔ اُن کو غیر ذات حق نہیں سمجھتا۔ بلکہ اکمل الاکملین روزگار جانتا ہوں لہٰذا مجھ سے یہ کیسے ہو سکتا ہے۔

(سیر الاقطاب)

اس کے علاوہ دوسرے اس وجہ سے بھی گوشہ گیری مناسب نہیں کہ اگر یہ گروہ محرم ہے تو اس سے کلمہ حق کہنے میں دریغ نہ ہونا چاہیئے۔ اور اگر نامحرم ہے تو یہ کیا سمجھیں گے کہ آپ نے کیا فرمایا یہ سُنکر غوث پاک نے سکوت اختیار فرمایا۔ کچھ جواب نہ دیا۔ (سیر الاقطاب)

جب آپ حضور غوث پاک کے یہاں مدعو ہوئے۔ تو آپ نے عرض کیا کہ میں چشتی ہوں غذائے روحانی درکار ہے۔ چونکہ حضور غوث پاک کو آپ کی خاطر دل سے منظور تھی فرمایا کہ اگرچہ میرے مشرب میں

---

۵۱ جیلاں وہ مقام ہے جو غوث پاک نے زمین خرید فرماکر اپنے فرزندان کی بود و باش کے لئے آباد فرمایا تھا ۱۲

۵۲ حضور غوث پاک کا وصال ۵۶۱ھ میں ہوا (سیر الاقطاب)

۵۳ اس سے ثابت ہے کہ غوث پاک سے اس باردویم ملاقات سے پہلے آپ حضرت خواجہ عثمان قدس سرہ العزیز سے بیعت کر چکے تھے۔

سماع نہیں ہے لیکن مجھے آپ کی خاطر منظور ہے۔ اس وقت بہت سے اولیائے اعلام مجلس عالی میں موجود تھے۔

حضور غوث پاک نے اپنی ردائے مبارک ایک خادم کو دیکر فرمایا کہ جس وقت میں مجلس سے باہر چلا جاؤں تو اس چادر کو حجرہ کے اندر بچھا کر باہر سے حجرہ کے کیواڑ بند کر دینا۔ پس جب حضور غوث پاک باہر تشریف لے گئے خادم نے ارشاد کی تعمیل کی حجرہ کے کیواڑ بند ہوتے ہی صدہا قسم کے راگ و ساز کی آواز آنے لگی اور مجلس سماع ایسی گرم ہوئی اور وجد حال کی یہ کیفیت ہوئی کہ دیکھنے والوں کی زبان پر کلمۂ "الٰہی خیر کیجیو" جاری تھا حضور غوث پاک اپنے اعصائے مبارک سے زمین کو اس زور سے دابے ہوئے تھے کہ چہرہ مبارک سرخ ہو گیا تھا۔ صدہا آدمی بیہوش از خود رفتہ ہو گئے یہاں تک کہ بہت سے زخمی ہوئے اور واصل بحق ہو گئے۔ آخر جب ایمائے مبارک حضور غوث پاک سماع بند ہوا بعد ازاں حضور غوث پاک کی خدمت میں عرض کیا گیا کہ آپ کیوں زمین کو زور سے دابے ہوئے تھے اور کیوں روئے مبارک سرخ و عرق آلود ہو رہا تھا فرمایا کہ جس وقت خواجہ صاحب پر وجد کی حالت طاری تھی اس وقت تمام زمین و آسمان شجر و حجر حالت وجد میں تھے اپنے عصا سے زمین کو اس لئے زور سے دابے ہوئے تھا کہ کہیں وہ ایسی جنبش نہ کرے جس سے خلق کی جان و مال کو نقصان پہونچے۔ (مسالک السالکین)

بغداد شریف میں مشائخین سے ملاقاتیں

سنہ ۵۵۰ھ

آپ نے دوران قیام بغداد شریف میں شیخ ضیاء الدین ابو نجیب رحمۃ اللہ علیہ (جن کا وصال بعمر ۷۳ سال ۵۶۳ھ میں ہوا) اور حضرت شیخ شہاب الدین عمر سہروردی رحمۃ اللہ علیہ (جن کا وصال بعمر ۹۳ سال ۶۳۲ھ میں ہوا) کے پیر و مرشد حضرت عبد القادر سہروردی رحمۃ اللہ علیہ سے ملاقات کی۔ (ماخوذ از اقتباس الانوار و مسالک السالکین وغیرہ)

حضرت شیخ احد الدین کرمانی رحمۃ اللہ علیہ اور شیخ شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ علیہ اس وقت ابتدائی حالت میں تھے۔ (مسالک السالکین)

مگر خزینۃ الاصفیا نے لکھا ہے کہ آپ نے شیخ احد الدین کرمانی[1] سے کرمان پہونچکر خرقہ خلافت پایا

[1] صاحب اقتباس الانوار شیخ احد الدین کرمانی حضرت شیخ رکن الدین بخاری کے مرید ہیں مگر دلیل العارفین کے اس بیان (شیخ احد الدین کرمانی آمد و دست بوس ادراک) سے پتہ چلتا ہے کہ شیخ موصوف غریب نواز کا مثل پیر کے ادب کرتے تھے (مولف)

ہمارے نزدیک یہ واقع قطعی قابل تسلیم نہیں۔ کیونکہ حسب مسالک السالکین اسوقت شیخ موصوف کا ابتدائی زمانہ تھا۔ دوسرے غوث پاک سے جو گفتگو (مندرجہ ملاقات دویم) آپ نے کی ہے اس کے پیش نظر یہ کسی طرح قرین قیاس نہیں کہ آپ نے سوائے اپنے پیر کے کسی اور سے خرقہ خلافت لیا ہو۔ بلکہ بعض نے شیخ احدالدین کرمانی کا آپ سے خرقۂ خلافت لینا لکھا ہے۔ مگر صاحب مسالک السالکین نے اسے بھی تسلیم نہیں کیا ہے۔ (مولف)

صاحب مسالک السالکین بحوالہ سیر العارفین لکھتے ہیں کہ اس وقت شیخ حسام الدین چلپی (خلیفہ بزرگ حضرت مولانا روم) مولانا موصوف کی خدمت میں مصروف مجاہدہ تھے۔ کہ آپ سے خرقہ خلافت پایا۔

صاحب "نفحات الانس" نے مولانا موصوف کا سنہ ولادت ۶۰۴ھ ارقام فرمایا ہے اس لئے مندرجہ بالا روایتہ بھی اس موقع سے متعلق نہیں ہو سکتی (مولف)

البتہ ہمیں صاحب "وقایع شاہ معین الدین" سے اس باب میں اتفاق ہے وہ لکھتے ہیں "شیخ احدالدین کرمانی با حضرت خواجہ اعتقاد راسخ پیدا شتند۔ بلکہ شیخ حسام الدین خلیفہ مولانا جلال الدین رومی می نگارند کہ ایشاں مرید و خلیفہ خواجہ بودند۔"

آپکی سیاحت کے متعلق چند ضروری امور کی تحقیقات

آپ نے مختلف اوقات میں ہندوستان وغیرہ کے سفر کئے ہیں (جن کی تفصیلات آگے درج ہیں) مگر ان سب سفروں میں گذرنے والے مقامات ایک ہی سفر ہند کے ذیل میں لکھدئے گئے ہیں نیز بعض ایسے مقامات جہاں بروایتہ دلیل العارفین وغیرہ آپ کا پہونچنا ثابت ہے) کا تذکرہ تک بھی اس سلسلہ سفر میں نہیں کیا گیا ہے۔ علاوہ ازیں دیگر وجوہات سے بھی یہ سفر نامکمل معلوم ہوتا ہے تفصیلات حسب ذیل ہیں۔

۱۔ حسب خزینۃ الاصفیا وغیرہ تمبریز سے اصفہان کا سفر اگر ۵۶۱ھ کے سفر ہند کے سلسلہ میں مانا جائے تو اسوقت حضرت خواجہ قطب الاقطاب (بعمر ۷۴ سال ۶۳۳ھ یا ۶۳۴ھ میں وفات پانے کے پیش نظر بھی) کی عمر ایک یا دو سال کی تھی اس لئے اس سفر میں بمقام اصفہان قطب الاقطاب کا حضرت محمود اصفہانی کی طرف مریدی کے لئے رغبت کرنا اور غریب نوازؒ کی طرف راغب ہو کر مرید ہونا غیر ممکن ہے علاوہ ازیں حسب خزینۃ الاصفیا آپ کا سفر خراسان سے (۵۱۱ھ) میں واپس آنا اور حسب دلیل العارفین حضرت قطب صاحب کو ساتھ لیکر

دوبارہ حرمین شریف کا سفر کرنا۔ نیز بصرہ۔ ملتان۔ حصار وغیرہ کا ان میں کہیں نام نہیں ہے حالانکہ دلیل العارفین وغیرہ کی روایات سے ان مقامات پر آپ کا پہونچنا ثابت ہے لہذا معلوم ہوا کہ بعض سفر اس سلسلۂ سفر میں شامل بھی نہیں کئے گئے ہیں ان حالات میں ہمیں آپ کی سیاحت بسمت ہندوستان بار اول اور سفر ہندوستان بار دویم وغیرہ کا مطابق روایات قرین قیاس سفرنامہ مرتب کرنا لازمی ہے۔ قبل اس کے کہ ہم سفرنامہ پیش کریں یہ امر قابل لحاظ ہے کہ سیاحت میں کسی مقام سے پیچھے واپس جانا ممکن ہے مگر کسی خاص جگہ جانے کا عزم کرکے جانے میں اس کا امکان نہیں اس لئے ہماری رائے میں سنہ ۵۶۱ھ میں سفر بجانب ہند سیاحت کے ذیل میں ہے اور حرمین سے ہندوستان بار دویم جانا سرور عالم کے ارشاد کے مطابق سفر ہند کے سلسلہ میں ہے۔ اس لئے اس سفر میں بعجلت تعمیل ارشاد نبوی کے پیش نظر آپ کا کسی مقام پر زیادہ قیام کرنا یا راستہ سے ہٹے ہوئے مقامات کی سیاحت کرتے ہوئے ہندوستان جانا قرین قیاس نہیں ہے۔ لہذا ہماری رائے میں پیر و مرشد کے ساتھ سفر کرنے کے علاوہ بقیہ سیاحت و سفر کا حسب ذیل نقشہ صحیح معلوم ہوتا ہے۔

۱۔ سیاحت بسمت ہندوستان براہ ہمدان۔ تبریز۔ میںا۔ خرقان استرآباد۔ ہرات۔ سبزہ وار۔ حصار۔ بلخ غزنین۔ ملتان وواپسی بغداد درمیان سنہ ۵۵۶ھ و سنہ ۵۶۲ھ

۲۔ بغداد سے سفر اوش و اصفہان سنہ ۵۸۲ھ

۳۔ بغداد سے سفر حرمین بعدہٗ مدینہ منورہ سے سفر ہندوستان براہ بصرہ۔ کرمان۔ ہرات۔ سبزہ وار۔ لاہور اجمیر۔ درمیان سنہ ۵۸۳ھ و ۵۸۶ھ۔

۴۔ ورود لاہور و دہلی سنہ ۶۰۲ھ

۵۔ خراسان سے ورود لاہور سنہ ۶۱۱ھ

نیز ایک ہی سلسلہ میں ہندوستان کے چہار ورود کے زمانوں کے بیتنے اور حالات ایک ہی موقع کے متعلق متضاد بیانات نظر آکر چیستان بن گئے ہیں چونکہ اب تک ہندوستان کا ایک سفر تصور کیا جاتا تھا۔ اور مورخین کے لئے جبکہ وہ دیکھتے تھے کہ اسی ایک سفر کے سلسلہ میں ایک جگہ آپ کے ورود ہند کا سنہ ۵۶۱ھ تحریر ہے پھر اسی سفر کے سلسلہ میں رجو در اصل ہندوستان کا دوسرا ورود تھا)

تھریر ہے کہ رائے پتھورا کا زمانہ تھا اور شہاب الدین غوری نے اس زمانہ میں اجمیر فتح کیا تھا بعد ازاں اسی ایک ورود ہند (جو در اصل بار سویم ورود ہند تھا یعنی خراسان سے وارد ہند ہو کر لاہور سے دہلی آنے کا موقعہ تھا) کا پتہ یہ لکھا جاتا ہے کہ جب شہاب الدین غوری نے غزنی جاتے ہوئے انتقال کیا اور اس موقع پر آپ کا قیام گاہ دہلی میں راجہ کا محل بتایا جاتا ہے حالانکہ ان سنین میں دہلی تسخیر نہیں ہوئی تھی۔ اس لئے راجہ کے محل یا اس کے متعلق عمارت میں مقام کرنا قرین قیاس نہیں۔ نہ ان سنین میں شہاب الدین غوری کا انتقال ہوا بلکہ شہاب الدین کا سنہ وفات ۶۰۲ھ ہے۔ مگر بار چہارم ورود ہند کا (جو ۵۶۱ھ میں بعد سفر خراسان ہوا) اس سلسلہ میں کہیں تذکرہ نہیں جسکی تفصیلات آگے درج ہیں (مولف)

۵۵۰ھ بغداد شریف سے بسلسلہ سیاحت سفر ہند بار اوّل

بغداد شریف سے آپ ۵۵۰ھ میں بسلسلہ سیاحت ہندوستان روانہ ہوئے۔ دوران سفر میں آپ نے حسب ذیل مقامات پر ورود فرمایا۔

(ماخوذ از مسالک السالکین)

ہمدان میں پہونچکر آپ نے حضرت خواجہ یوسف[52] ہمدانی کے مزار شریف سے فیض باطنی حاصل کیا۔

(خزینۃ الاصفیا)

تبریز میں آپ نے خواجہ ابوسعید[53] تبریزی قدس سرہٗ العزیز (جو حضرت جلال[54] الدین تبریزی کے پیر و مرشد ہیں) ملاقات کی۔

(خزینۃ الاصفیا)

۵۵۰ھ۔ ۵۵۹ھ قیام مِنا

مِنا میں پہونچکر آپ نے شیخ ابوسعید ابوالخیر[55] کے مزار اقدس پر دو سال قیام فرمایا اور فیوض باطنی حاصل کئے۔

(مسالک السالکین)

خرقان خرقان میں آپ نے شیخ ابوالحسن[56] خرقانی کے مزار سے فیض باطنی حاصل کیا۔

(ماخوذ از مسالک السالکین و خزینۃ الاصفیا)

---

[51] دہلی ۵۸۸ھ میں فتح ہوئی اور ۵۸۹ھ میں اسپر بذریعہ قطب الدین ایبک اسلامی قبضہ ہوا (فرشتہ) [52] حضرت یوسف ہمدانی کا وصال ۲۷ رجب ۵۳۵ھ میں ہوا (مسالک السالکین) [53] و [54] حضرت جلال الدین تبریزی قدس سرہٗ بڑے عالی رتبہ شیخ تھے حضرت نظام الدین محبوب الٰہی فرماتے ہیں شیخ ابوسعید تبریزی ایسے عظیم المراتب شیخ تھے کہ حضرت جلال الدین تبریزی جیسے ستر مرید انکی خدمت میں تھے (مسالک السالکین) [55] شیخ ابوسعید ابوالخیر کا وصال ۴ شعبان ۴۴۰ھ میں ہوا (مسالک السالکین) [56] شیخ ابوالحسن خرقانی کا وصال ۴۲۵ھ میں ہوا۔ (مسالک السالکین)

استرآباد یہاں تشریف فرما ہو کر آپ نے شیخ ناصر الدین استرآبادی سے ملاقات کی یہ شیخ بزرگ عظیم القدر تھے اور دو واسطوں سے حضرت سلطان العارفین خواجہ بایزید بسطامیؒ سے نسبت رکھتے تھے۔ انکی عمر ایک سو ستائیس بقول دیگر ایک سو ستر سال کی تھی۔ یہ حضرت شیخ ابوسعید ابوالخیر رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت شیخ ابوالحسن خرقانیؒ کے فیض صحبت سے مستفیض ہونے پر فخر کیا کرتے تھے۔ (مسالک السالکین و خزینۃ الاصفیا)

ہرات استرآباد سے آپ ہرات تشریف فرما ہوئے۔ یہاں آپ اکثر اوقات حضرت شیخ عبداللہ انصاری کے قبہ مبارک میں شب بیداریاں فرماتے تھے اور نماز عشا کے وضو سے صبح کی نماز ادا کرتے تھے۔

سنہ ۵۶۰ھ (مسالک السالکین)

محمد یادگار کی دربار خواجہ میں باریابی جب آپ کی بزرگی اور کشف و کمالات کا شہرہ ہوا۔ اور خلقت کا ہجوم ہوا اور آپ ہرات سے اٹھکر سبزوار میں تشریف لائے۔ وہاں کا حاکم محمد یادگار نہایت ظالم و بدمزاج تھا اور رفض میں حد درجہ غلو رکھتا تھا اس کا ایک باغ حوالی شہر میں تھا باغ میں ایک حوض پر آب نہایت صفائی اور لطافت سے واقع تھا۔ آپ اس باغ میں وارد ہوئے۔ اور حوض میں غسل کر کے دوگانہ بجالائے اور حوض کے کنارے بیٹھکر تلاوت قرآن مجید میں مشغول ہوئے۔ اس وقت محمد یادگار کی آمد آمد کی خبر مشہور ہوئی۔ خادم نے اس خوف سے کہ شاید آپ کی جناب میں بے ادبی سے پیش آئے آپ سے عرض کیا کہ حاکم جابر آ رہا ہے باغ میں بیٹھنا مناسب نہیں بہتر ہے کہ باہر تشریف لے چلیں آپ نے اس کا اضطراب دیکھ کر تبسم فرمایا اور کہا کہ اگر تجھکو خوف ہے تو تو فلاں درخت کے نیچے بیٹھ اور قدرت کا تماشہ دیکھ ابھی یہی گفتگو ہو رہی تھی کہ فراشوں نے پہونچکر حوض پر آپ کے پہلو میں فرش و غالیچے بچھانے شروع کئے لیکن آپ کی عظمت و شوکت کی وجہ سے ان کو یہ کہنے کی جرات نہ ہوئی کہ یہاں سے اٹھ جائے ناگاہ محمد یادگار کی سواری آ پہونچی اس نے آپ کو اس مقام پر دیکھکر اپنے خدمتگاروں سے گھور کر کہا کہ اس فقیر کو یہاں کیوں رہنے دیا اور باغ سے باہر کیوں نہ کیا یہ سنکر آپ نے سر مبارک اٹھایا اسکی طرف دیکھا نظر کا چار ہونا تھا کہ وہ مثل بید کے کانپ کر زمین پر گر پڑا اور بیہوش ہو گیا۔ یہ حال دیکھکر اس کے ہمراہی حواس باختہ ہو گئے دوڑ کر آپ کے قدموں پر گر پڑے اور نہایت منت و سماجت سے طالب معافی ہوئے آپ نے خادم کو اشارہ فرمایا اس نے تھوڑا پانی حوض سے لیکر

پیش کیا آپ نے بسم اللہ الرحمن الرحیم پڑھکر محمد یادگار کے منہ پر چھینٹا مارا محمد یادگار کو ہوش آگیا اور اُس نے آپ کے قدموں پر سر رکھ کر نہایت عاجزی اور انکساری سے معذرت چاہی آپ نے چند کلمات نصیحت آمیز فرمائے جس کو سُنکر یادگار محمد اور اُس کے ساتھی رونے لگے اور اسی وقت رفض اور جمیع منہیات سے تائب ہوئے۔ یادگار محمد نے حسب ارشاد آپ کے وضو کر کے دوگانہ شکریۂ توفیق توبہ ادا کیا اور بہ عقیدت تمام مع اپنے کل توابع کے مُرید ہوئے اور اپنا کل مال و اسباب فقرا کو تقسیم کر کے اور لونڈی غلاموں کو آزاد اور بیویوں کو طلاق دیکر تارک الدنیا ہو گئے اور آپ کی خدمت میں صحبت اختیار کی۔ جب آپ تشریف لیجانے لگے تو حصار شادمان تک آپ کے ہمراہ آئے چونکہ وہ عرصہ قلیل میں آپ کی تربیت و برکت صحبت سے عارفان اور واصلان حق میں سے ہو گئے تھے۔ اس لئے آپ نے اس نواح کو بالفعل ان کی حمایت میں چھوڑ کر انہیں وہاں مقیم کیا۔

(از مسالک السالکین)

محمد یادگار کے ہندوستان آنیکے متعلق متضاد بیانات اور انکا فیصلہ

فرشتہ اور صاحب تذکرۃ الاولیائے ہند نے محمد یادگار سبزواری کا ہندوستان آنا تسلیم نہیں کیا۔ وقائع شاہ معین الدین چشتی کا بیان ہے "چند روز وہاں (سبزہ وار) قیام فرمانے کے بعد غریب نواز حصار تشریف لے گئے۔ اور اُس سرزمین کو محمد یادگار کی سپرد فرمایا۔ خود بلخ کی طرف روانہ ہوئے۔ محمد یادگار نے تمام عمر وہیں بسر کی ان کا مزار وہیں ہے" مگر صاحب مسالک السالکین غریب نواز کے ہمراہ بائیں وجہ ان کے آنے کے مقر ہیں کہ اُن کی اولاد اجمیر میں موجود ہے نیز سیر الاقطاب میں پرتھوی راج کے زوال سے قبل (یعنی ۵۸۸ھ میں) ان کا غریب نواز کے لئے (جبکہ آپ سداہار پہاڑی پر لب آناساگر مقیم تھے) اجمیر کی آبادی میں جائے رہائش منتخب کرنے کے لئے جانا مرقوم ہے اس لئے ان کا غریب نواز کے ہمراہ ہند وستان آنا ثابت ہے اُن کی اولاد آج تک بلقب شیخ زادگان اجمیر میں موجود ہے نیز صاحب تذکرۃ الاولیائے ہند۔ اپنے آپ کو محمد یادگار کا ہم جد لکھتے ہیں۔ (مولف)

ان دونوں متضاد روایتوں میں اس طرح تطابق ہوتا ہے کہ غریب نواز نے بار اول ورود ہند یعنی ۵۶۱ھ کے موقعہ پر محمد یادگار کو مرید کیا۔ اور حسب روایۃ فرشتہ وغیرہ انہیں اسوقت وہیں چھوڑا مگر دوسرے

۵۱ھ د (الف) روضۃ الصفا کی جلد ہفتم میں مرقوم ہے کہ مرزا یادگار محمد حاکم سبزہ وار کو سلطان حسین بایقرا نے قتل کیا۔ بقیہ مضمون صفحہ ۱۷ پر

وردو ہند کے موقعہ پہ یہ غریب نواز کے ساتھ (۵۶۱ھ) ہیں حسب روایتہ سالک السالکین وسیر الاقطاب اجمیر آئے (مولف)

۵۵۶ھ
بلخ میں حکیم ضیاالدین کا مرید ہونا

الغرض سبزوارسے آپ براہ حصار[1] بلخ پہونچکر چند روز حضرت احمد خضرویہ رحمۃ اللہ علیہ کی خانقاہ میں مقیم رہے اس وقت بلخ میں ایک فاضل حکیم مولانا ضیاالدین تھے ان کو علوم فلسفہ میں پوری مہارت تھی لیکن عقیدہ ان کا فاسد تھا۔ علم تصوف کو ہذیان اور اہل تصوف کو مخبوط اور دیوانہ کہتے تھے بلخ کے قریب ان کا ایک باغ و مدرسہ تھا اس میں لوگوں کو تعلیم علوم حکمت و فلسفہ کی دیتے تھے۔

حضور غریب نواز کے پاس حالت سیر وسیاحت میں ہمیشہ تیر کمان، چقماق اور نمکدان رہتا تھا جب بیابان اور غیر آباد مقام میں رہنے کا اتفاق ہوتا اور افطار کے واسطے کچھ بہم نہ پہونچتا تو طیور کا شکار کرکے روزہ افطار فرماتے تھے قضا کار ایک روز آپ کا گذر مولانا ضیاالدین کے باغ میں ہوا۔ اس روز آپ نے ایک کلنگ شکار کیا خادم سے اسکے کباب تیار کرنے کو فرمایا اور آپ نماز میں مشغول ہوئے۔ اس اثنا میں مولانا نے آپ کو نماز پڑھتے اور خادم کو کباب تیار کرتے پایا وہ آپ کے پاس آئے جب آپ نماز سے فارغ ہوئے تو آپ کو باادب تمام سلام کرکے مودب بیٹھ گئے اتنے میں خادم کباب تیار کرکے لایا آپ نے بسم اللہ الرحمن الرحیم کہکر ایک ران کلنگ کی مولانا کو عنایت فرمائی اور دوسری ران میں سے کسی قدر خود تناول فرمایا۔

کباب کا کھانا تھا کہ ظلمت انکاری اور زنگ علوم فلسفہ کا دل سے دور ہو گیا۔ اسرار الٰہی ان پر منکشف ہو گئے۔ اور یکایک بیہوش ہو گئے آپ نے اپنے پس خوردہ میں سے کسیقدر لیکر مولانا کے منہ میں دیا

بقیہ مضمون صفحہ ۱۶ ...اسلئے ممکن ہے ہمنام اور سبزوار ہونیکی وجہ سے بعض لوگوں کو غلط فہمی ہوئی ہو۔ اور انکو غریب نواز کے ساتھ آنے والا یادگار محمد سمجھ کر ان کے ہندوستان آنیکی تردید کی ہو۔ حالانکہ ان کا سنہ شہادت ۸۷۵ھ ہے یعنی غریب نواز کے وصال سے دو سو بیالیس ۲۴۲ سال بعد کا زمانہ ہے۔ اسلئے یہ غریب نواز کے ساتھ آنے والے یادگار محمد نہیں ہو سکتے (مولف)

(ب) واضح رہے سبزوار دو ہیں ایک ایران میں دوسرا افغانستان میں مندرجہ بالا یادگار محمد سبزواری ایرانی ہیں اور غریب نواز کے ہمراہ آنے والے یادگار محمد سبزواری افغانی ہیں یہ سبزوار ہرات کے قریب اور ایرانی سبزوار موجودہ ریلوے اسٹیشن شاہرود کے قریب ہے۔ دیکھئے نقشہ ایران و افغانستان منسلکہ (مولف)

[1] حصار سبزوار اور بلخ کے درمیان ہے۔ (ماخوذ از وقائع شاہ معین الدین)

کہ ان کو ہوش آگیا۔ پھر مولانا نے تائب ہو کر کل کتابیں فلسفہ کی دریا میں غرق کرا دیں مع اپنے تلامذہ کہ آپ کے مرید ہوئے اور آپ کی خدمت و صحبت اختیار کی جب آپ کی شہرت ہوئی اور لوگوں نے ہجوم کیا تو آپ نے مولانا کو خرقہ خلافت عطا فرما کر وہاں چھوڑا۔ خود سفر اختیار کیا۔ (ماخوذ از تاریخ شاہ معین الدینؒ مسالک السالکین)

غزنین سنہ ۵۶۰ھ

بلخ سے غزنی پہونچکر آپ نے حضرت شیخ عبدالواحد (جو شیخ نظام الدین ابو المؤید کے پیر ہیں) سے ملاقات کی۔ (خزینۃ الاصفیا)

ورود ہند بار اول سنہ ۵۶۱ھ

غزنین سے روانہ ہو کر آپ پہلی بار بروایات متواتر بتاریخ ۱۰ محرم الحرام سنہ ۵۶۱ھ ہندوستان میں تشریف فرما ہوئے اسوقت خسرو ملکؒ بن خسرو شاہ غزنوی (جو بہرام شاہ کا پوتا تھا) لاہور میں حکمران تھا۔ (ماخوذ از تاریخ فرشتہ وغیرہ)

مگر اس زمانہ میں چونکہ رونق اسلام صرف لاہورؒ[۲] اور ملتانؒ[۳] تک تھی اور یہی ہر دو مقامات شمالی ممالک سے آنیوالے کے لئے قیام و سیر کے قابل تھے۔ اسلئے قرین قیاس ہے کہ اس ورود ہند کے موقع پر آپ صرف لاہور و ملتان تک ہی تشریف لائے۔ (ماخوذ از تاریخ فرشتہ)

چنانچہ آپ فرماتے ہیں کہ "در ملتان بودم از بزرگے شنیدم"۔ (دلیل العارفین)

ہندوستان سے واپسی اور بیعت اتصالی سنہ ۵۶۲ھ

ہندوستان سے واپسی کے بعد آپ نے دوبارہ حاضر خدمت ہو کر خواجۂ خواجگان خواجہ عثمان ہرونی قدس سرہ العزیز سے بیعت اتصالی کی۔ بعض لوگ یہ اعتراض کرتے ہیں کہ ہندوستان آکر آپ کا واپس جانا کسی

[۲] ۵۸۳ھ میں خسرو شاہ غزنوی نے انتقال کیا اسکا بیٹا خسرو ملک لاہور میں تخت نشین ہوا۔ اسے شکست دے کر غیاث الدین محمد سام نے ۵۸۳ھ میں لاہور پر قبضہ کر لیا۔ (روضۃ الصفا)

[۳] (الف) ۳۹۶ھ میں سلطان محمود غزنوی نے ملتان تسخیر کیا اور لشکر کے احضار کا حکم نافذ کیا۔ اسلئے کہ ملتان کا والی شیخ حمید لودھی امیر ناصر الدین سبکتگین سے اخلاص کا سلوک رکھکر خدمات شایستہ بجا لاتا تھا۔

(ب) ۴۱۷ھ میں سومنات کی واپسی پر سلطان محمود غزنوی سندھ کے بیابان کی راہ سے ملتان جانا چاہتا تھا کہ ایک ہندو رہبر نے بسبب دشمنی سلطان کو مع لشکر کے بے آب بیابان میں پہونچا دیا تاکہ ہلاک ہو جاویں۔ سلطان نے رہبر کو سزائے قتل دی اور خود غزنی روانہ ہوا۔ اور ۴۱۸ھ میں مع ایک لشکر عظیم کے ملتان کی طرف رخ کیا اور وہاں پہونچکر ایک جنگ عظیم کے بعد ان جٹوں کی گوشمالی کی۔

(ج) ۴۳۲ھ میں محمد مکحول نے اپنے چھوٹے لڑکے کو سپہ سالار پشاور اور ملتان کا مقرر کیا۔

(د) ۴۴۱ھ میں علی بن ربیع غزنی سے پشاور کیطرف مع ایک کثیر تعداد زر و جواہر کے بھاگا اور اسنے اپنے ہمراہ ہونگی۔ بقیہ مضمون صفحہ نمبر ۱۹

روایت سے ثابت نہیں۔ مگر ہمارے نزدیک ہر چہار روایات ورود ہند کے درمیان بعد عظیم ہونے نیز سیاق روایات سے آپ کا چار مرتبہ ہندوستان تشریف لانا ثابت ہے جس کی تفصیل ہر چہار ورود ہند کے مواقع پر لکھی گئی ہے مجملاً حسب ذیل ہے [illegible]

"آپ کا [illegible] بار ورود ہند"

حسب دلیل العارفین [illegible] وقت اجمیر ہندوں کی ملکیت تھی۔ اور حسب مسالک السالکین وتاریخ فرشتہ وغیرہ اجمیر میں پتھوی راج کی حکومت تھی۔ اور یہ وہ زمانہ تھا کہ جب شہاب الدین غوری نے پتھوی راج پر آخری بار حملہ کرکے اجمیر فتح کیا اور پتھوی راج کو زندہ گرفتار کیا چونکہ یہ واقعہ بالاتفاق ۵۸۸ھ میں ہوا ہے اسلئے آپ کا دوسری بار ورود ہند ۵۸۸ھ میں ہونا ثابت ہے۔

"آپ کا ورود ہند بار سوئم"

صاحب سیر العارفین کا بیان ہے کہ جب معز الدین سام غزنی جاتے ہوئے راستہ (۶۰۲ھ) میں واصل بحق ہوا اس زمانہ میں آپ وارد لاہور ہوئے۔

آپ کا ورود ہند بار چہارم

حسب خزینۃ الاصفیا بموجب ارشاد حضرت قطب صاحبؒ جب آپ خراسان سے ہندوستان وارد ہوئے (جسکا مفصل حال آگے درج ہے) اسوقت قباچہ بیگ اور کفار مغلوں کے درمیان جنگ شعلہ زن تھی۔ اور قطب صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی استعانت باطنی سے قباچہ بیگ نے فتح پائی۔ چونکہ حسب منتخب التواریخ یہ جنگ قطب الدین ایبک کے انتقال کے بعد قباچہ بیگ اور کفار مغلوں سے سنہ ۶۱۱ھ میں ہوئی۔ لہٰذا غریب نواز کا چوتھی بار وارد ہندوستان ہونے کا سال بھی یہی ہے۔

مندرجہ بالا بالتفصیلات کے پیش نظر آپکا چار مرتبہ ہندوستان تشریف لانا بخوبی ثابت ہے اور مرقومہ سابقہ ہر چہار ورود ہند کی متضاد روایات (جو ایک ہی سفر ورود ہند میں لکھی گئی ہیں) کی مطابقت

بقیہ مضمون صفحہ ۱۸ —

(۱) امداد سے اس خطہ کو ملتان اور سندھ تک اپنے قبضہ میں لایا۔ وغیرہ وغیرہ (از فرشتہ)

(۲) بوجوہات مندرجہ بالا ثابت ہے کہ [illegible] یہاں رونق اسلام تھی (مولف)

مطابقت ہو جاتی ہے۔

واقعات بیعت اتصالی رسالہ "انیس الارواح" میں بیعت قربیت کے مفصّل واقعات خود حضور غریب نواز اس طرح تحریر فرماتے ہیں۔

"یہ مسلمانوں کا دعاگو معین الدین حسن سنجری بمقام شہر بغداد خواجہ جنید قدس سرہٗ العزیز کی مسجد میں دولت پابوسی حضرت خواجہ ہرونی قدس سرہٗ العزیز سے مشرف ہوا۔

اس وقت مشایخ کبار حاضر خدمت اقدس تھے جب اس درویش نے سر نیاز زمین پر رکھا پیر و مرشد کا ارشاد ہوا۔ دو رکعت نماز ادا کر میں نے ادا کی۔ فرمایا قبلہ رو بیٹھ۔ میں بیٹھ گیا حکم دیا سورۃ بقرہ پڑھ میں نے پڑھی فرمان ہوا اکیس بار درود شریف پڑھ میں نے پڑھا۔ پھر آپ کھڑے ہو گئے اور میرا ہاتھ پکڑ کر آسمان کی طرف منہ کیا۔ اور فرمایا۔ آ تاکہ میں تجھے خدا تک پہونچا دوں اور مقراض لے کر دعاگو کے سر پر چلائی۔ کلاہ چہار ترکی اس عقیدت کیش کے سر پر رکھی۔ گلیم خاص عطا فرمائی۔ اور ارشاد فرمایا بیٹھ جا میں بیٹھ گیا فرمایا ہمارے خانوادہ میں ایک شبانہ روز مجاہدہ کا معمول ہے تو آج کے دن اور رات بھر مشغول رہ یہ درویش بحکم بشارت محترم مشغول رہا۔ دوسرے دن جب حاضر خدمت ہوا۔ ارشاد فرمایا کہ بیٹھ جا اور ہزار بار سورہ اخلاص پڑھ میں نے پڑھی پھر فرمایا آسمان کی طرف دیکھ میں نے دیکھا۔ فرمایا کہاں تک دیکھتا ہے عرض کیا عرش اعظم تک۔ فرمایا زمین کی طرف دیکھ میں نے دیکھا فرمایا کہاں تک دیکھتا ہے عرض کیا تحت الثریٰ تک فرمایا پھر ہزار بار سورہ اخلاص پڑھ میں نے پڑھی فرمایا پھر آسمان کی طرف دیکھ میں نے دیکھا فرمایا اب کہاں تک دیکھتا ہے میں نے عرض کیا حجاب عظمت تک فرمایا آنکھیں بند کر میں نے بند کر لیں فرمایا کھول میں نے کھولیں۔ پھر مجھے اپنی دو انگلیاں دکھائیں اور فرمایا کیا دیکھتا ہے میں نے عرض کیا ہژدہ ہزار عالم دیکھتا ہوں فرمایا جا تیرا کام پورا ہوا۔

سامنے پڑی ہوئی ایک اینٹ کے لئے فرمایا کہ اسکو اٹھا میں نے اٹھایا تو مٹھی بھر دینار برآمد ہوئے فرمایا ان کو لیجا کر فقراء میں صدقہ کر میں نے حکم کی تعمیل کی۔ اور حاضر خدمت ہو گیا۔ ارشاد ہوا چند روز ہماری صحبت میں رہ۔ عرض کیا تابع فرمان ہوں" (ماخوذ از انیس الارواح)

۵۶۲ھ ۵۸۲ھ

مرشد کے ہمرکاب سیاحت

سفر حرمین شریف حضرت خواجہ غریب نواز فرماتے ہیں کہ بعد ازاں میں چند دن پیرِ مرشد کی خدمت حاضر رہا پھر آنحضرت نے اس دعاگو کو ساتھ لیکر سفر خانہ کعبہ کا اختیار فرمایا الغرض ایک شہر میں پہونچے یہاں ایک جماعت درویشوں کی دیکھی جو شرابِ عشق الٰہی سے سرشار در عالم سکر و حیرت میں از خود رفتہ تھی چند روز ان کی صحبت میں رہنے کا اتفاق ہوا مگر وہ حضرات عالم صحو میں نہ آئے۔

(از انیس الارواح)

بعد ازاں مکہ معظمہ پہونچے اور زیارت و طواف خانہ کعبہ سے فارغ ہوئے۔ پیر و مرشد نے یہاں بھی میرا ہاتھ پکڑا اور حق تعالیٰ کے سپرد کیا اور زیر ناودان خانہ کعبہ دعاگو کے باب میں مناجات کی۔ آواز آئی ہم نے معین الدین کو قبول کیا پھر مدینہ منورہ آئے اور روضہ مقدسہ حضور سرور عالم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہوئے مجھ سے فرمایا سلام عرض کر میں نے سلام عرض کیا آواز آئی وعلیکم السلام یا قطب المشائخ بر و بحر یہ آواز سنکر حضرت خواجہ اعظم نے فرمایا اب تیرا درجہ کمال کو پہونچ گیا۔ (ماخوذ از انیس الارواح)

ورود بدخشاں[1] پھر بدخشاں پہونچے یہاں ایک بزرگ حضرت جنید رحمۃ اللہ علیہ کے پیشکاروں میں سے تھے اُن کی عمر سو سال کی تھی از حد مشغول تھے۔ ان کا ایک پاؤں کٹا ہوا تھا جب اُس کی نسبت دریافت کیا گیا تو کہنے لگے کہ ایک موقع پر میں نے اپنی خواہش نفس سے اُس پاؤں کو صومعہ سے باہر نکالا تھا کہ یہ ندا آئی اے مدعی یہی عہد تھا جو فراموش کر دیا میں نے اُسی وقت اس پاؤں کو کاٹ کر پھینک دیا اس واقع کو گذرے چالیس سال ہو گئے اس وقت سے عالم حیرت میں مبتلا ہوں کہ کل قیامت کے دن کیونکر درویشوں میں منہ دکھاؤں گا (از انیس الارواح)

ورود بخارا بدخشاں سے آپ بخارا پہونچے اور یہاں کے صدر مشائخ سے ملے جو دوسرے عالم میں تھے جنکی تعریف و توصیف حد بیان سے باہر ہے۔ الحاصل دس سال تک میں حضرت

---

[1] ان حضرات سے مراد ہے جن کے ذریعہ اہل حاجت اپنے معاملات باطنی طور پر پیش کرتے ہیں۔

میں حضرت خواجہ اعظم کی ہمرکابی میں مسافر رہا۔ بعدازاں حضرت خواجہ اعظم واپس بغداد تشریف لائے اور غلت گزیں ہوئے۔ (ماخوذ از انیس الارواح)

بقیہ مزید دس سال ۵۷۲ھ ۵۸۲ھ غریب نواز فرماتے ہیں چند دن بعد آنحضرت نے پھر مسافرت اختیار فرمائی اور میں مزید دس سال تک آنحضرت کا رخت خواب دربانی کی چھاگل سر پر لئے سفر میں ساتھ رہا اس دس سال کے دوران سفر میں آپ کا مرشد کے ہمرکاب حسب ذیل مقامات پر پہونچنا قرین قیاس ہے۔

اوش فرمایا ایک وقت دعاگو اور شیخ عثمان ہارونی معہ ایک اور درویش کے مسافرت میں تھے ہم شیخ بہاؤالدینؒ بختیار اوشی سے ملے یہ بڑے بزرگ تھے اور واصلان حق میں سے تھے ان کے یہاں یہ رسم تھی کہ جو کوئی اُن کی خانقاہ میں آتا وہ محروم نہ جاتا۔ اگر برہنہ آتا اسکو کپڑے دیتے اور ان کے لئے عالم غیب سے اور کپڑے آجاتے۔ الغرض کچھ دن ہم ان کی صحبت میں رہے۔ اُن درویش نے کہا کہ اوّل نصیحت یہ ہے کہ اے درویش جو کچھ تجھے ملے وہ خدا کی راہ میں دنیا اور دولت جمع نہ کرنا اور خدا کے بندوں کو کھانا پہونچانا تاکہ خدا کے دوستوں میں ہو جائے (دلیل العارفین)

حضرت قطب صاحبؒ کا آپ کی خدمت میں حاضر ہونا۔ اس موقعہ پر حضرت خواجہ قطب صاحبؒ کو ان کی والدہ نے آپکی خدمت میں بھیجا۔ اسوقت حضرت قطب صاحبؒ کی عمر چار برس چار ماہ چار دن کی تھی۔ غریب نوازؒ نے چاہا کہ آپ کا تختہ لکھیں۔ مگر غیب سے آواز آئی کہ اے خواجہ ابھی لکھنے میں توقف کرو۔ قاضی حمیدالدین ناگوری آتا ہے۔ وہ ہمارے قطب کا تختہ لکھے گا اور تعلیم دیگا۔ پس قاضی صاحب طرفۃ العین میں آگئے۔ غریب نواز نے تختہ ان کے ہاتھ میں دیدیا۔ (مسالک السالکین)

سیوستان غریب نواز نے فرمایا ایک وقت میں حضرت خواجہ عثمان ہارونی کے ہمرکاب سیوستان کے سفر میں تھا وہاں ایک صومعہ تھا اُس میں ایک بزرگ رہا کرتے تھے انکا نام شیخ صدرالدین محمد احمد سیوستانی تھا یہ بزرگ بہت مشغول تھے میں چند دن تک ان کی خدمت میں رہا جو شخص اُن کے صومعہ میں آتا محروم نہ جاتا اور عالم غیب سے کوئی چیز لاکر اسکے ہاتھ میں دیتے اور اُس سے کہتے کہ اس درویش

کو سلامتی ایمان کی دعا سے یاد کر کیونکہ اگر میں گور میں اپنا ایمان سلامت لے گیا تو بہت بڑا کام کیا یہ بزرگ جب ہیبت مرگ اور گور کا تذکرہ سنتے مثل بید کے کانپنے لگتے اور ان کی آنکھوں سے خون کے آنسو پانی کے چشمہ کی طرح جاری ہو جاتے اور سات دن تک روتے رہتے اور اپنی دونوں آنکھیں ہوا میں کھولکر کھڑے ہو جاتے ہمیں اُن کے رونے سے رونا آجاتا اور کہتے یہ کیسا بزرگ شخص ہے جب وہ اس عالم سے فارغ ہوتے بیٹھ جاتے اور ہماری طرف منہ کر کے کہتے کہ اے عزیزاں مجھے مرگ درپیش ہے۔ جسکا ملک الموت حریف ہو اور قیامت جیسا دن سامنے ہو اس کو سونے خوشدلی قرار وخندہ سے کیا کام اور اُسے کیسے کسی دوسرے کام میں مشغول ہونا اچھا معلوم ہو۔ (دلیل العارفین)

دمشق فرمایا کہ ایک مرتبہ میں شیخ احدالدین کرمانی اور خواجہ عثمان ہارونی قدس سرہٗ مدینہ منورہ کیطرف جارہے تھے۔ ایک شہر میں پہونچے جسے دمشق کہتے ہیں۔ دمشق کی مسجد کے سامنے بارہ ہزار انبیاء کے مزارات ہیں اور یہاں لوگوں کی حاجتیں برآتی ہیں انبیاء علیہ السلام کے مزارات کی زیارات کیں۔ اور یہاں کے بزرگوں سے ملے چنانچہ دمشق کی مسجد میں ایک دن دعاگو شیخ احدالدین کرمانی حضرت خواجہ عثمان ہارونی قدس سرہٗ اور محمد عارف (جو بہت بزرگ عامل تھے) موجود تھے ان کے برابر چند اور درویش بھی بیٹھے تھے۔ محمد عارف نے کہا کہ قیامت کے دن درویش معذور ہونگے اور مالداروں سے حساب ہوگا ایک شخص پر یہ بات گراں گزری وہ ان سے اس باب میں بحث کرنے لگا اور کہا کہ یہ کس کتاب میں لکھا ہے محمد عارفؒ کو اس کتاب کا نام یاد نہ تھا انہوں نے کچھ دیر مراقبہ کیا فرشتوں کو حکم ہوا کہ جس کتاب میں یہ بات تحریر ہے وہ اس شخص کو دکھا دو فرشتوں نے کتاب دکھا دی وہ شخص کھڑا ہوا اور قدموں پر سر لاکہا۔ (دلیل العارفین)

بعد ازاں یہ گفتگو ہوئی کہ جو یہاں موجود ہیں وہ اپنی اپنی کرامت دکھائیں حضرت خواجہ عثمان ہارونیؒ نے مصلّے کے نیچے ہاتھ ڈالا اور مٹھی بھر تنکھائے زر نکال کر ایک درویش کو دیئے تاکہ حاضرین کیلئے حلوہ لائیں پھر شیخ احدالدین نے اپنے قریب کی لکڑی پر ہاتھ مارا خدا کے حکم سے وہ لکڑی زر ہوگئی۔ مگر اس دعاگو نے بسبب ادبِ مرشد کچھ نہ کیا حضرت خواجہ عثمان نے میری طرف منہ کر کے فرمایا کہ تم نے کچھ نہیں کیا بعد ازیں بحکم مرشد میں نے گلیم میں سو چار قرص نکالے اور ایک بھوکے درویش کیطرف بڑھا دیئے اوس درویش اور خواجہ عارف نے کہا کہ جس درویش میں اتنی قوت نہو اسکو درویش نہ کہنا چاہیے۔ (دلیل العارفین)

واپسی بغداد بعد ازاں آنحضرت واپس بغداد شریف آکر معتکف ہوئے اور فقیر سے ارشاد فرمایا کہ اس مقام سے چند روز باہر نہ آؤں گا مگر تجھے چاہیئے کہ چاشت کے وقت آیا کر کہ تجھ سے ترغیب فقر بیان کروں تاکہ مریدوں اور فرزندوں کے لئے میرے بعد یادگار رہے۔ یہ فقیر حسب الحکم روزانہ حاضر خدمت ہوتا رہا اور جو کچھ آنحضرت کی زبان گوہر افشاں سے سنتا تھا۔ اس کو قلم بند کرتا تھا چنانچہ اٹھائیس مجلسوں کا ایک رسالہ الموسوم بہ انیس الارواح مرتب کیا۔ (از انیس الارواح)

رسالہ انیس الارواح کا تکملہ اسی سال آپ نے رسالہ انیس الارواح مکمل کر کے شجرہ طریقت میں شامل فرمایا۔

(ماخوذ از انیس الارواح و مسالک السالکین)

---

[1] انیس الارواح میں غریب نواز نے اپنے پیر و مرشد کے ملفوظات ارقام فرمائے ہیں اور حضرت قطب الاقطاب نے اپنے پیر کی سنت کے پیش نظر اپنے مرشد کے حالات دلیل العارفین میں حضرت بابا فریدالدین گنج شکرؒ نے اپنے مرشد کے حالات فوائد السالکین میں اور حضرت شیخ المشائخ نے اپنے مرشد کے ملفوظات راحت القلوب میں قلمبند فرمائے ہیں۔ چاروں رسالے ملفوظات خواجگان چشت کے نام سے مشہور ہیں ہر چند کہ ان ملفوظات سے مولانا حمید قلندر نے انکار کیا ہے اور خیر المجالس (ملفوظات حضرت نصیر الدین چراغ دہلوی مرتبہ مولنا حمید قلندر) میں صاف لکھا ہے کہ یہ ملفوظات آنحضرت کے نہیں ہیں کیونکہ ان میں بہت سی ایسی باتیں ہیں جو ان حضرات کے علم و ارشاد کے مناسب نہیں ہیں۔ نیز ان حضرات کی کوئی تصنیف نہیں مگر افضل الفوائد (جس میں حضرت سلطان المشائخ کے ملفوظات مرتبہ حضرت امیر خسروؒ ہیں) میں مرقوم ہے کہ خواجہ بزرگ اور حضرت سلطان المشائخ جو کچھ اپنے پیر و مرشد سے سنتے تھے وہ لکھ لیتے تھے۔ ان دونوں روایات کے اختلاف میں اسطرح تطبیق ہو جاتی ہے کہ سلطان المشائخ کے زمانہ تک یہ رسالے بشکل رسالجات ظاہر نہیں ہوتے تھے بلکہ تبرکا شجرہ کیساتھ تھے اور جز شجرہ سمجھے جاتے تھے نہ کہ رسالجات۔ علاوہ ازیں کسی دوسرے شخص کو ان حضرات کی ملفوظات مرتب کرنے کی کوئی خاص وجہ نہیں معلوم ہوتی غیر متعلق شخص اتنی محنت کر کے یہ رسالے کیوں مرتب کرتا۔ نیز حضرت امیر خسروؒ کے بیان کو کسطرح غیر معتبر نہیں کہا جا سکتا وجدانی کیفیات اور عالم جذب کی واردات عوام کے لئے نہیں ہوتیں بلکہ اہل سلسلہ کیلئے ہوا کرتی ہیں جیسا کہ سرور عالم نے بی بی عائشہ صدیقہؓ سے ارشاد فرمایا (کون عائشہ کس کی بیٹی عائشہ) لہذا ہماری رائے میں یہ رسالجات انھیں حضرات کے ہیں۔

(ماخوذ از مسالک السالکین و رائے مولف)

۵۸۲ھ پیر و مرشد سے تبرکاتِ مصطفوی اور خرقۂ خلافت مخصوصہ پانا

پیر و مرشد کے ہمرکاب بیس سال تک سیاحت میں رہ کر اور بشمول سابق ڈہائی سال یعنی کل بائیس سال چھ ماہ (اصطلاحاً بائیس سال) پیر و مرشد کی خدمت اقدس میں حاضر رہنے کے بعد بعمر ۵۲ سال آپ ۵۸۲ھ میں بغداد واپس تشریف لائے اس وقت حضور خواجہ عثمان قدس سرہٗ العزیز نے خرقۂ خلافت مخصوصہ یعنی سرورِ عالم کے تبرکات جو سلسلہ بسلسلہ خواجگانِ چشت میں چلے آتے تھے آپ کو عطا کئے اور امین و سجادہ نشین بنا کر ممتاز فرمایا تفصیلات حسب ذیل ہیں۔

(ماخوذ از انیس الارواح و مسالک السالکین)

غریب نواز بیان کرتے ہیں کہ بعد ازاں حضور خواجہ عثمان قدس سرہ العزیز نے ارشاد فرمایا "اے معین میں نے یہ سب کلام تیری تکمیل کے لئے کیا ہے تجھ کو اس پر عمل کرنا واجب ہے اور فرزند (روحی فرزند) خلف وہی ہے جو اپنے گوش و ہوش میں اپنے پیر و مرشد کے ارشادات کو جگہ دے۔ اور اپنے شجرہ میں لکھے اور انجام کو پہونچائے تاکہ کل قیامت کے دن شرمندگی نہ ہو"۔ اس ارشاد کے بعد عصائے مبارک جو آنحضرت کے سامنے رکھا تھا دعاگو کو عنایت فرمایا۔ بعد ازاں خرقہ نعلین چوبیں اور مصلّے بھی عطا فرما کر سرفراز کیا پھر ارشاد فرمایا کہ یہ تبرکات ہمارے پیرانِ طریقت قدس اللہ اسرارہم کی یادگار ہیں جو حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہم تک پہونچے ہیں اور ہم نے تجھے دئے ہیں ان کو اسی طرح اپنے پاس رکھنا جس طرح ہم نے ان کو رکھا ہے اور جس کو مرد پانا اس کو یہ ہماری یادگار دینا" غریب نواز فرماتے ہیں کہ اس ارشاد کے بعد پیر و مرشد نے مجھے اپنے سینہ سے لگایا اور فرمایا "تجھ کو خدا کے سپرد کیا" یہ فرما کر آپ عالم تحیر میں مشغول ہو گئے اور دعاگو رخصت ہوا

(ماخوذ از انیس الارواح و مسالک السالکین)

"خرقۂ خلافت و علم معرفت کی ابتدا اور وجہہ تسمیہ"

خرقہ اور علم معرفت

معراج شریف کے بعد سے اکثر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے درمیان صحبتہائے تخلیہ رہتی تھیں اور کسی کو یہ خبر نہ ہوتی تھی کہ کیا گفتگو ہوتی ہے جیسا کہ روایات میں آیا ہے جہاں تخلیہ کا موقع نہ ہوتا تھا وہاں سرگوشی ہوتی تھی۔ جیسا کہ ان دونوں

حدیثوں سے ثابت ہے جس کا ترجمہ حسب ذیل ہے۔

ا۔ ترمذی میں حضرت جابر بن عبداللہ انصاریؓ سے روایت ہے کہ سرور عالم نے غزوہ طائف کے دن حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو بلا کر سرگوشی کی لوگوں نے کہا یالتحقیق سرور عالم نے اپنے چچا کے بیٹے سے بہت دیر تک سرگوشی کی سرور عالم نے ارشاد فرمایا میں نے اُن سے سرگوشی نہیں بلکہ اللہ نے سرگوشی کی ہے۔

۲۔ امام احمد حضرت اُم سلمہؓ سے روایت کرتے ہیں کہ اُنہوں نے کہا قسم ہے خدا کی سرور عالم کے آخر زمانہ میں آنحضرت کے نزدیک سب لوگوں سے زیادہ قریب علی بن ابی طالب تھے۔ جب آنحضرت مرض الموت میں مبتلا ہوئے تو انتقال کے دن حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو بلا کر دیر تک اُن سے سرگوشی کی اور ایک عرصہ تک چپکے چپکے باتیں کرتے رہے۔ پھر اُسی دن آپ کا انتقال ہوگیا۔

اس اعتبار سے حضرت علی کرم اللہ وجہہ سرور عالم کے آخیر زمانہ میں سب سے زیادہ قریب تھے یعنی اقرب العہد۔ یہ صحبتہائے تخلیہ اور سرگوشیاں احکام شریعت کے متعلقہ معاملات کی بابت نہیں کیونکہ شریعت ظاہر ہے اور اس کے احکام علی الاعلان آئے ہیں اس لئے اُن کے اخفا یا ان کے واسطے صحبتہائے تخلیہ یا سرگوشی کی ضرورت نہ تھی۔ بلکہ یہ صحبتہائے تخلیہ اور سرگوشیاں علوم باطنی یعنی اسرارِ حقیقت و معرفت کی تعلیم کے لئے تھیں جن کا کتمان ضرور تھا۔ کیونکہ بسبب نافہمی ارباب ظاہر پر ان کا ظاہر ہونا موجب فسادات اور منافی شریعت ظاہر تھا یہ وہ علوم سینہ اور اسرار باطنی تھے جن کا حضرت جبرئیل علیہ السلام کے ذریعہ سے بھی حق تبارک تعالیٰ نے اپنے حبیب کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو پہونچانا گوارہ نہ فرمایا اور انہی اسرار کی تعلیم کے واسطے شب معراج میں اپنے پاس بلا کر ایسے مقام میں جو مقام دَنٰی فتدلّٰی سے بھی بالاتر تھا اور جہاں سوائے ذات مطلق کے اور کچھ نہ تھا یہاں تک کہ تحت و فوق یمین و شمال سے بھی یہ مقام پاک و منزہ تھا۔ آپ اس صورت سے باریاب ہوئے۔

تَرَكَ نَفْسَهٗ فِی السَّمَاءِ فَتَدَلّٰی وَتَرَكَ قَلْبَهٗ فِی سِدْرَةِ الْمُنْتَهٰی وَتَرَكَ رُوْحَهٗ بِقَابَ قَوْسَیْنِ اَوْ اَدْنٰی فَبَقِیَ سِرُّهٗ وَرَبُّهٗ۔

ترجمہ۔ یعنی چھوڑا اپنے نفس کو آسمان پر اور آگے بڑھے پھر چھوڑا دل مطہر کو سدرۃ المنتہیٰ پر اور چھوڑا

روح کو قاب قوسین او ادنیٰ کے مقام پر باقی رہا سر اس کا اور پروردگار اس کا (مسالک السالکین)
یہاں باطن اور سرِّ باطنی کی تعلیم فرمائی۔ اور اس سے آپ کے فیض گنجینہ کو معمور کیا۔ اور خلعت ولایت مطلق اور خلافت خاص اور خرقہ درویشی سے جو مخصوص بذات پاک تھا مشرف فرمایا۔

ان علوم و اسرار باطنی کے متعلق اپنے کلام پاک میں بھی صاف طور پر ظاہر نہ فرما کر صرف فَاَوْحٰٓی اِلٰی عَبْدِهٖ مَآ اَوْحٰی پر اکتفا فرمایا چونکہ سرورِ عالم خاتم الانبیاء و مرسلین ہیں آپ کے بعد رسالت و نبوت نہ تھی اس لئے حق تعالیٰ جل شانہٗ نے حضرت شاہ ولایت امام الاولیاء ولی المومنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو اس علم سینہ و اسرار باطنی کا وارث بنایا اور اپنے حبیب کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم سے یہ اسرار مولائے کائنات کو پہونچا کر خلعتِ ولایت کبریٰ سے سرفراز فرمایا۔ جیسا کہ عطائے خرقہ درویشی اور بروز غدیر خم دستار عطا کرنے اور اس آیۂ کریمہ سے ظاہر ہے یا یھا الرسول بَلِّغْ مَآ اُنْزِلَ اِلَیْکَ مِنْ رَّبِّکَ ترجمہ "اے رسول پہونچا دے لوگوں تک جو تیرے رب نے نازل کیا ہے"۔ اس طرح اس شمع نبوت سے جس کی شان میں سراجاً منیراً آیا ہے خلق کی ہدایت و رہنمائی کے لئے اس شمع ولایت کو روشن کیا۔ جس شمع ولایت سے چراغ ولایت روشن ہے۔ اور سلسلہ بسلسلہ قیامت تک روشن رہے گا۔
(مسالک السالکین)

مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ نے سرورِ عالم کے اس ارشاد (میں نے ان سے سرگوشی نہیں کی بلکہ خدا نے کی ہے) کی حسب ذیل اشعار میں کیا خوب تشریح کی ہے۔

دو دہاں داریم گویا ہمچو نے — یک دہاں پنہاست در لبہائے وے
یک دہاں نالاں شدہ سوئے شما — ہائے وہوئے درفگندہ در سما
لیک داند ہر کہ او را منظر ست — کیں فغاں این سرے ہم زاں سرا ست
دمدمہ این نائے از دمہائے اوست — ہائے وہوئے روح از لبہائے اوست
(مسالک السالکین وغیرہ)

ازمولف در اصل یہ سرگوشی تعلیم معرفت تھی۔ یہی علم آگے چل کر علم تصوف کہلایا۔ اور اولیا و صفیا و عارفان اسی علم باطنی اور سر الٰہی کے حامل ہیں۔ (مولف)

اس خرقہ مقدسہ کے متعلق صاحب تذکرۃ الاولیائے ہند کا بیان حسب ذیل ہے۔

جملہ ارباب تصوف متفق ہیں کہ خرقہ درویشی درگاہ رب العالمین سے شب معراج میں حضرت رسالت پناہ صلوٰۃ اللہ وسلامہ کو مرحمت ہوا۔ جب حضرت معراج سے واپس تشریف لائے۔ تو صبح کو مجلس اصحاب میں بموجب فرمان الٰہی وہ خرقہ حضرت علی کرم اللہ کو عطا فرمایا اور علم معرفت کی تعلیم دی وہ خرقہ گلیم سیاہ تھا حضرت علی کرم نے ستر صاحبوں کو اپنا مرید فرمایا اور چار صاحبوں کو خلیفہ کیا وہ چار پیر کہلاتے ہیں۔ اول حضرت امام حسن علیہ السلام دوئم حضرت امام حسین علیہ السلام۔ سوئم خواجہ کمیل بن زیاد قدس سرہٗ۔ چہارم خواجہ حسن بصری رضی اللہ عنہ

ان کو حضرت امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ نے وہ خرقہ درویشی عطیہ رسول مقبول عنایت فرما کر مقتدائے مشائخ بنایا۔ جب وہ خرقہ خواجگان چشت میں منتقل ہوا تو "خرقہ خواجگان چشت" کہلایا۔ چنانچہ حضرت شیخ نصیر الدین چراغ دہلوی تک یہ خرقہ سلسلہ وار پہونچا۔ (تذکرۂ اولیائے ہند)

حصول ہدایات مرشد ۵۸۲ھ آپ کے جاتے وقت خواجہ عالم وعالمیاں خواجہ خواجگان حضرت خواجہ عثمان ہارونی قدس سرہ العزیز نے ہدایت فرمائی کہ اے معین الدین ہرگز تعلق سے طمع نہ رکھنا اور آبادی سے دور خلائق سے کنارہ کش رہنا اور کسی سے کچھ طلب نہ کرنا

(مسالک السالکین)

۵۸۲ھ ۵۸۴ھ

پیر و مرشد سے رخصت ہو کر سیاحت و واپسی بغداد

اس سفر کے متعلق سیر الاقطاب کا حسب ذیل بیان ہے۔

چوں آں حضرت از خدمت پیر و مرشد روشن ضمیر نعمت تمام یافت و مسافرت کرد	ترجمہ۔ جب حضرت نے پیر روشن ضمیر سے نعمت تمام پائی مسافرت اختیار کی۔

پنجاہ و دو سال بود — اس وقت آپ کی عمر باون سال کی تھی۔

بعد حصول خلافت سفر اصفہان کے متعلق بحوالہ مولد عطائے رسول تاریخ سلف میں حسب ذیل روایت ہے:۔

اِنَّہٗ ذُرِیَ فی کتاب گُلشن وغیرہ اَنَّ الشیخ رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہِ لَمَّا اَخَذَ مِنْ شَیْخِ الْخِلَافَۃِ وَخِرْقَۃِ السُّنَّۃِ وَمَالَ مِنْہُ الاِذنَ وَالْبَرَکَۃِ وَالْمِنَّۃِ وَتَوَجَّہٖ اِلیٰ اَلْخِرَافِ صُفْہَانَ اَلْمُشْتَمِلِ عَلیٰ بَلَدَۃِ سَنْجُرْ وَمَعَ فَخْرُ الدِّیْنِ۔

کتاب گلشن نیز دوسری کتابوں سے روایت ہے کہ جب شیخ (خواجہ بزرگ) نے پیر و مرشد سے خرقہ خلافت و طریقت اجازت رخصت برکت و سعادت حاصل کی تو اطراف اصفہان کیجانب توجہ فرمائی بلدہ سنجر اسی اطراف میں ہے۔ اسوقت خواجہ بزرگ کے ہمراہ فخر الدین تھے۔

آپ کا اوش و اصفہان میں ورود ۵۸۳ھ

اوّل آپ اوش میں تشریف فرما ہوئے۔ پھر اصفہان میں ورود فرمایا یہاں شیخ محمود اصفہانی سے ملاقات کی۔ جب آپ اصفہان میں تشریف لائے اسوقت خواجہ قطب الدین اوشی[۲] شیخ موصوف کی طرف راغب تھے۔ مگر وہاں آپ کے تشریف فرما ہونے پر آپ کی طرف رجوع ہوئے۔ اور ۵۸۳ھ میں آپکے دست اقدس پر بیعت ارادت کی (از خزینۃ الاصفیا و مسالک السالکین)

سلہ اصفہان کے قریب ایک قصبہ ہے۔

سلہ۲ ہر چند کہ کسی معتبر تذکرہ میں حضرت قطب الاقطاب کا سال ولادت درج نہیں ہے۔ مگر حسب مسالک السالکین ۶۳۳ھ میں آپ کا وفات پانا ثابت ہے۔ مگر بوقت وفات آپ کی عمر میں اختلاف ہے۔ مورخین نے بوقت وصال قطب صاحبؒ کی عمر ۵۲۔۶۴۔۴۷۔ اور ۳۰ سال لکھی ہے۔ مگر ہمارے نزدیک بروایتہ احسن السیر بعمر ۶۴ سال آپ کا وصال پانا معتبر ہے۔ لہذا ۶۳۳ھ میں سے ۶۴ سال کم کرنے کے بعد ۵۶۹ برآمد ہوتے ہیں۔ اس لئے حضرت قطب صاحبؒ کا سنہ ولادت ۵۶۹ھ ہے۔ نیز اس سنہ سے حسب ذیل روایات متعلقہ قطب صاحب سے مطابقت ہوتی ہے۔

(الف) حسب "احسن السیر" بعمر ۶۴ سال ۶۳۳ھ میں وفات پانا۔

(ب) حسب دلیل العارفین (جسکی تشریح آگے تاریخی بحث میں ہے۔ بعمر ۱۴ سال (۵۸۲ھ) میں بمقام بغداد آپکا مرید ہونا۔

(ج) اٹھارہ سال کی عمر میں جبکہ انیسواں سال جاری تھا۔ آپکا دہلی میں حسب روایتہ "خزینۃ الاصفیا" موجود ہونا جبکہ قاضی صادق و قاضی اعماد نے قطب صاحبؒ پر یہ اعتراض کیا تھا کہ امرد کا محفل سماع میں ہونا خلاف قاعدہ ہے۔ بقیہ مضمون صفحہ ۳۰ پر

۵۸۴ھ ورود بغداد شریف اور قطب صاحب کا داخل سلسلہ ہونا

واپس بغداد شریف پہونچنے پر حسب "دلیل العارفین" خواجہ قطب صاحبؒ نے مسجد ابولیث سمرقندی میں بتاریخ پنجم ماہ رجب آپکے دست حق پرست پر بیعت سلسلہ کی اسوقت حسب خزینۃ الاصفیا قطب صاحبؒ کی عمر شریف چودہ سال کی تھی (از دلیل العارفین و خزینۃ الاصفیا)

بقیہ مضمون صفحہ ۲۹ اور اُسی وقت ریش برآمد ہوکر آپ سے کرامت کا ظہور ہوا تھا۔

بوجہات مندرجہ بالا آپ کی ولادت ۵۶۹ھ میں وقوع پذیر ہوئی اور بعمر ۱۴ سال چند ماہ گذرنے پر بمقام بغداد ۵۸۴ھ میں آپ نے غریب نواز سے بیعت سلسلہ کی۔ اور بعمر ۱۷ سال (۵۸۶ھ) میں خرقۂ خلافت پایا۔ اور ۵۹۴ھ میں قطب صاحب نے بابا فرید الدین گنجشکر کو مرید کیا اس سنہ میں قطب صاحب کے مرید ہونے پر اعتراض ہوسکتا ہے کہ بابا صاحب نے خود رسالہ فوائد السالکین میں اپنا بیعت ہونا ۵۸۴ھ میں ارقام فرمایا ہے اسلئے اسمیں چون وچرا کا موقع نہیں مگر ہماری رائے میں اسمیں بھی یقیناً سہو کتابت ہوا ہے ہمارے اس کہنے کی تصدیق خود اس کتاب میں بابا صاحبؒ کے فرمان سے ہوتی ہے۔ چنانچہ اسی مجلس میں آگے چلکر بابا صاحب فرماتے ہیں کہ قطب صاحب نے فرمایا تھا کہ آنچہ شیخ الاسلام دہلی برادرم شیخ جلال الدین تبریزی دروغ رفیع کرد کہ او برامارد نظر اورد دعوی درویشی میکنند چنانچہ ایں خبر بسمع شمس الدین والی ہند رسید بہیچ براسئے جلال الدین نگفت۔ پھر بابا صاحبؒ اسی مجلس میں فرماتے ہیں کہ سخن درصفت آپ حوض شمسی می رفت خواجہ قطب الاسلام دام برکاتہ فرمود انچہ شمس الدین والی ہند خواست کہ حوض بنا کند یکروز سوار شد بہ جمیع ارکان دولت ذہبی از برائے راست کنانیدن حوض میدید۔ نیز اس روایۃ سے آگے قطب الاقطاب فرماتے ہیں" وقتے بجانب بدایوں بودم شمس دالی ہم در بدایوں بود"

لہذا قطب صاحبؒ کے مندرجہ بالا ارشادات سے ثابت ہوتا ہے کہ یہ ارشادات آپ نے اُسوقت فرمائے تھے جبکہ اسلامی دور تھا۔ شمس الدین التمش والئ ہند تھا۔ اور تالاب شمسی تیار ہو گیا تھا۔

اس پر فرشتہؒ و دیگر مورخین کا اتفاق ہے کہ ۵۸۸ھ میں دہلی فتح ہوئی اور ۵۸۹ھ میں قطب الدین ایبکؒ دہلی مسخر کرکے پایۂ تخت بنایا اسوقت دہلی میں دور اسلامی شروع ہوا۔ چونکہ ۵۸۴ھ میں نہ اسلامی دور تھا نہ مسلمانوں نے دہلی پر قبضہ کیا تھا۔ نہ تالاب شمسی اسوقت تیار ہوا تھا۔ اور نہ شمس الدین زیر نگرانی شہاب الدین غوری یا قطب الدین ایبک یا بطور خود والئ دہلی تھا۔ لہذا ثابت ہوا یہ سب چیزیں ۵۸۸ھ یا اسکے بعد کی ہوسکتی ہیں۔ نیز چونکہ بدایوں حسب منتخب التواریخ ۵۹۱ھ میں فتح ہوا اسلئے حضرت قطب صاحب کے یہ ارشادات ۵۹۱ھ کے بعد کے ہیں۔ لہذا یقیناً ناقل فوائد السالکین سے نقل کرنے میں سہو کتابت ہوا اور بجائے (اربعہ تسعمائین خمسمایہ) کے (اربعہ ثمانین خمسمایہ) لکھدیا ہے علاوہ ازیں چند پوری روایات غلط لکھنا ممکن نہیں۔ صرف ایک تاریخ میں غلطی ہونا زیادہ امکانی چیز ہے۔ (مولف)

سلہ جب سرور عالم نے مکہ کی عزیمت فرمائی تو مکہ فتح ہونے سے قبل حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو مکہ روانہ کیا۔ اس زمانہ میں سرور عالم کو یہ خبر دی گئی کہ دشمنوں نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو شہید کردیا۔ سرور عالم نے یہ سنکر تمام اصحاب کو طلب کرکے تازہ بیعت کرنے کا حکم دیا تاکہ مکہ والوں سے حرب کریں۔ صحابہ کبار نے بہ تعمیل ارشاد تازہ بیعت کی اس موقع پر سرور عالم درخت کے تنہ کا تکیہ لگائے بیٹھے تھے۔ اس بیعت کو بیعت رضوان کہتے ہیں۔

اسوقت ایک صحابی نے آکر از سر نو بیعت کرنیکے لئے درخواست کی سرور عالم نے فرمایا کہ تم نے پہلے بیعت کی ہے۔ اُن صحابی نے عرض کیا کہ اسوقت جبکہ ہم مکہ والوں سے جنگ کرنے جارہے ہیں دوبارہ بیعت واجب ہے سرور عالم نے۔ بقیہ مضمون صفحہ ۳۱ پر

تاریخی بحث یہاں حضرت قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ کے سال مریدی پر یہ ایک بڑا اعتراض واقع ہوتا ہے کہ قطب الاقطاب رحمۃ اللہ علیہ نے "دلیل العارفین" میں اپنا سال مریدی ۵۱۴ھ ارقام فرمایا ہے اس لئے کسی کو اسمیں مجال دم زدن نہیں مگر ہمارے نزدیک اس کا جواب خود حضرت قطب صاحبؒ کے بیان سے واضح ہے یعنی آپ کا بیان ہی اس سنہ کی تصحیح کر دیتا ہے دلائل حسب ذیل ہیں:۔

۱/ "دلیل العارفین" کی اسی پہلی مجلس میں (جس میں سال مریدی ۵۱۴ھ تحریر ہے) قطب صاحبؒ ارقام فرماتے ہیں کہ شیخ شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ علیہ حاضر مجلس تھے۔ شیخ موصوف کا سال ولادت ۵۳۹ھ ہے علاوہ ازیں شیخ کی عمر اسوقت ضرور اتنی تھی کہ حضرت خواجہ قطب صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کو سربرآوردہ مشائخ میں شمار کر کے شیخ موصوف کی موجودگی مجلس میں تحریر فرمائی ہے۔

۲/ ۵۱۴ھ میں حضرت خواجہ قطب صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی مریدی اس وجہ سے بھی بالکل غیر ممکن ہے کہ حضور خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ بلکہ حضور خواجہ عثمان ہارونی قدس سرہٗ العزیز کی ولادت بھی اس سال میں نہیں ہوئی تھی۔

۳/ علاوہ ازیں "رسالہ دلیل العارفین" ہی کی مجلس اول کے ارقام سے یہ بھی ثابت ہے کہ حضور غریب نوازؒ اس وقت (یعنی ۵۱۴ھ میں) اپنے پیر و مرشد کی خدمت آٹھ سال مجاہدہ شاقہ کے ساتھ کر چکے تھے (یعنی بیس سال تک مرشد کی خدمت میں رہکر آٹھ سال مجاہدہ شاقہ دوران سفر میں کر چکے تھے) مگر چونکہ اس سنہ (یعنی ۵۱۴ھ) میں بالاتفاق حضور غریب نوازؒ کی ولادت بھی نہیں ہوئی تھی اس لئے یہ سنہ (یعنی ۵۱۴ھ) کسی طرح سنہ مریدی قطب صاحب نہیں ہو سکتا۔ لہذا بوجوہات مذکورہ خواجہ قطب صاحبؒ ہی کے مندرجہ بالا بیان سے ثابت ہوا کہ ناقل کتاب سے سہو کتابت ہوا۔ اور اس نے بجائے (یعنی اربعہ عشرہ۔ بسنہ اربعہ ثمانین خمسماۃ) کے اربعہ عشرہ خمسمایۃ لکھدیا ہے علاوہ ازیں یہ بھی قابل لحاظ ہے کہ

(بقیہ مضمون صفحہ ۳۰ کا دیکھو) اپنا ہاتھ دیا اور شرف بیعت سے مشرف فرمایا۔ پھر خواجہ قطب الاسلامؒ نے فرمایا کہ اسجگہ سے تجدید بیعت کا ہونا اور دعاگو (بابا فریدالدین گنج شکرؒ) نے التماس کیا کہ اگر پیر نہ ہو تو کیا کرے۔ فرمایا کہ جامہ پیر سامنے رکھکر بیعت کرے خواجہ قطب الاسلامؒ نے فرمایا کہ خواجہ معین الدین بھی اسی طرح بیعت فرماتے تھے۔ اور دعاگو بھی اسی طرح کرتا ہے۔ (از فوائد السالکین)

قطب صاحبؒ کے اس سنہ مریدی یعنی ۵۸۴ھ سے قطب صاحبؒ کی متعلقہ روایات سے بخوبی مطابقت ہوتی ہے۔ اس لئے یہی ۵۸۴ھ مریدی صحیح ہے۔

۵۸۴ھ آپکا معہ قطب صاحب سفر حرمین اور شیخ محمد اسلم طوسی کے فرزند سے ملاقات

اس مبارک سفر میں حضرت قطب صاحب فرماتے ہیں جبکہ میں خواجہ معین الدینؒ کے ساتھ خانہ کعبہ کے سفر میں تھا کہ ایک دن صبح کی نماز کے بعد ہم روانہ ہو کر ایک شہر میں پہونچے وہاں ایک بزرگ کو دیکھا جو صومعہ کے اندر معتکف تھے اور ایک غار میں مثل سوکھی لکڑی کے کھڑے تھے۔ اور اپنی آنکھیں ہوا میں کئے ہوئے تھے۔ یعنی عالم حیرت میں اپنی آنکھیں کھولے کھڑے ہوئے تھے۔ ایک ماہ تک ہم اُن کے پاس رہے اس عرصہ میں وہ بزرگ صرف ایک مرتبہ عالم صحو میں آئے۔ اور ہم نے اٹھکر انہیں سلام کیا جواب دیا اور فرمایا اے عزیز تمھیں میرے اس حال سے صدمہ ہوا۔ مگر تمہارے اس رنج سے مکافات میں تمہاری بخشش ہوگی کیونکہ اہل صفہ فرماتے ہیں کہ جو درویشوں کی خدمت کرتا ہے وہ مقبول ہوتا ہے الغرض انہوں نے بیٹھنے کے لئے فرمایا ہم بیٹھ گئے پھر فرمانے لگے کہ میں شیخ محمد اسلم طوسی کا فرزند ہوں اور تیس سال سے عالم تحیر میں مستغرق ہوں نہ مجھے دن کی خبر ہے نہ رات کی خدائے تعالیٰ تمہاری وجہ سے آج مجھے عالم صحو میں لایا ہے تمھیں پھر آنے سے تکلیف ہوگی مگر یہ ایک بات اس فقیر کی یاد رکھنا کہ جب تم نے طریقت میں قدم رکھا ہے تو ہوائے نفس سے دُنیا کی طرف متوجہ نہ ہونا۔ اور خلقت سے عزلت رکھنا اور جو کچھ تمھیں تحفہ میں ملے اوسے صرف کر دینا۔ اور اُس میں سے کچھ نہ بچانا کیونکہ ذخیرہ کرنا شومی ہے اور سوائے حق کے مشغول ہونا تاکہ خستہ ہو جب ان بزرگ نے یہ نصیحت تمام کی پھر عالم تحیر میں مشغول ہو گئے۔ (فوائد السالکین)

عطائے رسول یعنی دربار رسالت سے ولایت ہند کا عطیہ

زیارت خانہ کعبہ اور ادائے حج کے بعد آپ مدینہ منورہ میں ایک مدّت تک مشغول عبادت رہے ان ایّام میں ایک دن آپ کو دربار رسالت سے بشارت ہوئی کہ اے معین الدین تو میرے دین کا معین ہے، میں نے ولایت ہندوستان تجھ کو عنایت کی۔ وہاں ظلمت کفر و ضلالت کی

پھیلی ہوئی ہے۔ اجمیر میں اقامت کر کہ تیرے وجود سے ظلمت کفر وضلالت کی دور ہوگی اور دین اسلام رونق پذیر ہوگا آپ یہ بشارت سنکر بہت خوش ہوئے لیکن حیران تھے کہ الہٰی اجمیر کون سا مقام اور کہاں ہے کہ آپ کی آنکھ لگ گئی۔ اور حضرت سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے زیارت سے مشرف فرمایا۔

آنحضرت صلعم نے طرفتہ العین میں آپ کو تمام شہر قلعہ وکوہستان وغیرہ اجمیر کا دکھادیا اور ایک انار بہشتی عطا فرماکر رخصت کیا۔ (ماخوذ از مسالک السالکین)

روانگی ہند ۵۸۵ھ آپ بفرمان رسالت مآب اسی وقت اٹھ کھڑے ہوئے اور عزم بالجزم اجمیر کا کرکے مدینہ منوّرہ سے ہندوستان روانہ ہوگئے۔ منازل ومراحل طے کرتے ہوئے بصرہ میں تشریف فرما ہوئے۔ (از مسالک السالکین و دلیل العارفین)

بصرہ یہاں آپ ایک بزرگ سے ملے جو بہت مشغول تھے۔ غریب نواز فرماتے ہیں کہ میں اور وہ گورستان میں ایک قبر کے قریب بیٹھے تھے۔ انہیں کشف سے معلوم ہوا کہ اس قبر کے مُردہ پر سخت عذاب ہو رہا ہے۔ جب اِن بزرگ نے یہ دیکھا نعرہ لگایا اور انتقال کرگئے۔ تھوڑی دیر میں مثل نمک کے پگل کر پانی ہوگئے۔ اور ناپید ہوئے جو خوف اُن بزرگ میں دیکھا وہ آج تک نہ کسی میں دیکھا نہ سُنا۔

(از دلیل العارفین)

کرمان بصرہ سے روانہ ہوکر حسب دلیل العارفین آپ معہ شیخ احد الدین کرمانی کے کرمان تشریف فرما ہوئے۔

ہرات کرمان سے روانہ ہوکر بروایتہ حضرت باباگنج شکر رحمۃ اللہ علیہ معہ حضرت خواجہ قطب الاقطاب ہرات میں تشریف فرما ہوئے۔ (از خزینتہ الاصفیا)

۵۸۷ھ آپکا عالم رویا میں شہاب الدین غوری کو سلطان ہند ہونیکی بشارت دینا جب شہاب الدین غوری جنگ میں زخمی ہوکر ہندوستان سے خراسان پہونچا اس نے عالم رویا میں دیکھا کہ وہ آپ (غریب نواز) کی خدمت میں کھڑا ہوا ہے

اور آپ ازراہ کرم اُس سے فرما رہے ہیں کہ خدائے تعالیٰ نے ہندوستان کی سلطانی تجھے بخشی جلد اس طرف توجہ کر اور اُس بدبخت (راجہ) کو زندہ گرفتار کر کے سزا دے۔ جب شہاب الدین بیدار ہوا۔ اُس کو اس واقعہ سے حیرت ہوئی اُس نے اپنا یہ خواب عقلاء فضلاء سے بیان کیا سب نے خواب کی بہت تعریف کر کے اس کو تعبیر میں فتح کا مژدہ سنایا اور ہر طرح دلجمعی کی۔ آخر دل میں خواجہ سے استعانت کا طلب گار ہو کر ہو ہندوستان روانہ ہوا۔ (سیر الاقطاب)

ورود لاہور اور سفر اجمیر ۵۸۶ھ

بالآخر لاہور پہونچکر آپ نے حضرت شیخ حسین زنجانی رحمۃ اللہ علیہ (جو حضرت سعد الدین حمویہ[51] کے پیر و مرشد ہیں) سے ملاقات کی اور دو ہفتہ[52] تک حضرت مخدوم علی ہجویری الملقب بہ داتا گنج بخش قدس سرہ العزیز کے مزار پُر انوار پر معتکف رہے بعد ازاں اجمیر روانہ ہوئے (مسالک السالکین)

لاہور سے روانگی کے وقت حسب "دلیل العارفین" قطب صاحب فرماتے ہیں کہ آپ نے چشم پُر آب ہو کر فرمایا اب میرا سفر اس مقام پر ہو گا جہاں میرا مدفن ہو گا یعنی اجمیر شریف جا رہا ہوں

ہندوستان میں چشتی مبلغ بھیجنے کی مصلحت

اسوقت ہندوستان میں بُت پرستی کا دور دورہ تھا ملک میں ہندوؤں کی آبادی با تعداد کثیر تھی راجہ پتھورا کے دار السلطنت اجمیر میں بہت سے مندر تھے۔ جو تھوڑے سے مسلمان کہیں کہیں پائے جاتے تھے اُن سے تعصب برتا جاتا تھا۔ ہندو صبح کو مسلمانوں کی صورت تک دیکھنے کے روادار نہ تھے۔ بلکہ اُن کی پرچھائیں تک سے احتراض کرتے تھے ایسی صورت میں جبکہ کسی گروہ کو صورت دیکھنے اور پرچھائیں تک سے گریز ہو تبلیغ کا کام کیسے انجام ہو سکتا ہے تبلیغ کے لئے ضروری ہے کہ باہم صحبتیں رہیں اور تبادلۂ خیالات کا موقع ملے چونکہ ہندو صاحبان گانے سے کافی دلچسپی رکھتے تھے۔ یہاں تک کہ اس کو عبادت تصوّر کرتے تھے چنانچہ اب تک یہی ہی عالم ہے ان حالات کے پیش نظر ایسے گروہ کو برائے تبلیغ اسلام ہندوستان بھیجنا قرین مصلحت

---

[51] تذکرۃ الاولیا میں دو ماہ لکھے ہیں۔

[52] آپ کی ولادت سنہ [illegible] میں ہوئی اور وفات سنہ [illegible] یا سنہ [illegible] میں ہوئی۔

تھا جو سماع سے ذوق رکھتا ہو۔ تاکہ گانے کے دلدادہ ہندو مجلس سماع[۵۱] میں برنبائے دلچسپی آئیں۔ اور تبادلۂ خیالات کا موقعہ حاصل ہوکر تبلیغ اسلام کا فرض ادا کیا جاسکے بایں وجہ اس خدمت کے لئے چشتی بھیجے گئے۔ (مولف)

چنانچہ صاحب سیر الاقطاب لکھتے ہیں۔

صاحب سماع بود اکثر شنیدے وہیچ کس
از علماء فقہائے وقت انکار سماعش
نہ کردے۔

ترجمہ۔ صاحب سماع تھے اکثر سماع سنتے
تھے اور علماء و فقہائے وقت میں کوئی آپ
کے سماع سننے پر اعتراض نہیں کرتے تھے۔

آپ کے روکنے کے انتظامات

اجمیر کے راجہ کی ماں نے آپ کے آنے سے بارہ سال قبل نجوم سے دریافت کرکے کہدیا تھا کہ اس شکل و صورت کا شخص تیرے ملک میں آئے گا اور تیرا راج تباہ کردیگا۔ اس پیشین گوئی سے راجہ غمگین رہنے لگا اور آپ کی تلاش میں جابجا مخبر مقرر کئے جب آپ کا گذر سمانہ[۵۲] گاؤں میں ہوا۔ ملازمان راجہ نے آپ کو مطابق حلیہ مشتہرہ پاکر از راہ دغا و فریب آپ سے بہ نیت بد ٹھہرنے کے لئے کہا مگر چونکہ آپ کو دربار رسالت سے بشارت ہوچکی تھی کہ ان کا کہنا ہرگز نہ ماننا لہذا آپ نے ان کی ایک نہ سنی اور اپنے ہمراہیوں کو اس بشارت سے آگاہ فرماکر اجمیر روانہ ہوئے (ماخوذ از تذکرہ مرتبہ قاضی مولوی شاہ محمدؐ فاضل و دیگر کتب)

آپ کا دوبارہ وارد ہند ہوکر داخل اجمیر شریف ہونا

۵۸۷ھ

اسرار الاولیاء و اخبار الاخیار کا بیان ہے کہ جب خواجہ بزرگ اجمیر شریف تشریف لائے اسوقت راجہ پتھورا فرماں روائے اجمیر تھا۔ حضرت قطب الاقطاب فرماتے ہیں دعاگو دو مہینہ تک (غریب نوازؒ) کے

---

[۵۱] بعض لوگ یہ اعتراض کرتے ہیں کہ کسی تذکرہ میں آپ کا ہندوستان میں سماع سننا ثابت نہیں۔
ایسے حضرات کیلئے یہ جواب کافی ہے کہ آپکی محافل سماع فی الہند کا تذکرہ ہماری رائے میں اس وجہ سے نہیں ہے کہ ان کے ذیل میں کوئی قابل ذکر واقع نہیں ہوا۔ مگر حضرت خواجہ قطب صاحب کی محفل سماع کے متعلق چونکہ بعض خاص واقعات ہیں ان کا تذکرہ اسکے ذیل میں آیا علاوہ ازیں جبکہ حضرت قطب الاقطاب ہندوستان میں سماع سنتے تھے تو آپ کا سماع نہ سننا کسی طرح قرین قیاس نہیں۔ بلکہ یہی محافل غریب نوازؒ کی محافل سماع فی الہند ہونے کا ثبوت ہیں۔
[۵۲] ایک گاؤں پٹیالہ کے علاقہ میں ہے۔

ہمر کاب رہا بعد ازاں ہم (لاہور سے روانہ ہو کر) اجمیر پہونچے اور ان دنوں میں اجمیر ہندوؤں کی ملکیت میں تھا اور اسلام کی روشنی ایسی نہ تھی۔ مگر جب آپ کے قدم مبارک وہاں پہونچے تو بہت زیادہ اسلام پھیلا۔

(دلیل العارفین)

بالآخر ۵۸۶ھ میں آپ معہ چالیس ہمراہیوں کے لاہور سے چل کر اجمیر میں رونق افروز ہوئے ۵۸۶ھ لغایۃ ۵۸۸ھ

(مسالک السالکین)

آپ کا مہمات اجمیر سر کرنا

الغرض اجمیر پہونچکر آپ نے شہر کے باہر ایک مقام پر سایہ دار درختوں کے نیچے قیام فرمانا چاہا لیکن ملازمان راجہ مانع ہوئے۔ کہنے لگے کہ یہاں راجہ کے اونٹ بیٹھتے ہیں آپ یہ فرماکر اُٹھ کھڑے ہوئے کہ اچھا اونٹ بیٹھتے ہیں تو بیٹھیں اور آنا ساگر کے کنارے[1] جاکر قیام فرمایا جب اونٹ اپنی جگہ پر آئے تو سب کے سب زمین پر بیٹھ گئے اور زمین نے اُن کو ایسا پکڑا کہ باوجود بہت کچھ کوشش کے نہ اُٹھ سکے۔

منقول ہے کہ آنا ساگر و بیسلہ تالاب کے گرد اور آس پاس بہت سے بتخانہ تھے جن میں ہزاروں پجاری پوجا کا کام انجام دیتے تھے اور ایک عالیشان مندر راجہ کا تھا جس میں خود راجہ پرتھوی راج اور عمائدین شہر پوجا کے واسطے حاضر ہوا کرتے تھے۔ (مسالک السالکین)

اس مندر کا اہتمام سادھو رام دیو کے متعلق تھا۔ جو سارے پوجاریوں کا سردار اور اپنے مذہب کا بڑا عالم و فاضل وسحر و فنون میں کامل تھا اس کو تمام ہندو مانتے تھے اور راجہ بھی اس کا معتقد تھا چونکہ لب انا ساگر آپ کا اور آپ کے ہمراہیوں کا قیام بے تکلفانہ طور پر تھا اس لئے مسلمانوں کا طرز رہائش ہندوؤں پر بہت شاق گذرا۔ اُنہوں نے آپ کو اور آپ کے ہمراہیوں کو وہاں سے اُٹھانے کی غرض سے یورش کی اور سختی سے پیش آئے آپ نے ایک مشت خاک اُٹھا کر اُس پر آیۃ الکرسی دم کی اور اُن کی

---

[1] یہ مقام ایک چھوٹی سی پہاڑی (جو سدا بہار کے نام سے مشہور ہے) لب آنا ساگر واقع ہے اس میں ایک گھاٹی ہے جہاں آپنے قیام فرمایا تھا۔ یہ جگہ آجکل چلہ غریب نوازؒ کے نام سے مشہور ہے۔ اس کے چاروں طرف وسیع احاطہ ہے جس میں متعدد عمارات ہیں۔ اس احاطہ میں حضرت گدڑی شاہؒ حضرت قاضی گدڑی شاہؒ حضرت معصوم باباؒ حضرت احمد علی شاہؒ حضرت بخاری شاہ اور حضرت یعقوب شاہؒ کے مزارات ہیں (مولف)

طرف پھینک دی جس پر وہ خاک پڑی اس کا جسم خشک ہوگیا اور حس و حرکت کی قدرت جاتی رہی یہ حالت دیکھ کر ہندو جو اس باختہ ہو کر بھاگ گئے اور راجہ کے مندر میں سادھو رام دیو کے پاس مجتمع ہو کر ساری کیفیت بیان کی۔

سادھو رام دیو کا مشرف بہ اسلام ہونا ۵۸۷ھ

سادھو رام نے کہا کہ یہ درویش جو آیا ہے اپنے دین کا بڑا صاحب کمال ہے اس سے عہدہ برآ ہونا دشوار ہے شاید کچھ کام سحر و فنون سے نکلے۔ الغرض ایک جماعت کثیر ہندؤں کی جن میں بہت سے لوگ سحر و ساحری میں مشّاق تھے بہ سرکردگی سادھو رام آپ کی طرف روانہ ہوئے جب نزدیک پہونچے اور آپ پر نظر پڑی تو سب کے پاؤں رفتار سے اور زبانیں گفتار سے عاری ہوگئیں۔ سادھو رام دیو جمال باکمال دیکھ کر مثل بید کے تھرانے لگا۔ اور پھر یکا یک اپنی جماعت سے علیحدہ ہو کر خدمت مبارک میں حاضر ہوا اور صدق دل سے ایمان لایا۔ آپ نے اس کا نام شادی دیو رکھا۔ (مسالک السالکین)

اجیپال جوگی کا مسلمان ہونا ۵۸۷ھ

اس کے بعد اجیپال جوگی نے جو فن ساحری میں طاق اور شہرہ آفاق تھا مع اپنے ڈیڑھ ہزار چیلوں کے جو سحر و ساحری میں کامل تھے آپ کا مقابلہ کیا اسی اثنار میں آپ کی کرامت سے کل پانی انا ساگر و بیسلہ تالاب وغیرہ کا ایک پیالہ میں آگیا۔ کل تالاب و چشمے و کنویں وغیرہ خشک ہوگئے یہاں تک کہ عورتوں کے پستان اور چار پائیوں کے تھنوں میں دودھ تک باقی نہ رہا۔ پھر آپ کی رحمت سے تمام چیزیں اپنی اصلی حالت پر آگئیں۔ اجے پال جوگی اور اس کے چیلوں نے بہت کچھ سحر و فنون کئے مگر آپ کی کرامت کے مقابلے میں کسی کو پیش نہ آئی آخر اجے پال جوگی نے اسلام قبول کیا۔ اور آپ کی ارادت میں داخل ہو کر کاملان وقت سے ہوئے اور عبداللہ بیابانی نام ہوا نیز آپ کی دعا کی برکت سے عمر جاودانی پائی لیکن خلق کی نظر سے پوشیدہ اور ہر شب جمعہ کی روضہ منوّرہ پر حاضر ہوتے ہیں اور بھولے بھٹکوں کو راستہ دکھانا اور درماندوں کی دستگیری کرنا ان کا کام ہے۔

(مسالک السالکین)

راجہ کا آپکے پاس قاصد بھیجنا اور اُس کا اسلام لانا ۵۸۷ھ

یہ تو اس جنگ کے حالات تھے جو ہنود نے بامداد جیپال جوگی اور رام دیو پجاری سحر و ساحری کے ذریعہ لڑی مگر اُس کے ساتھ ایک دوسری حاکمانہ جنگ بذریعہ اراکین سلطنت بھی جاری تھی چنانچہ جب ساربانوں کے داروغہ نے راجہ سے عرض کیا کہ جب سے درویش نے اونٹوں کے بیٹھنے کے لئے کہا ہے اسوقت سے اونٹ کھڑے نہیں ہوئے یہاں تک کہ اپنی جگہ سے جنبش تک نہیں کی راجہ کو یہ واقعہ سُنکر اپنی ماں کی یہ پیشن گوئی (تیرا راج ایک درویش کی بد دعا سے برباد ہوگا) یاد آگئی اور گھبراکر ایک معتمد کو کہا جا ان ساربانوں کو ساتھ لیجاکر اُن فقیر سے معافی منگوا میری طرف سے بھی کہنا کہ آپ جہاں جی چاہے رہیں مگر ہمارے مذہبی قانون کے پیش نظر انا ساگر سے مچھلیاں پکڑا کرتا دل نہ فرمائیں راجہ کے اس قاصد کو جب حضور سے شرف ہمکلامی حاصل ہوا تو اس کے دل و دماغ پر ایک خاص نیاز مندانہ اثر مرتّب ہوا شام کو اپنے فرائض منصبی سے فراغت پاکر بجائے گھر جانے کے دربار خواجہ صاحبؒ میں حاضر ہوا۔ آپ اُس وقت لکڑی کے پیالہ میں ستّو گھول کر افطار کے لئے منتظر بیٹھے تھے کہ یہ راجپوت سردار بھی ایک کنارہ آکر بیٹھ گیا افطار کا وقت ہوا آپ نے دعائے افطار پڑھ کر پیالہ سے ایک گھونٹ نوش فرمایا اور سیدھے ہاتھ والے کو عنایت کیا نوبت بنوبت ستّو کا پیالہ راجپوت سردار تک پہونچا سردار نے پیالہ ہاتھ میں لے لیا اور کچھ سوچنے کے بعد جو کچھ اُس میں بچا ہوا تھا پی گیا ستّو کا گھونٹ حلق سے اُترنا تھا کہ راجپوت سردار کا سینہ نور ایمان سے منور ہوگیا شقاوت دور ہوئی نیازمندانہ طور آپکے قدموں پر گر پڑا اور مشرف بہ اسلام ہوا۔ یہ سردار بڑا خوش قسمت تھا جو راجپوتانہ میں شاید سب سے پہلے آپ کے ہاتھ پر مشرف بہ اسلام ہوا۔ (عطائے رسول)

راجہ کا غصہ ہو کر آپکے پاس دوسرا قاصد بھیجنا

ایک دن راجہ کے یہاں محفل عیش و نشاط گرم ہوئی حاضرین کم تھے راجہ نے اس کی وجہ دریافت کی تو ایک سردار کہنے لگا کہ جب میں اس پر غور کرتا ہوں تو غصہ سے میرا خون کھولنے لگتا ہے میں نے آج تک یہ ماجرہ نہیں کہا تھا مگر اب دریافت کیا ہے تو ظاہر کرتا ہوں یہ کہکر راجہ کو قلعہ کی برجی پر لا کھڑا کیا یہاں سے انا ساگر اور اُسکے کنارہ کی

سدا بہار پہاڑی صاف نظر آتی تھی راجپوت سردار نے غریب نوازؒ کے قیام گاہ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا کہ دیکھئے اُس پہاڑی پر کیا نظر آتا ہے راجہ نے دیکھا کہ غریب نوازؒ کے گرد اہل حاجت کا ہجوم ہے راجہ پر یہ امر شاق گذرا اور فرط غضب میں ایک راجپوت سردار کو حکم دیا کہ ایک دستہ سپاہیوں کا لیجا کر ان تمام سرداروں کو جو وہاں ہیں گرفتار کرنا اور فقیر سے کہدینا (نعوذ باللہ) کل تک اجمیر چھوڑ کر چلے جائیں ورنہ سزا دوں گا اور ڈونڈی کے ذریعہ شہر میں اعلان کرانا کہ جو شخص اوس مسلمان فقیر کے پاس جائیگا قتل کیا جاویگا اس کا گھر بار لٹوا دیا جائے گا۔

غریب نوازؒ کا جواب اور سرداروں کی گرفتاری تا صدار کوتوال راجہ کے حکم کی تعمیل میں جب فوج کا دستہ لیکر سدا بہار پہاڑی پر پہونچے اور راجہ کا حکم سُنایا تو آپ نے فرمایا کہ ہم تو خلق اللہ کی غمخواری کے لئے آئے ہیں پتھورا اگر ہمارے اس نیک کام میں حائل ہوتا ہے تو ہم نے اوسے بھی شہاب الدین غوری سے زندہ گرفتار کرادیا۔ راجہ کا گستاخانہ پیغام اور حاضرین سرداروں کی گرفتاری حضور پر شاق گذری آپ مغرب تک جانماز پر خاموش بیٹھے رہے جب ماہ وسال نو کا چاند نکلا تو آپ دربار ایزدی میں اس طرح ملتجی ہوئے۔

غریب نواز کا جناب باری میں التماس اے مالک دو جہاں پروردگار انس و جاں ایں بندۂ نافرمان تو رائے پتھورا بر اسپ کبر و غرور سوار شدہ از حد اعتدال بیروں رفتہ است و ز نام عدل و انصاف از دست فروہشتہ کمر بر مردم آزاری و خونخواری بستہ است تا بہ حد رسیدہ کہ دین ترا حقیر شمردہ بندگان ترا مستحق زجر و تعزیر دانستہ پس اے خدائے تعالےٰ نہ رائے پتھورا نہ لشکر رائے پتھورا از فیل اصحاب

ترجمہ

اے دونوں جہان کے مالک اور پالنے والے جنات وانسان کے یہ تیرا نافرمان بندہ رائے پتھورا غرور تکبر کے گھوڑے پر سوار ہو کر حد اعتدال سے نکلا جاتا ہے اور عدل و انصاف کو ہاتھ سے چھوڑ کر مردم آزاری پر کمر باندھ لی ہے اور تجھ کو اور تیرے دین کو حقیر جانتا ہے اور تیرے بندوں پر طرح طرح کے ظلم کرتا ہے پس اے خدائے ذوالجلال رائے پتھورا اور اُس کا لشکر اصحاب فیل سے

ف۱ مولد عطا سے رسول میں مرقوم ہے کہ آپ نے راجہ کو جواب دیا کہ تین دن میں معلوم ہو جائے گا کہ میں نکلتا ہوں یا تو۔

فیل قوی تر اند نہ شہاب الدین و لشکر او از طیر اَبابیل کمتر پس امید وارم کہ ایں ماہ تو منقضی نہ گشتہ کردن رائے پتھورا در پنجۂ آہنی شہاب الدین باشد و سزائے ایں لعین زبردست آں خادم دین اختتام پذیر باید۔

قوی ہے اور شہاب الدین اور اس کا لشکر ابابیل سے کم ہے پس میں تجھ سے اُمید وار ہوں کہ اس چاند کے گذرنے تک رائے پتھورا کی سزا کیواسطے شہاب الدین ناچیز کو جو دین کا خادم ہے قوت کُلّی اور اختیار عطا فرما۔

دعا کے بعد آپنے روزہ افطار فرمایا اور نماز مغرب ادا کی بعد نماز عشاء تھوڑی دیر مراقبہ کیا پھر ہمراہیوں سے مصروف گفتگو ہوئے۔ اگرچہ چاند اب موجود نہ تھا مگر آپ کے روئے منور کے انوار اسقدر جلوہ ریز تھے کہ حاضرین واضح طور پر آپ کا چہرہ مُبارک دیکھ رہے تھے چنانچہ دوران گفتگو میں ایک جاں نثار نے عرض کیا۔

آپکے ایک جاں نثار کا معروضہ

پیرو مرشد جانم فدایت امروز در رخ انوار و جبین اطہر بجائے یک ماہ تو دو ہلال عیدمی بینم حضرت قبلہ گاہ بسیار مسرور و بحور باشد کہ در اثنائے مراقبہ از حضرت جل وعلیٰ در باب ایں مرد (پتھورا) نا فرمان یافتہ باشد' در جواب فرمودہ شد بلے خبر کردہ شدم مالکان قضا و قدر زمام اختیار پتھورا را بدست شہاب الدین سپردند تا وقار از روزگار او بر د بعد ازاں انچہ خدا خواستہ باشد آں خواہد شد۔

اے پیر مرشد میری جاں آپ پر قربان آج ہم حضرت کے روئے مُبارک اور پیشانی اطہر میں بجائے ایک چاند کے دو عیدوں کے چاندوں کے برابر انوار دیکھتے ہیں۔ اور حضرت قبلہ کو بہت مسرور پاتے ہیں کیا اثنائے مراقبہ میں خدا کی جانب سے نافرمان (راجہ) کے معاملہ میں کچھ خوشخبری پہونچی ہے آپ نے جواب میں فرمایا کہ ہاں مجھے معلوم ہوا ہے کہ حکم خدا سے رائے پتھورا کے اختیارات کی باگ شہاب الدین کے قبضہ میں دیدی گئی۔ بعد ازاں خدا جو چاہے کرے۔

آپ کے مکاشفہ کی صداقت راجہ کی گرفتاری اور آپ کا شہر اجمیر میں قیام فرمانا

راجہ آپکے تشریف لیجانیکے انتظار میں

پرتھوی راج کے تینوں احکام میں دو کی تعمیل ہو چکی تھی اب تیسرے حکم کی تعمیل کا بے چینی کیساتھ انتظار کر رہا تھا حالت اضطراب میں رات گذری دوسرے

دن تک آپ کے تشریف لے جانے کا منتظر رہا۔

آخر صبح ہوتے ہی راجہ قلعہ کے بیچ پر دیکھنے گیا کہ آیا آپ تشریف لے گئے یا نہیں راجہ نے سدا بہار پہاڑی کی طرف نگاہ اُٹھائی تو دیکھا کہ گوگرا گھاٹی کی طرف سے دو سانڈنی سوار بعجلت تارا گڈھ کی طرف آرہے ہیں راجہ کو انہیں دیکھتے ہی یہ خیال گذرا کہ یہ کھانڈے راؤ کے قاصد ہیں اور دہلی سے کوئی بڑی خبر لیکر آئے ہیں دل میں یہ خیال آنا تھا کہ سب کچھ بھول گیا اِن آتے والے قاصدوں کا خیال دل میں لئے ہوئے محل میں واپس آیا۔ اہل دربار کی طلبی کا حکم دیا اور خود قاصدوں کا انتظار کرنے لگا تھوڑی دیر میں راجپوت سردار جمع ہو گئے۔ اور دونو قاصد بھی پہونچ گئے خریطے سے ایک مکتوب نکالکر راجہ کو دیا خط کھولکر پڑھا تو غصہ سے چہرہ سُرخ ہو گیا کیونکہ کھانڈے راؤ کے اس خط کے ساتھ شہاب الدین کا بھی اعلان جنگ تھا جو غوری سردار نے بتاریخ ۱۱ ذالحجہ ۵۸۶ھ تحریر کیا تھا۔ راجہ نے ان دونوں خطوط کے جواب میں پہلے کھانڈے راؤ کو جواب لکھ دیا کہ آس پاس کے راجاؤں کو بلاؤ اپنی طاقت جمع کرو ایک ہفتہ کے اندر روانہ ہونے کے لئے تیار رہو جاؤ میں بھی معہ اپنے لشکر کے روانہ ہوتا ہوں پھر اُس نے اپنے تمام سرداروں کو حکم دیا کہ اپنے اپنے ٹھکانہ جاؤ اور ہر ممکن سامان جنگ سے آراستہ ہو کر ایک دن میں واپس آکر سامنے میدان میں جمع ہو جاؤ یہ حکم دیکر راجہ خود بھی جنگ کی تیاری میں مشغول ہوا۔

۵۸۶ھ
آپکا یادگار محمدؐ کو سدا بہار پہاڑی سے شہر میں جائے قیام کی تلاش میں بھیجنا

شادی دیو اور اجے پال نے آپ کی خدمت میں عرض کیا کہ اب حضور شہر ہی میں قیام فرمائیں تاکہ مخلوق آپ کے قدموں کی برکت سے مستفیض ہو آپ نے اُن کا التماس قبول فرمایا اور اپنے خاص خادم یادگار محمدؐ کو حکم دیا کہ شہر میں جا کر فقرا کے لئے مناسب جائے رہائش کا انتظام کرو یادگار محمدؐ نے بتعجیل ارشاد شہر میں وہ مقام پسند کیا جہاں اس وقت آپ کا روضۂ منورہ ہے اس جگہ اسوقت شادی دیو رہتا تھا حضرت یادگار محمد نے معروضہ پیش کیا اور آپ وہاں تشریف لے گئے یہاں مقیم ہونیکے بعد آپنے چند لوگوں کے ذریعہ راجہ کو اسلام کی دعوت دی مگر اُسپر کچھ اثر نہ ہوا اسیب سے واپس آکر ماجرا عرض کیا آپ نے جب حقیقت حال سنی مراقبہ کیا پھر آنکھیں کھول کر فرمایا کہ اگر یہ بدبخت

ایمان نہ لایا تو میں اس کو بدست لشکر اسلام زندہ گرفتار کرادوں گا۔

لشکروں کی تعداد چونکہ اس مرتبہ راجہ نے یہ قصد کر لیا تھا کہ صرف شہاب الدین کی شکست پر اکتفا نہ کردں گا بلکہ شکست دینے کے بعد بھی اُس کے تعقب میں غزنی تک تاخت و تاراج کرتا ہوا جاؤں گا"۔ اس لئے اُس نے راجگان ہند کو اپنے ساتھ ملا لیا تھا۔

راجہ کا لشکر ڈیڑھ لاکھ سوار ایک لاکھ پیدل تین ہزار جنگی ہاتھی سولہ ہزار سامان کے چھکڑوں (جن میں رسد تھی) پر مشتمل تھا اجمیر کی مخصوص اور ڈیڑھ سو راجگان کی فوج اس کے علاوہ تھی راجہ ایسا جرار لشکر لیکر شہاب الدین کے آنے سے پہلے دریائے سرستی عبور کرکے تراوڑی کے میدان میں فرد کش ہوا۔ اور شہاب الدین بھی لاہور سے روانہ ہو کر تراوڑی کے قریب خیمہ زن ہوا۔ (شہاب الدین کے لشکر کی تعداد[1] ایک لاکھ سوا لاکھ کے درمیان تھی اگرچہ بہادر راجپوتوں کے مقابلہ میں یہ تعداد کچھ بھی نہ تھی تاہم شہاب الدین کو اطمینان تھا کہ خدا کے فضل سے فتحیاب ہو کر رہوں گا۔ آخر وہ دن بھی آگیا جس کی تیاری بہت دن سے کی جا رہی تھی (ماخوذ از فرشتہ وعطائے رسول وغیرہ)

تاریخ ۷ محرم الحرام ۵۸۸ھ سورج نکلنے سے پہلے طرفین میں صف بندیاں ہو گئیں راجپوتوں نے صرف ایک بات طے کر لی تھی کہ ہم بیک وقت حملہ کرکے گھوڑوں کو ہاتھیوں سے روند کر رکھ دیں گے۔ اس لئے رائے پتھورا نے اپنے لشکر کو اس طرح ترتیب دیا تھا کہ آگے ایک لاکھ تیر اندازوں کی قطار تھی ان کے پیچھے ڈیڑھ لاکھ سوار صف بستہ تھے پشت پر ڈیڑھ سو راجاؤں کی فوجیں تھیں۔ اُن کے پیچھے راجہ خود مع اپنے پچاس ہزار سوار اور بہادروں کے موجود تھا۔ اس نے اپنی پشت کی جانب ہاتھیوں کی قطار کھڑی کی تھی تاکہ جس وقت غزنوی لشکر میں شکست و ابتری کے آثار نمایاں ہوں تو ہاتھیوں کے ریلے سے انہیں روند کر ختم کر دیا جائے (فرشتہ وعطائے رسول وغیرہ)

ترتیب لشکر شہاب الدین مگر شہاب الدین نے اپنے مختصر لشکر کو اور ہی طرح ترتیب دیا تھا۔ سب سے آگے ایک کمان کی شکل میں بیس[2] ہزار سوار اور تیس ہزار پیدل تھے ان کے وسط میں قطب الدین ایبک تھا میمنہ پر اپنے بھتیجے عبداللہ کو اور میسرہ پر اپنے لڑکے محمود خاں کو مقرر کیا اور بقیہ

---

[1] حسب فرشتہ تین لاکھ فوج تھی۔ [2] حسب فرشتہ ایک لاکھ سات ہزار فوج تھی۔

تقریباً ساٹھ ہزار سواروں کو بارہ بارہ ہزار کے پانچ دستوں پر تقسیم کیا۔ آخرکار راجپوتوں کے لشکر میں طبل جنگ بجا۔ ادھر شہاب الدین غوری نے اپنے گھوڑے کو بڑھا کر پورے لشکر[1] میں گشت لگایا۔ اور قلب لشکر میں ٹھہر کر ایک پرجوش تقریر کی۔

آغاز جنگ اتنے میں راجپوتوں کے ایک لاکھ تیر اندازوں نے یکبارگی تیراندازی شروع کردی سوار آگے بڑھے۔ اُدھر غوری لشکر نے بھی اپنے نیزے ہلائے دیکھتے ہی دیکھتے دونوں لشکر آپس میں مقابل ہوگئے اور شعلہ جدال وقتال گرم ہوا۔ سر گردنوں سے جدا ہو کر زمین پر گرنے لگے شور و بکا سے فضائے بسیط گونجنے لگی پورے گھنٹہ بھر سخت معرکہ رہا۔ شہاب الدین نے محسوس کیا کہ سپاہیوں کے شانے تھک گئے اور اُن کے وار اب کمزور ہونے لگے تاہم وہ ثابت قدم ہیں اور راجپوتوں کا لشکر بڑھ بڑھ کر ان کے پیچھے ہٹانے کی کوشش کر رہا ہے یہ دیکھ کر شہاب الدین نے بارہ ہزار کے ایک دستہ کو جو تازہ دم تھا آگے بڑھنے کا حکم دیا۔ ایک گھنٹہ بعد دوسرے دستہ کو آگے بڑھایا پھر ایک گھنٹہ بعد تیسرے دستہ کو آگے بڑھنے کا حکم دیا اس طرح ہر گھنٹہ کے بعد تازہ دم غوری لشکر کو کمک ملنے سے بڑی تقویت ہوتی رہی۔ برخلاف اس کے رائے پتھورا نے اپنی کثیر فوج کے زعم میں صبح سے سب کو بیک وقت لڑائی میں جھونک دیا تھا۔ کیونکہ اس کو یقین تھا کہ وہ اپنی طاقت کی وجہ سے بہت جلد غوریوں کو روند ڈالے گا۔

بہادر راجپوتوں کا قسم کھانا اب آفتاب نصف النہار پر پہونچ چکا تھا۔ تمازت آفتاب موسمی حرارت اور زرہ کی گرمی سے تمام سپاہی خستہ ہو گئے تھے رائے پتھورا نے دیکھا کہ اگر ایک گھنٹہ اور لڑائی کی یہی حالت رہی تو راجپوتوں کے قدم اکھڑ جائیں گے۔ اور سہارا دینے کیلئے کوئی تازہ دم فوج نہیں ہے اس لئے اُس نے فوراً تمام راجاؤں اور راجپوت سرداروں کو اکٹھا کیا اور سب نے مل کر راجپوتی آن سے تلوار پر ہاتھ رکھ کر مرنے کا عہد کیا۔ تلسی کے پتے چبائے تلواروں کے میان توڑ ڈالے اور میدان جنگ کی طرف روانہ ہوئے۔

---

[1] ۔ وقائع شاہ معین الدین وغیرہ نے ایک لاکھ بیس ہزار لکھا ہے۔

شہاب الدین غوری کو آپ کی بشارت فتح

اُدھر شہاب الدین بھی غافل نہ تھا جنگ کا رنگ اور فوج کی مکمل حالت اُس کی نظروں میں تھی۔ صبح سے اسی پر غور کر رہا تھا اور ایک چھتری کے سایہ میں گھوڑے کی پشت پر انہی خیالوں میں منہمک تھا کہ اُس نے زین کے آگے رکھے ہوئے ترکش پر اپنی پیشانی رکھدی یعنی بشارت دینے کے لئے غیبی سامان ہوا۔ آنکھ جھپکی اور آن واحد میں اُس نے عالم رویا میں دیکھا کہ ایک بڑی شاندار مسجد میں نماز جمعہ ہو رہی ہے جسمیں وہ خود بھی شامل ہے بعد نماز خطیب نے اسکی طرف رُخ کیا اور سیدھا بازو پکڑ کر ہلایا زین سے اُٹھایا اور کہا

اے معز الدین برخیز این وقت خواب نیست کہ معز دینی و کار پردازان قضا و قدر فتح و نصرت را بنام تو معز کردہ اند من فتح ترا از خدا خواستہ ام و ہلاکت رائے پتھورا را بدست تو سپردم غم نہ کن خدائے عز و جل کارساز تست۔

ترجمہ اے معز الدین اُٹھ یہ وقت سونے کا نہیں ہے معز دینی اور کار پردازان قضا و قدر نے فتح و نصرت تیرے لئے مقرر کر دی ہے میں نے تیرے لئے خدا سے فتح چاہی ہے اور رائے پتھورا کی ہلاکت تیرے ہاتھ میں دی ہے غم نہ کر خدائے عز و جل تیرا کارساز ہے

شہاب الدین غوری نے خواب سے چونک کر فوج پر نظر ڈالی۔ مگر جس طرف دیکھتا ہے اس طرف اُنہی خواب والے بزرگ کو فوج کی نگرانی کرتے ہوئے دیکھتا ہے حیران تھا الٰہی یہ کون بزرگ ہیں جو میری رہنمائی کر رہے ہیں کاش میں انہیں عالم مثال میں بھی دیکھتا۔

شہاب الدین غوری کی موقع شناسی

سلطان شہاب الدین نہ صرف بہادر سپاہی تھا بلکہ وہ میدان جنگ میں ایک موقع شناس سپہ سالار بھی تھا صبح سے لشکر کی کمان قطب الدین ایبک کر رہا تھا اور شہاب الدین غوری تنبیر کا کام انجام دے رہا تھا جب شہاب الدین غوری نے دیکھا کہ طرفین کے لشکر اس طویل اور گھمسان کی لڑائی سے اتنے تھک چکے ہیں کہ کسی فریق کی ادنیٰ حرکت دوسرے کے لئے باعث شکست ہو سکتی ہے کیونکہ اب سپاہ میں مزید حرکت کا دم نہ تھا۔ مئی کی گرمی میں پورے آٹھ گھنٹہ تلوار چلا کر وہ گرمی تکان اور پیاس سے خستہ جان تھے۔

میدان جنگ میں تازہ دم فوج

مگر شہاب الدین غوری کے پاس بارہ بارہ ہزار کے ابھی دو تازہ

دم دستے اور موجود تھے۔ ان میں ایک دستہ عامہ لشکر کا تھا اُس کو شہاب الدین نے چھ چھ ہزار کے دو حصوں میں تقسیم کرکے راجپوتوں کے میمنہ و میسرہ کی طرف روانہ کیا۔ اور حکم دیا کہ جب تک میں اشارہ نہ کروں حملہ نہ کرنا اب شہاب الدین غوری کے پاس خود اُس کی خاصہ فوج کے بارہ ہزار سپاہی تھے سب عربی گھوڑوں پر سوار لمبے لمبے نیزوں یمانی تلواروں سے آراستہ زرہ پوش تھے۔ شہاب الدین خود اُن کو دو دو ہزار کی چھ صفوں میں ترتیب دیکر قلب لشکر سے نکلا اور راجپوتی لشکر کی طرف بڑھا رائے پتھورا کی نظر جب اُس تازہ لشکر پر پڑی تو اُسے اپنی شکست کا پورا یقین ہو گیا۔ تاہم وہ بھی راجپوت کا بچہ تھا۔ اور کار آزمودہ سپہ سالار تھا۔ فوراً سنبھلا اور ساتھیوں کو للکار کر کہا۔

شہاب الدین پر یورش "بہادر راجپوتوں! شہاب الدین تمہارے سامنے ہے ہر طرف سے اُسے گھیر لو خبردار بھاگنے نہ پائے۔ ادھر فیل بانوں کو حکم دیا کہ ان تین ہزار جنگلی ہاتھیوں کو (جو شراب پلا کر مست کئے گئے ہیں) دشمن کی طرف بڑھاؤ"

شہاب الدین غوری کا حملہ شہاب الدین نے زیادہ تامل نہیں کیا۔ بلکہ شہاب الدین ثاقب کی طرح اپنے دستہ کو بڑھا کر رائے پتھورا پر حملہ آور ہوا۔ اور ان دونوں دستوں کو بھی حملہ کرنے کا حکم دیا۔ انہوں نے بھی دو نیم کمانوں کی شکل میں دشمن کو گھیرے میں لے لیا۔ اب تین طرف سے رائے پتھورا گھر گیا تھا غوری اور کے خلجی نوجوانوں نے تھوڑی ہی دیر میں تھکے ہوئے راجپوت بہادروں کو پیچھے ہٹا دیا۔

فتح ۲۷ محرم ۵۸۸ھ راجپوتی لشکر ابھی کچھ دور پیچھے ہٹا تھا کہ خود اپنے ہی ہاتھیوں سے دوچار ہونا پڑا جو عقب سے بڑھتے چلے آرہے تھے۔ ان مست ہاتھیوں نے خود اپنے لشکر کو روندنا شروع کیا اور راجپوت چاروں طرف سے مصیبت میں گھر گئے راجپوت آخر دیو تو تھے نہیں البتہ بہادر انسان تھے ان میں سراسیمگی پھیل گئی۔ اور ایک گھنٹہ میں شہاب الدین نے تراوڑی کا معرکہ سر کر لیا۔ رائے پتھورا اور چند دیگر راجگان کا غوریوں نے تعقب کیا۔ اور کھانڈے رائے اور چند راجگان دوران تعقب میں مارے گئے۔

رائے پتھورا دریائے سرستی[۵۱] کے کنارے گرفتار ہو کر قتل کیا گیا۔ اور اس طرح غریب نواز کے مکاشفہ کی صداقت عالم میں آشکارا ہو گئی۔ (ماخوذ از عطائے رسول)

---

[۵۱] سرستی ندی پنجاب میں ہے

شہاب الدین کی اجمیر شریف روانگی ۵۸۸ھ

بعد فتح شہاب الدین غوری ترادڑی[51] سے براہ کیکڑی[52] عازم اجمیر ہوا۔ اور دیولی[53] میں ان راجاؤں کے لڑکے جن کے باپ ترادڑی میں مارے گئے تھے۔ اطاعت در فرماں برداری کی دستاویزات لیکر معہ شاہانہ تحائف کے شہاب الدین کے استقبال کے لئے جمع ہوئے۔ یہاں شہاب الدین کی شاہانہ نظریں ہوئیں دفاداری کی دستاویزات پر مہر تصدیق ثبت کرنے کے لئے شہاب الدین سے درخواست کی گئی۔ اس گروہ میں رائے پتھورا کا لڑکا بھی تھا شہاب الدین سے خندہ پیشانی کے ساتھ پیش آیا اور ہر ایک کی سند پر بہ عہد و پیمان دستخط کئے۔ جاگیریں واگذاشت کیں اور رائے پتھورا کے لڑکے کو بھی از روئے ترحم خسروانہ اس کے باپ کی گدّی یعنی اجمیر کی حکومت عنایت کی اس خوشی میں راجپوتوں نے کیکڑی کے مشہور تالاب کے کنارے جشن منایا کشتیاں تالاب میں چھوڑیں اور چراغاں کیا۔ (عطائے رسول وغیرہ)

اسلامی لشکر ان ایّام میں مصروف عبادت رہا یہاں سے چوتھے دن روانہ ہو کر اجمیر شریف کا رُخ کیا۔ شہاب الدین کو کیا معلوم تھا کہ جذبۂ پنہانی اُس مقدس ہستی کے قدموں کی طرف لئے جا رہا ہے جسے بمقام ترادڑی عالم رویا میں دیکھ کر عالم اجسام میں دیکھنے کی آرزو جاگزیں ہو گئی تھی۔ آفتاب غروب ہونے والا تھا اور شہاب الدین اجمیر شریف سے تین میل دور گھوڑے پر سوار بسمت اجمیر آ رہا تھا جلو میں مہاراجگان کے لڑکے ان کے دائیں بائیں وزراء امراء عقب میں شہاب الدین کا مشہور لشکر تھا (عطائے رسول وغیرہ)

دربار خواجہ میں شہاب الدین غوری کی باریابی

جب شہاب الدین غوری کاشانۂ ولایت اور آفتاب معرفت (جہاں اسوقت غریب نواز کا روضہ ہے) کے قریب پہونچا تو آفتاب دُنیا غروب ہو گیا اور کاشانۂ ولایت سے اذان کی آواز آئی۔ شہاب الدین متعجب ہوا کہ اس

---

[51] ترائین جس کا بعد کا نام ترادڑی ہے تھانیسر سے سات کوس اور دہلی سے چالیس کوس پر سرستی ندی کے کنارہ ہے (منتخب التواریخ)

[52] (الف) کیکڑی اجمیر سے ۴۵ میل کے فاصلہ پر ہے (
(ب) مفتوحہ علاقہ کو دیکھتے ہوئے براہِ کیکڑی شہاب الدین کا اجمیر آنا قرین قیاس ہے۔

[53] دیولی اجمیر سے ۷۰ میل ہے۔

اس کفرستان میں آذان کی آواز کیسے کسی سے پوچھنا چاہتا تھا کہ محل شناس رائے پتھورا کا بیٹا آگے بڑھا۔ سامنے حاضر ہو کر عرض کرنے لگا کہ "جہاں پناہ کچھ ارشاد فرمانا چاہتے ہیں" شہاب الدین نے کہا اس کفرستان میں آذان کی آواز کیسے لڑکے نے کہا کچھ مسلمان درویش سال بھر سے یہاں ٹھہرے ہوئے ہیں۔ روزانہ کئی مرتبہ ایسے پکار کر کچھ پوجا کرتے ہیں" یہ گفتگو ختم ہوئی تھی کہ کاشانۂ ولایت آگیا۔

نماز پہلی صف کے وسط میں کچھ لوگ کھڑے ہو چکے تھے۔ تکبیر تحریمہ میں امام کے ساتھ صرف اٹھارہ آدمی تھے۔ مگر جب رکوع میں گئے تو بارہ ہزار تھے۔ نماز ختم ہونے کے بعد جب امام نے مقتدیوں کی طرف منہ کر کے دعا کیلئے ہاتھ اٹھائے تو شہاب الدین کی نظر حضرت خواجہ غریب نواز کے روئے اقدس پر پڑی پہچان لیا کہ یہ تو وہی بزرگ ہیں جن کی زیارت عالم رویا میں ترائوڑی کے میدان میں پشت اسپ پر ہوئی تھی۔ اور میرے لشکر کی نگہبانی فرما رہے تھے۔

قدمبوسی ان خیالات کے آتے ہی شہاب الدین غریب نواز سے قدمبوس ہونا چاہتا تھا کہ حضور نے اوس کو اپنے بازؤں کی طرف لیا اور بغلگیر ہوئے۔ شہاب الدین بہت دیر تک اپنے رخسار حضور کے سینہ مبارک سے لگائے رہا۔ اور جب حضور نے دعائیں دیکر بیٹھنے کے لئے فرمایا تو شہاب الدین کی ڈاڑھی خوشی کے آنسوؤں سے تر تھی۔

حسب روایۃ "آتشکدہ آذر" شہاب الدین غوری نے آپ کے دست حق پر بیعت بھی کی۔

جاسوسی کا الزام اور اُس کی تردید بعض کوتاہ بین لوگوں نے یہ الزام لگایا ہے کہ آپ شہاب الدین غوری کے جاسوس کی حیثیت سے ہندوستان تشریف لائے تھے۔ اس الزام کا قیاسی ثبوت صرف یہ بیان کیا جاتا ہے کہ آپ کے آنے کے کچھ ہی دن بعد ہی شہاب الدین غوری[۱۵] نے پرتھوی راج پر فوج کشی کر کے اجمیر و دہلی فتح کر لیا۔ اس کے سوا اور کوئی تاریخی ثبوت پیش نہیں کیا جاتا نہ کسی

---

[۱۵] شہاب الدین غوری۔ بہاء الدین محمد سام کا بیٹا تھا۔ اور غیاث الدین غوری کا برادر عیانی تھا۔ ۵۸۸ھ میں اجمیر کے راجہ پرتھوی راج کو شکست دی بعد ازاں قطب الدین ایبک کو اپنا نائب بنا کر مفتوحہ علاقہ میں چھوڑا۔ مفصل حالات تاریخ فرشتہ و تاریخ تاج الماثر میں دیکھئے۔ (مولف)

تاریخ سے شہاب الدین کے کسی محکمہ میں آپ کا ملازم رہنا معلوم ہوتا ہے اگر ایسا ہوتا تو بعد فتح شہاب الدین کوئی انعام جاگیر یا کوئی عہدہ بطور حق المحنت آپ کو پیش کرتا اور آپ امیرانہ زندگی بسر کرتے مگر کسی تذکرہ و تاریخ سے اس کا پتہ نہیں چلتا۔

اس کے سوا قرائن کا جہاں تک تعلق ہے اُن سے بھی یہی ثابت ہوتا ہے کہ ایک تارک الدنیا جو اپنا مال و زر خدا کی راہ میں لٹا چکا ہو۔ وہ ملک گیری اور زر و مال کے خزانے حاصل کرنے اور دنیاوی حکومت و شاہی پر قابض ہونے کے لئے کہاں تک تیار ہو سکتا ہے ظاہر ہے کہ درویش درویشانہ زندگی پر شاہانہ زندگی ہزار بار قربان کر دیا کرتے ہیں چنانچہ اسی خاندان چشتی کے شیخ اعظم حضرت ابراہیم بن ادھم بلخی رحمۃ اللہ علیہ کا واقعہ زبان حال سے ہمارا شاہد ثبوت اور دافع الزام ہے۔

بالفرض محال اگر آپ نے جاسوسی کی خدمات انجام بھی دیں تب بھی آپ کے مذکورہ بالا استغنا اور تارک الدنیا ہونے کے پیش نظر یہ ماننا پڑے گا کہ کسی جاہ و حشم کے لئے نہیں بلکہ فی سبیل اللہ جزو جہاد سمجھ کر تبلیغ و ترقیٔ اسلام کے لئے آپ نے یہ خدمت انجام دی ہوگی۔ (مولف)

نکاح اوّل **سنہ ۵۸۹ھ**

ایک روز امیر سید حسن[53] نے حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو عالم رویا میں دیکھا کہ آپ فرماتے ہیں "اے فرزند سرور عالم کا حکم ہے تم اپنی لڑکی عصمت اللہ کا نکاح خواجہ معین الدین رح سے کر دو" آپ نے خواب سے بیدار ہو کر اپنے خواب کا سارا ماجرا غریب نواز سے عرض کیا غریب نواز نے فرمایا اگرچہ میں بوڑھا ہو گیا ہوں مگر بموجب ارشاد امام میں یہ رشتہ قبول کرتا ہوں۔ بالآخر (بعمر ۵۹ سال) امیر موصوف کی صاحبزادی سے آپ کا نکاح ہو گیا۔ (ماخوذ از سیر الاقطاب)

---

[52] (الف) یہ سنہ نکاح حضرت خواجہ فخر الدین رحمۃ اللہ کی وفات (مندرجہ خزینۃ الاصفیا) بعمر ۶۳ سال ۶۵۳ھ سے مطابقت کرتا ہے (ب) "حسب سیر الاقطاب" پہلی بار دہلی کے سفر سے (بزمانہ نیابت قطب الدین ایبک) واپس آ کر نکاح کیا (مولف) (ج) اسی زمانہ میں حضرت قطب الاقطاب حسب روایۃ خزینۃ الاصفیا بعمر اٹھارہ سال) دہلی موجود تھے۔

[53] (الف) حسب تاریخ فرشتہ و بہار گلشن حضرت امیر سید حسن رحمۃ اللہ علیہ سادات عظام سے ہیں اور حضرت زین العابدین بن حضرت امام حسین علیہ السلام بن حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی اولاد میں ہیں۔ (ب) سلطان شہاب الدین غوری کے افسر تھے۔ جب سلطان مذکور رائے پتھورا پر فتحیاب ہوا اور قطب الدین ایبک کو نائب سلطنت مقرر کر کے کوہ سوالک محالات کوہستان غارت کرتا ہوا غزنین پہونچا۔ سلطان قطب الدین ایبک نے حضرت سید حسن مشہدی رحمۃ اللہ علیہ کو (جو عم بزرگوار سید حسین خنگ سوار کے تھے) اجمیر کا قلعدار کر دیا (از احسن السیر) (ج) آپ صوفیہ تہذیب (یعنی تفضیلیہ) تھے اور حلیہ تقویٰ سے آراستہ اور اولیا اللہ کے مسلک میں انتظام رکھتے تھے۔ (از فرشتہ)

اولیا مسجد اور کاشانۂ ولایت ۵۹۲ھ

آپ نے جھالرہ سے تقریباً سو گز کے فاصلہ پر بجانب شمال ایک کچی مسجد عبادت کے لئے بنوائی۔ آپ کے ہمراہیوں نے مسجد کے آس پاس اپنے جھونپڑے بنائے۔ ان جھونپڑوں کے گرد کھجور کے درختوں کی قطار قائم کردی گئی۔ یہ تھا سلطان الہند بانئ ولایت کی مقدس قیام گاہ کا سادہ منظر۔ (ماخوذ از عطائے رسول)

امیر سید حسین رحمۃ اللہ علیہ کی شہادت اور آپ کا شہدا کو دفن کرنا ۵۹۲ھ

آپ کے خسر امیر سید حسن اور برادر نسبتی[۹۱] امیر سید حسین شہید[۹۲] خنگ سوار کی ہدایت سے بہت سے مرد و زن مشرف بہ اسلام ہوتے تھے۔

ہر دو حضرات مسلک صوفیہ کے مطابق تبلیغ اسلام کی خدمت انجام دیتے تھے یہ تبلیغ از راہ حکومت نہ تھی بلکہ جو ایمان نہ لاتا اُس سے کچھ تعرض نہ تھا۔ (از سیر الاقطاب)

بسبب روز افزوں ترقی اسلام اہل ہنود عداوت قلبی رکھتے تھے۔ آخر جب قطب الدین ایبک کی غلط خبر وفات اجمیر میں پہونچی تو راجپوت علاقہ داران ایک کثیر جماعت کے ساتھ کمندوں کے ذریعہ داخل قلعہ ہوئے۔ اور شب خون کیا۔

امیر سید حسین رحمۃ اللہ علیہ اس شب قلیل جماعت کے ساتھ قلعہ میں تشریف رکھتے تھے۔ لشکر کے اکثر آدمی پرگنوں میں زر شاہی کے لئے گئے ہوئے تھے۔ الغرض بتاریخ ۱۸ رجب (اٹھارویں شب)[۹۳] ۵۹۲ھ میں حضرت امیر سید حسین مع جماعت مسلمین شہید ہوئے۔ مگر کفار بھی آپکے اور آپ کے ہمراہیوں کے ہاتھ سے بہت مارے گئے (ماخوذ از وقائع شاہ معین الدین و احسن السیر و عطائے رسول)

صبح کی نماز کے بعد جب غریب نواز جانماز پر تشریف فرما تھے۔ کہ تاراگڈھ کی طرف سے ایک جھونکا

---

۹۱ یعنی غریب نواز کی اہلیہ بی بی عصمت کے چچازاد بھائی (مولف)

۹۲ (الف) حسب خزینۃ الاصفیا آپ اجمیر میں غریب نواز کے سب سے پہلے عقیدت مندوں میں ہیں۔
(ب) آپ اکثر غریب نواز کے پاس آیا کرتے تھے اور استفادہ حاصل کرتے تھے (وقائع شاہ معین الدین)

۹۳ احسن السیر وغیرہ میں آپ کا سنہ شہادت ۵۹۸ھ عطائے رسول میں ۵۹۲ھ مگر دونوں نے بعد وفات سلطان قطب الدین لکھا ہے لیکن فرشتہ کے بیان سے ۵۹۳ھ میں انتقامی جنگ ہونا ثابت ہے اس لئے میراں صاحب کی شہادت کا سنہ ۵۹۲ھ ہے (مولف)

ہوا کا آیا آپ نے مراقبہ سے آنکھیں کھولیں اور حاضرین سے فرمایا "این ہوائے ہیچ بوئے بمشام شمایاں رسیدہ" یعنی اس نسیم صبح سے تمہارے دماغوں میں کوئی خوشبو آئی۔ سب نے جواب دیا کہ نہیں۔ پھر آپ نے فرمایا "بلے بوئے شہدا آوردہ بودم" یعنی اس ہوا میں شہدا کے خون کی بو آتی ہے (از عطائے رسول)

بعد ازاں آپ معہ مریدین و معتقدین تارہ گڈھ تشریف فرما ہوئے۔ اور میراں سید حسین خنگ سوار رحمۃ اللہ علیہ کو ایک بلند مقام پر دفن کیا۔ اور بقیہ شہدا کو اس مقام کے نیچے پچاس پچاس کی چار قطاروں میں سپرد خاک کیا۔ (از عطائے رسول)

بار سوم ہندوستان میں تشریف آوری اور ورود لاہور و دہلی بعہد قطب الدین ایبک ۶۰۲ھ

صاحب مسالک السالکین کا بحوالہ سیر المعارفین بیان ہے کہ جب آپ لاہور پہونچے ہیں تو ان ایام میں سلطان معز الدین سام نے دہلی فتح کیا اور قطب الدین ایبک کو اپنا نائب بنا کر خود غزنین کی طرف روانہ ہوا۔ اور اثنائے راہ میں واصل بحق ہوا۔

چونکہ حسب تاریخ فرشتہ و منتخب التواریخ وغیرہ معز الدین سام کی وفات ۴ر شعبان ۶۰۲ھ میں ہوئی اس لئے ۵۸۸ھ کے بعد آپ کا پھر لاہور ۶۰۲ھ میں تشریف لانا ثابت ہے۔

ورود ہند کے متعلق مختلف اوقات کی روایات سے ظاہر ہوتا ہے کہ آپ نے اپنی پرورش گاہ (یعنی خراسان جو بمنزلہ وطن تھا) آنے جانے کا سلسلہ اجمیر آنے کے بعد ہی قائم رکھا۔ اور آپ کی خراسان میں متعدد تصانیف کا ہونا یہ امر ثابت کرتا ہے کہ آپ کا وہاں وقتاً فوقتاً قیام رہا ہے۔ چونکہ آپ کے لئے تصنیف کا موقع اجمیر آنے کے بعد بھی ہو سکتا ہے۔ اسلئے اغلب گمان ہے کہ آپ اس مرتبہ بھی خراسان ہی سے وارد لاہور ہوئے (مولف)

اس ورود ہند کے متعلق صاحب مسالک السالکین کی رائے معہ تفصیلات

جب معز الدین سام واصل بحق ہوئے اسوقت آپ (لاہور سے) دہلی تشریف لائے اور کئی مہینہ قیام فرمایا۔ وثاق متبرکہ یعنی حرم سرا آپ کا اس مقام پر تھا جہاں شیخ رشید ملّی[1] کی قبر ہے اور آج تک اس زمانہ کی نشانیوں میں سے آپکی مسجد کی محراب قائم ہے۔ جب خلق کا زیادہ ہجوم ہوا تو آپ دہلی سے اجمیر تشریف لے گئے۔

اگرچہ اس وقت اجمیر میں رونق اسلام شروع ہو گئی تھی۔ لیکن کفّار کا غلبہ بہت تھا اور سلطان قطب الدین[٥١] ایبک کی طرف سے حضرت سید حسین مشہدی رحمۃ اللہ علیہ داروغہ اجمیر تھے۔

فرشتہ وغیرہ کا بیان ہے ۔ کہ سلطان شہاب غوری نے ٥٨٨ھ[٥٢] میں راجہ پتھورا پر فتح پا کر دہلی پر قبضہ کیا اور ٦٠٢ھ میں وفات پائی اور قطب الدین ایبک مستقل بادشاہ ہوا۔ "اسرار الاولیاء" "اخبار الاخیار" اور دیگر کتب معتبرہ سے ظاہر ہے کہ جب آپ رونق افروز اجمیر تھے اس وقت فرماں روائے اجمیر راجہ پتھورا تھا۔ اس لئے یہ روایت آپکے بار اوّل (یعنی ٥٨٨ھ میں) اجمیر آنے کی نہیں جیسا سیاق روایت سے ظاہر ہے۔ (مسالک السالکین، و دلائل مولف)

---

٥١ قطب الدین ایبک بروز دوشنبہ ١٨ ذی قعدہ ٦٠٢ھ میں دہلی سے لاہور آکر تخت نشین ہوا۔ منتخب التواریخ)

٥٢ (الف) دہلی ٥٨٩ھ میں تسخیر ہوا (فرشتہ)

(ب) سرستی اور ہانسی کے قلعے فتح کرنیکے بعد ٥٨٩ھ میں شہاب الدین غوری نے قصبہ کہرام (جو دہلی سے ستر کوس ہے) میں قطب الدین ایبک کو چھوڑ کر خود کوہ سوالک کی طرف متوجہ ہوا۔ اور تاخت و تاراج کرتا ہوا غزنین چلا گیا (منتخب التواریخ)

۶۱۱ھ
سفر خراسان سے واپسی اور بار چہارم ورود ہند

۶۱۰ھ میں اجمیر شریف آنیکے بعد یہ آپ کا دوسری مرتبہ خراسان کی طرف سفر تھا۔ اس موقعہ پر بھی اغلب گمان ہے کہ آپ نے اس نواح میں کافی عرصہ قیام کر کے تصنیف و تالیف کا کام انجام دیا۔ جیسا کہ حسب روایۃ "سبع سنابل" آپ کی متعدد تصانیف وہاں موجود ہونے سے ثابت ہے۔

سفر خراسان کے بعد بار چہارم ورود ہند کا تاریخی ثبوت آپ کا بار چہارم ہندوستان وارد ہونا منظر عام پر نہیں آیا۔ اسلئے ممکن ہے عوام پر اس کا انکشاف گراں گذرے۔ مگر مؤرخین اور باریک بین نظریں اس انکشاف کی قدر کریں گی۔ دلائل حسب ذیل ہیں۔

"خزینۃ الاصفیا" کا بیان ہے کہ جب حضور خواجہ معین الدین حسن چشتی علیہ الرحمۃ خراسان سے وارد ہندوستان ہوئے ہیں۔ اسوقت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت جلال الدین تبریزی دونوں ملکر شیخ بہاالدین ذکریا ملتانی رحمۃ اللہ علیہ سے ملنے تشریف لے گئے تھے۔ اور جبکہ یہ تینوں حضرات (یعنی شیخ بہاالدین علیہ الرحمۃ شیخ جلال الدین تبریزی رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ) ایک مجلس میں تشریف رکھتے تھے اسوقت قباچہ بیگ (ناصر الدین[۵۱] قباچہ) حاکم ملتان خدمت میں حاضر ہوا۔ اور عرض کیا کہ لشکر کفار مغل[۵۲] ملتان تسخیر کرنے آیا ہے۔ لشکر بے شمار ہے۔ مجھے مقابلہ و مجادلہ کی طاقت نہیں ہے۔ خدا کے لئے میری امداد فرمایئے۔

اتفاقاً اسوقت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ کے ہاتھ میں ایک تیر تھا وہ حضرت قطب صاحبؒ نے حاکم ملتان (قباچہ بیگ) کو دیا۔ اور فرمایا یہ تیر رات کے وقت دشمن کے لشکر میں پھینکدینا اور مطمئن ہو جانا۔ قباچہ بیگ نے یہ عمل کیا اور دشمن کے لشکر میں سے کوئی متنفس ایسا نہ بچا جو

---

۵۱ ناصر الدین قباچہ اور شمس الدین التمش سے لڑائی ہوئی۔ جب قلعہ بھنگرہ فتح ہوگیا تو ناصر الدین قباچہ پنجاب کے کس دریا کے اندر ۶۱۵ھ میں ڈوب کر مرگیا (منتخب التواریخ)

۵۲ مغل اصلی قوم ترکستان کا ایک فرقہ ہے یعنی عمدہ (مولف)

تیر خوردہ نہ ہوا ہو تمام کفار نے راہ فرار اختیار کی

چونکہ صاحب "منتخب التواریخ" کا بیان ہے کہ ۶۱۱ھ میں مغلوں نے فوج کشی کی اور چالیس دن تک ملتان کا محاصرہ کیا اس لئے یہی سنہ یعنی ۶۱۱ھ غریب نواز کی خراسان سے واپسی ہندوستان اور ورود لاہور کا ہے۔ (مولف)

آپکا لاہور سے اجمیر شریف ۶۱۱ھ پہونچنا اور قطب صاحب رح کی درخواست حاضری

ادہر آپ لاہور سے اجمیر پہونچے اُدہر حضرت قطب الاقطاب رح نے ملتان سے پہونچکر آپ کی خدمت میں درخواست لکھی اور اجمیر حاضر ہونے کی اجازت چاہی مگر آپ نے جوابدیا کہ دہلی کا کاروبار تمہارے سپرد ہے۔ تم وہیں سکونت رکھو۔ کچھ دن بعد ہم خود دہلی آئیں گے۔ (از خزینۃ الاصفیا)

ورود دہلی بار اوّل بعہد شمس الدین التمش[۵۱]

خواجہ غریب نواز اجمیر شریف سے دہلی تشریف لائے فرما ہوکر قطب صاحب کی خانقاہ میں ٹھہرے قطب صاحب نے چاہا کہ سلطان کو خبر دیں مگر غریب نواز نے بوجہ کثرت اژدہام خلقت آپ کو منع فرمادیا قطب صاحب رح خاموش ہو گئے

(مسالک السالکین)

مگر باوجود اس کے بھی سلطان شمس الدین التمش[۵۲] اور خواص وعام کو دہلی میں خبر ہو گئی سب حضرات خواجہ علیہ الرحمۃ کی زیارت اور دیدار فرحت آثار کو غنیمت سمجھکر حاضر خدمت بابرکت ہونے رہے۔

مگر نجم الدین صغریٰ بوجہ رشک وحسد آپکے پاس نہ آئے۔ خواجہ علیہ الرحمۃ کی شیخ نجم الدین سے خراسان کی ملاقات تھی اور آپ خلق محمدی بدرجہ غایت رکھتے تھے اس لئے خود شیخ نجم الدین صغریٰ سے ملنے کے لئے اُن کے گھر تشریف لے گئے اسوقت نجم الدین صغریٰ اپنے صحن خانہ میں ایک صفہ تعمیر کرا رہے تھے جب حضرت خواجہ علیہ الرحمۃ اُن کے پاس پہونچے تو اُنھوں نے نہ حضرت خواجہ علیہ الرحمۃ کا استقبال کیا نہ اُن کی

---

[۵۱] آپ سلطان شمس الدین التمش کے عہد میں دو مرتبہ دہلی تشریف لائے (سیر الاقطاب وغیرہ)

[۵۲] شمس الدین التمش آخر ۶۰۷ھ میں تخت دہلی پر مسند نشین ہوا۔ بڑا نیک بادشاہ تھا (فرشتہ و سیر الاقطاب) غریب نواز سے استفادہ حاصل کیا قطب صاحب سے مرید تھا۔ خواجہ عثمان ہارونی قدس سرہ سے تجدید بیعت کی بتاریخ ۲۰ شعبان ۶۳۳ھ میں وصال ہوا عقب مسجد قوۃ الاسلام دفن کیا گیا۔ (فرشتہ۔ منتخب التواریخ و خزینۃ الاصفیا)

جانب متوجہ ہوئے یہ بات حضرت خواجہ علیہ الرحمۃ پر گراں گذری اور آپ نے فرمایا کہ اے نجم الدین صغری تجھ پر کیا ایسی بلا آئی ہے کہ شیخ الاسلامی کے نشہ میں انسانیت سے درگذرا اور راہ و رسم دیرینہ و وضع داری قدیم کو یکبارگی ترک کر دیا۔ یہ سنکر شیخ نجم الدین صغری بہت شرمائے اور خواجہ صاحب کے قدموں پر سر رکھکر معذرت کرنے اور کہنے لگے کہ میں پہلے جیسا آپ کا مخلص تھا ویسا ہی اب بھی ہوں مگر قطب صاحبؒ نے میری قدر و منزلت بالکل برباد کر دی ہے جب سے وہ مرید آپ کا یہاں آیا ہے تمام خلائق اُسی کی طرف رجوع ہے میں شیخ الاسلام برائے نام ہوں کوئی میری پرسش نہیں کرتا یہ سنکر غریب نواز نے تبسم فرمایا اور کہا کہ تو خاطر جمع رکھ میں اس بار گراں کو جو تیرے دل پر ہے اپنے ہمراہ اجمیر لیجاؤں گا یہ فرماکر آپ وہاں سے چلے آئے۔ ہر چند نجم الدین صغری نے طعام ماحضر کی نسبت کہا مگر آپ نے قبول نہ فرمایا جب آپ اجمیر تشریف لیجانے لگے تو قطب صاحبؒ کو بھی اپنے ہمراہ لے لیا۔ چونکہ سکنائے دہلی کو قطب صاحبؒ سے محبت قلبی ہو گئی تھی۔ جب بقصد اجمیر آپ شہر سے باہر آئے تو کوئی شخص آپ کے فراق کی تاب نہ لاسکا۔ تمام شہر میں یکبارگی شور و غوغا اور ماتم عظیم برپا ہو گیا اور شہر کی خلقت دیوانہ وار آپ کے پیچھے ہوئی جہاں آپ قدم رکھتے تھے لوگ اُسی جگہ کی خاک اٹھا کر تیمناً و تبرکاً اپنے پاس رکھتے تھے اور آنکھوں سے لگاتے تھے۔

جب سلطان نور اللہ مرقدہ نے آپ (قطب صاحبؒ) کی روانگی اجمیر شریف کی خبر سُنی بے اختیار دوڑے آئے اور حضرت خواجہ علیہ الرحمۃ سے باکمال منت و زاری عرض کیا کہ حضور قطب صاحبؒ کو اجمیر شریف نہ لے جائیں برائے خدا یہیں چھوڑ جائیں۔

جب خواجہ علیہ الرحمۃ نے یہ معاملہ بچشم خود معاینہ فرمایا اور تمام اہل شہر کو آپ کا فریفتہ و شیفتہ پایا تو التجا سلطان کی قبول فرمائی۔ اور کہا بابا قطب الدین تم یہیں رہو۔ تمہارے جانے سے سارے اہل شہر پریشان و بے قرار ہیں میں نہیں چاہتا کہ اسقدر مخلوق کے دلوں کو تمہاری آتش جدائی سے کباب کروں میں نے اس شہر و دیار کو تمہاری حمایت میں چھوڑا" یہ فرماکر خود حضرت خواجہ علیہ الرحمۃ اجمیر شریف روانہ ہو گئے۔

(از مسالک السالکین حالات قطب صاحبؒ)

بابا فرید الدین گنج شکرؒ [۵۲] پہ آپ کا کرم فرمانا ۶۱۱ھ

جب غریب نواز اجمیر سے دہلی تشریف لائے [۵۳] حضرت قطب صاحب رحمۃ اللہ علیہ اور دیگر حضرات نے اپنی اپنی لیاقت کے مطابق آپ سے نعمت حاصل کی بعد ازاں غریب نواز نے حضرت قطب صاحبؒ سے دریافت کیا کہ تمہارے مریدوں میں سے کیا کوئی اور نعمت پانے سے رہ گیا ہے قطب صاحبؒ نے عرض کیا کہ ایک مسعودی (بابا فرید الدین گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ) نامی فقیر رہ گیا ہے وہ چلہ میں بیٹھا ہے۔ غریب نواز کھڑے ہو گئے۔ اور فرمایا کہ آؤ اسے دیکھیں۔ دونوں بزرگ حجرہ کے دروازہ پر تشریف فرما ہوئے۔ اور دروازہ کھولا۔ حضرت بابا صاحبؒ ضعف کی وجہ سے تعظیم کے لئے کھڑے نہ ہو سکے ناچار چشم پر آب ہو کر سر زمین پر رکھ دیا۔ غریب نواز نے جب یہ دیکھا فرمایا "اے قطب الدین کب تک اس بیچارہ کو مجاہدہ میں گھلاؤ گے۔ آؤ تاکہ اسے کچھ عطا کریں۔ پس دایاں بازو حضرت غریب نواز نے اور بایاں بازو حضرت قطب صاحبؒ نے پکڑ کر اٹھایا۔ پھر غریب نواز نے آسمان کی طرف منہ کر کے جناب باری میں عرض کیا "جل جلالہٗ ہمارے فرید کو قبول فرما۔ اور اکمل درویشوں کے مرتبہ پر پہونچا" آواز آئی ہمنے فرید کو قبول کیا اور فرید وحید عصر ہوگا۔ یہ سنکر بابا صاحبؒ کا حال دگرگوں ہوا جب غریب نوازؒ نے یہ حالت دیکھی تو فرمایا کہ فرید کو اسم اعظم (جو خواجگان چشت میں سینہ بسینہ چلا آتا تھا) تلقین کرو اسوقت علم الدنی منکشف ہو گیا اور بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ اور ذات حق تعالیٰ کے درمیان سے حجابات اٹھ گئے پس غریب نواز نے بابا صاحبؒ کو خلعت عطا فرمایا۔ نیز حضرت قطب الاقطابؒ نے دستار مثال اور دیگر لوازمات خلافت عطا فرمائے اس محفل میں انعام و اکرام میں قاضی شیخ حمید الدین ناگوری۔ مولانا علی کرمانی نور الدین غزنوی۔ مولانا مبارک شیخ نظام الدین ابو المویدہ مولانا شمس الدین ترک خواجہ موید موید دوتا اور دیگر مشائخین صاحب نظر قدس اللہ تعالیٰ اسرارہم موجود تھے۔ ایک شاعر نے فی البدیہہ مطابق حال یہ شعر کہا۔

---

۵۲ سیر الاقطاب میں حضرت بابا فرید الدین گنجشکرؒ کا بعمر پچانوے سال ۶۷۰ھ میں وفات پانا مرقوم ہے۔ اس حساب سے بابا صاحب کا سنہ ولادت ۵۷۵ھ برامد ہوتا ہے (مولف)

۵۳ صاحب مسالک السالکین نے قباچہ بیگ سے مغلوں کی جنگ ہونے اور بابا فریدؒ کے شرف ارادت (ہماری رائے میں بحیثیت خلافت) سے مشرف ہونیکا ایک ہی زمانہ لکھا ہے چونکہ جنگ مذکور حسب منتخب التواریخ ۶۱۱ھ میں ہوئی نیز حسب سیر الاقطاب یہ واقع دہلی میں ہوا ہے اسلئے غریب نواز کے دہلی آنے اور بابا صاحبؒ کو خرقہ عطا کرنیکا سنہ بھی یہی ہے (مولف)

"بخشش کونین از شیخین بگرفتہ فرید — بادشاہی یافتہ از بادشاہانِ جہاں"

بعد ازاں حضرت غریب نواز نے ارشاد فرمایا کہ بابا قطب الدین بڑے شاہباز کو دام میں لائے ہو کہ جس کا آشیانہ سدرۃ المنتہیٰ ہوگا (سیر الاقطاب تذکرہ بابا فرید الدین)

سفرِ دہلی بار دوم بعہد شمس الدین التمش ۶۱۲ھ

دوسری بار پھر آپ بعہد شمس الدین التمش اجمیر سے بز مرہ خدمت خلق دہلی تشریف فرما ہوئے اور دوران قیام دہلی میں آپ نے حضور خواجہ خواجگان حضرت خواجہ عثمان مکیؒ قدس سرہٗ کی قدم بوسی کا شرف حاصل کیا جس کی تفصیلات آگے درج ہیں (ماخوذ از گنج الاسرار وقائع شاہ معین الدین حسن)

کتاب تاریخ السلف میں بحوالہ جامع الکلیم مرتبہ حضرت خواجہ بندہ نواز گیسو درازؒ حسب ذیل روایت ہے خواجہ بزرگ اجمیر سے دہلی تشریف لائے شیخ قطب الدینؒ نے سنا تو استقبال کیا۔ اور جس طرح کہ مرید کو خدمت پیر و مرشد میں ہونا چاہیئے اس میں ذرہ بھر کمی نہ کی۔ جب خواجہ بزرگؒ نے مکان میں قدم رنجہ فرمایا عرض کیا کہ خدائے بزرگ نے کس سبب سے حضور کے قدوم سے اس شہر کو روشن فرمایا۔ آپ نے جواباً فرمایا۔ بابا جتنا میں نے کھیتی کی ہے وہ تیار ہو چکی ہے حاکم فرمان طلب کرتا ہے لوگوں نے مجھے معذور نہیں چھوڑا۔

ادھر بھجوا دیا تم یہاں مجھ سے پہلے سے ہو کوئی تدبیر بتاؤ۔ صاحب وقائع معین الدین چشتیؒ نے مندرجہ بالا روایات سے ان وجوہات کی بنا پر انکار کیا ہے اور ایک دوسری روایت لکھی ہے۔

وجہ اوّل سلطان شمس الدین چونکہ داخل سلسلہ تھا اس لئے بجائے خود تشریف لانے کے اگر آپ اپنے کسی خادم کو اس کام کی انجام دہی کے واسطے روانہ کر دیتے تو سب کام بہ آسانی ہو جاتا۔

دوسری وجہ یہ کہ اکثر اولیا اللہ نے حکومت اور مشیخت کو قبول نہیں فرمایا

دوسری روایت وقائع شاہ معین الدین چشتیؒ از ج

جب آپ اجمیر میں قیام پذیر ہوئے تو ایک کاشتکار نے آکر آپ سے عرض کیا کہ میرے کھیت کی پیداوار یہاں کے حاکم نے ضبط کر لی ہے۔ کہتا ہے کہ جب تک شاہی فرمان نہ لاؤ گے اس میں سے کچھ نہیں پا سکو گے لہذا حضرت کی امداد کا خواہاں ہوں تاکہ اس سال کے خرچ سے نجات ملے کیونکہ میری روزی کا وسیلہ سوائے اس کے

اور کچھ نہیں ہے آپ نے فرمایا کہ بعد ازیں حاکم کیا کرے گا۔ اُس نے عرض کیا کہ جو حکم ہوگا۔ اس کے مطابق عمل کرے گا آپ نے فرمایا کہ اگر استمراری فرمان دستیاب ہو جائے تو ہمیشہ کے لئے یہ تکلیف دور ہو جائے۔ اُس نے عرض کیا کہ اگر حضور حضرت قطب الدین بختیار کاکیؒ کو سفارشی خط تحریر فرمادیں تو استمراری یا میعادی فرمان مل جائیگا آپ نے غور و تامل کے بعد ارشاد فرمایا کہ اگرچہ سفارش سے تیری مقصد برآری آسان ہے مگر اللہ نے مجھے تیرے کام پر متعین فرمایا ہے لہذا میرے ساتھ چل اور آپ اوسی وقت دہلی روانہ ہو گئے پہلے جب آپ تشریف لے گئے تھے تو حضرت قطب الدینؒ کو پیشتر مطلع فرمادیا تھا اور تاریخ مقرر پر بادشاہ اور قطب صاحبؒ آپکی پیشوائی کیلئے حاضر ہوئے تھے مگر اس مرتبہ آپ نے اپنی دہلی پہونچنے کی اطلاع نہیں دی لیکن اتفاق سے ایک شخص آپ کو ملا اور اُس نے دوڑ کر حضرت قطب الاقطابؒ کو آپ کے تشریف لانے کی اطلاع کر دی قطب صاحبؒ متعجب ہوئے اور فوراً بادشاہ کے پاس جاکر آپ کے تشریف لانے کی خبر بیان کی خود آپ کی پیشوائی کے لئے تشریف لے گئے بادشاہ نے بھی معہ افواج دجلوس شاہی سے آپ کا استقبال کیا۔ خواجہ قطب صاحبؒ بلا اطلاع تشریف آوری کا سبب دریافت کرنے کے لئے مضطرب تھے لوگوں کے چلے جانے کے بعد قطب صاحبؒ نے عرض کیا کہ بلا اطلاع یکبارگی حضور کے تشریف لانے کا سبب کیا ہے آپ نے کسان کی طرف اشارہ کرکے فرمایا کہ اس شخص کے کام کیلئے آیا ہوں۔ قطب صاحبؒ نے عرض کیا کہ اگر حضور کے خادموں میں سے کوئی بھی سلطان سے عرض کرتا تو اس کا کام حسب دلخواہ ہو جاتا اس کام کے لئے حضور کے تشریف لانے کی کیا ضرورت تھی آپ نے ارشاد فرمایا کہ یہ درست ہے مگر ہر اہل اسلام ذلّت و غربت کے وقت خدا کی رحمت سے قریب ہوتا ہے۔

جب یہ شخص میرے پاس آیا تھا بہت رنجیدہ تھا جب میں نے مراقب ہو کر درگاہ ایزدی میں عرض کیا تو ارشاد باری تعالیٰ ہوا کہ رنج و غم میں شریک ہونا عین بندگی اور عبادت ہے اس لئے میں باری تعالیٰ کی خوشنودی کے پیش نظر یہاں تک آیا ہوں۔ (وقائع شاہ معین الدین چشتیؒ)

اِن دونوں روایتوں میں اس طرح تطبیق ہو جاتی ہے کہ جب حضور غریب نوازؒ اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کے خیال سے کسان کو ساتھ لے کر اجمیر سے دہلی کو جانے لگے تو آپ کے صاحبزادگان نے بھی اپنی کاشت

کے واگذاشتہ ہونیکے متعلق آپ سے زمان شاہی لانے کی درخواست کی ہے اور آپ نے بزمرہ خدمت تعلق صاحبزادگان کے معاملہ کے متعلق بھی حضرت قطب صاحبؒ سے مشورہ کیا۔ (مولف)

غریب نواز سے ملنے کیلئے خواجہ عثمان کا دہلی تشریف لانا ۶۱۲ھ [۵۱]

حضرت خواجہ خواجگان خواجہ عثمان قدس سرہٗ کے ہندوستان تشریف لانیکے متعلق مدت سے مورخین میں اختلاف چلا آتا ہے۔

بعض حال کے تذکروں میں آپ کے ہندوستان تشریف لانے سے انکار کیا گیا ہے "فرشتہ" اور صاحب "سیر العارفین" آپ کے ہندوستان تشریف لانے سے تو متفق ہیں لیکن غریب نواز سے آپکی ہندوستان میں ملاقات ہونے کے متعلق متامل ہیں نیز "سیر العارفین اور مسالک السالکین" کے مندرجہ ذیل بیان سے حضور خواجہ اعظم کا ہندوستان کی طرف سفر کرنا تو ثابت ہے مگر ہندوستان پہونچنا اور غریب نواز کو اپنی ملاقات سے مشرف فرمانے کا کچھ پتہ نہیں چلتا عبارت حسب ذیل ہے۔

کچھ عرصہ کے بعد خواجہ اعظم حضور شیخ عثمان ہارونی قدس سرہ العزیز نے خواجہ بزرگ غریب نواز کی محبت وطلب میں سفر فرمایا تو اثنائے سفر ہندوستان میں آپ علاقہ گجرات کے ایک ایسے مقام پر پہونچے جو آتش پرستوں کا مسکن تھا۔ وہاں ایک آتشکدہ جس میں بیس گاڑی لکڑیاں اور بروایتہ صاحب تاریخ فرشتہ سوختہ دار لکڑیاں روزانہ ڈالی جاتی تھیں اور آگ ہمیشہ روشن رکھی جاتی تھی۔

آپ ایک درخت کے سایہ میں فروکش ہوئے مصلے بچھا کر نماز میں مشغول ہوئے اور اپنے خادم سید فخر الدین[۵۲] رحمۃ اللہ (کہ یہ بزرگ ہمیشہ سفر و حضر میں آپ کے ہمرکاب رہتے تھے) سے فرمایا کہ "آگ لاکر افطار کیلئے روٹی تیار کرو"۔ وہ آگ لینے آتشکدہ پر گئے۔ آتش پرستوں نے آگ دینے سے انکار کیا اور کہا یہ ہمارا معبود ہے ہم اس میں سے آگ نہیں دے سکتے" خادم واپس آئے اور ساری کیفیت خواجہ اعظم

---

۵۱ چونکہ حسب "کنز الاسرار" معروف بہ گنج الاسرار حضور خواجہ اعظم نے ہندوستان تشریف لاکر تین سال تک دہلی میں قیام فرمایا اور حسب "مسالک السالکین" ۶۱۷ھ میں مکہ معظمہ میں وفات پائی اس لحاظ سے آپ کا ہندوستان تشریف لانا ۶۱۳ھ میں قرین قیاس ہے۔ (مولف)

۵۲ خواجہ فخر الدین سادات میں سے ہیں۔ آپ کو غریب نواز سے نہایت ارادت و محبت تھی۔ اپنا وطن ترک کرکے اجمیر میں قیام کیا آپکی اولاد آجتک خدمات آستانہ غریب نواز بجالاتی ہے (تذکرۃ الاولیائے ہند بحوالہ اقتباس الانوار و مراۃ الاسرار)

قدس سرہٗ العزیز کی خدمت میں بیان کی۔ آپ تجدید وضو فرما کر خود تشریف لیگئے۔ دیکھا کہ ایک پیر مرد مخیشا نام ایک تخت چوبی پر بیٹھا ہے۔ ایک ہفت سالہ لڑکا اسکی گود میں ہے۔ اور بہت سے آتش پرست اُس کے گرد و پیش بیٹھے ہوئے آگ کی پرستش کر رہے ہیں۔

آپ نے اُس پیر مرد سے فرمایا کہ "آگ پوجنے سے کیا فائدہ یہ حق تعالیٰ کی ایک ادنیٰ مخلوق ہے اور تھوڑے پانی سے نیست و نابود ہو جاتی ہے کیوں اُس خالق کی پرستش نہیں کرتے جس کی یہ مخلوق ہے تاکہ کار آمد ہو"۔ اُس نے جواب دیا کہ "آگ ہمارے دین میں بہت بزرگ اور ہمارے لئے باعثِ نجات ہے"۔ آپ نے فرمایا کہ "تم اس کو بہت دنوں سے پوجتے ہو اور اس کی خدمت کرتے ہو۔ آؤ اُس میں ہاتھ ڈالو۔ اگر باعث نجات ہے تو میں دیکھوں تم کو جلنے سے نجات دے"۔ اُس نے کہا "جلانا آگ کی خاصیت ہے۔ کس کی مجال ہے جو اُس میں ہاتھ ڈالے اور سلامت رہے"۔ آپ نے فرمایا کہ "یہ تابع حکم خالق ہے اس کی کیا مجال کہ بلا حکم اُس کے بال بھی جلا سکے"۔ یہ فرما کر اُس کی گود سے لڑکے کو اپنی گود میں لے لیا اور "بسم اللہ الرحمٰن الرحیم یٰنَارُ کُوْنِیْ بَرْدًا وَّ سَلٰمًا عَلٰٓی اِبْرٰهِیْمَ" کہکر آتشکدہ میں داخل ہو گئے۔ یہ حال دیکھ کر سارے آتش پرست آہ و فغاں کرنے لگے آپ چار ساعت کامل آتشکدہ میں رہ کر معہ اُس لڑکے کے صحیح و سالم باہر تشریف لائے۔ آگ نے جسم یا ملبوس مبارک پر کچھ اثر نہ کیا۔ اور نہ اُس لڑکے کو کچھ ضرر پہونچایا۔ پیر مرد اپنے لڑکے کو صحیح و سالم دیکھ بہت خوش ہوا اور اُس سے پوچھا کہ "آگ میں کیا حالت پیش آئی" اُس نے کہا کہ "میں تو شیخ کی بدولت باغ میں سیر کر رہا تھا"۔

یہ کرامت دیکھ کر آتش پرستوں نے صدق دل سے اسلام قبول کیا اور آپ کے مرید ہوئے آپ نے مخیشا کا نام عبد اللہ اور اُس کے لڑکے کا نام ابراہیم رکھا۔ ڈہائی برس تک آپ وہاں مقیم رہے۔ اور سب کو طریق اسلام سے واقف و آگاہ کیا۔ اور شیخ عبد اللہ کو خرقۂ خلافت پہنایا کہ وہ اور اُن کے صاحبزادے ابراہیم اولیا اللہ سے ہوئے۔ اور آتشکدہ کو مسمار کر کے ایک عالیشان مسجد وہاں تیار کرائی۔ اور مقبرہ شیخ عبد اللہ و شیخ ابراہیم کا اُس مسجد کے پہلو میں ہے نیز دیگر بہت سے متبرک لوگوں کی قبریں وہاں ہیں۔ اور ان سے فیض جاری ہے آپ کا حجرہ بھی وہاں موجود ہے ہر سال وہاں عرس شریف

ہوتا ہے اور زائرین و حاجتمند وہاں جمع ہوتے ہیں اور فیض پاتے ہیں صاحب "سیر العارفین" لکھتے ہیں کہ میں نے اس مقام کی زیارت کی ہے۔ اور دو ہفتہ وہاں مقیم رہا ہوں" (از مسالک السالکین)

بحمد اللہ آج "گنج الاسرار"[۵] مصنفہ خواجہ غریب نواز نے حضور خواجہ اعظم کے ہندوستان تشریف لانے نہ لانے کی طویل بحث کو ختم کر دیا اور روز روشن کی طرح یہ امر ظاہر ہو گیا کہ حضور خواجہ اعظم نے بکمال شفقت و محبت ہندوستان میں قدم رنجہ فرمایا ہے۔[۵]

تین سال قیام فرما کر واپس تشریف لے گئے اور دہلی میں خواجہ غریب نواز کو خواجہ اعظم سے شرف قدمبوسی حاصل ہوا۔ "گنج الاسرار" کی عبارت حسب ذیل ہے۔

اصلی عبارت گنجل اسرار	ترجمہ
مصنف ایں ملفوظ معین الدین سنجری گوید کہ مدت بست و دو سال در مسافرت خدمت حضرت ملازمت برائے تلقین ارشاد در یافتن معرفت جذبۂ اصلاح باطن صحبت تربیت مرشد کامل رکاب حضرت خواجہ عثمان ہارونی رحمۃ اللہ علیہ بودم۔	اس ملفوظ کے مصنف خواجہ معین الدین سنجری چشتی رحمۃ اللہ علیہ بیان فرماتے ہیں کہ میں بحالت مسافرت بائیس سال اپنے پیر و مرشد حضرت خواجہ عثمان ہارونی قدس سرہٗ کی خدمت میں بسلسلہ حصول معرفت اور اصلاح باطن حاضر رہا۔
چوں بعد از مدت خواجہ عثمان ہارونی قدس سرہٗ در شہر دہلی رسید مقام عشرت گاہ در عشرہ ماہ ذی الحجہ معتکف گشت ایں مصنف برائے عزلت و خلوت و سکونت گرفتن مقام الناس نمود۔ خواجہ فرمود معین الدین مدت چند روز دیگر صحبت ما باش	جبکہ عرصہ دراز کے بعد حضرت خواجہ عثمان ہارونی قدس سرہٗ دہلی پہونچے اور بتاریخ ۱۰ ماہ ذی الحجہ (۶۱۲ھ) ایک تنہائی کی جگہ حضرت نے اعتکاف فرمایا۔ اس مصنف نے اپنے لئے مقام خلوت و سکونت کے لئے عرض کیا۔ حضرت نے ارشاد فرمایا "اے معین الدین چند روز اور ہماری صحبت میں رہو

۵ (الف) کتاب کا صحیح نام غالباً گنجل اسرار ہے ناقل کے سہو کتابت سے گنج الاسرار لکھا گیا اور اسی کی نقل ہوتی چلی آئی۔
(ب) گنجل بمعنے ہر چیز در ہم کشیدہ شدہ (از برہان قاطع)

۵ حضور خواجہ اعظم کا سنہ ورود (آپکے سہ سالہ قیام دہلی اور دہلی سے مکہ معظمہ پہونچکر ۶۱۷ھ میں وصال ہونیکے پیش نظر ہماری رائے میں ۶۱۲ھ ہونا چاہئے)

تا از تربیت تلقین استقامت عالم سیر و طیر کمالیت
رسانیم بعد ازاں در مقام اجمیر سکونت گیری"۔
ہم دریں حکایت دویم ماہ ذی الحجہ سلطان شمس الدین
التمش طالب صادق برائے ملاقات خواجہ عثمان ہارونی
قدس سرہٗ آمد بعد ملاقات متکلم شد۔ بسوگند سوال
کردہ گفت "بحق آنخدائے کہ شمارا جاں دادہ براہ حقیقت
سوئے معرفت الٰہی راہ راست نمودہ است
بصدق آمدہ ام مارا راہِ حقیقت سوئے معرفت
حق تعالیٰ نماید و لطف بیعت ارادت از تربیت
قبول کنند" چوں خواجہ عثمان ہارونی قدس سرہٗ سلطان را
طالب صادق و انسان کامل شناخت بعد صحبت
تربیت کلاہِ ارادت حوالت کرد۔
چوں خلیفہ دہلی مدت از صحبت خواجہ عثمان ہارونی
قدس سرہٗ رموزات تلقین ارشادات و حروفہائے
علم لدنی و استقامت معرفت باطن و اطاعت و
پاسبانی عالم جبروت و ملازمت عبادات خفیات و
تلاوت حفظ قلوب باطن بدل و جان گرفت
و بعد مدت سہ سال از مہمات اعراض خواجہ
عثمان ہارونی قدس سرہٗ اضعف العباد معین الدین حسن

تاکہ تربیت تلقین کی استقامت سے عالم سیر و طیر
کے کمال تک تجھے پہونچادوں اسکے بعد اجمیر میں سکونت کرو"۔
اس گفتگو کے دوران میں بتاریخ دو ماہ ذی الحجہ (۶۱۱ھ)
طالب صادق سلطان شمس الدین[۵۱] حضرت خواجہ عثمان
قدس سرہٗ کی ملاقات کیلئے حاضر ہوا ملاقات کے بعد قسم
کے ساتھ اس نے سوال کیا کہ اُس خدا کیلئے جس نے
تمھیں جان دی ہے اور حقیقت کے راستے سے معرفت الٰہی
دکھائی ہے۔ میں صداقت کیساتھ حاضر ہوا ہوں مجھے
حقیقت کا راستہ معرفت حق کی طرف دکھلائیے اور
لطف بیعت ارادت سے ترتیب فرما کر قبول فرمائیے
خواجہ عثمان ہارونی قدس سرہٗ نے سلطان کو طالب
صادق اور انسان کامل پاکر بعد صحبت بیعت کلاہ ارادت اسکو عطا فرمائی
اور خلیفہ دہلی نے خواجہ عثمان ہارونی قدس سرہٗ کے
فیض صحبت سے رموزات تلقین ارشادات و حروفہائے
علم لدنی اور معرفت باطن کی نیز عالم جبروت کی اطاعت
و پاسبانی و ملازمت عبادت خفیات تلاوت حفظ
قلوب باطن بدل و جان حاصل کئے تین سال قیام
کے بعد حضور خواجہ عثمان ہارونی قدس سرہ نے
معنفت سے فرمایا کہ برائے استقامت

[۵۱] سلطان شمس الدین نے دہلی میں بطور بادشاہ بخطاب سلطان ۶۰۷ھ تا ۶۳۳ھ سلطنت کی اس سے قبل یہ بداؤں ضلع میں حاکم رہے
(منتخب التواریخ و فرشتہ وغیرہ)

سنجری را فرمود کہ برائے تربیت استقامت تربیت طالب صادق سلطان شمس الدین از تربیات حضرت رسالت و تعبیرات و از آیات و حدیثات و اقوال مشائخ رحمۃ اللہ علیہم و تعریفات معنی ابیات و نظمات منقولات اولیاء از سخنہائے کبار ملفوظات تصنیف کن کہ در سفر و حضر ملازمت کند تا دل سلطان از تفرقہ خطرات غیر اللہ نفسانی بکلی باز اید و مبوئے اطاعت باطن اعمال روحانی و رحمانی یاد حق تعالیٰ عبادات خفیات کعبۂ حقیقی و ملازمت حفظ قلوب قرب حضرت بکشف و کرامات کمالیت رسید۔

مصنّف بحکم فرمان خواجہ عثمان ہارونی قدس سرہ مدتے برائے تصنیفات ملفوظات از تعبیرات معانی آیات و حدیثات حضرت رسالتمآب و تعریفات و قول مشائخ دریافتن معانی اسرار حقیقت بروایت صحیح از ہفتاد و چند نسخہائے سلوک برائے استفہام سالکان متعدد طالبان راہ حقیقت آغاز بتاریخ دہم ماہ محرم احدے اثنین وستمایۃ سنہ ۶۲۱ھ کردم و ایں ملفوظات را بر بست و پنج معرفت جمع آوردم و گنج الاسرار (گنجل اسرار) نام نہادم و بخدمت سلطان شمس الدین[1] رسانیدم۔

تربیت طالب صادق حضرت رسالت مآب تربیات آیات و حدیث کی تعبیرات مشائخین کے قول اولیا اللہ کی تعریفوں اشعار منقولات اور اولیا اللہ کے سخنہائے کبار سے ایک ملفوظ تصنیف کرو۔ تاکہ سفر و حضر میں کام آوے۔ اور بادشاہ کا دل غیر اللہ اور نفسانی خطرات سے بالکل باز رہے اور باطن کی عبادت روحانی اور رحمانی اعمال جو حق تعالےٰ کی یاد میں کعبۂ حقیقی کی پوشیدہ عبادت سے متعلق ہیں ملازمت حفظ قلوب خدا کے قرب و کشف و کرامات کے ذریعہ سے کمال حاصل ہو۔

مصنف نے بہ تعمیل ارشاد خواجہ عثمان ہارونی قدس سرہٗ ایک مدت واسطے ملفوظات تعبیرات معانی اور حدیثات رسالت مآب و تعریفات و قول مشائخین حقیقت و اسرار معانی کے معلوم کرنے میں صحیح روایتوں سے سلوک کے ستّر سے زیادہ نسخہائے برائے استفہام سالکان و متعدد طالبان راہ حقیقت بتاریخ ۱۰ محرم سنہ ۶۲۱ھ لکھنا شروع کرکے ان ملفوظات کو پچیس ۲۵ معرفتوں پر مرتب کیا اور نام گنج الاسرار (گنجل اسرار) رکھا۔

[1] حسب تحقیق مولوی ذکا اللہ پروفیسر کلکتہ یونیورسٹی کی شمس الدین التمتش ہے مگر عام طور سے کتابوں میں شمس الدین التمش مرقوم ہے۔

چنانچہ سلطان مذکور از دریافتن رموزات ملفوظات سالک راہ گشت و بہ عنایت اللہ تعالیٰ عنقریب الایّام بکشف و کرامات کمالیت یافت و یکے از واصلان گشت بعدہٗ مصنف بحکم فرمان خواجہ عثمان ہارونی قدس سرہٗ در مقام اجمیر سکونت گرفت۔

پھر سلطان شمس الدین کے پاس بھیجا چنانچہ سلطان مذکور رموزات و ملفوظات حاصل کرکے سالک راہ ہوا اللہ تعالیٰ کی عنایت سے تھوڑے عرصہ میں کشف و کرامات کے مدارج بھی حاصل کرلئے اور خدا کے برگزیدہ بندوں میں سے ہوگیا۔ بعدازاں مصنف حسب الارشاد خواجہ عثمان ہارونی قدس سرہٗ اجمیر میں قیام کیا۔

نکاح ثانی ۶۱۵ھ

دہلی سے اجمیر آنے کے بعد آپ نے دوسرا نکاح[ف۱] کیا جسکی تفصیل باب ازواج و اولاد میں مرقوم ہے اس نکاح کے تطبیق "سیر الاقطاب" کی اس روایت سے ہوتی ہے کہ آپ نکاح کے بعد سات سال تک حیات ظاہری میں رونق افروز رہے۔ (مؤلف)

آپکا خواجہ قطب الدین بختیار کاکی کو رخصت فرمانا

حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ "دلیل العارفین" کی بارہویں مجلس میں تحریر فرماتے ہیں کہ جب آپ نے یہ فوائد تمام کیے تو چشم پرآب ہوکر فرمایا اے درویش مجھے اس مقام میں اس لئے لائے تھے کہ میرا مدفن اسی مقام میں ہوگا۔ اب میرے سفر آخرت کے چند روز باقی ہیں۔ پھر خواجہ علی سنجری سے فرمایا کہ مثال تحریر کردیعنی خلافت سجادگی قطب الدینؒ کو عطا کی۔ دہلی اس کا مقام ہے جب فرمان تیار ہوا دعاگو (قطب صاحبؒ) کو عطا فرمایا۔ دعاگو زمین بوس ہوا فرمایا نزدیک آ۔ میں نزدیک گیا تو دعاگو کے سر پر دستار و کلاہ مبارک رکھا اور خرقہ پہنایا۔ اور حضرت خواجہ عثمان ہارونی کا عصا عنایت فرمایا۔ پھر مصحف و مصلے اور نعلین عطا فرمائیں۔ بعدہٗ ارشاد فرمایا کہ یہ امانت حضرت رسولخدا صلی اللہ علیہ وسلم کی ہے جو ہمارے خواجگان کو پہونچتی رہی ہے۔ میں اس کو تیرے حوالے کرتا ہوں جیسا کہ اس کا حق میں بجالایا تجکو بھی لازم ہے کہ اسی طرح تو بھی اس کا حق بجالائے تاکہ مجھے کل قیامت میں خواجگان اسرارہم کے سامنے شرمندگی نہ ہو۔ پھر دعاگو کا ہاتھ پکڑا اور روئے مبارک آسمان کی طرف کرکے فرمایا کہ میں نے تجھے حق تعالیٰ کی سپرد کیا اور منزل گاہ عزت پر پہونچایا۔ پھر میں نے زمین

ف۱ تاریخ فرشتہؒ نے لکھا ہے کہ دہلی سے بعہد شمس الدین التمش دوسری مرتبہ آنیکے بعد آپ نے نکاح کیا مگر ہمیں یہ نکاح بی بی عصمت اللہ کے ساتھ ہونے سے اتفاق نہیں کیونکہ حسب روایۃ خزینۃ الاصفیا خواجہ فخر الدین رحمۃ اللہ علیہ (بی بی عصمت کے صاحبزادے) نے ۶۳۳ھ میں بعمر ۶۳ سال وفات پائی اس لئے دوسری مرتبہ دہلی سے آکر آپ کا بی بی امۃ اللہ سے نکاح کرنا مطابق روایت ہے (مولف)

خدمت چومی۔ آپ نے فاتحہ پڑھ کر فرمایا۔ جاؤ جہاں رہو مرد رہو۔ میں رخصت ہو کر دہلی آیا۔ اور سکونت پذیر ہوا۔"

چالیس دن بعد ایک شخص اجمیر شریف سے آیا اور بیان کیا کہ تمہارے آنیکے بیس[1] دن بعد خواجہ علیہ الرحمۃ حق سے واصل ہوئے" (از دلیل العارفین)

وفات ۶۳۳ھ بتاریخ ۶ رجب المرجب ۶۳۳ھ[2] بعد نماز عشا آپ نے حجرہ کا دروازہ بند کر لیا اور خدام کو اندر آنے کی ممانعت فرمائی۔ خدام حجرہ کے باہر موجود رہے۔ ان کے کانوں میں تمام شب صدائے وجد آتی رہی۔ آخر شب وہ صدا بند ہو گئی (از مسالک السالکین و سیر الاقطاب و خزینۃ الاصفیا)

جب نماز صبح کا وقت ہوا اور حجرہ کا دروازہ نہ کھلا تو خدام نے دستکیں دیں مگر کچھ جواب نہ ملا ناچار دروازہ توڑ کر کھولا۔ دیکھا کہ آپ واصل حق ہو چکے۔ اور جبیں مبارک پر بخط قدرت ھٰذا حبیب اللہ مات فی حب اللہ منقوش ہے اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن (مسالک السالکین)

شب وصال چند اولیائے سرور عالم کو عالم رویا میں یہ فرماتے ہوئے دیکھا "معین الدین حق تعالےٰ کا دوست ہے۔ آج ہم اس کے استقبال کے لئے آئے ہیں"۔

حضرت قطب الدین بختیار کاکیؒ فرماتے ہیں کہ جس روز حال وفات حضرت آیات کا معلوم ہوا اُس شب مجھے حالت غم و الم میں مصلّے پر غنودگی سی آگئی۔ آپ کو دیکھا کہ زیر عرش استادہ ہیں۔ میں نے اپنا سر آپکے قدموں پر رکھا اور استفسار حال کیا۔ فرمایا حق تعالیٰ نے مجھے بخش دیا۔ اور نزدیک کروبیان اور ساکنان عرش کے جگہ دی میں اس مقام میں رہتا ہوں (از مسالک السالکین)

نماز جنازہ آپ کے بڑے صاحبزادے حضرت خواجہ فخر الدین رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کے جنازہ کی نماز پڑھائی اور انبیاء کی سنّت کے مطابق آپ بمقام اجمیر اُسی حجرہ مبارکہ میں خلوت نشین ہوئے

---

[1] سیر الاولیا کے حاشیہ پر یہ روایت مرقوم ہے "شیخ معین الدین در سوئے اجمیر رواں شد ہنوز شیخ معین الدین در اجمیر نرسیدہ بود کہ شیخ قطب الدین بختیار در شہر بہ نعمت حق پیوست) اس روایت کی بنا پر بعض مورخین نے حضور غریب نوازؒ کا قطب صاحبؒ کے بعد وصال پانا لکھا ہے۔ حالانکہ ایسا نہیں ہے۔ غریب نواز نے قطب صاحبؒ سے قبل وصال پایا ہے۔ اور مذکورہ بالا روایت میں جن معین الدین کے اجمیر پہنچنے سے قبل قطب صاحبؒ کا وفات پانا روایت میں درج ہے وہ شیخ معین الدین حضور غریب نواز کے مریدوں میں ہیں۔ اور اُن کا نام برزمرہ خلفائے حضور غریب نواز صاحب مسالک السالکین وغیرہ نے لکھا ہے۔ (مولف)

[2] سیر القطب میں آپ کا سال وفات ۶۳۳ھ ہے۔

جس میں آپ نے وصال فرمایا تھا۔

اگرچہ بظاہر آپ کے جنازہ کی نماز میں حاکم شہر عمائدین مقامی اور مسلمانان اطراف شامل تھے۔ مگر اہل نظر نے ایک اور جماعت کو بھی آپکے جنازہ کی نماز پڑھتے دیکھا۔ اس جماعت کے مقتدی تین حصوں میں تھے پہلی صف رجال الغیب کی تھی دوسری صف ابدالوں کی تھی اور تیسری صف میں اقطاب زمانہ تھے۔ امامت حضرت خضر علیہ السلام نے کی۔

راویوں نے لکھا ہے کہ آپکی تدفین کے بعد عرصہ دراز تک روضۂ مبارک سے خوشبو آتی تھی۔ ہم کہتے ہیں آج کل بھی وہ ہی مشام جاں کو معطر کرنیوالی خوشبو عطر و پھول کی خوشبو میں ملکر آتی ہے۔ اور اس سے لطف اندوز ہونیوالے اب بھی لطف اندوز ہوتے ہیں۔ (عطائے رسول)

چمنے کہ تا قیامت گل او بہار بادہ
صنمے کہ بر جمالش دو جہاں نثار بادہ
(جامی علیہ الرحمۃ)

آپ کی ازدواج واولاد

آپ کے متاہل اور صاحب اولاد ہونے کے ثبوت میں "خزینۃ الاصفیا" نے حسب ذیل روایت پیش کی ہے۔

"ثابت ہے کہ حضرت غریب نوازؒ کی دو نیک وپارسا بیویاں تھیں پہلی سید وجیہہ الدین صاحب کی صاحبزادی بی بی عصمت بنت سید وجیہہ الدین اور ان کے بطن سے تین صاحبزادے تھے پہلے خواجہ ابو سعید دوسرے خواجہ فخر الدین اور تیسرے خواجہ حسام الدین"۔

جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ خواجہ صاحب لاولد تھے۔ اُن کی یہ بات ہرگز قابلِ اعتبار نہیں ہے اسواسطے کہ شیخ فرید جو سلطان التارکین شیخ حمید الدین صوفی ناگوری کے پوتے ہیں اپنے جد بزرگوار سے نقل کرتے ہیں کہ ایک روز خواجہ صاحب نے مجھ سے مخاطب ہو کر فرمایا اے حمید الدین میں اولاد ہونے سے پہلے جوان و توانا تھا۔ اور اسوقت بغیر مانگے ہر بات پوری ہوتی تھی۔ اب میں بوڑھا و صاحب اولاد ہو گیا ہوں اور جب مانگتا اور دعا کرتا ہوں تب پورا ہوتا ہے۔ میں نے عرض کیا کہ "حضرت پر سب ظاہر و روشن ہے چنانچہ جب تک حضرت عیسٰی علیہ السّلام اپنی والدہ بی بی مریم کے بطن سے پیدا نہیں ہوئے تھے بی بی مریم کو جاڑے کے میوے گرمی میں اور گرمی کے جاڑے میں بغیر طلب اور خواہش کے ملتے تھے۔ اور جب حضرت عیسٰی علیہ السّلام پیدا ہو گئے تو وہ رزق کا انتظار کرتی تھیں۔ حکم باری تعالیٰ ہوا کہ کھجور کے درخت کی شاخوں کو ہلا تاکہ اُس سے تازہ کھجوریں گریں پس جب بیوی مریم نے ہلایا تو اس سے تازہ کھجوریں پائیں اسی طرح پہلی اور اب کی حالت میں کتنا فرق ہے خواجہ صاحب نے اس بات کو سُنا اور بہت پسند کیا"۔

(خزینۃ الاصفیا)

اس باب میں مزید تفصیلات حسب ذیل ہیں۔

نکاح اوّل ٥٨٩ھ

جیسا کہ اوپر لکھا جا چکا ہے آپ نے پہلا نکاح بی بی عصمت اللہ بنت سید وجیہہ الدین مشہدی رحمۃ اللہ سے ٥٨٩ھ میں کیا۔ ہمارے نزدیک یہی سنہ نکاح اول کا صحیح ہے

دو بات پیچھے بیان کئے جا چکے ہیں۔ (مولف)

بی بی عصمت اللہ کے بطن سے خواجہ فخر الدین ابو الخیر[51]۔ خواجہ ضیاء الدین[52] ابو سعید اور خواجہ حسام الدین[53] ابو صالح تولد ہوئے۔

حضرت خواجہ فخر الدین ابو الخیرؒ ۵۹۰ھ - ۶۵۳ھ

آپ کی ولادت ۵۹۰ھ میں ہوئی۔ آپ غریب نواز کے فرزند اکبر[54] ہیں۔ خواجہ غریب نواز کے وصال کے بعد ۲۰ سال بعد تک آپ حیات ظاہری میں رہے۔ آپ نے موضع ماندل میں (جو اجمیر سے تین منزل کے فاصلہ پر ہے) بود و باش اختیار فرمائی۔ وہاں آپ زراعت کر کے اکل حلال سے قوت بسری فرماتے تھے۔

آپ بزرگ عالی مرتبت اور صاحب مقام عالیہ ہیں۔ اور علوم ظاہر و باطن اور کمالات صوری و معنوی سے آراستہ تھے (از مسالک السالکین و خزینۃ الاصفیا) آپکے پانچ صاحبزادے تھے۔

("تذکرۃ الاولیا")

آپ کا وصال بعمر ۶۳[55] سال ۶۵۳ھ میں ہوا۔ مزار مبارک قصبہ سرواڑ[56] شریف میں ہے (از احسن السیر) آپ کا عُرس شریف سالانہ ۳ شعبان لغایتہ ۷ شعبان سرواڑ شریف میں ہوتا ہے بتاریخ ۴ شعبان المکرم حضور غریب نواز کی درگاہ شریف سے باہتمام خدام صاحبان چادر شریف جلوس کے ساتھ جاتی ہے اور

---

۵۱ صاحب "ماہتاب اجمیر" نے حضرت خواجہ فخر الدینؒ کی فوقیت ضیاء الدین لکھی ہے "تاریخ سلف" نے خواجہ ابو سعید کا نام ضیاء الدین لکھا ہے

۵۲ صاحب "ماہتاب اجمیر" نے خواجہ ابو سعید کا نام گرامی محی الدین لکھا ہے۔ مگر صاحب "مسالک السالکین" نے ضیاء الدین ابو سعید لکھا ہے

۵۳ حضرت نصیر الدین چراغ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے مرید و خلیفہ حضرت سید محمد گیسو دراز مع ایک درویشوں کی جماعت کے ناقل ہیں کہ ہر سہ صاحبزادگان بی بی عصمت کے بطن سے ہیں مگر شمس الدین ظاہر مع ایک جماعت کے ناقل ہیں کہ ابو سعید بی بی عصمت کے بطن سے ہیں اور بقیہ ہر دو صاحبزادگان دو بی بی حافظہ جمال بی بی امۃ اللہ کے بطن سے ہیں مگر تمام روایات متعلقہ کے پیش نظر حضرت سید محمد گیسو دراز کا قول مستند معلوم ہوتا ہے (مولف)

۵۴ (الف) صاحب خزینۃ الاصفیاء نے حضرت خواجہ ابو سعید کو فرزند اکبر لکھا ہے۔ مگر "احسن السیر" نے "خواجہ فخر الدینؒ" کو خلف اکبر لکھا ہے ہمیں بھی صاحب "احسن السیر" سے اتفاق ہے۔ (مولف)

(ب) کامل سوانح عمری غریب نواز مرتبہ مفتی انتظام اللہ نے خواجہ محی الدین محمد کا سنہ وفات ۶۶۱ھ لکھا ہے اور خواجہ ضیاء الدین کو ابو الخیر لکھتے ہوئے آپ کا سنہ وصال ۶۹۵ھ تحریر کیا ہے۔ شاید موصوف کی مراد خواجہ محی الدین محمد سے خواجہ فخر الدین ہیں۔ (مولف)

بقیہ مضمون صفحہ ۶۸ پر ملاحظہ فرمائیں۔

خدام صاحبان کی طرف سے لنگر کا انتظام ہوتا ہے۔ خادمی وقت سے محفل سماع کیلئے چار بجتی ہے اور چند دیگر مراسم ادا ہوتے ہیں۔ (مولف)

خواجہ ضیاء الدین ابو سعید رحمۃ اللہ علیہ غریب نواز کے فرزند اوسط ہیں آپ کی عمر شریف پچاس سال کی ہوئی آپ کے دو صاحبزادے تھے۔ مزار شریف غریب نواز کی درگاہ شریف میں لب جھالرہ سایہ گھاٹ پر ہے (از خزینۃ الاصفیا و احسن السیر)

آپ کا عرس شریف سالانہ بتاریخ ۱۴ ذی الحجہ ہوتا ہے (مولف)

خواجہ حسام الدین ابو صالح رحمۃ اللہ علیہ آپ غریب نواز کے فرزند خورد ہیں آپکے متعلق مختلف روایات ہیں بعض کہتے ہیں آپ بعمر ۴ سال ابدالوں کی صحبت میں شامل ہو گئے۔ آپ کے سات صاحبزادے تھے۔ بعض کا قول ہے کہ آپ کا مزار بھی لب جھالرہ چبوترہ پر اپنے بھائی خواجہ ابو سعیدؒ کے مزار کے قریب ہے (خزینۃ الاصفیا و احسن السیر)

مگر زبانی روایات کے مطابق یہ مزار حضرت غریب نواز کے برادر نسبتی کا ہے (مولف)

نکاح دوم ۵۹۰ھ بی بی امتہ اللہ حوالی اجمیر کے ایک راجہ کی بیٹی تھیں جہاد میں گرفتار ہو کر آئیں انھیں ملک خطاب حاکم قلعہ بیٹھلی نے انہیں آپکی خدمت میں پیش کیا۔ آپ نے ان کے ساتھ عقد ثانی کیا۔ ان کے بطن سے تاج المستورات بی بی حافظہ جمال تولد ہوئیں (از خزینۃ الاصفیا)

تاج المستورات بی بی حافظہ جمال بڑی عابدہ و زاہدہ پاک و پارسا تھیں۔ آپ اپنے والد (غریب نواز) کی خدمت میں مصروف مجاہدہ رہیں۔ اور غریب نواز کے خلفاء کاملین میں سے ہوئیں آپ کی شادی شیخ رضی الدین (ساکن موضع مانڈ علاقہ ناگور) سے ہوئی آپ کے دو صاحبزادے ہوئے مگر آن کا طفلی میں انتقال ہو گیا۔ (از سیر الاقطاب و مسالک السالکین)

بقیہ مضمون صفحہ ۶۷ کا ۵۵ "تذکرۃ الاولیا" نے عمر ۷۰ سال لکھی ہے۔ "خزینۃ الاصفیا" میں ستر سال درج ہے۔

۵۶ شروار شریف اجمیر شریف سے تقریباً ۴۳ چونتیس میل کے فاصلہ پر ریاست کشن گڑھ میں واقع ہے۔

۵۷ "خزینۃ الاصفیا" نے آپ کو خلعت اکبر لکھا ہے۔

۵۸ عوام کا کہنا بالکل غلط ہے کہ آپ غریب نواز کی صاحبزادی نہیں تھیں (سیر الاقطاب)

آپ کا مزار شریف غریب نواز کے پائیں میں ایک چھوٹے سے قبہ کے اندر زیارت گاہ خلائق ہے۔ غریب نواز کے خدام صاحبان بی بی کی بھی خدمت کرتے ہیں ہر وقت ایک خادم حاضر خدمت رہتا ہے (مولف)

آپ کے نبیرے اور ان کی اولاد

حضرت خواجہ حسام الدین سوختہ[۵۱] آپ حضرت خواجہ فخر الدین رحمۃ اللہ علیہ کے صاحبزادہ غریب نواز کے نبیرہ ہیں۔ آپ بڑے کامل اکمل ہوئے ہیں۔ اور حضرت سلطان المشایخ کے ہم صحبت رہے ہیں۔ آپ کا مزار شریف قصبہ سامر (جہاں نمک کے پانی کی جھیل ہے جس میں سے نمک حاصل کیا جاتا ہے) نواح ریاست جودھپور میں ہے (از تذکرۃ الاولیا و خزینۃ الاصفیا)

آپ کا عرس شریف سالانہ ۱۴ چودہ رجب المرجب کو ہوتا ہے۔ دیوان درگاہ غریب نواز عرس شریف میں حاضری دیتے ہیں (مولف)

حضرت خواجہ احمد رحمۃ اللہ علیہ آپ غریب نواز کے نبیرہ ہیں بہت صالح و نیک تھے۔

(از تذکرۃ الاولیائے ہند)

حضرت خواجہ وحید رحمۃ اللہ علیہ آپ حضرت خواجہ احمدؒ کے برادر حقیقی اور غریب نواز کے نبیرہ ہیں جب آپ حضرت بابا فرید الدین گنج شکر رحمۃ اللہ کے پاس مرید ہونے گئے۔ بابا صاحب نے فرمایا میں نے یہ نعمت تمہارے خاندان سے پائی ہے۔ میری کیا مجال جو تمہارا ہاتھ پکڑ دں۔ آخر بہت اصرار کے بعد بابا صاحبؒ

---

[۵۱] حضرت حسام الدین سوختہ کا پسر خواجہ حسام الدین ابو صالح ہونا قرین قیاس نہیں کیونکہ بالکل والد کے نام پر نام رکھنا خلاف رواج ہے ہمیں اس روایۃ سے اتفاق ہے کہ آپ خواجہ فخر الدین رحمۃ اللہ علیہ کے صاحبزادے ہیں اور یہ ممکن ہے کہ خواجہ فخر الدینؒ نے اپنے بھائی کے ابدالوں میں شامل ہو جانے کی بعد اُن کا نام برقرار رکھنے کیلئے اپنے صاحبزادے کا نام اُن کے نام پر رکھدیا ہو۔ عرب میں بھی ایسا دستور تھا۔ (مولف)

نے آپ کو مرید کیا (تذکرۃ الاولیائے ہند)

حضرت خواجہ معین الدین خوردؒ[۹۱] آپ حضرت شیخ حسام الدین سوختہ کے صاحبزادے ہیں۔ مرید ہونے سے قبل ہی آپ غریب نواز کی روح پر فتوح سے فیض حاصل کر لیتے تھے۔ آپ نے شیخ نصیر الدین چراغ دہلویؒ سے خرقۂ خلافت پایا آپ سے بہت اولاد ہوئی۔ وفات آپ کی ۹۱۶ھ میں ہوئی

(احسن السیر و تذکرۃ الاولیائے ہند)

حضرت شیخ قیام الدینؒ آپ حضرت خواجہ معین الدین خورد کے برادر اور حضرت حسام الدین سوختہ کے صاحبزادے ہیں آپ بھی کثیر الاولاد تھے۔ (تذکرۃ الاولیا)

شیخ قطب الدین المخاطب بہ حشمت خوانیؒ آپ خواجہ معین الدین خورد کے صاحبزادے ہیں غیاث الدین خلجی کے پاس آپ بارہ ہزار سواروں پر افسر تھے۔

(احسن السیر و سوانح عمری غریب نواز)

تصدیق فرزندی چونکہ حضرت شیخ بایزید رحمۃ اللہ علیہ برسوں کے بعد بیعت اللہ شریف سے واپس آئے اس لیے ایک جماعت نے آپکی فرزندی سے انکار کیا۔ اور یہ قصہ سلطان محمود خلجی تک پہونچا۔ بادشاہ نے مشائخین و علمائے وقت سے اس امر کی تصدیق کی شیخ حسن ناگوری اور مولانا رستم اجمیری و دیگر علمائے عصر و اجمیر نے شہادت دی اور حضرت بایزید فرزند حضرت شیخ قیام الدین[۹۲] بن حسام الدین سوختہ بن خواجہ فخر الدین[۹۳] ثابت ہوئے اور حضرت حسن ناگوری نے شیخ بایزید کے فرزند[۹۴] کو اپنا

---

۹۱ (الف) کتاب "سوانح عمری غریب نواز" میں حضرت خواجہ معین الدین خورد کو خواجہ حسام الدین سوختہ کا صاحبزادہ لکھا ہے۔
(ب) صاحب تذکرۃ الاولیائے ہند نے غریب نواز کے حالات کے سلسلہ میں آپ کو خواجہ فخر الدین کا پسر اکبر لکھا ہے اور خلفائے خواجہ نصیر الدین دہلوی کے سلسلہ میں آپ کو خواجہ حسام الدین سوختہ کا فرزند لکھا ہے اور یہی صحیح ہے۔

۹۲ آپ کی عمر سو برس کی ہوئی (تذکرۃ الاولیائے ہند)

۹۳ (الف) خواجہ فخر الدین کا سنہ ولادت کتاب "سوانح عمری غریب نواز" نے بحوالہ "فوائد الفوائد" ۵۹۱ھ لکھا ہے مگر یہ حوالہ دستیاب نہیں ہوا
(ب) کتاب سوانح عمری غریب نواز نے خواجہ غریب نواز کی اولاد کا سلسلہ خواجہ فخر الدین علیہ الرحمۃ سے جاری ہونا لکھا ہے۔

(ب) تذکرۃ الاولیائے ہند میں مرقوم ہے کہ حضرت شیخ حسین ناگوری نے حضرت بایزید سے اپنی دختر کا نکاح کیا ہے اور حضرت حضرت خواجہ قیام الدین بن خواجہ حسام الدین کی اولاد اجمیر شریف میں آج تک چلی آرہی ہے۔

خویشں بنانا ۔

اولاد[1] غریب نواز رح کا مختصر شجرۂ[2] نسب

ھوالمعین

حضرت خواجہ معین الدین حسن قدس سرہ

بی بی عصمت زوجۂ غریب نواز

بی بی امۃ اللہ اہلیہ غریب نواز

خواجہ سید فخر الدین ابو الخیر

خواجہ ضیاء الدین ابو سعید
آپ کے دو صاحبزادے تھے

سید حسام الدین ابو صالح
آپ کے سات صاحبزادے ہوئے

بی بی حافظ جمال اہلیہ رضی الدین رح

دو صاحبزادے جن کا طفلی میں انتقال ہو گیا

خواجہ حسام الدین سوختہ

سید خواجہ معین الدین خورد

شیخ قیام الدین رح

شیخ قطب الدین المخاطب بہ چشت خوانی

شیخ تاج الدین بایزید رحمۃ اللہ

(ماخوذ از مسالک السالکین و تذکرۃ الاولیاء وغیرہ)

---

[1] حضرت خواجہ احمد اور خواجہ وحید غریب نواز کے پوتے ہیں۔ (تذکرۃ الاولیاء و فوائد الفوائد)

آپ کے خلفا و ممتاز مریدین

(الف) آپ کے ممتاز خلفا

بزمانہ سیاحت وقیام اجمیر بہت سے بندگانِ خدا نے آپ سے دولت عرفان و ایمان حاصل کرنے کا شرف پایا آپ کے خلفا قدم بہ قدم آپ کی تعلیم و مقاصد کی اشاعت کا کام برابر کرتے رہے جو آج تک سلسلہ بہ سلسلہ جاری ہے فہرست خلفا[1] معہ مختصر تفصیلات حسب "مسالک السالکین" و "سیر الاقطاب" حسب ذیل ہیں۔

۱۔ **حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی** رحمۃ اللہ علیہ آپ غریب نواز کے خلیفہ اوّل و اعظم ہیں آپ کی ولادت قصبہ اوش میں (حسب تحقیق مولف) **۵۵۹ھ** میں ہوئی ۵۸۳ھ میں آپ نے اصفہان میں غریب نواز سے بیعت ارادت کی پھر آپ نے بمقام بغداد شریف (۵۸۴ھ) میں بیعت سلسلہ کی اور بعمر سترہ سال خرقۂ خلافت پایا۔ آپ کا وصال بتاریخ ۱۴ ارچودہ ربیع الاوّل ۶۳۳ھ میں **غریب نواز** کے وصال کے آٹھ ماہ آٹھ یوم بعد ہوا۔ آپ کا مزار متصل دہلی مہرولی شریف میں زیارت گاہ خلائق ہے۔ سالانہ عرس شریف بھی ہوتا ہے (**مسالک السالکین وغیرہ**)

۲۔ **حضرت صوفی حمید الدین ناگوری سلطان التارکین** رحمۃ اللہ علیہ۔ آپ کا وصال بتاریخ ۲۹ ربیع الثانی ۶۷۳ھ میں ہوا۔ (**خزینۃ الاصفیا**)

۳۔ **حضرت خواجہ فخر الدین** رحمۃ اللہ علیہ (**خلف اکبر خواجہ غریب نواز**) آپ کے حالات پیچھے لکھے جا چکے ہیں۔

۴۔ **شیخ معین الدین** رحمۃ اللہ علیہ۔ یہ وہ بزرگ ہیں جو دہلی سے روانہ ہو کر اجمیر شریف پہونچے

---

[1] شیخ احد الدین کرمانی۔ سلطان مسعود غازی اور محترمہ بی حافظ جمال کے خلیفہ ہونیکی روایات کو صاحب مسالک السالکین نے ضعیف لکھا ہے۔ مگر صاحب "سیر الاقطاب" نے بی بی حافظ جمال کا خلیفہ ہونا تسلیم کیا ہے۔ بقیہ ہر دو صاحبان کا خلیفہ ہونا تسلیم نہیں کیا۔

منزیارے تھے۔ کہ قطب الاقطاب کا وصال ہو گیا۔ ان کا نام صاحب "مسالک السالکین" نے غریب نوازؒ کے خلفاء میں لکھا ہے۔

۵۔ قاضی حمید الدین ناگوری رحمۃ اللہ علیہ یہ خلیفہ و مرید شیخ شہاب الدین سہروردی کے تھے مگر غریب نواز کی طرف سے بھی مجاز تھے۔ صاحب "خزینۃ الاصفیا" نے آپ کی تاریخ وصال دہم ربیع الثانی و بقول دیگر دہم رمضان المبارک ۶۷۸ھ لکھی ہے

(از مسالک السالکین و خزینۃ الاصفیا)

۶۔ حضرت شیخ وجیہ الدین خراسانی رحمۃ اللہ علیہ "ماہتاب اجمیر" نے آپ کی تاریخ وصال ۹ جمادی الآخر ۶۴۵ھ لکھی ہے آپ کا مزار شریف ہرات میں ہے۔

۷۔ حضرت برہان الدین عرف بدو رحمۃ اللہ علیہ بروایۃ "ماہتاب اجمیر" آپ کا وصال بتاریخ ۱۴ رجب ۶۶۴ھ میں ہوا مزار شہر اجمیر میں ہے۔

۸۔ حضرت شیخ احمد قہر[۱۵] رحمۃ اللہ علیہ بروایۃ "ماہتاب اجمیر" آپ کا وصال بتاریخ ۱۳ محرم ۶۳۶ھ میں ہوا مزار اجمیر میں ہے

۹۔ شیخ محسن رحمۃ اللہ علیہ۔ (مسالک السالکین)

۱۰۔ حضرت شیخ سلمان غازی رحمۃ اللہ علیہ (مسالک السالکین)

۱۱۔ حضرت شیخ شمس الدین فوقانی رحمۃ اللہ علیہ بروایۃ "ماہتاب اجمیر" آپ کا وصال بتاریخ ۷ صفر ۶۷۴ھ میں ہوا۔ مزار احمد آباد میں ہے۔

۱۲۔ حضرت شیخ حسن خیاط رحمۃ اللہ علیہ (مسالک السالکین)

۱۳۔ اجیپال جوگی عرف عبداللہ بیابانی رحمۃ اللہ علیہ۔ غریب نواز کی دعا سے تا قیامت زندہ رہیں گے۔ (از مسالک السالکین)

---

[۱۵] شیخ احمد قہر کی تاریخ وصال "سوانح غریب نوازؒ" میں ۱ر شوال ۶۲۱ھ لکھی ہے غالباً یہی شیخ احمد شیخ احمد قہر کے نام سے بھی موسوم ہیں۔

صاحب "خزینۃ الاصفیا" نے حسب ذیل حضرات کو بھی آپ کے خلفا میں لکھا ہے۔

١٤- حضرت شیخ علی سنجری رحمۃ اللہ علیہ غریب نواز آپ سے خلافت نامہ لکھا کرتے تھے (ماہتاب اجمیر) آپ کو قطب الاقطاب سے بہت محبت تھی۔ خاندان چشت کے تذکروں میں آپ کا ذکر اکثر آیا ہے۔ آپ کا مزار شریف زیر مینار مسجد قوۃ الاسلام واقع ہے۔

(تذکرہ اولیائے ہند)

١٥- خواجہ یادگار محمد سبزواری رحمۃ اللہ علیہ آپ کی تاریخ وصال ٢٥ رجب سنہ ٦٤٨ھ ہے مزار اجمیر میں ہے (سوانح غریب نواز)

١٦- حضرت شیخ ہتا یامتار رحمۃ اللہ علیہ غریب نواز نے ان کے لئے دعائے اکرام کی تھی مخلوق میں اتنے عزیز ہوئے کہ لوگ ان کا بول براز تک بطور تبرک لیجاتے تھے (از خزینۃ الاصفیا)

١٧- شیخ وحید الدین خراسانی عرف شیخ وحید رحمۃ اللہ علیہ آپ کی وفات ٩ جمادی الآخر سنہ ٦٤٥ھ میں ہوئی مزار شریف ہرات میں ہے (سوانح غریب نواز)

١٨- سلطان مسعود[٥١] غازی رحمۃ اللہ علیہ (یہ وہ نہیں ہیں جن کا مزار شریف بہرائچ میں ہے) بلکہ یہ ایک سپاہی تھے اور یہ درویشی سے ناآشنا تھے (خزینۃ الاصفیا وسیر الاقطاب) سوانح غریب نواز میں ان کا مزار اجمیر میں درج ہے۔

١٩ بی بی حافظہ جمال بنت غریب نواز آپ کا تذکرہ پیچھے گذر چکا ہے۔

٢٠- شیخ محمد ترک نارنولی رحمۃ اللہ علیہ حسب "خزینۃ الاصفیا" آپ کا وطن ترکستان ہے۔ وہاں سے آکر نارنول (علاقہ ریاست پٹیالہ) میں قیام فرمایا۔ آپ حضرت خواجہ عثمان ہارونی قدس سرہ العزیز کے مرید و خلیفہ ہیں مگر آپ نے غریب نواز سے بھی خرقہ خلافت پایا۔ آپ کی وفات سنہ ٦٤٢ھ میں ہوئی مزار شریف نارنول میں زیارت گاہ خلائق ہے۔ مولف کو علم ہے کہ آپ کا سالانہ عرس شریف ہوتا ہے۔

---

[٥١] غالباً یہ وہی ہیں جن کا نام بعض کتب میں سالار مسعود غازی بھی لکھا گیا ہے۔

۲۱۔ شیخ صدرالدین کرمانی رحمۃ اللہ علیہ (خزینۃ الاصفیا)

آپ کے مزید خلفا یا ممتاز مریدین ہر چند کہ صاحبؒ سیر الاقطاب "مسالک السالکین اور خزینۃ الاصفیا" نے صرف انہیں حضرات کو آپ کا خلیفہ تسلیم کیا ہے جن کا ذکر اوپر آ چکا ہے مگر صاحب "ماہتاب اجمیر" نے مندرجہ ذیل حضرات کو بھی آپ کا خلیفہ کہا ہے اور ان کی تاریخ ہائے وفات و مقامات مدفن بھی تحریر کئے ہیں۔ ہماری رائے میں بھی ان حضرات کا خلفہ یا ممتاز مریدین ہونا قرین قیاس ہے۔

مگر تاریخ و مقام حصول خلافت جو صاحب "سوانح عمری سلطان الہند غریب نواز" نے لکھے ہیں۔ وہ کسی پرانے تذکرہ میں نظر سے نہیں گذرے اس لئے ہمیں اُن سے اتفاق نہیں۔ تفصیلات بموجب "ماہتاب اجمیر" وغیرہ حسب ذیل ہیں۔

۲۲۔ حضرت ابہر پرہان جی سداسہاگ رحمۃ اللہ علیہ۔ مبلغ اسلام تھے بتاریخ ۱۶ محرم ۶۰۰ھ میں وصال فرمایا مزار اجمیر شریف میں ہے۔ حضرت اصغر قندہاری و حضرت احمد قہر آپ کے معاصرین ہیں۔

۲۳۔ حضرت اصغر قندہاری کی تاریخ وفات ۱۷ ذی الحجہ ۶۱۵ھ ہے۔

۲۴۔ مولانا ضیاالدین بلخی رحمۃ اللہ علیہ (مسالک السالکین وغیرہ)

۲۵۔ حضرت امام الدین دمشقی رحمۃ اللہ علیہ۔ آپ اشاعت اسلام میں حصّہ لیتے تھے۔ وطن سے ہندوستان آئے یہاں پیر کی خدمت میں رہکر فیوض حاصل کئے۔ بتاریخ ۷ ربیع الاوّل آپ کا وصال ہوا۔ مزار مقدس اجمیر شریف میں ہے (ماہتاب اجمیر)

۲۶۔ نیاز اللہ خراسانی رحمۃ اللہ علیہ آپ غریب نواز کے خلفا میں سے ہیں خراسان میں پیدا ہوئے

---

۵۱ صاحب "ماہتاب اجمیر" مفتی انتظام اللہ صاحب سے دریافت کرنے پر معلوم ہوا کہ مفتی صاحب موصوف نے غریب نواز کے خلفا کی تاریخ ہائے وصال زیادہ تر ایک بوسیدہ قلمی کتاب الموسوم بہ مواقیت الفواتح" سے نقل کی ہیں۔ (مولف)

تبلیغ اسلام کی خدمات انجام دیں بتاریخ ۱۵ ربیع الاول دارفانی سے انتقال کیا۔ مزار شریف اجمیر میں ہے (ماہتاب اجمیر)

۲۷۔ حضرت احمد شہاب کوفیؒ آپ حضرت نیاز اللہ خراسانی کے ہمعصر ہیں (ماہتاب اجمیر)

۲۸۔ حضرت خواجہ محی الدینؒ۔ آپ بھی حضرت نیاز اللہ خراسانی کے ہمعصر ہیں (ماہتاب اجمیر)

۲۹۔ حضرت داؤد الدینؒ آپ بھی خلفا میں سے ہیں آپ کی سپرد اجمیر کے ہنود میں تبلیغ اسلام کا کام تھا آپ کے ذریعہ سے راجپوت غریب نواز کے ہاتھ پر مشرف بہ اسلام ہوئے تاریخ انتقال ۲۸ محرم سنہ ۶[illegible]ھ ہے مزار اجمیر شریف میں ہے۔ (ماہتاب اجمیر)

۳۰۔ حضرت غلام ہادیؒ: آپ کا وطن ترکستان تھا۔ جوانی میں ہندوستان تشریف لائے۔ آپ بڑے مجاہد تھے آپ نے جہاد میں حصہ لیا۔ غریب نواز کے ورود سے پہلے اجمیر تشریف لائے اور بعد حصول خلافت آپ نے اشاعت اسلام کی خدمت بھی انجام دی۔ بتاریخ ۱۱ شوال ۵۸[illegible]ھ[سلہ] میں وصال ہوا (ماہتاب اجمیر)

۳۱۔ حضرت سلطان شاہ متوفیؒ آپ کی تاریخ وصال ۱۹ جمادی الاول سنہ ۵۹۳ھ ہے۔ آپ حضرت غلام ہادیؒ کے معاصرین میں سے ہیں (ماہتاب اجمیر)

۳۲۔ حضرت احمد خاں درانیؒ: آپ بھی حضرت سلطان شاہ متوفیؒ کے ہمعصر ہیں۔ آپ کا وصال بتاریخ ۴ شعبان سنہ ۶[illegible]ھ میں ہوا۔ (ماہتاب اجمیر)

۳۳۔ حضرت قرآن احمد متوفیؒ: آپ بھی حضرت سلطان شاہ متوفیؒ کے ہمعصر ہیں۔ آپ کی وفات چار ۴ رمضان سنہ ۶۲۱ھ میں ہوئی (سوانح عمری غریب نواز)

۳۴۔ حضرت قادر سعیدؒ: آپ بھی غریب نواز کے خلیفہ ہیں۔ آپ کی خدمات بھی اسلام کی اشاعت میں قابل قدر رہیں۔ آپ کا وصال ۱۹ رجب سنہ ۶[illegible]ھ میں ہوا۔ مزار اجمیر میں ہے (ماہتاب اجمیر)

سلہ آپ کا سنہ وفات ماہتاب اجمیر نے ۵۸۵ھ لکھا ہے مگر چونکہ اس سنہ تک غریب نواز اجمیر میں ابھی نہیں آئے تھے اسلئے ۵۸۵ھ میں آپ کا بمقام اجمیر شریف انتقال کرنا قرین قیاس نہیں۔ سلہ قرین قیاس ہے کہ آپ نے شہاب الدین غوری کے ساتھ جہاد میں حصہ لیا ہو اور ۵۸۵ھ تک غریب نواز کے ساتھ رہکر تبلیغ اسلام کی خدمت بھی انجام دی ہو۔

۳۵۔ حضرت شیخ احمد کابلیؒ۔ آپ نے بنارس کی طرف تبلیغ اسلام کی خدمت انجام دی۔ آپ حضرت قادر سعیدؒ کے ساتھی ہیں۔ وفات آپ کی محرم ۵۹۷ھ میں ہوئی۔ (ماہتاب اجمیر)

۳۶۔ حضرت اطہر خاں ترک دہلویؒ۔ آپ کی تاریخ وفات ۹ شعبان ۶۰۶ھ ہے (ماہتاب اجمیر)

۳۷۔ حضرت سخن علیخاں چمقیؒ۔ آپ کا وصال ۹ ذوالحجہ ۶۱۹ھ میں ہوا۔ مزار اجمیر میں ہے

۳۸۔ حضرت فقیر محمد حمید دہلویؒ غریب نواز کے خلیفہ ہیں ۶۱۱ھ میں وصال ہوا

۳۹۔ حضرت احمد خاں غلزئیؒ۔ آپ نے غریب نوازؒ کا فیض صحبت حاصل کیا تھا۔ قنوج میں تبلیغ اسلام کی۔ اور وہیں دفن ہوئے۔ تاریخ وصال ۱۸ ذی قعدہ ۶۰۳ھ ہے (ماہتاب اجمیر)

۴۰۔ حضرت ہادی محمد عفرتؒ۔ آپ کا ۱۶ ذالحجہ ۶۰۹ھ میں وصال ہوا۔ مزار اجمیر شریف میں ہے (ماہتاب اجمیر)

۴۱۔ حضرت نظام خاں ترکؒ۔ آپ کا ۲ رجب ۶۲۱ھ میں وصال ہوا (ماہتاب اجمیر)

۴۲۔ حضرت سونی بہادر شاہؒ۔ آپ کا ۱۱ رجب ۶۱۱ھ میں وصال ہوا۔ مزار اجمیر شریف میں ہے (ماہتاب اجمیر)

۴۳۔ حضرت مراد بیگ مغلؒ۔ آپ کا ۲۷ شوال ۶۱۴ھ میں وصال ہوا مزار اجمیر شریف میں ہے (ماہتاب اجمیر)

۴۴۔ حضرت محمد اصغر بہاریؒ۔ آپ کا ۲۷ رجب کو وصال ہوا۔ سنہ نہ معلوم۔ مزار شریف دہلی میں ہے (ماہتاب اجمیر)

۴۵۔ حضرت شعبان خاں ترکؒ۔ آپ کا ۲۷ ربیع الاوّل ۶۹۷ھ میں وصال ہوا۔ مزار شریف دہلی میں ہے (ماہتاب اجمیر)

۴۶۔ حضرت مرد خاں ترکؒ۔ آپ کا ۱۶ شعبان ۶۱۹ھ میں وصال ہوا۔ مزار اجمیر شریف میں ہے (ماہتاب اجمیر)

۴۷۔ حضرت نعمت احمد صفاؒ۔ آپ کا ۱۴ جمادی الآخر ۶۹۷ھ میں وصال ہوا۔ مزار اجمیر شریف میں ہے۔ (ماہتاب اجمیر)

۴۸۔ حضرت محمود احمدؒ۔ آپ ۱۹ رمضان المبارک ۶۲۱ھ میں وصال ہوا۔ مزار اجمیر شریف میں ہے (ماہتاب اجمیر)

۴۹۔ حضرت رما د اکبر شاہؒ = آپ کا ۲۱ صفر المبارک سنہ ۶۰۸ھ میں وصال ہوا۔ مزار اجمیر شریف میں ہے (ماہتاب اجمیر)

۵۰۔ حضرت غریب اصغرؒ = آپ کا ۱۸ شعبان سنہ ۶۱۵ھ میں وصال ہوا۔ مزار اجمیر شریف میں ہے (ماہتاب اجمیر)

۵۱۔ حضرت شہاب ولیؒ = آپ کا ۸ شوال المبارک سنہ ۶۱۵ھ میں وصال ہوا۔ مزار اجمیر شریف میں ہے (ماہتاب اجمیر)

۵۲۔ حضرت سرور احمدؒ = آپ کا ۱۸ رمضان المبارک سنہ ۶۱۵ھ میں وصال ہوا۔ مزار اجمیر شریف میں ہے۔ (ماہتاب اجمیر)

۵۳۔ حضرت ظہیر الدینؒ = آپ کا ۸ شوال المبارک سنہ ۶۰۳ھ میں وصال ہوا۔ مزار اجمیر شریف میں ہے (ماہتاب اجمیر)

۵۴۔ حضرت سفیا احمدؒ = آپ کا ۶ رجب المرجب سنہ ۶۱۰ھ میں وصال ہوا۔ مزار اجمیر شریف میں ہے (ماہتاب اجمیر)

۵۵۔ حضرت معروف شہاب قریشیؒ = آپ کا ۱۹ صفر المبارک سنہ ۶۰۳ھ میں وصال ہوا مزار اجمیر شریف میں ہے (ماہتاب اجمیر)

۵۶۔ حضرت عبداللہ اصغرؒ = آپ کا ۱۱ شعبان سنہ ۶۴۰ھ میں وصال ہوا۔ مزار شریف دہلی میں ہے (ماہتاب اجمیر)

۵۷۔ حضرت عبدالغفارؒ = آپ کا ۲۵ رجب المرجب سنہ ۶۲۰ھ میں وصال ہوا۔ مزار اجمیر شریف میں ہے (ماہتاب اجمیر)

۵۸۔ حضرت عزیز احمد شاہؒ آپ کا ۱۶ صفر المبارک سنہ ۶۹۰ھ میں وصال ہوا۔ مزار شریف دہلی میں ہے (ماہتاب اجمیر)

۵۹۔ حضرت موشیودح اعراقیؒ آپ کا ۲۳ محرم الحرام سنہ ۶۷۲ھ میں وصال ہوا۔ مزار شریف

دہلی میں ہے (ماہتاب اجمیر)

۶۰۔ حضرت کریم شعیبؒ = آپ کا ۲۷ محرم الحرام ۶۹۸ھ میں وصال ہوا۔ مزار شریف دہلی میں ہے۔ (ماہتاب اجمیر)

۶۱۔ حضرت یعقوب خانؒ = آپ کا ۲۴ صفر المبارک ۶۹۲ھ میں وصال ہوا۔ مزار شریف ملتان میں ہے (ماہتاب اجمیر)

۶۲۔ حضرت حسن داؤد جیؒ = آپ کا ۴ ذالحجہ ۶۱۲ھ میں وصال ہوا۔ مزار اجمیر شریف میں ہے (ماہتاب اجمیر)

۶۳۔ حضرت کریم احمد شاہؒ = آپ کا ۱۴ ذیقعد ۶۱۳ھ میں وصال ہوا۔ مزار شریف دہلی میں ہے (ماہتاب اجمیر)

۶۴۔ حضرت ابوالفرح قریشیؒ = آپ کا ۲۳ صفر المبارک ۶۸۱ھ میں وصال ہوا۔ مزار شریف دہلی میں ہے (ماہتاب اجمیر)

۶۵۔ حضرت خواجہ احمد شاہؒ = آپ کا ۵ محرم الحرام ۶۴۳ھ میں وصال ہوا۔ مزار شریف دہلی میں ہے (ماہتاب اجمیر)

۶۶۔ حضرت شیخ محمد زاہد ترک آپ کا ۱۱ محرم الحرام ۶۳۴ھ میں وصال ہو۔ مزار شریف دہلی میں ہے (ماہتاب اجمیر)

۶۷۔ حضرت فتح محمد فستارؒ = آپ کا ۹ رجب المرجب ۶۳۳ھ میں وصال ہوا۔ مزار اجمیر شریف میں ہے (ماہتاب اجمیر)

۶۸۔ حضرت خواجہ یلدگار خرمؒ = آپ کا وصال ۱۰ محرم ۶۴۰ھ میں ہوا (سوانح غریب نواز)

۶۹۔ حضرت خواجہ سبزوار نگاریؒ = آپ کا وصال ۱۲ ذالحجہ ۶۲۵ھ میں ہوا (سوانح غریب نواز)

آپ کی روحانی اولاد کا سلسلہ متبرکہ

آپ کی روحانی اولاد کا سلسلہ بہت وسیع ہے ہندوستان کا کوئی شہر ایسا نہیں ملے گا جہاں آپ کی روحانی اولاد موجود نہو۔ شہر کیا بلکہ چھوٹی چھوٹی اسلامی بستیوں تک میں یہ سلسلہ مبارکہ پہونچا ہوا ہے اگر کہیں چشتی نظامی کے نام سے معروف ہے تو کہیں چشتی صابری کے لقب سے مشہور ہے۔

آپ کے اس مقدسہ سلسلہ کی بے تعصبی کا ثبوت اس سے زیادہ اور کیا ہو سکتا ہے کہ دیگر مذاہب کے لوگ بھی آپ کے سلسلہ بیعت میں شامل ہو کر آپ کی روحانی اولاد میں داخل نظر آتے ہیں۔

چنانچہ موجودہ زمانہ میں بھی مثالاً شاہ نظام الحق صاحب چشتی صابری کے حلقۂ مریدین میں ہنود صاحبان بھی نظر آتے ہیں اور جاوید رادا سے عبدالشکور شاہ صاحب چشتی صابری اور حافظ شاہ ضیا علی خان صاحب چشتی ٹونکی وغیرہ وغیرہ کے مریدین میں آج بھی ہنود صاحبان بدستور اپنے مذہب پر قائم رہتے ہوئے حلقہ مریدین میں شامل پائے جاتے ہیں۔ صرف ہنود ہی نہیں بلکہ پارسی وغیرہ بھی اپنے مذہب پر رہتے ہوئے آپ کے حلقۂ مریدین میں شامل ہو کر فیوض روحانی حاصل کرتے ہیں۔

آپ کے خلفاء و مریدین کی تعداد تو بہت ہے جس کا تذکرہ مجملاً پیچھے آچکا ہے مگر وارث و صاحب سلسلہ قطب الاقطاب حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی قدس سرہ العزیز ہیں

حضرت قطب الاقطابؒ کے بھی بہت سے خلفاء ہوئے مگر مالک و صاحب سلسلہ حضرت بابا فرید الدین گنج شکرؒ ہیں

حضرت بابا فرید الدین گنج شکرؒ کے خلفاء کی بھی تعداد خاصی ہے مگر مالک و صاحب سلسلہ حضرت سلطان المشائخ حضرت نظام الدین دہلوی اور حضرت شیخ علاؤ الدین صابر کلیری ہیں۔

یہاں سے سلسلہ چشتیہ کی دو شاخیں ہو گئیں۔ ایک شاخ نظامی کے نام سے مشہور ہوئی دوسری صابری کہلائی۔

آگے چل کر حضرت مولانا فخر الدین دہلوی الموسوم بہ مولانا فخر صاحب سے نظامی سلسلہ کی دو شاخیں ہو گئیں ایک شاخ حاجی نور محمد شاہ صاحب مہاروی سے چلی جو تونسوی کہلاتی ہے۔
دوسری شاخ شاہ نیاز احمد صاحب بریلوی سے جاری ہے یہ نیازی کہلائی۔ جس طرح آپ کے سلسلہ کے مختصر حالات اوپر بیان کئے گئے اسی طرح یہ مناسب ہے کہ یہاں آپ کی روحانی اولاد کا ایک مختصر شجرہ بیعت بھی درج کیا جائے تاکہ دلچسپی اور وقفیت کا باعث ہو۔
ترتیب صاحبان سلسلہ حسب ذیل ہے۔
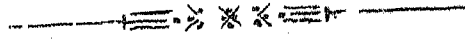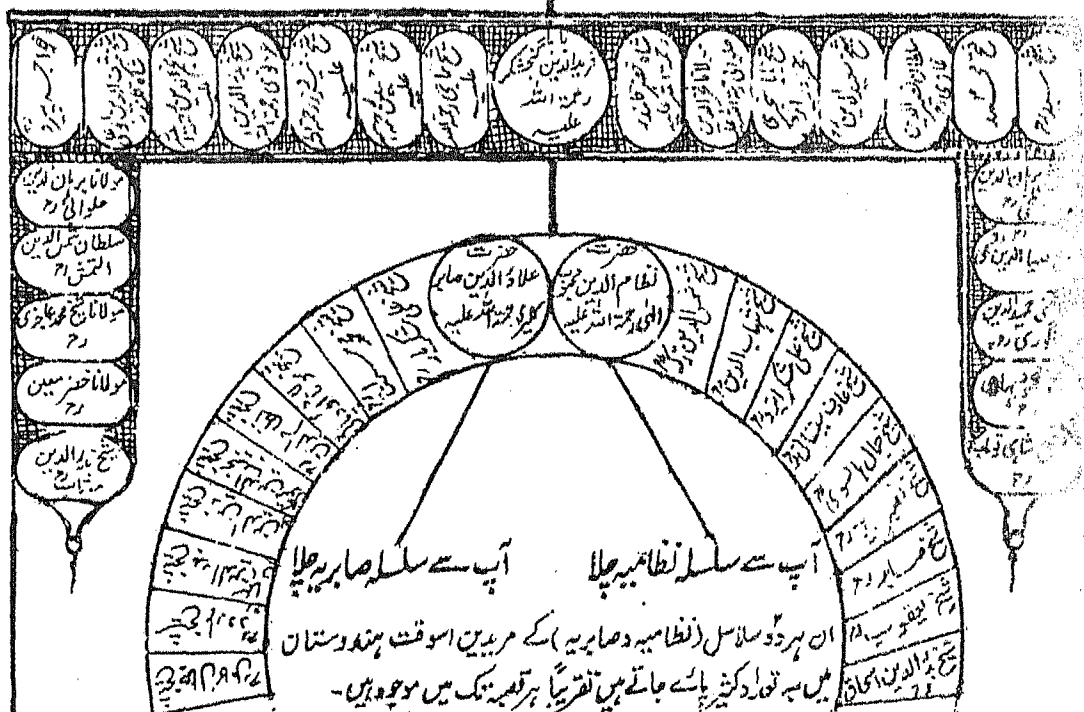
حصہ دوم
سیرۃ مقدسہ

شان فقر و درویشی

آپ کی بزرگی حضرت قطب الاقطابؒ فرماتے ہیں کہ آپ ہر سال اجمیر شریف سے واسطے زیارت خانہ کعبہ کے (بقوت روحانی) تشریف لیجاتے تھے۔ مگر جب آپ کا کام کمال کو پہونچا تو بظاہر آپ اپنے حجرہ میں معتکف رہتے تھے لیکن جو لوگ حج کو جاتے تھے وہ آپ کو طواف کعبہ میں مشغول پاتے تھے۔ آخر معلوم ہوا کہ آپ ہر شب کعبہ شریف میں ہوتے ہیں اور صبح ہونے سے قبل واپس آکر نماز فجر اپنے جماعت خانہ میں ادا کرتے ہیں۔

(مسالک السالکین)

آپ کی مقبولیت ایک دن آپ حرم کعبہ میں حاضر تھے۔ ندا آئی اے معین الدین! ہم تجھ سے خوش ہیں اور تجھے بخش دیا۔ اور جو کچھ چاہے مانگ تاکہ عطا کریں آپ نے عرض کیا خداوندا! معین الدین کے مریدان سلسلہ کو بخش دے۔ ارشاد ہوا اے معین الدین! تو ہماری ملک ہے جو تیرے مرید اور تیرے سلسلہ میں قیامت تک مرید ہوں گے انہیں بخش دوں گا۔

حضرت خواجہ اکثر فرمایا کرتے تھے کہ معین الدین اسوقت تک جنّت میں قدم نہ رکھے گا جب تک اپنے مریدوں اور مریدوں کے مریدوں (جو قیامت تک میرے سلسلہ میں ہوں گے) کو جنت میں نہ لیجائے گا۔

(سیر الاقطاب)

عبادات و مجاہدات بمصداق ان اقوال نبویؐ "کیا میں شکر گذار بندہ نہ ہوں" "ومن کمل عرفانہ کمل عبادتہ" یعنی جو عرفان میں کامل ہوتا ہے وہ عبادت میں کامل ہوتا ہے" آپ نے اپنی تمام عمر عبادات و مجاہدات میں بسر کی۔ ستر برس تک آپ نے شب میں استراحت نہیں فرمائی۔ اور پہلوئے مبارک زمین سے نہیں لگایا اور اس عرصہ میں سوائے قضائے حاجت کے برابر باوضو رہے آپ عموماً عشا کے وضو سے صبح کی نماز ادا فرماتے تھے۔

سفر و حضر تک میں آپ دو قرآن روزانہ ختم فرماتے تھے۔ ایک دن میں اور ایک رات میں

پڑھ لیتے تھے۔ (مسالک السالکین وغیرہ)

عشق خدا چہرہ مبارک پر غمگینی اور اداسی چھائی رہتی تھی۔ حضرت قطب الاقطاب فرماتے ہیں کہ میں بیس برس تک حاضر خدمت رہا۔ میں نے نہیں سنا کہ کبھی آپ نے اپنی صحت کی دعا مانگی ہو بلکہ آپ اکثر فرمایا کرتے تھے کہ "خداوندا جہاں کہیں درد (محبت) ہو اپنے بندہ معین الدین کو عطا فرما"

میں نے ایک بار از راہ گستاخی عرض کیا کہ "یا حضرت یہ کیا دعا ہے جو آپ اپنے حق میں فرمایا کرتے ہیں" ارشاد ہوا "جب کوئی مسلمان درد میں مبتلا ہوتا ہے تو اس کے گناہ عفو ہوتے ہیں اور ابتلا مسلمان کے لئے دلیل صحت ایمان ہے" (مسالک السالکین)

ذوق سماع آپ کو سماع کا بہت شوق تھا کبھی محفل عالی سماع سے خالی نہ رہتی تھی آپ اکثر حالت ذوق و شوق میں بیہوش ہو جاتے تھے۔ اکثر علماء فضلا و مشائخ کبار آپ کی محفل سماع میں شریک ہوتے تھے۔ جو شخص آپ کی مجلس عالی میں ایک بار بھی سماع سنتا تھا صاحب ذوق و شوق ہو جاتا تھا کبھی کوئی آپکے سماع پر معترض نہ ہوا۔ بلکہ اکثر علما و فضلا واسطے کسب و فیوض کے حاضر مجلس ہوتے اور آپ کی حضوری کو سعادت جانتے تھے (مسالک السالکین)

حضرت قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ہمارے خواجہ (غریب نواز) کی محفل سماع میں حضرت شیخ شہاب الدین سہروردیؒ۔ حضرت شیخ محمد کرمانیؒ شیخ محمد اصفہانیؒ۔ مخدوم زادہ شیخ برہان الدین چشتیؒ۔ حضرت مولانا بہاؤ الدین بخاریؒ۔ مولانا محمد بغدادیؒ خواجہ اجل سنجریؒ۔ شیخ سیف الدین باخرزیؒ۔ شیخ احمد بن محمد اصفہانیؒ و شیخ جلال الدین[۵۱] تبریزیؒ (مرید شیخ ابو سعیدؒ) شیخ اوحد الدین کرمانیؒ[۵۲] شیخ احمد واحدؒ شیخ برہان الدین غزنویؒ۔ خواجہ سلیمانؒ۔ شیخ عبدالرحمن قدس اللہ تعالیٰ اسرارہم اور دیگر مشائخین بغداد و اکناف اکثر آپکی پابوسی کیلئے آتے تھے ہر ایک فیضیاب ہوتا تھا۔ اور سب آپ سے عقیدت رکھتے تھے۔ اور حلقہ بگوش تھے۔

(از سیر الاقطاب)

---

۵۱ یہ مولانا جلال الدین بلخی رومی نہیں ہیں۔ کیونکہ حسب نفحات الانس مولانا موصوف کی ولادت ۶۰۴ھ میں ہوئی ہے۔

۵۲ شیخ اوحد الدین کرمانی نے اگر آپ سے خرقہ پایا ہوتا۔ تو قطب صاحبؒ انہیں آپکے ہمجلیس نہیں لکھتے اور اگر انہوں نے آپ کو خرقہ دیا ہوتا تو آپ کے عقیدت کیشوں میں نہ لکھتے۔ (مؤلف)

ادب و تعظیم مرشد { ادب و تعظیم حضرت پیر دستگیر آپ کے دل میں بدرجہ اتم متمکن تھی ایک روز کا ذکر ہے کہ آپ اپنے اصحاب کے ساتھ بیٹھے ہوئے سلوک کی نسبت کچھ فرما رہے تھے۔ لیکن جب داہنی طرف نظر پڑتی تھی کھڑے ہو جاتے تھے۔ حاضرین متحیر ہوتے کہ بار بار اٹھکر کس کی تعظیم کرتے ہیں۔ جب اس کی نسبت پوچھا گیا تو فرمایا کہ اس طرف مرقد مبارک حضرت پیر دستگیر کا تھا جب میں اس طرف دیکھتا تھا تو مجھ کو نظر آجاتا تھا۔ اس لئے میں تعظیماً اٹھ کھڑا ہوتا تھا۔ (از مسالک السالکین)

استغراق { آپ اکثر حالت استغراق میں آنکھیں بند رکھتے تھے۔ جب نماز کا وقت ہوتا تو آنکھیں کھولتے تھے۔ کہتے ہیں کہ اس حالت میں جس پر نظر مبارک پڑتی ولی کامل ہو جاتا۔ اور جو تین روز تک صحبت مبارک میں رہتا صاحب کرامات ہو جاتا چنانچہ ایک شخص جو نہایت ہی فاسق و فاجر تھا بنظر امتحان حضوری میں حاضر ہوا۔ آپ نے اس سے توبہ کرائی۔ اور وہ اسی روز اپنی مراد کو پہونچ گیا۔

شان جمال { صاحب اقتباس الانوار کتاب اسرار السالکین سے نقل کرتے ہیں کہ آپ کی حالت کبھی جمال اور کبھی جلال کی تھی جب جمال کا غلبہ ہوتا تھا تو ایسے مستغرق ہو جاتے تھے کہ تمام عالم اور کل ماسوا کی مطلق خبر نہ رہتی تھی۔ جب نماز کا وقت ہوتا تھا تو حضرت شیدی مولائی سید نا حضرت قطب الاقطاب قطب الدین بختیار کاکی و قاضی القضات قاضی حمید الدین قدس اللہ سرہما سامنے جاتے اور دست بستہ کھڑے ہو کر بآواز بلند الصلوٰۃ الصلوٰۃ فرماتے مگر آپ کو خبر نہ ہوتی پھر گوش مبارک میں باواز بلند الصلوٰۃ الصلوٰۃ فرماتے مگر اس پر کچھ آگاہی نہ ہوتی تب لاچار شانۂ مبارک کو جنبش دیتے اس وقت آپ چشم مبارک کھولتے اور فرماتے شرع محمدی علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام سے چارہ نہیں (مسالک السالکین)

شان جلال { اور جب حالت جلال کا غلبہ ہوتا تو دروازہ حجرہ کا بند کر کے مشغول ہو جاتے حضرت قطب الاقطاب اور حضرت قاضی صاحب دروازہ کے سامنے پتھروں سے پردہ کر لیتے۔ اور اس کے عقب میں چھپ کر حاضر رہتے نماز کے وقت جب آپ حجرہ سے باہر تشریف لاتے جن پتھروں پر نظر پڑتی وہ خاک ہو جاتے۔ جب آپ نماز شروع کرتے تو حضرت قطب الاقطاب اور قاضی صاحب پیچھے جا کر اقتدا کرتے اور جیسے ہی سلام پھیرتے تو حضرت قطب الاقطاب اور قاضی صاحب بھاگتے اور چھپ جاتے تھے (مسالک السالکین)

ایک روز کا ذکر ہے کہ آپ کہیں تشریف لئے جا رہے تھے۔ آپ کے خادم شیخ علی نام آپ کے ساتھ تھے اثنائے راہ میں ایک شخص نے آکر ان کا دامن پکڑ لیا اور سخت سست کہنا شروع کیا۔ آپ نے فرمایا کہ "معاملہ کیا ہے کیوں تو اس کے ساتھ اس طرح پیش آتا ہے"۔ اس نے کہا کہ "اس پر میرا قرضہ ہے، یہ دیتا نہیں" آپ نے فرمایا "اب دیدیگا۔ اس کو چھوڑ دو جانے دے"۔ لیکن اس نے نہ مانا۔ اس پر آپ کو جلال آگیا اور چادر شریف دوش مبارک سے اتار کر زمین پر ڈالدی وہ درہم و دینار سے پر ہوگئی فرمایا کہ "جس قدر تیرا قرضہ ہے لیلے۔ مگر خبردار زیادہ کا قصد نہ کرنا" اس کو طمع دامن گیر ہوئی کچھ زیادہ لینا چاہا جیسے ہی ہاتھ دراز کیا۔ اس کا ہاتھ خشک ہوگیا۔ بوقوع اس حال کے وہ فریاد و زاری اور عذر و معذرت کرنے لگا۔ آخر آپ کو رحم آگیا اس کی خطا معاف کی۔ اور اس کا ہاتھ اچھا ہوگیا۔

پابندی سنت آپ سنت نبوی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سخت پابند تھے اور بجان و دل اس کی رعایت بجالاتے تھے۔

خوف خدا قبر کا خوف اس درجہ غالب تھا کہ آپ ہمیشہ کانپتے اور روتے رہتے تھے فرماتے تھے کہ اے لوگو اگر تم کو حال خفتگان زیر خاک ذرہ بھر بھی معلوم ہو جائے تو تم کھڑے کے کھڑے گل جاؤ اور مثل نمک کے پانی ہو جاؤ چنانچہ میں نے بصرہ میں ایک بزرگ کو دیکھا جو از حد مشغول اور صاحب کشف تھے۔ میں ایک روز اس کے ساتھ ایک قبر کے نزدیک بیٹھا تھا۔ اور اس قبر کے مردہ پر عذاب ہو رہا تھا۔ جیسے ہی ان بزرگ نے یہ حالت معائنہ کی ایک چیخ ماری اور گر پڑے اور جاں بحق تسلیم ہوئے۔ اور مثل نمک کے پانی ہو کر ناپید ہو گئے میں نے جیسا خوف اس بزرگ میں دیکھا ویسا نہ کسی آفریدہ میں دیکھا نہ سنا۔ اس روز سے میری یہ حالت ہے کہ ہیبت گورسے کانپتا اور روتا رہتا ہوں (مسالک السالکین)

دربار مرشد میں مقبولیت حضور خواجہ عثمان ہارونی قدس سرہ نے بارہا فرمایا کہ "ہمارا معین الدین خدا کا محبوب ہے۔ اور مجھے اسکی مریدی پر فخر ہے (انوار العارفین بحوالہ سیر العارفین)

تحمل و عفو اخلاق کریمانہ میں آپ تَخَلَّقُوْا بِاَخْلَاقِ اللّٰہِ کے بدرجہ اتم متبع اور اخلاق محمدی کا مکمل نمونہ تھے اللہ تعالیٰ نے آپ کو تمام اخلاقی اوصاف حمیدہ سے مزین فرمایا تھا تفصیلات حسب ذیل ہیں۔

تحمل و عفو و درگزر و بردباری کا یہ حال تھا کہ آپ کسی سے رنجیدہ یا آشفتہ خاطر نہ ہوتے تھے نہ کسی پر

غصہ فرماتے تھے۔

حضرت قطب الاقطابؒ فرماتے ہیں کہ میں جب تک آپ کی خدمت میں رہا کبھی آپ کو کسی پر غصہ ہوتے ہوئے نہیں دیکھا۔ سوائے ایکبار کے جس کی تفصیل شان جلال کے سرنامہ میں درج ہے۔

کہتے ہیں کہ ایکبار ایک شخص بہ نیت فاسد ایک چھری بغل میں دبائے ہوئے حاضر خدمت ہوا اور اشتیاق قدمبوسی ظاہر کیا۔ آپ نے اس کے ارادہ سے واقف ہو کر فرمایا کہ "تو جس ارادہ سے آیا ہے اوسے پورا کر اور جو وعدہ کر آیا ہے اوسے ایفا کر" یہ سنکر وہ خوف سے کانپنے لگا عرض کیا کہ "مجھے ایک شخص نے حضور کے مارنے کو بھیجا ہے لیکن نہ دل سے میرا یہ ارادہ نہ تھا" یہ کہکر اوس نے چھری اپنی بغل سے نکال حاضرین کے سامنے ڈالدی آپ نے فرمایا کہ "اے شخص سب کا راز پوشیدہ رکھنا چاہیئے ہرگز افشا نکر" یہ سنکر وہ آپکے قدموں پر گر پڑا اور کہا کہ "مجھ سے بھاری خطا سرزد ہوئی ہے حکم ہو کہ مجھ کو سزا دیجائے بلکہ مجھے قتل کیا جائے"۔ آپ نے فرمایا کہ "اے عزیز ہمارا یہ طریقہ ہے کہ جو بدی کرے اس کے ساتھ نیکی کرنی چاہیئے اور تونے تو از خود کوئی بدی نہیں کی ہے" یہ فرما کر اوس کا سر اوٹھایا اور اُس کے واسطے دعائے خیر فرمائی وہ واصلان حق میں سے ہو گیا۔

(از مسالک السالکین)

عطا و بخشش ایک دن آپ بہت خوش تھے حاضرین سے فرمایا کہ۔ مانگو جو مانگنا ہے کیونکہ قبولیت کا در کھلا ہے۔ ایک شخص نے دنیا مانگی۔ دوسرے نے عقبیٰ مانگی دونوں اپنے مقصد کو پہونچے۔ بعد ازاں آپ نے شیخ حمید الدین صوفی کی طرف رخ کر کے فرمایا کہ میں نے تیرے لئے خدا سے یہ طلب کیا ہے کہ تو دنیا و آخرت میں معزز و مکرم رہے۔ شیخ نے کہا کہ "بندہ کی کیا مجال ہے کہ سوال کے لئے زبان کھولے مولا کا چاہا ہوا میرا چاہا ہے"۔

اس کے بعد آپ نے خواجہ قطب الدین بختیار کاکیؒ کی طرف توجہ فرمائی کہ تو بھی جو کچھ چاہے مانگ لے انھوں نے جواب میں عرض کیا کہ شعر

ہرچہ تو خواہی بخواہم روئے سر بر آستانم بندہ را فرمان نباشد ہرچہ فرمائی برآنم

آپ ان دونوں سے خوش ہوئے۔ اور فرمایا کہ "اَلتَّارِکُ مِنَ الدُّنْیَا وَالْفَارِغُ مِنَ الْعُقْبٰی وَالْمَوْصُوْلُ اِلَی اللّٰہِ۔ سلطان التارکین حمید الدین صوفی و قطب الذاہدین قدوۃ الواصلین قطب الاقطاب قطب الدین بختیار کاکیؒ

اوسی اوسدن سے شیخ حمیدالدین رحمۃ اللہ علیہ مخاطب بخطاب سلطان التارکین ہوئے (خزینۃ الاصفیا)

جود و کرم: جود و کرم کا یہ عالم تھا کہ کبھی کوئی سائل یا فقیر آپ کے در سے محروم نہ گیا۔ حضرت قطب صاحبؒ فرماتے ہیں کہ ایک عرصہ تک آپ کی خدمت میں رہا مگر میں نے کبھی کسی سائل یا فقیر کو آپکے در اقدس سے محروم جاتے نہیں دیکھا (مسالک السالکین)

حلم و تواضع: آپ بڑے حلیم و متواضع تھے اور منکسر المزاج تھے سلام میں ہمیشہ سبقت فرماتے تھے جو ملنے آتا اوس سے خندہ پیشانی سے ملتے تھے خاطر تواضع سے پیش آتے تھے اوسکے رنج و غم میں شریک ہوتے تھے انسانی ہمدردی فرماتے تھے (سوانح عمری غریب نوازؒ)

بذل و سخا: آپکے مطبخ میں روزمرہ اسقدر کھانا پکتا تھا کہ شہر کے تمام غربا و مساکین سیر ہو کر کھاتے تھے خادم مطبخ خرچہ یومیہ کیلئے دست بستہ کھڑے ہو کر عرض کرتا آپ مصلے کا گوشہ اوٹھا کر فرماتے کہ جسقدر آج کے خرچ کیواسطے درکار ہو لیلے وہ موافق مقدار خرچ لے لیتا تھا اور کھانا پکوا کر غربا اور مساکین کو تقسیم کرتا تھا۔ اسیطرح درویشوں کا وظیفہ جاری تھا اور غربا و مساکین کو کھانا پہونچتا رہتا تھا اور کوئی مریض یا حاجتمند آتا اور خواستگار ہمت عالی کا ہوتا تو آپ نہایت کشادہ پیشانی اور لطف کرم سے اُس کا حال پوچھتے حاجت روائی فرماتے دعائے خیر کرتے اور جو کچھ اوسکی قسمت کا ہوتا اوسکو مصلے کے نیچے سے نکال کر عنایت فرماتے۔

(مسالک السالکین)

زہد و قناعت: آپ میں بدرجہ اتم موجود تھے امرا جو کچھ نذر کرتے تھے وہ سب آپ غربا میں تقسیم فرمادیا کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو حرص و ہوا سے محفوظ رکھا تھا۔ (از سوانح عمری غریب نوازؒ)

معاشرت مقدسہ

خوراک: قوت آپ کی صرف بقدر لایموت تھی۔ ہمیشہ روزہ سے رہتے مجاہدہ کے زمانہ میں سات سات دن بعد ایک ٹکڑا خشک جو کی روٹی کا جو وزن میں پانچ مثقال سے زیادہ نہوتا تھا۔ پانی میں بھگو کر تناول فرماتے۔ سفر میں اکثر بھنا ہوا شکار کا گوشت تناول فرماتے تھے۔ (مسالک السالکین و گلزار ابرار)

لباس مُبارک | لباس آپ کا جامہ دوتائی تھا۔ جو بخیہ کی ہوئی ہوتی تھی جب کوئی کپڑا کہیں سے پھٹ جاتا تو جس قسم کا کپڑا پاک میسّر ہوتا۔ بلاتامل پیوند لگا دیتے تھے۔ ہمیشہ لباس آپ کا پیوند دار رہتا تھا۔
(ازمسالک السالکین)

ذریعہ معاش | ابتداء میں باغ اور پن چکی کی آمدنی سے قوت بسری فرماتے تھے۔ ازاں بعد تیر کمان چقماق ساتھ رکھتے تھے۔ اور اس اکل حلال سے گذر اوقات فرماتے تھے۔

معمولات سفر | آپ سفر میں عموماً ایک دو دلیش سے زیادہ ساتھ نہ رکھتے تھے۔ اکثر غیر آباد مقام و گورستان میں قیام فرماتے تھے۔ جہاں کچھ شہرت ہو جاتی تھی وہاں توقف نفرماتے تھے۔ (مسالک السالکین)

مشاغل محمودہ

(الف) تبلیغ اسلام و فیضان معرفت

سرورعالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات مقدس مجمع کمالات صوری و معنوی ہے اگر ایک طرف آپ صاحب رسالت ہیں تو دوسری طرف صاحب ولادت بھی نظر آتے ہیں چنانچہ آپ نے حسب استعداد طلب مخلوق کو دونوں نعمتوں سے سرفراز فرمایا۔ بالآخر محمد الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس سے علم شریعت علمائے ظاہر کے حصہ میں آیا۔ اور معرفت الٰہی کا گنج مخفی اولیائے کرام نے پایا۔

علمائے ظاہر میں علم شریعت سب کو ملا مگر علم معرفت ان میں سے بعض کو میسّر ہوا۔ اولیائے کرام میں علم معرفت سب کو حاصل ہوا اور علم ظاہری انہیں سے بعض کو ملا۔ علمائے ظاہر نے دلائل اور براہین پیش کر کے تبلیغ اسلام کی خدمت انجام دی۔ اولیا کرام سے کشف و کرامات کا ظہور ہوا۔ اور ان حضرات نے بالمشاہدہ معرفت الٰہی اور دولت اسلام سے سرفراز فرمایا۔

حضور خواجہ غریب نوازؒ کی ذات اقدس بھی بلطف سید الکونین صلعم ہر دو علوم حمیدہ کی حامل ہے۔ آپ نے ہندوستان میں بفیض محمدی وہ دینی خدمات انجام دیں جنکی سرورعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے حجاز مقدس نا میں مثال قائم فرمائی تھی یہ خدمات یوں تو علیٰ قدر مراتب اکثر علماء صوفیا مجاہدین نے انجام دیں مگر غریب نوازؒ

کی ذات اقدس نے اس باب میں جو شاندار کارنامہ عالم کے سامنے پیش کیا ہے وہ اپنی مثال خود اور سرور عالم کی سنت تبلیغ کی مکمل جیتی جاگتی تصویر ہے۔

بلکہ یہاں بعض امور میں عرب سے بھی زیادہ دقتیں سامنے تھیں وہاں مبلغ کے پاس وہاں کے لوگوں کی آمد و رفت تھی اور مبلغ کیساتھ پہلے سے رشتہ یگانگت قائم تھا۔ علاوہ ازیں ملک حجاز میں وہی زبان رائج تھی جو مبلغ اعظم کی تھی یہاں برخلاف اسکے مبلغ سے موانست ہونا تو درکنار بلکہ اتنی منافرت تھی کہ لوگ صورت دیکھنے اور جسم کے چھو جانے کے روادار نہ تھے دوسری شکل یہ تھی کہ مبلغ کی زبان فارسی اہل ہند کی زبان ہندی تھی چنانچہ ضرورت تبلیغ کے پیش نظر ایک نئی زبان (جسکی تفصیل آگے درج ہے) وجود میں آئی۔

اور غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ نے بہ اکرام خداوندی و بفیض رسالت ان مشکلات کے قلعہ کو بھی فتح کر کے ہند النبی نائب رسول فی الہند اور سلطان الہند کا خطاب پایا۔ شعر

نائب مصطفیٰ دریں کشور ؛ رشک پیغمبراں معین الدین[۱]

آپ صرف بذات خود ہی یہ خدمت عظیم انجام نہیں دیتے تھے بلکہ آپ کی ذات گرامی یہ مبارک کام مریدین اور وابستگان سے بھی لیتی تھی۔ اور تبلیغ اسلام کا ایک شاندار کامیاب نظام آپ نے قائم فرمایا تھا۔ یہ تبلیغ بالسیف نہ تھی بلکہ بالتصرفات روحانی بذریعہ اخلاق کریمانہ و شفقت بزرگانہ اظہار حق کے ساتھ تھی اور محافل سماع اس تبلیغ میں غیر مانوس کو مانوس اور موسیقی کے دلدادہ غائبین کو حاضر کرنے میں بہت مفید ثابت ہوئیں جیسا کہ اوپر بالتفصیل لکھا جا چکا ہے (کہ یہاں کے لوگ موسیقی کے بڑے دلدادہ تھے بلکہ عبادت تصور کرتے تھے) اسلئے جہاں تک تبلیغ اسلام کا تعلق ہے ہم محافل سماع کو فرحت بخش مبلغین اسلام بالموسیقی کا خطاب دیں تو غیر موزوں نہ ہوگا۔ آپکی ذات اقدس بت پرستوں کو صرف خدا پرست ہی نہیں

---

[۱] مولف کے اس شعر پر درگاہ شریف کی محفل سماع میں اعتراض کیا گیا مگر امیر شریعت دکن حضرت مولانا عبد القدیر صاحب و امیر شریعت بہار شریف اور مجلس علمائے دکن و اجمیر نے شعر کے جائز اور مطابق شریعت ہونے کے فتاوے صادر کئے۔

[۲] جبکہ حسب سیر الاقطاب وغیرہ حضور غریب نواز کا بغداد شریف اور دیگر مقامات پر سماع سننا ثابت ہے۔ تو ہندوستان میں سماع ترک کرنے کی کوئی وجہ نہیں معلوم ہوتی۔ نیز آپ کی درگاہ میں اب تک سماع ہونے سے ثابت ہے کہ آپ نے بہ اقتضائے حیات ظاہری ہندوستان میں بھی سماع سنا۔

کرتی تھی بلکہ علم معرفت کا گنجینہ عطا کر کے حق شناس بھی بنا دیتی تھی آپ کی تبلیغ کے زیر اثر بتعداد کثیر لوگ مشرف باسلام ہوئے اور بہت سے لوگ عارفان کامل اولیاء اللہ اور صاحبان ولایت ہوئے۔

بہ الفاظ دیگر آپ صرف مبلغ شریعت ہی نہیں بلکہ قاسم گنجینۂ معرفت و حقیقت بھی ہیں۔ آپ کے زمانہ تبلیغ میں جہاں ایک کثیر تعداد مسلمانوں کی نظر آتی ہے۔ وہاں ایک بڑی تعداد اہل معرفت یعنی آپ کے مریدین اور خلفاء کی بھی نظروں کے سامنے آجاتی ہے۔

چنانچہ جب نائب رسول سلطان الہند نے اجمیر دہلی اور اطراف و جوانب میں تبلیغ کا کام شروع کیا تو بہت سے عقیدتمندوں نے باشکال مختلف اس خدمت میں حصہ لیا۔ مگر آپ کے خلفاء۔ اہل قرابت اور مریدین نے خصوصیت سے اس اسلامی خدمت کو انجام دیا۔ حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ کے سپرد دہلی کیگئی۔ مستورات میں تبلیغ کا کام بی بی حافظ جمال کے سپرد کیا گیا۔

آپ کے خسر سید وجیہہ الدین اور آپ کے برادر نسبتی میراں سید حسین خنگ سوار نے اس خدمت متبرکہ میں نمایاں حصہ لیا۔ چنانچہ صاحب سیر الاولیاء لکھتے ہیں کہ ہزاروں مرد و زن آپ سے ہدایت پاتے تھے اور امیر حسین معروف بہ سید وجیہہ الدین اور امیر حسین خنگ سوار کے ذریعہ سے اسلام قبول کرتے تھے مگر آپ حضرات مسلک صوفیہ کے مطابق کسی کو از راہ حکومت اسلام قبول کرنے کے لئے مجبور نہیں کرتے تھے جسکی مرضی ہوتی ایمان لاتا۔ اور جس کی مرضی نہ ہوتی ایمان نہ لاتا۔

(ماخوذ احسن السیر سالک السالکین۔ سیر الاقطاب وغیرہ)

آپ کے مریدین میں سے بھی داؤ الدین رحمۃ اللہ علیہ اجمیر میں تبلیغ الاسلام کی خدمت انجام دیتے رہے۔ اور حضرت قاضی حمید کے ذمہ بنارس کے اطراف کی تبلیغ تھی۔ (از ماہتاب اجمیر)

حضرت امام الدین دمشقی اور حضرت نیاز اللہ خراسانی نے بھی خدمت تبلیغ میں نمایاں حصہ لیا (ماہتاب اجمیر)

آپ کی ہدایت سے حسب تحفۃ الشیخ شاہ معین الدین چشتی کہیں بیک وقت سات سو آدمیوں کا مشرف باسلام ہونا پایا جاتا ہے۔ تو کہیں سر بر آوردہ ہنود کا ایمان لانا ثابت ہے۔

ایک دن آپ بت خانہ کی طرف سے گزر رہے تھے۔ وہاں سات مالدار آدمی پوجا میں مصروف

تھے جب انھوں نے آپ کو دیکھا تیر نظر کے شکار ہوئے۔ آپ کے قدموں پر گرے اور مشرف باسلام ہوئے
(از وقائع شاہ معین الدین)

سب سے زیادہ قابل قدر یہ چیز ہے کہ صرف آپکی حیات ظاہری تک یہ تبلیغ کا سلسلہ جاری نہیں رہا بلکہ آپ کے وصال کے بعد بھی آپکے خلفائے خاص نے آپکی اس سنت محمودہ کو جاری رکھا۔ اور اس وقت سے اب تک برابر آپ کے اہل سلسلہ یہ خدمت علیٰ قدر استعداد کرتے چلے آتے ہیں چنانچہ آجتک آپ کے فیوض روحانی اور تصرفات باطنی سے تبلیغ اسلام و اشاعت شریعت اور تعلیم علم معرفت کا کام بفضل تعالیٰ جاری ہے۔ (ماخوذ از احسن السیر و ماہتاب اجمیر)

سیر العارفین کا بیان آپ کی تبلیغ کے زیر اثر چند ہی دن میں مسلمانوں کی اچھی خاصی تعداد اجمیر میں ہوگئی ہزاروں بندگان خدا دولت اسلام سے مالا مال ہوگئے۔ کوئی دن مشکل سے ایسا ہوتا تھا کہ مقامی یا بیرونی ہنود کی کوئی جماعت آکر مشرف بہ اسلام نہ ہوتی ہو اس باب میں صاحب سیر العارفین کا بیان حسب ذیل ہے

اصل عبارت	ترجمہ
بیشتر کفار نامدار ازاں دیار بہ برکت آثار زبدۃ الاسرار شرف ایمان مشرف شدند و بیشتر کہ ایمان نیاوردند نذر فتوح بیحد و عد بحضرت ایشاں فرستادند	اس ملک کے بہت سے مشہور نامی کفار اس زبدۃ الاسرار (غریب نواز) کے فیض سے مسلمان ہوئے اور وہ بہت سے لوگ بھی جو ایمان نہیں لائے تھے آپ کی جناب میں نذر گذرانتے تھے۔

ہندوستان میں اسلام حضور خواجہ غریب نوازؒ کے تصرفات باطنی و فیوض روحانی۔ اخلاق حمیدہ اور اسلام کی صداقت کی وجہ سے پھیلا نہ کہ بزور تلوار۔ اگر یہاں اسلام بزور تلوار پھیلا ہوتا تو پنڈت۔ برہمن۔ اچھوت اقوام میں سے آج کوئی بھی ایسا نہ ہوتا جو اپنے آبائی دھرم پر ہوتا بلکہ یہ سب مسلمان ہو چکے ہوتے کیونکہ سب سے زیادہ بزدل اور ڈرنے والی قومیں یہی مانی گئی ہیں۔ مگر بخلاف اسکے ہم دیکھتے ہیں کہ بہادر راجپوت اور مرہٹا کر لاکھوں کی تعداد میں مسلمان ہیں ان بہادر اور جانباز لوگوں کے متعلق ہرگز یہ نہیں کہا جاسکتا کہ تلوار کے خوف سے مسلمان ہوگئے بلکہ ایسا کہنا غیور اور بہادر راجپوتوں اور مرہٹا کروں کی تذلیل کرنا ہے۔

آپ کی دعوت اسلام کے مخصوص اثرات غریب نواز نے جو دعوت اسلام اجمیر کے راجہ پرتھوی راج کو دی تھی وہ آخر رنگ لاکر رہی اٹھائیس پشتوں کے بعد پرتھوی راج کی اولاد نے اسلام قبول کیا اور سبل سنگھ کے پسر اجمیر خاں سے یہ سلسلہ چلکر راؤ محمد یوسف علی خاں اور راؤ اجمل خاں تک پہونچتا ہے۔

(ماخوذ از ہرة الانساب)

چنانچہ ہمارے اوپر کے بیان کا زندہ ثبوت یہ ہے کہ راجہ پرتھوی راج نے شہاب الدین غوری کے ہاتھوں گرفتار ہو کر بھی دعوت اسلام قبول نہ کی بلکہ اپنی جان دینا گوارا کیا اور جان کی سلامتی کے ساتھ اپنا راج پاٹ واپس لینا قبول نہ کیا مگر راجہ کی اولاد نے بغیر کسی تلوار کے ڈر اور حکومت کے لالچ کے اسلام قبول کیا (مولف)

اردو زبان کی ابتدا یہ امر مسلمہ ہے کہ غریب نواز اور آپ کے ہمراہی فارسی بولتے تھے دہلی اور اجمیر کی زبان بھاشا یا مارواڑی تھی۔ ایسی حالت میں تبلیغ اسلام مشکل تھی اسلئے تبلیغی ضرورت کے پیش نظر کچھ دن بعد فارسی اور بھاشا ملی ہوئی ایک زبان مطالب سمجھانے کے لئے وجود میں آئی۔ جسکے ذریعہ آپ کے مقاصد اہل ہند سمجھ لیتے تھے اور اپنا معروضہ وہ آپ کی خدمت میں پیش کرتے تھے۔

کچھ عرصہ بعد شاعری تک میں اس مخلوط زبان کا رائج ہونا حضرت امیر خسروؒ کے کلام سے بھی ثابت ہے چنانچہ بعض جگہ اگر ایک مصرعہ آپ نے بھاشا میں لکھا ہے تو دوسرا فارسی میں یا کہیں ایک ٹکڑا فارسی میں ہے تو دوسرا بھاشا میں۔ لہذا قرین قیاس ہے کہ خرید و فروخت اور دیگر ضروریات زندگی کے پورا کرنے کا ذریعہ بھی اسوقت یہی مخلوط زبان تھی اور آگے چلکر جہانگیر کے زمانہ میں یہی زبان لشکری ضروریات پورا کرنے کا ذریعہ بنکر اردو کہلائی ہے۔ اسی لئے اردو کے موجد حقیقی یا بانی اوّل حضور غریب نواز رحمۃ ہیں۔ نیز اردو کا مٹانا ملکی ضروریات کے منافی ہے۔

(ب) مذاق سخن اور آپ کی تصانیف مبارکہ

دیوان معین بزرگان دین نے ولولۂ عشق حقیقی سے متاثر ہو کر اکثر اشعار کی صورت میں اپنے جذبات کا اظہار کیا ہے چنانچہ آپ نے بھی اس سنت جاریہ کے پیش نظر اپنے جد امجد اور جد طریقت حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی پیروی

میں اپنے جذبات قلبی واردات محبت اور مشاہدات حقیقت کا بصورت اشعار اظہار فرمایا ہے ہر چند کہ ایک گروہ دیوان معین کو معین الدین کاشفی کی تصنیف کہتا ہے۔ آپ کا نتیجہ فکر نہیں مانتا مگر شوکت کلام زبان حال سے کہہ رہی ہے یہ معمولی عارف کا کلام نہیں بلکہ اس میں جن اعلیٰ مقامات معرفت نکات تصوف اور فنائے تامہ کا اظہار کیا گیا ہے وہ آپ ہی جیسے عالی مرتبت اہل اللہ فرما سکتے ہیں چنانچہ آپ کی شعر گوئی کی صاحب آتشکدہ آذر کی مندرجہ ذیل روایتہ بھی تائید کرتی ہے موصوف فرماتے ہیں۔

"خواجہ معین الدین چشتیؒ۔ او از اکابر صوفیہ و از سلسلہ عالیہ چشتیہ مریدش سلطان شہاب الدین غوری و سلطان شمس الدین التمش و مرقدش اجمیر است۔ از دست" ۵

عاشق ہمہ دم فکر رخ دوست کند | معشوقہ کرشمہ کہ نیکو است کند
ما جرم و خطا کنیم او لطف و عطا | ہر کس چیزے کہ لائق او ست کند
اے بعد نبی بہ سر تو تاج نبیؐ | اے داد شہان ز تیغ تو تاج نبیؐ
ان تو کہ معراج تو بالا تر شد | یک قامت احمدی ز معراج نبیؐ

اسلئے بوجوہات مندرجہ بالا ہماری رائے میں موجودہ دیوان آپ ہی کے جذبات صادقہ فکر بلند اور اعلیٰ ترین سیر جبروتی۔ ملکوتی اور لاہوتی کا نتیجہ مبارکہ ہے منکرین دیوان نے بلا کسی دلیل کے صرف آپ کا ہمنام ہونے کی وجہ سے اس دیوان کو معین الدین کاشفی کا دیوان بتایا ہے مگر اسکی تائید میں کوئی قابل قبول ثبوت کسی کتاب میں ہماری نظر سے نہیں گذرا اس لئے ہم اس دیوان کو غریب نوازؒ کی نسبت سے محروم نہیں کہہ سکتے۔

اسکے علاوہ آپ کی تصانیف سے ہندوستان میں چار رسالے اور ہی ہیں تفصیلات حسب ذیل ہیں۔

گنج الاسرار المعروف بہ گنج الاسرار: یہ رسالہ خواجہ عثمان ہارونی قدس سرہٗ العزیز نے شمس الدین التمش کو

---

۵ یہ کتاب لائبریری علیگڈھ میں ہے۔

مرید کرنے کے بعد اُس کی تعلیم و تلقین کیلئے آپ سے لکھوایا ہے جسکی تفصیل پہلے گذر چکی ہے۔ رسالہ مذکور میں آیات قرآنی اور احادیث مبارکہ کی روشنی میں بزرگان سلف کے اقوال پیش کرتے ہوئے معرفت کی اعلیٰ التعلیم دی گئی ہے نادر الوجود ملفوظات ہیں۔ قلمی نسخہ کہیں کہیں بتلاش بسیار دستیاب ہوجاتا ہے۔ مولف نے خود یہ رسالہ قلمی دیکھا ہے۔

انیس الارواح اس رسالہ میں آپ نے اپنے پیر و مرشد حضرت خواجہ عثمان ہارونی قدس سرہ العزیز کے ملفوظات جمع فرمائے ہیں۔ یہ دراصل جزو شجرہ ہے پہلے حضرات یہی سمجھکر اس سے فیضیاب ہوتے تھے مگر آجکل یہ چیز نظر نہیں آتی اگر وابستگان سلسلہ حضور خواجہ اعظم کا حکم سمجھکر اپنے پیران عظام کی تعمیل ارشاد و سنّت جان کر بطور جزو شجرہ اپنے پاس رکھیں تو موجب صد برکات ہے۔

یہ رسالہ مطبوعہ ہے اور زبان اسکی فارسی ہے مگر اردو میں بھی ترجمہ ہوچکا ہے بڑی بابرکت تصنیف ہے۔

حدیث المعارف بھی آپ کی مصنفہ کہی جاتی ہے مگر کتاب نادالوجود ہے۔ (سوانح عمری غریب نوازؒ)

رسالہ موجودیہ یہ بھی نایاب کتاب ہے آپ سے منسوب کی جاتی ہے۔ (سوانحعمری غریب نوازؒ)

دیگر تصانیف ان کے علاوہ آپ کی اور تصانیف بھی ہیں۔ چنانچہ صاحب سبع سنابل فرماتے ہیں کہ آپ کی تصانیف اطراف و نواح خراسان میں بہت ہیں۔ (مسالک السالکین)

ممکن ہے حدیث المعارف اور رسالہ موجودیہ خراسان میں عام طور سے ملتا ہو (مولف)

تعلیم و تلقین صوری و معنوی

(الف) فیضان صحبت

آپ کی مجالس قدسیہ میں ہمہ قسم کی تعلیم تلقین ترغیب و ہدایت مقدسہ نہایت خوش اسلوبی سے ہوا کرتی تھیں خوش قسمت تھے وہ لوگ جو آپ کی زبان فیض ترجمان سے پاکیزہ جملے اور متبرک ارشادات اپنے کانوں سے سنتے تھے اور بمصداق الصحبت تاثیر استفادہ حاصل کرتے تھے۔ ہر چند وہ بالمشافہ فیض صحبت تو
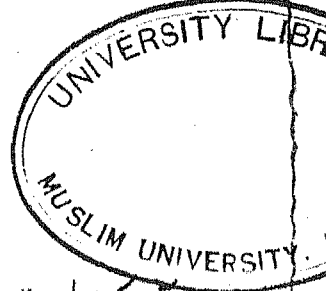
اُس دورکے بعد اب کہاں ممکن تاہم غریب نواز کے تصرفات باطنی اور فیوض روحانی کے پیش نظر آج کل بھی آپ کے فیضان صحبت اور ارشادات متبرکہ کا اعادہ صد فیوض رصد برکات سے خالی نہیں ہے تفصیلات حسب ذیل ہیں۔

ترغیب مجاہدہ بخدمت مرشد حضرت قطب الاقطاب کی طرف متوجہ ہو کر بر سر مجلس ارشاد فرمایا جب میں شیخ الاسلام سلطان المشائخ حضرت خواجہ عثمان ہارونی نوراللہ مرقدہ سے پیوستہ ہوا اور بیعت کا شرف پایا۔ آٹھ سال کی مدت تک آنحضرت کی خدمت گذاری میں ایک لمحہ نفس کو آسودگی نہ دی نہ دن کو دن جانا نہ رات کو رات ۔ جہاں آنحضرت مسافرت فرماتے دعاگو آنحضرت کا جامۂ خواب اور توشۂ سفر سر پہ لئے ہمرکاب رہتا تھا۔ پیر مرشد نے اس درویش کی خدمت دیکھ کر وہ نعمت عطا فرمائی۔ جس کی کوئی حد و نہایت نہیں ہے (دلیل العارفین)

بعدہٗ ارشاد فرمایا جس نے پایا خدمت سے پایا۔ مرید کو چاہیئے کہ پیر کے فرمان سے ذرہ بھر تجاوز نہ کرے۔ اور جو کچھ پیر نماز و اوراد و وظائف وغیرہ کے متعلق فرمائے اس کو گوش و ہوش سے سنے اور اس پر عمل کرے تاکہ اس مقام پر پہونچے جہاں پیر مرید کا شاطہ ہے کیونکہ جس امر کی پیر مرید کو ترغیب دیگا وہ حصول کمال کے لئے ہوگی۔

بعد ازاں ارشاد فرمایا کہ برادرم شیخ شہاب الدین سہروردی کا بھی یہی معاملہ ہے کہ وہ بھی اپنے پیر و مرشد کا سامان سر پہ رکھے ہوئے سفر حج میں جاتے تھے اور واپس آتے تھے آخر انہوں نے وہ نعمت پائی جس کی حد انتہا نہیں۔ اور اس نعمت کو جو شیخ موصوف نے پائی لوگ نہیں سمجھ سکتے۔ (از دلیل العارفین)

ترغیب ادائیگی فرض و سنت بر سر مجلس ارشاد فرمایا کہ امام ابولیث سمرقندی نے جو امام فقیہ ہیں اپنی کتاب تفسیر میں لکھا ہے کہ روزانہ آسمان سے دو فرشتے نیچے آتے ہیں ایک بام کعبہ پر کھڑے ہو کر باواز بلند کہتا ہے اے لوگو سنو اور سمجھو جو خدا کا فریضہ ادا نہیں کرتا۔ وہ خدا کی بخشش سے دور ہو جاتا ہے۔ اور دوسرا فرشتہ بام مطہرہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر کھڑے ہو کر ندا کرتا ہے کہ اے لوگو سن لو اور سمجھ لو کہ جو شخص سرور عالم کی سنت ترک کرتا ہے وہ آپکی شفاعت سے محروم ہو جاتا ہے

ارشاد فرمایا ایک مرتبہ مسجد کبیری میں بغداد کے اولیا اللہ کے ساتھ حاضر تھا۔ وضو میں انگلیوں میں خلال کرنے کے متعلق گفتگو ہو رہی تھی فرمایا یہ بھی ایک سنت ہے بلکہ سرور عالم نے صحابہ رضی اللہ عنہم کو انگلیوں میں خلال کرنے کی طرف متوجہ کیا ہے۔

پھر فرمایا کہ ایک مرتبہ خواجہ اجل شیرازیؒ کے پاس بیٹھا تھا۔ نماز شام کا وقت ہو گیا۔ خواجہ موصوف نے وضو کیا مگر انگلیوں میں سہواً خلال نہیں کیا۔ ہاتف غیب نے آواز دی کہ اے خواجہ اجل ہمارے محمد (صلعم) سے محبت کا دعویٰ رکھتے ہو۔ اُن کے اُمتی ہو۔ لیکن اُن کی سنت کو ترک کرتے ہو۔ بعد ازاں خواجہ اجل نے پابندی سنت کی قسم کھائی۔ اور اُس دن سے مرتے وقت تک اُن سے کوئی سنت ترک نہ ہوئی۔

ایک روز خواجہ اجل شیرازیؒ کو بہت پریشان دیکھا میں نے دریافت کیا کہ کیا ماجرا ہے فرمایا کہ جس دن انگلیوں میں خلال کرنا فوت ہوا تھا۔ اُس دن سے حیران ہوں کہ کل بروز قیامت سرور عالم کو کیا منہ دکھاؤں گا۔

اس موقع پر ارشاد فرمایا کہ حضرت فضیل بن عیاض قدس سرہ سے ایک مرتبہ وضو کے وقت دو دفعہ ہاتھ دھونا فراموش ہوا اور نماز ادا کی۔ اس شب میں سرور عالم کو عالم رویا میں دیکھا۔ ارشاد ہوا کہ عجب بات ہے کہ تیرے وضو میں نقص تھا۔ خواجہ موصوف اس خواب کی ہیبت سے بیدار ہو گئے۔ پھر وضو کیا اور اس قصور کے کفارہ میں ایک سال تک پانچسو رکعتیں روزانہ پڑھیں۔

مزار یا مسجد میں داخل ہوتے وقت یہ سنت ہے کہ داہنا پاؤں اوّل مسجد میں رکھیں اور جب باہر جائیں اوّل بایاں پاؤں مسجد سے باہر نکالیں۔ (از دلیل العارفین)

ترغیب طہارت ارشاد فرمایا کہ جو لوگ عارف ہیں اور دوست کی محبت میں مستغرق رہتے ہیں ان کے متعلق مرقوم ہے کہ جو بندہ رات کو باطہارت سوتا ہے فرشتہ کو ارشاد باری تعالیٰ ہوتا ہے کہ جب تک وہ بیدار نہ ہو اس کے پاس رہو۔ فرشتہ عرض کرتا ہے کہ خداوندا اس بندہ کو بخش دے کہ یہ نیک ہے اور طہارت کے ساتھ سویا ہے (دلیل العارفین)

اس موقع پر فرمایا کہ شرح عارفان میں آیا ہے کہ جو بندہ باطہارت سوتا ہے فرشتے اسکی روح کو زیر عرش لیجاتے ہیں باری تعالیٰ کا ارشاد ہوتا ہے کہ اس کو خلعت نور پہنایا جائے۔ جب وہ سجدہ کرتا ہے ارشاد ہوتا ہے

کہ یہ نیک بندہ ہے جو باطہارت سویا تھا۔ مگر جو بے طہارت سوتا ہے اُس کی روح کو آسمان اوّل سے گرا دیتے اور کہتے ہیں کہ یہ اس قابل نہیں ہے کہ عالم بالا پر لیجایا جاوے اور خدائے تعالےٰ کو سجدہ کرے۔ (دلیل العارفین)

ترغیب نشستن بعد نماز فجر } برسر مجلس فرمایا کہ سرورِ عالم ارشاد فرماتے تھے کہ ایک روز شیطان نے کہا کہ جب میں فرشتوں میں موجود تھا تو میں نے لوح محفوظ پر لکھا دیکھا ہے کہ جو شخص صبح کی نماز کے بعد سے آفتاب نکلنے تک جائے نماز پر بیٹھا رہے گا اور ذکر حق میں مشغول رہے گا اور اشراق کی نماز ادا کرے گا اوس کے اگر ستّر ہزار آدمی بھی ہوں گے تو بخشدئے جائیں گے۔

بعد ازاں ارشاد ہوا کہ میں نے "فقہ الاکبر" میں بروایت امام المتقی امام ابوحنیفہ کوفی پڑھا ہے کہ ایک شخص چالیس سال سے کفن چرایا کرتا تھا آخر وہ مرگیا۔ لوگوں نے اوسے خواب میں دیکھا کہ بہشت میں ٹہل رہا ہے خلق متحیر ہوئی اور اُس سے دریافت کیا کہ تو تو کفن چور تھا تو نے ایسا کون سا عمل کیا ہے جو یہ سعادت نصیب ہوئی اُس نے جواب دیا کہ میرا یہ ورد تھا کہ جب میں صبح کی نماز پڑھتا تھا تو آفتاب نکلنے تک جائے نماز پر بیٹھا رہتا تھا اور اشراق کی نماز پڑھ کر مصلے پر سے اوٹھتا تھا اللہ تعالیٰ نے ذرا سی بات کو قبول فرما کر بہت بخشش فرمائی اور اُس کی برکت سے مجھے بخشدیا میری بدی کو معاف کردیا اور اس درجہ پر پہونچایا۔ (دلیل العارفین)

ترغیب معرفت } فرمایا کہ عارفوں کی ایک نشانی یہ ہے کہ وہ ہر وقت متبسم رہتے ہیں اور جس وقت عارف تبسم کرتا ہے تو عالم ملکوت میں مقربان اوسکے سامنے آتے ہیں اور وہ ادن کو دیکھ کر ہنستا ہے۔

بعد ازاں ارشاد ہوا کہ عارف پر یہ حالت بھی طاری ہوتی ہے کہ ایک قدم میں عرش و حجاب عظمت تک طے کرتا ہے اور وہاں سے حجاب کبریا تک پہونچتا ہے اور دوسرے قدم میں واپس آجاتا ہے۔ اسکے بعد غریب نواز چشم پُرآب ہوئے اور فرمایا یہ عارفوں کا کمتر درجہ ہے اور کاملوں کے درجہ کو خدا ہی جانتا ہے کہ وہ کہاں پہونچتے ہیں اور کیسے واپس آتے ہیں۔ (دلیل العارفین)

ترغیب نماز } آپ نے حاضرین مجلس سے ارشاد فرمایا۔ لوگ منزل گاہ عزت کے قریب نماز میں ہوتے ہیں۔ کیونکہ نماز مومن کی معراج ہے جیسا کہ حدیث میں آیا ہے "اَلصَّلٰوۃُ مِعْرَاجُ الْمُؤْمِنِیْن" یعنی نماز مومنوں کی معراج ہے۔

فرمایا کہ نماز ایک راز ہے جو بندہ اپنے پروردگار سے کہتا ہے اور کہنے میں یعنی نمازی علی قدر رجوعیت قلب قرب حاصل کرتے ہیں راز کہنے کا موقعہ سوائے نماز کے اور نہیں ہے۔ جیسا کہ حدیث میں آیا ہے "المصلی یناجی ربہ" یعنی نماز پڑھنے والا اپنے پروردگار سے راز کہتا ہے۔ اسی موقع پر فرمایا کہ نماز بندگان کے لئے خدا کی امانت ہے پس بندوں کو چاہیئے کہ اس کا حق اس طرح ادا کریں کہ اس میں کوئی خیانت واقع نہ ہو۔ یعنی رکوع وسجدہ شرط کے مطابق بجالاوے۔ اور تمام ارکان نماز بخوبی ادا کرے۔

فرمایا کہ کتاب صفوۃ مسعودی میں میں نے دیکھا ہے کہ جب کوئی نماز بخوبی ادا کرتا ہے یعنی رکوع وسجود قومہ جلسہ وتسبیح کا حق ادا کرتا ہے تو فرشتے اس کی نماز کو آسمانوں پر لیجاتے ہیں اُس سے نور ظاہر ہوتا ہے اور آسمان کے دروازے کھل جاتے ہیں اور اُس نماز کو فرشتے زیر عرش پہونچاتے ہیں ارشاد باری تعالیٰ ہوتا ہے کہ سجدہ کر اور اُس کے لئے بخشش کے خواستگار ہو جس نے تیرا حق اچھی طرح ادا کیا ہے۔

پھر حضور غریب نواز چشم پر آب ہوئے اور فرمایا کہ جو نماز میں حق نماز ادا نہیں کرتا اُس نماز کو جب فرشتے اوپر لیجاتے ہیں آسمان کا دروازہ نہیں کھلتا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہوتا ہے کہ اس نماز کو لیجاؤ اور اس کے پڑھنے والے کے منہ پر مارو۔ پس نماز زبان حال سے کہتی ہے کہ اے پڑھنے والے خدا نے تجھے اس طرح ضائع کیا جس طرح تو نے مجھے ضائع کیا تھا۔

اس محل پر ارشاد فرمایا کہ ہمارا میں میں نے یہ حکایت دستار بندوں سے سُنی ہے (ایک مرتبہ کسی نے سرور عالم کو عالم رویا میں دیکھا) کہ آپ ایک شخص کو نماز پڑھتا دیکھ رہے ہیں اور وہ رکوع وسجدہ کا حق پورا ادا نہیں کرتا جب وہ نماز پڑھ چکا تو آپ نے اُس سے دریافت فرمایا کہ کتنے روز سے اس طرح نماز پڑھتا ہے اُس نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ چالیسؑ سال سے سرور عالم نے فرمایا کہ اس چالیس سال میں تمہاری کوئی نماز نہیں ہوئی اس عرصہ میں تم مرجاتے تو میری سنت پر نہ ہوتے"

پھر فرمایا کہ میں نے حضرت عثمان ہارونی قدس سرہ العزیز سے سنا ہے کہ کل قیامت کے دن انبیا اولیا اور مسلمانوں سے نماز کا حساب ہوگا۔ پس جو نماز سے عہدہ برآ ہوگا خلاصی پائے گا۔ اور جو اس کے جواب سے قاصر رہے گا عذاب دوزخ میں مبتلا ہوگا۔ (دلیل العارفین)

ترغیب حلال غسل جنابت شیخ بہاؤالدین بخاری اور مولانا شہاب الدین سہروردی کی موجودگی میں پر سر مجلس ارشاد فرمایا کہ جنابت ہر بال کے نیچے ہوتی ہے اس لئے ہر بال کے نیچے پانی پہونچانا چاہیئے تمام بالوں کو اچھی طرح تر کرنا چاہیئے کیونکہ اگر ایک بال بھی خشک رہ جائے گا تو غسل کرنے والے کا جسم اس کے ساتھ قیامت کے دن دشمنی کرے گا۔ بعد ازاں ارشاد ہوا کہ "فتاویٰ ظہیر" میں میں نے پڑھا ہے کہ آدمی کا منھ پاک ہے اور بحالت جنب وہ اگر پانی پیتا ہے تو وہ پانی پلید نہیں ہوتا۔ اگر کوئی مومن یا کافر بے طہارت ہو یا جنب و حیض کی حالت میں ہو تب بھی اُس کا منھ پلید نہیں ہوتا۔ بعدہٗ اسی موقع پر فرمایا کہ ایک وقت سرور عالم تشریف فرما تھے کہ ایک صحابی نے آپ سے سوال کیا کہ یارسول اللہ اگر کوئی حالت جنب میں ہو اور گرمی کا موسم ہو اور اُس کے کپڑے پسینہ سے تر ہو جائیں تو وہ پلید ہو جائیں گے یا نہیں۔ سرور عالم نے ارشاد فرمایا کہ پلید نہیں ہونگے کیونکہ آب دہن پاک ہے اور کپڑے میں سے آلودہ ہوں تو پلید نہ ہوں گے۔

بعدہٗ ارشاد فرمایا کہ میں نے حضرت عثمان ہارونی قدس سرہ کی زبان مبارک سے سُنا ہے کہ جب حضرت آدم علیہ السلام جنت سے دنیا میں آئے اور بی بی حوا سے خلوت کی تو حضرت جبرائیل آئے اور کہا اے آدم اُٹھ اور اپنے آپ کو دھو یعنی غسل کرو۔ جب حضرت آدم علیہ السلام نے غسل کیا تو فرحت و خوشی حاصل ہوئی۔ پوچھا یہ کیا ماجرا ہے جبرائیل نے جواب دیا کہ اے آدم تیرے جسم میں جتنے بال ہیں اُن کے برابر یک سالہ عبادت کا ثواب ملے گا اور ہر قطرہ پانی جو تیرے جسم تک پہونچا ہے اُس سے اللہ تعالیٰ نے ایک فرشتہ پیدا کیا ہے تاکہ وہ قیامت تک عبادت کرے اور اس کا ثواب تجھے ملے

بعدہٗ حضرت آدم علیہ السلام نے دریافت کیا کہ اے جبرائیل یہ ثواب صرف مجھے ملے گا یا میرے فرزندوں کو بھی جبرائیل نے کہا تمہارے فرزندوں میں سے جو مومن ہونگے اور حلال سے غسل کرینگے اُن کے لئے بھی تمہارے برابر اجر ملے گا۔

یہ فرما کر غریب نواز چشم پُرآب ہوئے اور فرمایا کہ یہ فوائد اس کیلئے ہیں جو حلال کے بعد غسل کرے۔ لیکن وہ گروہ جو حرام کے بعد غسل کرتا ہے اُس کے ہر موئے جسم کے برابر اُس کے نامۂ اعمال میں گناہ لکھے جاتے ہیں۔ اور آب غسل کے ہر قطرہ سے ایک خبیث پیدا ہوتا ہے اُس خبیث سے جو بدی قیامت تک ہوگی وہ زنا کرنیوالے

کے نامہ اعمال میں لکھی جائے گی

ترغیب شریعت۔ طریقت معرفت و حقیقت

راستہ چلنے والوں کے لئے اول راہ شریعت ہے جب کہ طالبان راہ شریعت میں ثابت قدم رہیں اور فرمان شریعت بجا لاویں اور ذرہ برابر تجاوز و تفاوت نہ کریں تب طریقت تک پہونچتے ہیں اور جب اس مرتبہ میں ثابت قدم رہتے ہیں اور فرمان طریقت مطابق سنت سابقین بجا لاتے ہیں اور کسی وقت اوس سے تجاوز نہیں کرتے تب وہ مرتبۂ معرفت تک پہونچتے ہیں اور اس مقام کی شناخت اور جگہ سے خبردار ہوتے ہیں اور روشنائی پیدا ہو جاتی ہے جب اس مقام پر ثابت قدم رہتے ہیں تو مرتبہ چہارم میں گزر ہوتا ہے وہ مرتبہ حقیقت ہے۔ اس مقام پر پہونچنے کے بعد جو کچھ مانگا جاتا ہے وہ حاصل ہوتا ہے۔

اس موقعہ پر ارشاد فرمایا کہ ایک مرتبہ میں نے ایک بزرگ کو فرماتے ہوئے سنا کہ عارف وہ ہے جو دونوں جہان ترک کرکے مجرد ہو جاوے اور مقام فردانیت پر پہونچے کیونکہ جو اس مقام پر ہوتا ہے وہ دو جہاں سے بیگانہ ہو جاتا ہے

ترغیب صدقہ

ارشاد فرمایا جو بھوکوں کو سیر کرتا ہے اس کے اور دوزخ کے درمیان سات حجاب پیدا ہو جاتے ہیں۔ اور ہر حجاب کا فصل ایک دوسرے سے پانچسو سال کی راہ کے برابر ہوتا ہے (دلیل العارفین)

ترغیب صدق و ترک دروغگوئی

ارشاد فرمایا کہ جو شخص جھوٹی قسم کھاتا ہے اپنے گھر والوں کو ویران کرتا ہے اوسکے گھر سے خیر و برکت اٹھ جاتی ہے۔

فرمایا بغداد کی جامع مسجد میں میں نے مولانا عماد الدین بخاری (جو بڑے نیک تھے) سے یہ حکایت سنی تھی۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام سے خدائے عزوجل نے دوزخ کی صفت میں بیان فرمایا۔ "اے موسیٰ میں نے دوزخ میں ہاویہ وادی پیدا کی ہے اور وہ ساتویں دوزخ ہے۔ اس میں سخت عذاب ہے۔ اور وہ بہت پر ہول و تاریک ہے نیز اسمیں سانپ اور بچھو اور گندک کے پہاڑ ہیں جنھیں روزانہ جلایا جاتا ہے پس اے موسیٰ اگر آس کبریت کا ایک قطرہ دنیا میں آجائے تو تمام دنیا کا پانی خشک ہو جائے اور ان کی تیزی سے پہاڑ ریزہ ریزہ ہو جائیں اور زمین کے ساتوں طبق اسکی گرمی سے پھٹ جائیں اے موسیٰ اتنا سخت عذاب ہم نے دو گروہ کے لئے پیدا کیا ہے ایک وہ گروہ جو تارک نماز ہے۔ دوسرے وہ لوگ جو میرے نام کی جھوٹی

قسم کھاتے ہیں۔

پھر آپ نے یہ حکایت بیان فرمائی کہ خواجہ محمد اسلم طوسی ایک بزرگ تھے کسی وقت اُنہوں نے حالت سکر میں سچی قسم کھائی مگر جب وہ عالم صحو میں آئے دریافت کیا "کیا میں نے آج قسم کھائی ہے" لوگوں نے کہا ہاں۔ فرمانے لگے آج میرا نفس اس سچی قسم کھانے کی وجہ سے خیرہ ہو گیا کل اور قسم کھائے گا اور یہ عادت ہو جائیگی۔ بعد ازاں اُنہوں نے اس سچی قسم کے کفارہ میں چالیس سال کسی سے بات نہیں کی۔ اس دعاگو نے التماس کیا کہ اگر کچھ کام ہوا کرے تو آپ ارشاد کر دیا کریں (دلیل العارفین)

ترغیب خوف خدا حاضرین مجلس سے ارشاد فرمایا کہ ایک مرتبہ میں ایک شہر میں پہونچا جو شام کے نزدیک ہے شہر کے باہر ایک غار تھا ایک بزرگ اسمیں رہا کرتے تھے ان بزرگ کا نام شیخ محمد اواحد غزنوی تھا سوائے ہڈیوں کے ان میں کچھ نہیں رہا تھا سجادہ پر بیٹھے تھے اور دو شیر اون کے سامنے کھڑے تھے دعاگو شیروں کی وجہ سے نزدیک نہیں گیا ان بزرگ کی نظر مجھ پر پڑی آواز دی کہ آؤ ڈرو نہیں جب قریب پہونچا سر جھکایا اور بیٹھ گیا پہلی بات ان بزرگ نے یہہ فرمائی کہ اگر تم کسی کے ضرر رسانی کا قصد نہ کروگے تو وہ بھی تمھیں نقصان نہیں پہونچائیگا شیر کیا چیز ہیں جو ان سے خوف کیجئے جس کے دل میں خدا کا خوف ہوتا ہے سب اُس سے ڈرتے ہیں شیر و بیچارا کیا مقدور حوادس سے نہ ڈریں۔

ترغیب خدمت درویشاں عزلت و نماز حضوری قلب پھر فرمایا اے درویش کہاں سے آنا ہوا۔ میں نے کہا بغداد سے۔ فرمایا خوب آئے لیکن یہ ضروری ہے کہ درویشوں کی خدمت کیا کرو تاکہ تم مرد بزرگ ہو جاؤ۔ بعد ازاں اُن بزرگ نے فرمایا کہ خلقت سے عزلت گزیں ہو کر چند سال سے اس غار میں مقیم ہوں اور ایک چیز کے خوف سے تیس سال روتے ہوئے گذر گئے میں نے دریافت کیا وہ کیا ہے فرمایا نماز۔ جب میں نماز پڑھتا ہوں یہ دیکھ کر روتا ہوں کہ اس نماز کی حقیقت کیا جو میں پڑھتا ہوں کیونکہ اگر ذرہ بھر شرط نماز فوت ہو جائے تو میرا سب کیا ہوا بے کار جائے۔ پھر فرمایا اے درویش اگر حق نماز ادا کیا تو بڑا کام کیا ورنہ عمر غفلت میں گذر رہی۔

وقت پر نماز پڑھنے کی ترغیب چند شخص سمرقند سے آئے ہوئے بیٹھے تھے کہ مولانا بہاؤالدین بخاری حاضر خدمت

ہوئے بعد ازاں احد الدین کرمانی آئے اور سر نیاز زمین پر رکھ دیا نماز میں تاخیر نکرنے کے متعلق گفتگو ہو رہی تھی زبان مبارک سے ارشاد فرمایا کہ ان مسلمانوں پر افسوس ہے کہ جو وقت پر نماز نہیں پڑھتے اور ہزار ہزار افسوس ان پر جو مولیٰ کی بندگی میں تقلید نہیں کرتے اس موقعہ پر یہہ حکایت بیان فرمائی۔

میں ایک شہر میں پہونچا وہاں کے مسلمانوں میں یہ رسم تھی کہ نماز کے وقت سے پہلے مستعد ہو جایا کرتے تھے۔ میں نے ان سے سوال کیا کہ اس میں کیا مصلحت ہے کہنے لگے کہ اس میں یہہ مصلحت ہے کہ جب نماز کا وقت آئے ہم فوراً نماز پڑھ لیں۔ اگر ہم مستعد نہ ہوئے اور نماز کا وقت گذر گیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کیا منہ دکھائیں گے۔

پھر فرمایا کہ امام یحییٰ حسن زندوسیؒ کے روضہ میں واسطہ کے اندر میں نے پڑھا ہے اور اپنے اوستاد مولانا حسام الدین بخاریؒ سے بھی یہ حدیث سُنی ہے کہ سرور عالم نے ارشاد فرمایا کسیرُ الکبائر الجمع بین الصلوٰۃ یعنی بزرگ ترین گناہ نماز فریضہ تاخیر سے ادا کرنا ہے

فیض صدق محبت اس دن مجلس میں شیخ شہاب الدین سہروردی خواجہ اجل شیرازی اور شیخ سیف الدین باخرزی رحمۃ اللہ علیہم اجمعین موجود تھے اس بارہ میں گفتگو ہو رہی تھی کہ محبت میں صادق کون ہے۔

آپ نے ارشاد فرمایا کہ محبت میں صادق وہ ہے جس پر دوست بلا نازل کرے اور وہ اسکو برغبت قبول کرے پھر شیخ شہاب الدین سہروردیؒ نے فرمایا کہ محبت میں صادق وہ ہے کہ جسپر شوق و اشتیاق اسقدر غالب ہو کہ اگر سو ہزار تلواریں بھی اسکے سر پر پڑیں تب بھی اوسکو خبر نہ ہو۔

بعد ازاں خواجہ اجل شیرازیؒ نے فرمایا کہ مولا کی دوستی میں صادق وہ ہے جس کو ذرہ ذرہ کرکے آگ میں جلائیں تب بھی وہ دم نہ مارے۔

ازاں بعد سیف الدین باخرزیؒ نے فرمایا کہ صادق وہ ہے کہ جس پر ہمیشہ ضربیں لگائی جائیں مگر وہ مشاہدہ دوست کو فراموش نہ کرے اور ضربوں سے متاثر نہ ہو۔

اس پر غریب نوازؒ نے فرمایا کہ یہ سخن شہاب الدین سہروردیؒ سے ملتا ہوا ہے میں نے "آثار اولیاء" میں پڑھا ہے کہ ایک دن رابعہ بصری خواجہ حسن بصریؒ مالک دینار اور مولانا شقیق بلخی رحمۃ اللہ علیہ اجمعین بصرہ

میں ایک جگہ بیٹھے تھے اور صدق محبت کے متعلق گفتگو ہو رہی تھی خواجہ حسن بصریؒ نے فرمایا کہ مولا کی محبت میں وہ صادق ہے جو منجانب دوست درد اور مصیبت آنے پر صبر کرے۔

رابعہ بصریؒ نے فرمایا کہ اے خواجہ اس سے بوئے خودی آتی ہے مالک دینارؒ نے کہا کہ مولا کی دوستی میں وہ صادق ہے کہ جو ہر بلا و جفا منجانب دوست وارد ہونے پر رضا طلبی میں رہے اور اسپر راضی رہے ابو بصریؒ نے فرمایا کہ اس سے زیادہ ہونا چاہیئے خواجہ شفیق بلخی نے فرمایا کہ صادق وہ ہے جو ذرہ ذرہ ہو جائے پھر بھی دم نہ مارے رابعہ بصری نے فرمایا کہ الم و حزن وارد ہونے پر بھی جو مشاہدہ دوست کو فراموش نہ کرے وہ صادق ہے۔

قہقہہ سے باز رہنے کی ترغیب

مجلس میں ہنسنے کے متعلق گفتگو ہو رہی تھی۔ فرمایا قہقہہ گناہوں میں سے ایک گناہ ہے گورستان میں ہنسنے کی ممانعت آئی ہے۔ کیونکہ وہ عبرت کی جگہ ہے نہ کہ لہو و بازی کی سرور عالم نے خبر دی ہے کہ جب کوئی گورستان میں گذرتا ہے اُس سے مردے کہتے ہیں کہ "اے غافل اگر تجھے یہ معلوم ہوتا کہ تجھے کیا درپیش ہے تو تیرے جسم کا گوشت و پوست گر جاتا اس موقعہ پر غریب نوازؒ نے یہ حکایت بیان فرمائی۔

ایک وقت کرمان میں ایک بزرگ سے ملاقات ہوئی وہ بزرگ بڑے مشغول اور بیر منتہی تھے۔ الغرض اُن کے پاس پہونچکر سلام کیا اور دیکھا کہ وہ بہت ہی نحیف و زار تھے بات بھی کم کرتے تھے مجھے خیال ہوا کہ ان بزرگ سے دریافت کروں کہ آپ اسقدر ضعیف کس وجہ سے ہو گئے ہیں چونکہ وہ روشن ضمیر تھے اس لئے اُنہوں نے میرے دریافت کرنے سے پہلے فرمایا کہ "اے درویش ایک دن دوستوں کے ساتھ گورستان میں سے گذر ہوا۔ میں ایک قبر کے پاس بیٹھ گیا قضارا وہاں کوئی ہنسی کی بات ہوئی اس پر قہقہہ کے ساتھ خندہ زن ہوا اس قبر سے آواز آئی کہ اے غافل جسے یہ مقام (گور) درپیش ہو۔ ملک الموت جیسا حریف ہو اور زیر خاک جس کے مونس سانپ بچھو ہوں اسکو ہنسنے سے کیا کام جب میں نے یہ سنا تو وہاں سے آہستگی کے ساتھ اُٹھ کھڑا ہوا۔ اور اپنے یاروں کے ہاتھ چوم کر اُن سے رخصت کیا اور اُس غار میں آکر مقیم ہو گیا اور آج تک اس بات کی ہیبت سے پگل رہا ہوں چالیس سال سے بوجہ شرمندگی آسمان کی طرف نہیں دیکھا

پھر ارشاد فرمایا کہ ایک بزرگ (جن کا نام عطا سلمی تھا) نے چالیس سال تک آسمان کی طرف نہیں دیکھا۔ جب اُن سے پوچھا گیا کہ آپ اسقدر کیوں روتے ہیں کہنے لگے کہ ڈر اور ہیبت قیامت کی وجہ سے پھر دریافت کیا کہ آپ آسمان کی طرف کیوں نہیں دیکھتے کہنے لگے شرم گناہ کی وجہ سے میں نے زیادہ گناہ کئے ہیں اور مجلسوں میں قہقہے لگائے ہیں اس وجہ سے آنکھیں اونچی نہیں کرتا اور آسمان کی طرف نہیں دیکھتا۔

ترغیب گریہ خواجہ فتح موصلیؒ جو اہل طریقت میں سے تھے آٹھ سال تک روتے رہے یہاں تک کہ اُن کے رخساروں کا گوشت پوست گر گیا تھا ان کے وصال کے بعد انہیں خواب میں دیکھا گیا پوچھا آپ کے ساتھ خدا نے کیا معاملہ کیا کہنے لگے مجھے زیر عرش جگہ دی گئی۔ میں نے لرزاں ترساں سجدۂ شکر ادا کیا خطاب ہوا کہ فتح اتنا کیوں روتے تھے کیا ہمیں غفار نہیں جانتے تھے میں نے سجدہ میں سر رکھ کر عرض کیا کہ خداوندا تجھے غفار جانتا ہوں مگر ضغطۂ قبر۔ ہیبت قیامت اور درشتی ملک الموت کی وجہ سے روتا تھا بعد ازاں ارشاد ہوا کہ ہم نے تیرے ڈرنے کی وجہ سے تجھے امین کیا اور بخش دیا۔

ترغیب اجتناب از صحبت عوام فرمایا اے عزیز جسقدر خلق میں مشغول رہتے ہو اس قدر اپنے کام (یاد خدا) میں مصروف رہو تو کیا کہنا۔ کیونکہ جس قدر خلق سے مشغولی ہوتی ہے خدا سے باز رہتا ہے۔

ترغیب زاد راہ سفر آخرت فرمایا ہم سب کو سفر آخرت درپیش ہے زاد راہ کا انتظام کرنا چاہیئے تاکہ ایمان سلامت لیجائیں۔

قبرستان میں کھانے پینے سے باز رہنے کی ترغیب فرمایا کہ قبرستان میں برائے ہوائے نفس کھانا پینا بڑا گناہ ہے۔ کیونکہ وہ جگہ عبرت کی ہے نہ کہ ہوائے نفسانی کی اس موقعہ پر ارشاد فرمایا کہ امام یحییٰ ابوالخیر زندوسی کے روضہ میں میں نے سرور عالم کا یہ ارشاد لکھا ہوا دیکھا ہے کہ جو شخص قبرستان میں طعام و شراب کھاتا پیتا ہے وہ ملعون و منافق ہے بعد ازاں یہ حکایت بیان فرمائی۔

ایک دن خواجہ حسن بصریؒ کا قبرستان سے گذر ہوا۔ آپ نے مسلمانوں کے ایک گروہ کو دہاں کھانے اور شراب نوشی میں مصروف دیکھا خواجہ موصوف اُن کے پاس تشریف لے گئے اور فرمایا کہ تم منافق

ہوا مسلمان۔ یہ بات ان کو شاق گذری اور آپ کو ایذا پہونچانا چاہی آپ نے اُن سے فرمایا میں نے اس وجہ سے کہا کہ سرورِ عالم کا ارشاد ہے "جو شخص قبرستان میں کباب و شراب کھاتا پیتا ہے وہ منافق ہے کیونکہ یہ مقام ہیبت و عبرت کا ہے تم دیکھتے ہو کہ تم سے بہتر لوگ اس خاک کے نیچے سو رہے ہیں اور مور و مار کے زندان میں محبوس ہیں اُن کا گوشت پوست گل کر ان کا جمال خاک میں مل گیا ہے تمہیں بھی اونہی کی طرح تمہارے عزیز سپردِ خاک کر دینگے تمھارا ایسا دل ہے کہ تم اس جگہ کھانا پیتا کرتے ہو اور لہو و لعب میں مشغول ہوتے ہو غریب نواز سے یہ سنکر نوجوانوں نے توبہ کی کہ پھر ایسا نہ کریں گے۔

لہو و لعب سے باز رکھنے کی ترغیب

غریب نواز فرماتے ہیں کہ میں نے ریاحین میں لکھا دیکھا ہے کہ ایک مرتبہ سرورِ عالم کا گذر ایسے لوگوں پر ہوا جو قہقہے اور لہو و لعب میں مصروف تھے۔ سرورِ عالم کھڑے ہو گئے اور سلام کیا اور فرمایا کہ اے عزیزو کیا تم مرنے سے ایمن ہو گئے ہو سب نے کہا یا رسول اللہ نہیں پھر آپ نے فرمایا کہ تم نے اپنے اعمال سے خلاصی پائی کہا نہیں کیا تم پل صراط سے گذر چکے اُنھوں نے کہا نہیں" ارشاد فرمایا پھر کیوں غافلوں کی طرح لہو و لعب میں مصروف ہو۔ سرورِ عالم کی نصیحت سنکر ان پر اثر کیا اس کے بعد اُن لوگوں کو کسی نے ہنستے نہیں دیکھا۔

مسلمانوں کو نہ ستانے کی ترغیب

اہلِ سلوک کے نزدیک اس سے بڑا کوئی گناہ نہیں کہ بلا وجہ کسی مسلمان کو آزار پہونچایا جائے کیونکہ اسلامی برادر کو رنجیدہ کرنا گناہ کبیرہ ہے اور سرورِ عالم اور اللہ تعالیٰ کی رنجش کا باعث ہے اس موقعہ پر آپ نے یہ حکایت بیان فرمائی۔

ایک زمانہ میں ایک بادشاہ نے ظلم پر کمر باندھی۔ اور بندگانِ خدا کو بلا وجہ ہلاک کرنا اور ستانا شروع کیا۔ ایک مدت کے بعد لوگوں نے اُس کو بغداد کی مسجد کنکری میں کھڑا دیکھا۔ اُس کے سر اور ریش کے بال پراگندہ اور خاک آلود تھے تمام قاعدہ قرینہ ختم ہو گیا تھا جسم پر خاک تھی ایک شخص نے اوسے پہچانکر دریافت کیا کہ تو وہی بادشاہ ہے جو مکہ میں لوگوں پر ظلم کیا کرتا تھا۔ وہ شرمندہ ہوا اور کہنے لگا تو مجھ کو کہاں سے پہچانتا ہے اور میرے متعلق کیا جانتا ہے۔ اُس نے کہا میں نے تجھے نعمت اور دولت کی حالت میں دیکھا ہے خدا کے بندوں کو تو معاف نہیں کرتا تھا اور ظلم تعدی کا ہاتھ تو نے دراز کیا تھا۔ اس نے کہا ہاں اون ایام میں

ہیں بے وجہ لوگوں کو رنج پہونچاتا تھا لوگوں پر جو ستم کئے تھے اُن کی یہ سزا دیکھی۔

لوگوں کو برائی سے روکنے کی ترغیب

فرمایا ایک وقت میں نے دریا کے کنارہ ایک صومعہ دیکھا جس میں ایک بزرگ رہا کرتے تھے میں نے اُس صومعہ میں داخل ہوکر سلام کیا۔ اُن بزرگ نے اشارہ سے سلام کا جواب دیا اور بیٹھنے کا اشارہ فرمایا۔ پھر میری طرف منہ کرکے کہنے لگے اے درویش پچاس برس ہوئے مخلوق سے کنارہ کرکے اس جگہ عزلت گزیں ہوا ہوں جس طرح تم مسافرت میں ہو اسی طرح میں بھی سیاحت کرتا ایک شہر میں پہونچا۔ وہاں میں نے دیکھا کہ ایک دنیا دار لوگوں کو بہت ستا رہا تھا میں نے اوس سے کچھ نہ کہا اور اوس کو اس فعل سے باز نہ رکھا بلکہ چشم پوشی کی غیب سے آواز آئی اے درویش اگر تو خدا کے لئے اس دنیا دار سے یہ کہہ دیتا کہ ظلم زیادتی سے باز آ تو تیرا کیا بگڑ جاتا۔ لیکن تو اس بات سے ڈرا کہ دنیا دار تیرے ساتھ سلوک ہونا بند کردے گا جب سے یہ غیبی آواز سُنی ہے غائیت و شرمندگی سے اس صومعہ میں معتکف ہوں اور یہاں سے پاؤں باہر نہیں نکالا۔ اور اس اندیشہ میں مبتلا ہوں کہ کل قیامت کے دن اگر اس معاملہ کی پرسش کی گئی تو کیا جواب دونگا۔ میں اے درویش اُس دن سے میں نے قسم کھائی ہے کہ کہیں نہ جاؤں گا تاکہ نہ کچھ دیکھوں اور نہ اس کے متعلق قیامت میں گواہ بننا پڑے اس کے بعد مغرب کی نماز کا وقت ہوگیا۔ اور ایک کاسہ آشام دو جو کی روٹیاں اور ایک کوزہ پانی کا ہوا سے پیدا ہوا اور اُن بزرگ اور دعاگو نے ایک جگہ افطار کیا جب چلنے لگا تو انہوں نے دو سیب مصلے کے نیچے سے نکال کر عنایت کئے۔

رقیق القلبی کی ترغیب

زبان مبارک سے ارشاد فرمایا کہ اگر خدانخواستہ خدائے تعالیٰ کا ذکر سُنکر یا کلام مجید پڑھ کر دل نرم نہ ہو اور اعتقاد ایمان زیادہ نہ ہو سکے بلکہ وہ لہو ولعب میں مشغول رہے۔ تو اہل سلوک کے یہاں یہ بڑے گناہوں میں سے ایک گناہ ہے۔ جو اس کے مطابق ہیں وہ مومن ہیں اور جو اس سے ہٹے ہوئے ہیں منافق ہیں اس موقعہ پر یہ حکایت بیان فرمائی۔

ایک دن سرورِ عالم کا گذر ایک قوم پر ہوا۔ آپ نے دیکھا کہ وہ لوگ خدا کا ذکر کر رہے ہیں مگر لہو ولعب میں مبتلا ہیں اور ذکر خدا سے ان کا دل نرم نہیں ہوتا پس سرورِ عالم وہاں کھڑے ہوگئے اور فرمایا یہ منافقوں کا طائفہ سویم ہے۔ کہ کلام ربانی سُنکر ان کا دل نرم نہیں ہوتا۔

فیضانِ عشق فرمایا کہ ابراہیم خواص کا گذر ایک جماعت پر ہوا۔ وہ لوگ ذکر خدا میں مشغول تھے جب حضرت ابراہیم نے خدائے عزوجل کا نام سنا اُن کی حالت اسقدر ذوق و شوق کی ہو گئی کہ بے ہوش و مستغرق ہو کر رقص کرنے لگے۔۔ اور انھیں اپنی مطلق خبر نہ رہی۔ ہر بار جب ہوش میں آتے خدا کا نام لیتے پھر عالم بیہوشی میں مستغرق ہو جاتے۔ سات شبانہ روز اسی حال میں رہے پھر جب ہوش آیا تجدید وضو کر کے دوگانہ ادا کیا اور سجدہ میں سر رکھ کر یا اللہ کہا پھر سر اٹھایا اور واصل بحق ہوئے غریب نواز کی آنکھوں میں آنسو آ گئے اور یہ قطعہ فرمایا۔

"عاشق بہوائے دوست بیہوش بود — وز یاد محب خویش مدہوش بود
فردا کہ بحشر خلق حیران باشند — نام تو درون سینہ و گوش بود"

بعد ازاں حکایت بیان فرمائی کہ ایک مرتبہ خواجہ یوسف چشتی کی خانقاہ میں چند درویش حاضر تھے اور دعاگو بھی موجود تھا قوال مذکورہ بالا بیت پڑھ رہے تھے۔ دعاگو اور اُن درویشوں پر ایسا کیف طاری تھا کہ سات شب و روز بحالت مدہوشی برابر رقص کرتے رہے ہر مرتبہ جب قوال چاہتے تھے کہ دوسرا بیت شروع کریں ہم وہی بیت پڑھواتے تھے ان درویشوں میں دو درویش اسقدر بے خبر ہوئے کہ وہ زمین پر گرے ہوئے اور غائب ہو گئے۔ مگر اُن کا خرقہ برقرار رہا۔

والدین اور اولاد کے ساتھ خوش اسلوبی سے پیش آنے کی ترغیب بر سر مجلس بموجودگی شیخ ہلال و حضرت محمد اوحد چشتی وغیرہ ارشاد فرمایا کہ پانچ چیزوں کا دیکھنا اہل سلوک کے نزدیک عبادت ہے اولاً صبح کے وقت اپنے ماں باپ کی زیارت کرنا اور ان کو ادب کے ساتھ سلام کرنا دوئم اپنی اولاد کو محبت و برکت کی نظر سے دیکھنا بہتر عبادت ہے۔ سرورِ عالم نے ارشاد فرمایا ہے کہ جو اولاد اپنے ماں باپ کی زیارت خدا کی خوشنودی و قرب کیلئے کرتی ہے اس کو ایک حج کا ثواب ملتا ہے اور جو اولاد اپنے والدین کے پاؤں چومے حق تعالیٰ اس کے نامۂ اعمال میں ہزار سال کی عبادت کا ثواب لکھتا ہے اور اُسے بخش دیتا ہے۔

اس موقعہ پر آپ نے یہ حکایت بیان فرمائی کہ ایک مرتبہ ایک شخص نے خواب میں ایک جوان کو جو

گنہگار مرگیا تھا درمیان حاجیوں کے بہشت میں ٹہلتے ہوئے دیکھا۔ یہ دیکھکر متعجب ہوا اور پوچھا یہ مرتبہ تونے کہاں سے پایا تونے تو دنیا میں کوئی نیک کام نہیں کیا تھا۔ اس نے کہا یہ سچ ہے مگر میری ایک ضعیفہ ماں تھی جب میں مکان سے باہر جاتا تھا اپنا سر اس کے قدموں پر رکھ دیتا تھا اور بوسہ دیتا تھا۔ بعد ازاں باہر جاتا تھا۔ میری ماں مجھے یہ دعا دیا کرتی کہ خدائے تعالیٰ تجھ کو بخش دے اور حج کا ثواب عطا فرمائے حق تعالیٰ نے میری ماں کی دعا قبول فرمائی مجھ کو بخشدیا اور حاجیوں میں شامل فرما دیا۔

پھر ارشاد فرمایا کہ کسی نے حضرت خواجہ بایزید بسطامیؒ سے دریافت کیا کہ یہ دولت آپ کو کیسے ملی۔ فرمایا جب میں سات سال کا بچہ تھا مسجد میں اوستاد سے قرآن پڑھا کرتا تھا جب میں اس رتبہ پر پہونچا (وبالوالدین احسانا) تو اپنے اوستاد سے اس رتبہ شریفہ کے معنے دریافت کئے۔ اوستاد نے فرمایا کہ اللہ جل شانہٗ کا حکم ہے کہ اولاد کو اپنے ماں باپ کی خوب خدمت کرنا چاہیئے جس طرح میں تمھارا پروردگار ہوں اسی طرح انہوں نے تجکو پالا ہے۔ جب اوستاد سے یہ سنا تو میں بیتابانہ ماں کے پاس آیا اور اپنا سر ماں کے قدموں پر رکھ دیا اور عرض کیا کہ اے ماں میں نے آج اپنے اوستاد سے ایک آیتہ شریف (جو حکم خدا تھا) کے معنی سمجھے تو فوراً حاضر ہوا اور سر نیاز آپ کے قدموں پر جھکا کر فرمان خدا کی تعمیل کی اب بحکم خدا میں آپ کا سچا غلام ہوں مجھے قبول فرمائے۔ یہ سنکر والدین پر وجد طاری ہوگیا اور ان دونوں نے دوگانہ نماز شکرانہ ادا کیا اور میرا ہاتھ پکڑ کے آسمان کی طرف منہ کرکے کہا کہ ہم نے تجھے خدا کے سپرد کیا لہذا یہ جو کچھ تم دیکھتے ہو میرے ماں باپ کی دعا کا صدقہ ہے۔

دوسری بات یہ فرمائی کہ سرما میں آدھی رات کے وقت میری ماں نے پانی مانگا۔ میں نے کوزہ میں پانی بھرا اور ہاتھ پر رکھ کر لے گیا مگر والدہ سوگئیں تھیں۔ جب آخر شب میں بیدار ہوئیں مجھے کوزہ لئے کھڑا دیکھا انہوں نے ہاتھ بڑھا کر پانی کا پیالہ مجھ سے لینا چاہا مگر چونکہ سردی کا موسم تھا اور بوجہ زیادہ سردی کے کوزہ میرے ہاتھ سے چپک گیا تھا اس لئے جب انہوں نے پیالہ اوٹھایا تو میرے ہاتھ کی کھال اکھڑ گئی۔ والدہ نے مجکو بڑی بے چینی کے ساتھ اپنی بغل میں لے لیا میرا منہ چوما اور کہا اے جان مادر تونے بڑی تکلیف اٹھائی پھر میرے واسطے یہ دعا کرنے لگیں کہ اے خدا تو اس کو بخشدے اور اس پر اپنا فضل فرما اور اپنی

قربت عطا کر۔ ان کی اس دعا کو جو انہوں نے بڑی بے چینی کے عالم میں کی تھی اللہ تعالیٰ نے قبول کیا اور مجھ کو بیکراں نعمتیں عطا فرمائیں۔

ترغیب زیارت و تلاوت قرآن فرمایا کہ دوہم کلام مجید کا دیکھنا عبادت ہے۔ کیونکہ شرح اولیا میں لکھا دیکھا ہے جو کوئی کلام مجید کو دیکھے یا پڑھے اس کو خدائے تعالیٰ دو ثواب عطا فرماتا ہے ایک زیارت کلام کا دوسرا پڑھنے کا اور ہر حرف کے بدلے میں دس نیکیاں اس کے نامۂ اعمال میں لکھی جاتی ہیں۔ اور دس برائیوں سے پاک کیا جاتا ہے۔

دعا گو (قطب صاحبؒ) نے عرض کیا کہ سفر اور لڑائی میں کلام مجید پاس رکھنا چاہیئے یا نہیں۔ فرمایا پہلے اسلام اس قدر ترقی پذیر نہیں تھا اس لئے سرور عالم نے قرآن مجید ساتھ رکھنے کی اجازت نہیں دی تھی کہ مبادا کفار کے قبضہ میں پہونچ جائے اور وہ بے حرمتی کریں مگر اب یہ زمانہ اسلام کی ترقی کا ہے اس لئے اب کوئی خطرہ نہیں ہے کلام اللہ شریف پاس رکھنا چاہیئے۔

ترغیب ادب کلام مجید ارشاد فرمایا سلطان محمود غزنوی انار اللہ برہانہٗ کو انتقال کے بعد خواب میں دیکھا گیا پوچھا اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ کیا کہنے لگے ایک رات میں ایک دوست کے یہاں مہمان ہوا تھا۔ طاق میں کلام اللہ شریف رکھا تھا۔ دل میں خیال آیا کہ یہاں قرآن مجید رکھا ہے یہاں سونا بے ادبی ہے اس لئے یہ قصد کیا کہ قرآن مجید اس مکان سے باہر بھجدوں مگر فوراً دل میں یہ خیال گذرا کہ قرآن پاک کو اپنے آرام کے لئے علیحدہ کرنا بھی تو بے ادبی ہے پس میں نے اپنے سونے کے واسطے دوسری جگہ تجویز کی یہ بات اللہ تعالیٰ کو پسند آئی اور قرآن مجید کا ادب کرنے کے باعث مجھے بخشدیا۔

فرمایا قرآن مجید کے دیکھنے سے آنکھوں میں روشنی زیادہ ہوتی ہے۔ ناظر کی آنکھوں میں کبھی درد نہ ہوگا پھر یہ حکایت بیان فرمائی کہ ایک بزرگ مصلے پر بیٹھے تھے اور قرآن شریف ان کے سامنے رکھا تھا۔ کیونکہ وہ وقت ان کے تلاوت کرنے کا تھا اور قرآن مجید سامنے رکھا تھا مگر وہ تلاوت کے وقت مشغول تلاوت نہ تھے)

یکایک ان کی بینائی جاتی رہی وہ میرے پاس آئے اور سر نیاز زمین پر رکھ دیا کہنے لگے میں نے بہت دوا کی مگر کسی طرح شفا نہ ہوئی۔ اب حاضر خدمت ہوا ہوں اور تمنا ہے کہ میری آنکھیں روشن ہو جائیں چونکہ اس موقع پر

میرا وقت تلاوت ہونے کی وجہ سے کلام مجید سامنے موجود تھا ان کو قبلہ رو کھڑا کیا اور سورہ فاتحہ پڑھی اور کلام مجید اپنے ہاتھوں میں لے کر ان کی آنکھوں سے ملا اور فاتحہ شریف پڑھ کر ان کی دونوں آنکھوں پر دم کیا اور خدا سے دعا کی۔ اللہ تعالیٰ نے اسوقت ان کو بینائی عطا فرمائی ان کی آنکھیں چراغ کی مانند روشن ہو گئیں۔

ارشاد فرمایا "جامع الحکایت" میں لکھا دیکھا ہے کہ پہلے زمانہ میں ایک جوان فسق و فجور میں مبتلا تھا تمام مسلمان اس سے بیزار ہو گئے تھے۔ ہر چند اس کو سمجھایا جاتا تھا۔ مگر وہ کسی کی نصیحت نہیں مانتا تھا۔ الغرض جب وہ مرگیا تو ایک بزرگ نے خواب میں دیکھا کہ اس کے سر پر تاج ہے کمر میں زرنگار پیٹی لگی ہے۔ اور لباس فاخرہ پہنے ہوئے ہے اور فرشتوں کو حکم ہوا کہ اس کو بہشت میں پہونچا دو۔ بزرگ نے اس سے دریافت کیا کہ تو نے تو اپنی زندگی فسق و فجور میں گذاری تھی پھر تجھے یہ دولت کیسے نصیب ہوئی کہنے لگا مجھ سے دنیا میں صرف یہ ایک نیک کام ہوا ہے کہ جب میں قرآن مجید کو دیکھتا تھا کھڑا ہو جاتا تھا تعظیم کرتا تھا۔ اور اس کو عزت کی نظر سے دیکھتا تھا۔ صرف کلام پاک کی عظمت کرنے کے باعث خدائے تعالیٰ نے میرے سب گناہ بخش دئے اور یہ درجہ عطا فرمایا۔

ترغیب دوستی علماء مشائخ کبار

پھر فرمایا تیسرے یہ کہ کوئی شخص عالم بزرگ کا چہرہ عزت کے ساتھ دیکھے۔ خدائے تعالیٰ ایسے وقت ایک فرشتہ پیدا کرتا ہے جو اس کے لئے قیامت تک بخشش کی دعا مانگتا رہتا ہے۔

بعد ازاں ارشاد فرمایا کہ جس کسی کے دل میں محبت اور دوستی علمائے کبار کی ہوتی ہے خدائے تعالیٰ اس کو ہزار سالہ عبادت کا ثواب عطا فرماتا ہے۔ اگر اس درمیان میں اس کا انتقال ہو جائے تو حق تعالیٰ اسکو علما کا درجہ عطا فرماتا ہے۔ اور مقام اس کا علیین ہوتا ہے۔

فرمایا فتاویٰ طریقہ میں سرور عالم کا یہ ارشاد لکھا دیکھا ہے کہ علمائے کرام اور اولیائے عظام کی زیارت کرنے کے لئے حتی المقدور ہمیشہ کوشش کرے اگر سات دن یہ عمل جاری رکھے تو حق تعالیٰ اس کے تمام گناہ معاف کر دیتا ہے اور سات ہزار سال کی نیکیاں اس کے نامۂ اعمال میں درج فرماتا ہے۔ مگر اس کے ساتھ یہ شرط ہے کہ دن کو روزہ رکھے اور رات کو یاد حق کے ساتھ شب بیداری کرے۔

پھر فرمایا پہلے زمانہ میں ایک شخص ایسا گذرا ہے کہ وہ جب علما یا مشائخ کو دیکھتا تھا منہ پھیر لیا کرتا تھا

اور آتشِ رشک و حسد سے جلنے لگتا تھا۔ الغرض اس کا انتقال ہو گیا۔ جب اوس کو قبر میں اوتارا ہر چند چاہا کہ اس کا منہ قبلہ کی طرف کریں مگر کسی طرح اس کا منہ قبلہ کی جانب نہیں ہوتا تھا دوسری جانب پھر جاتا تھا۔ خلقت کو حیرت ہو گئی۔ غیب سے آواز آئی کہ تم لوگ اس شخص کے لئے کیوں رنج کرتے ہو یہ وہ شخص ہے جو دنیا میں علماء و مشائخ کو دیکھتا تھا تو منہ پھیر لیتا تھا پس جس نے میرے دوستوں سے منہ پھیرا وہ میری رحمت سے محروم رہا۔ اور گمراہ ہوا قیامت کے دن ریچھ کی صورت میں اوٹھایا جاوےگا۔

زیارت کعبہ کی ترغیب بعد ازاں ارشاد فرمایا کہ چوتھے خانہ کعبہ کے دروازہ کی زیارت ہے اور کعبہ کا دیکھنا ایک قسم کی عبادت ہے سرورِ عالم نے ارشاد فرمایا ہے کہ خانہ کعبہ دیکھنے کی نیّت سے جانا ایک قسم کی عبادت ہے کعبہ دیکھنے والے کو ہزار سالہ عبادت اور حج کا ثواب ملتا ہے اور اولیائے کرامت میں شمار کیا جاتا ہے

ترغیب زیارت و خدمت مرشد پھر ارشاد فرمایا کہ پانچویں اپنے پیر و مرشد کے چہرہ کی طرف دیکھنا اور خدمت میں مصروف رہنا ایک قسم کی عبادت ہے۔ کیونکہ بحوالہ کتاب "معرفت المریدین" حضرت شیخ عثمان ہارونی قدس سرہٗ فرماتے ہیں کہ جو شخص ایک دن بھی اپنے پیر کی ایسی خدمت کرے جیسا کہ حق ہے تو خدائے تعالیٰ اوس کو جنت میں ہزار محل موتی کے عطا فرمائے گا ہر محل میں اس کو حوریں خدمت کے واسطے ملیں گی اور قیامت کے دن جنت میں بے حساب جائیگا۔

چاہیئے کہ جو کچھ پیر و مرشد کی زبان سے سُنے اس پر جان و دل سے متوجہ ہو اور جو نماز ورد و وظائف پیر فرمائے وہ ادا کرے۔ اور برابر پیر کی خدمت میں حاضر رہکر خدمت کرے۔ اگر متواتر کا مقدور نہ ہو تو حتی المقدور بجا لائے۔

اس کے بعد اسی سلسلہ میں فرمایا کہ کسی زمانہ میں ایک بزرگ تھے جو سو سال سے خدائے تعالیٰ کی عبادت میں مشغول تھے۔ وہ دن میں روزہ رکھتے تھے رات قیام میں گذارتے تھے اور آنے جانے والوں سے کہتے تھے کہ کلام مجید میں حق تعالیٰ فرماتا ہے وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِیَعْبُدُوْنَ یعنی اے خدا کے بندوں خدا نے تمہیں عبادت کیلئے پیدا کیا ہے نہ کہ کھانے پینے اور عبادت سے غافل رہنے کیلئے۔ پس اے مسلمانوں ہمارے لئے ضروری ہے کہ سوائے عبادت خدا کے اور کسی کام کی طرف متوجہ نہ ہوں۔

المختصر جب اون بزرگ کا وصال ہوا لوگوں نے اونہیں خواب میں دیکھا اور دریافت کیا کہ خدائے تعالیٰ نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ کیا۔ کہنے لگے بخشدیا۔ پھر پوچھا کس عمل سے جواب میں کہا کہ میں رات و دن جو کچھ کرتا تھا یعنی اپنے آپ کو بیدار رکھتا تھا اور کسی وقت اپنے آپ کو آرام نہ دیتا تھا وہ سب اعمال پسندیدہ نہیں ہوئے۔ مگر میری بخشش کا سبب خدمات پیر و مرشد کی بجا آوری ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہوا چونکہ تو نے اپنے پیر کی خدمت میں کوتاہی نہیں کی اس لئے ہم نے تجھے بخشدیا۔

اہل اللہ سے واسطہ رکھنے کی ترغیب بعد ازاں غریب نوازؒ آنکھوں میں آنسو بھر لائے اور فرمانے لگے قیامت برحق اس دن اولیاء اللہ مشائخین و صدیقین اپنے کاندھوں پر کمبل ڈالے ہوں گے اور کمبل میں سو ہزار ڈورے ہونگے۔ ان کے مرید فرزند اور اہل سلسلہ کمبل کے اون ڈوروں سے لٹک جائیں گے جب مخلوق حساب کتاب سے فارغ ہو جائیگی حق تعالیٰ اون مقدس حضرات کو اپنے اکرام بے پایاں اور فضل لامتناہی سے ایسی قوت عطا فرمائیگا کہ وہ بعجلت پلصراط کے پاس پہونچ جائیں گے اور اپنے اپنے کمبل کو پکڑ پکڑ کر درویش اور اون کے مریدین پلصراط کے تیس ہزار سالہ راستہ کو آن واحد میں طے کریں گے۔ اور سب اپنے آپ کو بہشت کے دروازہ پر کھڑا ہوا پائیں گے۔ اور انھیں دوزخ کی آگ کی گرمی تک بھی محسوس نہ ہو گی۔

ترغیب دین محمدی شیخ برہان الدین چشتی۔ شیخ محمد اصفہانی اور چند درویش بغداد کی جامع مسجد میں موجود تھے۔ آپ نے اس مجلس میں ارشاد فرمایا کہ خدائے عزوجل نے بہت سے چیزیں ایسی پیدا فرمائی ہیں کہ آدمی ان میں مبتلا ہو کر حیران ہو جائے بعد ازاں یہ واقعہ بیان فرمایا۔

سرور عالم نے چاہا کہ اصحاب کہف سے ملیں ارشاد باری تعالیٰ ہوا کہ ہم نے یہ مقرر کر دیا ہے کہ آپ دنیا میں اونھیں نہ دیکھیں البتہ قیامت میں سرور ان سے ملاقات ہو گی۔ اگر آپ چاہیں تو ان کو آپ کے دین پر ادعو کریں۔ سرور عالم نے اس ارشاد سے مطلع ہو کر ایک کملی زمین پر بچھادی اور چند صحابیوں کو اس پر بیٹھنے کا حکم دیا۔ وہ کملی (اوڑاکر) انھیں اصحاب کہف کے غار تک لے گئی۔ ان حضرات (جن میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ بھی شامل تھے) نے اصحاب کہف کو دیکھا اور سلام کیا۔ حق تعالیٰ نے ان حضرات سے ملاقات کرنے کیلئے

ان کو نیند سے بیدار کر دیا تھا پس اُنھوں نے سلام کا جواب دیا پھر صحابہ کرام نے ان پر اظہار دین محمدی کیا۔ اصحاب کہف نے اس دین پاک کو قبول کیا۔

ترغیب اطاعت حق تعالےٰ

ارشاد فرمایا کہ رحمت حق سے کوئی چیز بعید نہیں۔ مگر انسان کو لازم ہے کہ اطاعت حق تعالیٰ میں قصور نہ کرے۔ اور اس کو کسی حال میں نہ بھولے۔ اس سے قرب حاصل کرے ازاں بعد انسان جو چاہے گا وہ ہو جائیگا۔ پھر اپ نے چشم پرآب ہو کر یہ حکایت بیان فرمائی

ایک دن میں اپنے مولا حضرت خواجہ عثمان ہارونی قدس سرہ کی خدمت اقدس میں حاضر تھا اور بہت سے دیگر درویش بھی موجود تھے۔ حضور خواجہ اعظم بزرگان دین کے مجاہدات کا تذکرہ فرمانا چاہتے تھے کہ ناگاہ ایک بہت نحیف و ضعیف شخص زمین پر عصا ٹیکتے ہوئے آئے اور سلام عرض کیا سلام کا جواب دیا اور حضور خواجہ اعظم نے کھڑے ہو کر بہت محبت کے ساتھ اونھیں اپنے سینہ سے لگایا پھر اپنے پہلو میں جگہ دی۔ ان بزرگ نے اپنا یہ قصہ بیان کیا۔

آج پورے تیس برس گذر گئے کہ میرا لڑکا مجھ سے جدا ہو گیا۔ اس کی محبت میں میرا حال بہت خراب ہے اور یہ درد حضرت کی خدمت میں لے کر آیا ہوں۔ اس کے مرنے جینے کی مجھے کوئی خبر نہیں ہے۔ چاہتا ہوں کہ اس باب میں حضور تسکین بخشیں اور عاجزانہ التجا ہے کہ حضرت کوئی بہتری کی صورت نکالیں۔ خواہش یہ ہے کہ لڑکا میرے پاس واپس آجائے۔ یہ سنکر مرشد معظم نے سر جھکا کر مراقبہ کیا۔ بہت دیر میں سر اوٹھایا اور حاضرین مجلس سے فرمایا کہ ان کے لڑکے کے واپس آنے کے لئے سب صاحبان دعا کریں۔ درویشوں نے دعا کی حضور خواجہ اعظم نے فرمایا کہ اے بزرگ اُٹھو اور اپنے لڑکے کو ہمارے پاس لاؤ۔ مرد بزرگ یہ ارشاد سنکر زمین بوس ہوئے اور واپس گئے۔ ابھی وہ آدھا راستہ بھی طے نہ کر چکے تھے کہ ایک شخص نے ان کا ہاتھ پکڑا اور خوش خبری دی کہ تمہارا لڑکا آگیا۔ وہ بزرگ بہت خوش ہوئے۔ جب اپنے بیٹے کو دیکھا دل ٹھنڈا ہو گیا اور آنکھوں میں روشنی آگئی۔ فوراً وہ اپنے لڑکے کو حضرت اقدس کی خدمت میں لے آئے اور قدم بوسی کرائی حضرت نے اس کو اپنے قریب بٹھایا اور فرمایا کہ تو کہاں تھا عرض کیا کہ میں عنبر جنس میں مقید کر دیا گیا تھا۔ آج میں اوسی مقام پر بیٹھا تھا کہ ایک بزرگ آئے جن کی صورت حضور سے بالکل مشابہ تھی میں زنجیر دل میں جکڑا ہوا تھا ان بزرگ نے میری گردن میں ہاتھ ڈالا اور قوت کے ساتھ مجھے اپنی طرف کھینچا اور قید سے

سے نجات دلاکر اپنے برابر کھڑا کرلیا۔ پھر فرمایا اپنا پاؤں میرے پاؤں پر رکھ۔ میں نے حکم کی تعمیل کی۔ فرمایا آنکھیں بند کر
میں نے آنکھیں بند کرلیں۔ چند لمحہ کے بعد جو میں نے آنکھیں کھولیں تو مجھے اپنا گھر نظر آیا۔ اتنا کہنے کے بعد وہ لڑکا کچھ اور
کہنا چاہتا تھا کہ شیخ الاسلام حضور خواجۂ اعظم نے اونگلی کے اشارہ سے منع فرمایا کہ چپ ہو جاؤ۔ جب اُس بزرگ نے
اپنے لڑکے کی زبانی یہ حال سُنا تو قدموں پر سر رکھ دیا اور کہا یہ ہیں خدا کے خاص بندے اور اس طرح پوشیدہ
رہتے ہیں۔

فیضانِ انکشافِ راز و سیرِ روحانی ارشاد فرمایا کعب الاخبار میں لکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ایک فرشتہ عجیب ہیبت کا پیدا فرمایا ہے۔ جس کا حال خدا ہی جانتا ہے۔ اُس فرشتہ کا نام ہابیل ہے اس
کے دو ہاتھ ہیں ایک مشرق میں دوسرا مغرب میں اس کی تسبیح ذکر لا الٰہ الا اللہ محمد الرسول اللہ
ہے ایک ہاتھ میں اوس کے روشنی ہے دوسرے میں تاریکی (یعنی روز و شب) جب وہ اپنا وہ ہاتھ کھولتا ہے
جسمیں روشنی ہے تو دن ہو جاتا ہے اور جب دوسرا ہاتھ کھولتا ہے تو رات ہو جاتی ہے زمین و آسمان سب
تاریک ہو جاتے ہیں۔ اگر وہ نوری ہاتھ نہ کھولے تو کبھی دن نہیں ہو سکتا اور اگر ظلماتی ہاتھ نہ کھولے تو کبھی رات
نہیں ہو سکتی اس کے سامنے ایک لوح رکھی ہے اوس کے مطابق وہ رات و دن میں کمی بیشی کرتا رہتا ہے جو حکم
لوح میں لکھا ہے وہ بجا لاتا ہے۔ اگر رات میں کمی کرنا لکھا ہے تو رات میں کمی کرتا ہے اگر دن میں کمی کرنا لکھا ہے تو دن میں کمی کرتا ہے
غرض بموجب ارشاد باری تعالیٰ وہ اس تختی کے احکام جاری کرنے میں حق تعالیٰ نے اوسے قدرت عطا فرمائی ہے
یہاں تک بیان فرماکر غریب نوازؒ بہت اشکبار ہوئے اور آپ پر عالم سکر طاری ہو گیا۔

پھر فرمایا مردان خدا کی اس مقام تک رسائی ہے اور سالکان طریق اس راز سے واقف ہیں جو معاملہ
اس عالم میں گذرتا ہے اس کو دیکھ لیتے ہیں اور گاہ گاہ بوقت ضرورت اس کا اطمینان بھی کر لیتے ہیں[لہ]۔

پھر اسی سلسلہ میں غریب نواز نے ایک اور راز کا انکشاف فرمایا۔ ارشاد ہوا کہ حق سبحانہٗ تعالیٰ نے ایک
اور فرشتہ پیدا کیا ہے۔ اس کی ہیبت و بزرگی خدا ہی جانتا ہے ایک ہاتھ اس کا آسمان تک ہے

لہ اس بیان سے پتہ چلتا ہے کہ غریب نوازؒ کو یہ مرتبہ حاصل تھا۔

اور اس میں ہوا کا انتظام ہے اور دوسرا ہاتھ اس کا زمین تک ہے اور اس میں پانی کا انتظام ہے اگر عذاب کی صورت میں وہ اپنا پانی والا ہاتھ کھولدے تو تمام عالم غرق ہو جائے اور اسی طرح اگر وہ اپنا ہوا والا ہاتھ کھولدے تو تمام عالم ہوا سے تباہ ہو جائے۔

اس سلسلۂ گفتگو میں آپ نے یہ بھی فرمایا کہ حق تعالیٰ نے ایک جہان کوہ قاف پیدا فرمایا ہے اس دنیا کو وہ گھیرے ہوئے ہے۔ اور دنیا کی ہر چیز اس میں موجود ہے جیسا کہ کلام اللہ شریف میں وارد ہوا ہے قٓ والقرآن المجید سرور عالم نے اس آیۃ شریفہ کی اس طرح تفسیر فرمائی ہے۔

حق سبحانہٗ تعالیٰ نے ایک فرشتہ پیدا کیا ہے جو اس (کوہ قاف یعنی ق پہاڑ کی چوٹی پر بیٹھا ہے اُس کی تسبیح ذکر لا الٰہ الا اللہ ہے۔ اور نام قرنائیل ہے۔ اس کوہ کا وہ حاکم ہے۔ کبھی ہاتھ کھولتا ہے کبھی بند کرتا ہے تمام زمین پر اُس کو قابو عطا فرمایا گیا ہے۔ خدا جب چاہتا ہے اس کو حکم دیتا ہے وہ فوراً تعمیل کرتا ہے جب وہ زمین کے طناب کھینچ لیتا ہے تو زمین سمٹ جاتی ہے۔ جب وہ ایسا کرتا ہے زمین خشک ہو جاتی ہے اور کوئی شے اس حصہ زمین پر نہیں اُگتی جب حکم باری تعالیٰ ہوتا ہے وہ فرشتہ زمین کو کشادہ کر دیتا ہے اور سرسبزی شادابی ہو جاتی ہے بس خدائے تعالیٰ کی شان رحمت قیومی۔ اور قادری ظاہر ہوتی ہے۔ ہر چیز کا زمین سے پیدا ہونا بندوں کے لئے انعام و رحمت خداوندی ہے۔ اور یہ سب سرور عالم کا صدقہ ہے۔

اور جب اللہ تعالیٰ کو عذاب بھیجنا مقصود ہوتا ہے تو اس فرشتہ کو حکم ہوتا ہے اور وہ زمین کے طناب شدت کے ساتھ کھینچتا ہے تو زلزلہ آجاتا ہے۔ خدا کی پناہ وہ رحیم ہے وہ کریم ہے۔

اسی سلسلہ گفتگو میں غریب نوازؒ نے فرمایا کہ میں نے شیخ الاسلام حضرت خواجہ عثمان ہارونی قدس سرہٗ سے سُنا ہے اور شیخ باخرزیؒ کی کتاب "اسرار العارفین" میں بھی لکھا دیکھا ہے کہ اس جہان سے وہ پہاڑ (کوہ ق[1]) چالیس گنا زیادہ وسیع بنایا گیا ہے اس دنیا کے حصص سے اُس کے ہر حصہ کی چار سو حصہ زیادہ وسعت ہے اور اس کے ایک حصہ میں چالیس جہان آباد ہیں اور اس کے پیچھے ایک پہاڑ کہ وہاں ظلمت نہیں ہے

---

[1] کوہ ق سے مراد وہ پہاڑ نہیں ہیں جو جارجیا ارمینیا میں کوہ قاف کے نام سے مشہور ہیں۔

وہاں رات نہیں ہوتی - نور کا عالم رہتا ہے - اور زمین اسکی سونے کی ہے - وہاں کے رہنے والے فرشتے ہیں اور ان چالیس جہانوں میں نہ آدم ہے نہ ابلیس نہ بہشت ہے نہ دوزخ - جب سے خدا نے وہ جہان پیدا کیا ہے وہاں فرشتے مقیم ہیں اور ان کی تسبیح لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ کے سوا اور کچھ نہیں ہے - اور اس جہان کے پیچھے چالیس حجابات ہیں اور ان کے پیچھے اک پردۂ راز اور ہے جسے سوائے حق تعالیٰ کے اور کوئی نہیں جانتا -

پھر فرمایا ایک پہاڑ گائے کے سر پر رکھا ہے اور وہ گائے اتنی بڑی ہے کہ تیس ہزار سال کی راہ ختم ہو تو اسکی ابتدا سے انتہا تک پہونچے - وہ گائے کھڑی ہے اور خدائے تعالیٰ کی حمد و ثنا میں مصروف ہے سر اس کا مشرق میں ہے اور دُم مغرب میں -

اسی سلسلۂ گفتگو میں غریب نوازؒ نے ارشاد فرمایا کہ حضرت شیخ عثمان ہارونی نے یہ روایت بقسم بیان فرمائی تھی اور حضرت نے اسکو شیخ مودود چشتیؒ سے سُنا تھا -

اس گفتگو کے دوران میں آپ (غریب نوازؒ) کے پاس دو درویش بیٹھے ہوئے تھے - وہ اپنے مراقبہ میں ان تمام شکلوں کو جو غریب نوازؒ بیان فرما رہے تھے - دیکھ رہے تھے جب وہ سیر تمام سے فارغ ہوئے تو قسم کھا کر کہنے لگے کہ شیخ مودود چشتیؒ بھی وہاں موجود تھے - چالیس جہان کے جو حالات غریب نوازؒ نے بیان فرمائے وہ ہم نے بہت غور و رغبت کے ساتھ دیکھے - ذرّہ برابر اس میں کمی نہیں پائی - اس مکاشفہ پر حضرت قطب صاحبؒ کو شک گذرا کہ یہ کیسا مکاشفہ ہے کہ ادھر بیان ہو رہا ہے اور ادھر وہ سیر کر رہے ہیں - اسی وقت حضور غریب نوازؒ نے فرمایا کہ درویش کی قوّت باطنی ایسی ہی ہونا چاہیئے جو لوگ اولیا اللہ کی حکایت میں کوئی نقص پیدا کرتے ہیں اگر وہ چاہیں تو اپنی کرامت سے مشاہدہ کرا سکتے ہیں ایسا خطرہ دل میں لانا گویا ملزم ہو جانا ہے -

بعدہٗ غریب نوازؒ نے ارشاد فرمایا کہ حق تعالیٰ نے جس روز دوزخ پیدا فرمائی اک سانپ بھی پیدا کیا - سانپ سے ارشاد باری تعالیٰ ہوا کہ اے سانپ یہ امانت ہے جو تجھ کو دی جاتی ہے ہوشیاری سے اسکی حفاظت کرنا - سانپ نے عرض کیا فرماں بردار ہوں - ندا آئی منہ کھول سانپ نے مُنہ کھول لیا حق سبحانہٗ تعالیٰ نے فرشتوں کو حکم دیا کہ دوزخ کو پکڑ کر اس سانپ کے مُنہ میں ڈالدو فرشتوں نے تعمیل حکم کی - پھر سانپ کو حکم ہوا کہ اپنا منہ بند کرو اب تک وہ دوزخ اس سانپ کے منہ میں بند ہے - وہ سانپ زمین کے ساتویں پردہ میں رہتا ہے - اگر وہ

دوزخ سانپ کے منہ میں نہ ہوتی تو تمام عالم جل کر فنا ہو گیا ہوتا۔ جب قیامت کا دن آئیگا فرشتوں کو حکم ہوگا کہ اوس دوزخ کو سانپ کے منہ سے باہر نکالو۔

تشریح اس دوزخ کی یہ ہے کہ اُس میں ہزار زنجیریں ہوں گی اور ہر زنجیر میں ہزار فرشتے لٹکے ہوئے ہونگے ان میں سے ہر فرشتہ کو اتنی قوت اور بزرگی حاصل ہے کہ اگر حکم باری تعالیٰ ہو کہ تمام بندوں کو جو ہم نے پیدا کئے ہیں کہا جاوے تو ایک فرشتہ اس حکم کی پوری تعمیل کر سکتا ہے۔

الغرض پھر حکم ہوگا کہ دوزخ کی آگ تیز کرو جب آگ تیز ہوگی تو اس کا دھواں تمام میدان حشر میں پھیل جائیگا پھر فرمایا اگر کوئی چاہے کہ اس آگ سے محفوظ رہے اس کو چاہیئے کہ خدا کی بندگی کا حق ادا کرے۔ کیونکہ خدا کے نزدیک عبادت سے بہتر کوئی عمل نہیں ہے۔ حضرت قطب صاحبؒ نے عرض کیا کہ وہ کونسی عبادت ہے۔ فرمایا مصیبت زدہ لوگوں کی فریاد سننا اور ان کا ساتھ دینا۔ حاجت مندوں کی حاجت براری کرنا بھوکوں کو کھانا کھلانا۔ اسیروں کو قید سے چھڑانا یہ باتیں خدا کے نزدیک بڑا مرتبہ رکھتی ہیں۔

فضائل سرور عالم و سورہ فاتحہ کا اظہار

فرمایا کہ دربار رسالت میں جبریلؑ نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ خدائے تعالیٰ نے آپ کو اپنی خلقت کی ہدایت کے لئے بھیجا ہے۔ اور اس شان و عظمت و برکت کے ساتھ بھیجا ہے کہ اگر تمام روئے زمین کے درختوں کی قلمیں بنائی جائیں اور تمام دریا روشنائی بنائے جائیں اور ہفت زمین ہفت آسمان کاغذ ہو جائیں اور ابتدا سے لے کر انتہا تک جس قدر انسان، جنات و ملائک ہیں وہ سب آپ کی تعریف کریں تب بھی کما حقہٗ آپکی تعریف ہونا ناممکن ہے۔ بلکہ اگر اس سے بھی زیادہ ہوں تب بھی آپ کی تعریف و توصیف حد امکان سے باہر ہے اسی طرح سورہ فاتحہ کو بھی اللہ تعالیٰ نے بزرگی عطا فرمائی ہے۔ اور اس برکت کی سورۃ کو صرف آپ پر نازل کیا ہے تاکہ آپ کی اُمت اس کی برکتوں سے خاطر خواہ فیضیاب ہوتی رہے۔

بعدہٗ غریب نوازؒ نے فرمایا کہ سرور کونین کی حدیث مبارک ہے الفاتحۃ شفاء من کل داءٍ یعنی سورۃ فاتحہ تمام دردوں (امراض و تکالیف) کے لئے شفا ہے اس موقعہ پر آپ نے یہ حکایت بھی بیان فرمائی۔

ایک مرتبہ ہارون رشید کو بہت زیادہ تکلیف میں دو برس گذر گئے۔ علاج کرنے سے عاجز ہو گیا اس نے اپنے وزیر کو خواجہ فضیل بن عیاض قدس سرہٗ کی خدمت میں بھیجا اور عرض کرایا کہ مرض کی تکلیف سے میری جان پر بن گئی ہے۔ کسی علاج دوا سے صحت نہیں ہوتی۔ چونکہ شفا کا وقت آ گیا تھا آپ یہ سُنکر اُٹھ کھڑے ہوئے اور ہارون رشید کے پاس تشریف لے گئے اور اپنا دست مبارک اس کے جسم پر رکھا اور ۴۱ بار سورۃ فاتحہ پڑھ کر اس کے چہرہ پر دم کی۔ ابھی آپ پورا عمل کرنے بھی نہ پائے تھے کہ مرض کی سختی دور ہو گئی۔ الغرض شفا پائی۔

فرمایا حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے ایک بیمار پر یہی سورۃ مبارکہ پڑھ کر دم کی اسی وقت صحت ہو گئی۔ پھر ایک شخص اس کی عیادت کے لئے آیا پوچھا کس طرح صحت ہوئی۔ جواب دیا مولائے کائنات نے سورۃ فاتحہ دم کی تھی کہنے لگا ہاں مجھے بھی ایک مرتبہ اسی سے صحت ہوئی تھی مگر چونکہ اس کا اعتقاد راسخ نہ تھا پھر وہی مرض عود کر آیا اور اُس شخص کا انتقال ہو گیا۔

اللہ تعالےٰ نے کلام مجید کے شروع پارہ میں فرمایا ہے کہ یہ وہ کتاب ہے جسمیں کوئی شک نہیں ہے۔ ہدایت ہے کہ ہر انسان کو اپنے عقائد درست رکھنا چاہیں کامیابی اور راحت حاصل کرنے کی یہی صورت ہے۔

اس صورۃ کا مخصوص خاصہ بیماریوں اور دردوں کی شفا ہے ان موقعہ پر چاہیئے کہ دم کرتے وقت جسم پر ہاتھ پھیرتا جائے اور ہاتھ کو نیچے اتارتا ہوا پھیرے خدا چاہے جلد شفا ہو گی مگر عقیدت شرط ہے

پھر غریب نوازؒ نے فرمایا کہ خدائے تعالیٰ نے ہر سورۃ کا ایک نام رکھا ہے مگر اس سورۃ مبارک کے سات نام ہیں۔ پہلا نام فاتحۃ الکتاب دوسرا نام سبع المثانی۔ تیسرا نام ام الکتاب چوتھا نام ام القرآن پانچواں نام سورۃ مغفرت چھٹا نام سورۃ الرحمت ساتواں نام سورۃ الکنز ہے۔

اس سورۃ میں سات حرف نہیں آئے ہیں پہلا حرف (ث) اس میں نہیں ہے اور ث سے ثبور ہے یعنی اسکے پڑھنے والے کو ثبور سے غرض نہیں۔

دویم اس میں حرف (ج) نہیں یعنی اس کے پڑھنے والے کو جہنم سے نجات ہے۔ سویم اس میں

(ز) نہیں ہے یعنی اسکا پڑھنے والا تھور کے درخت اور اس کے پانی (جو دوزخ میں پلایا جائیگا) سے مبرا ہے
چہارم اس میں حرف (ش) نہیں ہے لہذا اس کا پڑھنے والا شقی نہیں ہوتا پنجم اسمیں حرف (ظ) نہیں ہے
اس لئے اس کے پڑھنے والے کو ظلم و ظلمت سے کچھ سروکار نہیں ششم اس میں حرف (ف) نہیں ہے یعنی
اس کے پڑھنے والے کو فراق کی مصیبت سے نجات ہے ہفتم اس میں حرف (خ) نہیں ہے یعنی اس
کے پڑھنے والے کو خواری نہ ہوگی مامون رہے گا۔

فرمایا کہ امام ناصر لکھتے ہیں کہ سورۃ فاتحہ میں سات آیات ہیں اور انسان کے جسم میں بھی سات حصے
ہیں اس کے پڑھنے والے کو حق تعالیٰ ساتوں دوزخ سے بچالے گا کوئی حصہ کسی دوزخ میں نہ جائیگا
مشائخ طبقات و اہل سلوک فرماتے ہیں کہ حق تعالےٰ نے اس سورۃ میں ایک سو چوبیس ۱۲۴ حرف رکھے ہیں اور
ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبر ہیں ہر حرف ایک ہزار پیغمبران کی بزرگی ثابت کرتا ہے اور ان کے صحیفہ کا ثواب
اس کے پڑھنے والے کو ملتا ہے۔

الحمد میں پانچ حروف ہیں اس لئے اللہ تعالیٰ نے پانچ وقت کی نماز فرض کی ہے تاکہ بندہ اس کو دن رات
میں جو یہ پانچ حرف پڑھتا رہے تو جو پانچ وقت میں آنے والے نقصانات ہیں ان سے مامون رہے۔

اللہ میں تین حرف ہیں تین میں پانچ ملائے تو آٹھ ہوئے لہذا بہشت اور اس کے ساتوں دروازے
اس کے پڑھنے والے کے لئے کشادہ ہوں گے۔جس دروازہ سے چاہے گا داخل بہشت ہوگا۔

رب العالمین میں دس حرف ہیں دس میں مندرجہ بالا آٹھ ملنے سے اٹھارہ ہوتے ہیں حق تعالےٰ نے
اٹھارہ ہزار عالم پیدا کئے ہیں۔اس کا پڑھنے والا اٹھارہ ہزار عالم کی عبادت کے برابر ثواب پاتا ہے

الرحمن میں چھ حرف ہیں مندرجہ بالا اٹھارہ میں چھ ملائے تو چوبیس ہوئے۔ خدائے تعالیٰ نے رات دن کے
چوبیس گھنٹہ بنائے ہیں اس کا پڑھنے والے کے چوبیسوں گھنٹے پاکی میں ایسے گذرتے ہیں جیسے ماں کے پیٹ
سے پیدا ہوا۔

الرحیم کے چھ حرف ہیں چوبیس میں چھ ملانے سے تیس ہوگئے۔ پلصراط تیس ہزار سال کی راہ ہے مگر اس کا
پڑھنے والا پلصراط کو بجلی کی طرح طے کر جائیگا۔

مالک یوم الدین میں بارہ حرف ہیں اللہ تعالیٰ نے ہر سال کے بارہ مہینے بنائے ہیں پس اس کے پڑھنے والے کے بارہ ماہ کے گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔ بارہ اور تیس بیالیس ہوتے ہیں۔
ایاک نعبد اس میں آٹھ حرف ہیں بیالیس اور آٹھ پچاس ہوئے۔ قیامت کا دن پچاس ہزار سال کا ہوگا بس جو شخص ان پچاس حرفوں کو پڑھے گا اس کے ساتھ اللہ تعالیٰ بروز قیامت صدیقوں کا سا معاملہ کریگا
دایاک نستعین میں گیارہ حرف ہیں گیارہ اور پچاس اکسٹھ ہوئے اللہ تعالیٰ نے آسمانِ دُنیا میں اکسٹھ دریا پیدا فرمائے ہیں اس کے پڑھنے والے کو ان دریاؤں کے قطرات کے برابر ثواب ملے گا۔
اھدنا الصراط المستقیم اس میں انیس حرف ہیں اکسٹھ اور انیس اسی ہوئے شراب پینے کی سزا اسی دُرّے ہیں۔ اس کا پڑھنے والا اس سے مامون رہے گا۔
انعمت علیھم غیر المغضوب علیھم ولا الضالین اس کے حرف چوالیس ہیں اس میں چوالیس ملائے تو ایک سو چوبیس ہوئے۔ اللہ تعالیٰ نے ایک سو چوبیس ہزار پیغمبر اپنی مخلوق میں بھیجے ہیں اس سورۃ کے پڑھنے والے کو ان سب پیغمبروں کے برابر حق تعالیٰ ثواب عطا فرمائے گا اور بخش دے گا۔
بعد ازاں غریب نوازؒ نے تذکرہ فرمایا کہ ایک مرتبہ میں حضرت خواجہ عثمان ہارونی قدس سرہ کے ساتھ سفر میں تھا کہ ہم دونوں دجلہ کے کنارہ پہونچے۔ اس جگہ کشتی نہ تھی۔ ہمیں عجلت تھی حضرت نے فرمایا آنکھیں بند کرو جب میں نے آنکھیں بند کر کے ذرا سی دیر میں کھولیں تو حضور خواجۂ اعظم کو اور خود کو دریا کے پار پایا دعا گیئے عرض کیا کہ ہم نے کس طرح دریا عبور کیا۔ ارشاد فرمایا پانچ بار الحمد شریف پڑھکر پاؤں دریا میں رکھدیا اور اس طرف آگئے۔ پس جو شخص اس سورۃ کا عامل ہو جائے وہ اللہ تعالیٰ کی قدرت کے وہ تماشے دیکھے گا جن کا بیان کرنا محال ہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ اگر سورۃ فاتحہ کوئی صدق دل سے پڑھے اور اس کی مہم اور مشکل حل نہ ہو تو وہ میرا دامن پکڑلے۔

مدارج معرفت شیخ احد الدین کرمانی شیخ داؤد برہان غزنوی خواجہ سلیمان عبدالرحمن اور چند دیگر درویش حاضر مجلس تھے غریب نوازؒ نے ارشاد فرمایا بعض حضرات نے سلوک کے سو درجے بیان کئے ہیں اور اس میں سے سترہ درجہ کشف و کرامات کے ہیں۔ پس جس نے اس مکان کے دس درجے طے کر لئے وہ ایسا بلند ہو گیا

جیسے نہتر درجے حاصل کرلئے اس راہ کے چلنے والے کو چاہیئے کہ جب تک سترہ درجے طے نہ کرے اُس وقت تک کشف و کرامات کو ظاہر نہونے دے بلکہ زیادہ اچھا یہ ہے کہ سو درجے طے کر جانے کے بعد ظاہر ہونے دے اگر اتنا نہ ہو تو کم از کم سترہ درجہ طے کرنے کے بعد کہیں کہیں ضرورتاً مجبوراً ثبوت میں لائے۔

پھر ارشاد فرمایا کہ خاندان خواجگان چشت کے بعض حضرات نے سلوک کے پندرہ درجے رکھے ہیں اور ان میں سے پانچ کشف و کرامت کے ہیں۔

ہمارے خواجگان چشت فرماتے ہیں کہ اس راہ کے چلنے والے کو چاہیئے کہ ان پانچ درجوں میں نہ رُک جائے بلکہ پندرہ مدارج مردانگی سے طے کر جائے اس کے بعد کشف و کرامت سے کام لے۔ تاکہ کاملوں میں سے ثابت ہو۔

سید الطائفہ حضرت جنید البغدادیؒ کا راز و نیاز غریب نوازؒ نے فرمایا کہ اہل سلوک نے اس باب میں بیان فرمایا ہے کہ ایک مرتبہ خواجہ جنید بغدادی قدس سرہ سے دریافت کیا گیا تم دیدار کیوں نہیں چاہتے اگر چاہو تو ضرور دیدار ہو جائے جواب دیا اس وجہ سے کہ موسیٰ نے چاہا مگر پھر بھی وہ دولت ان کو نصیب نہ ہوئی اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے بے مانگے پائی۔ پس جبکہ بندہ اپنے بھلے برے کو نہیں جانتا تو اوس کو چاہیئے کہ راضی برضا رہے۔ اگر خدا کو وہ شے دینا ہے اور بندہ اس کے قابل ہے تو ضرور دیگا اور حجابات خود بخود اُٹھ جائیں گے اور دیدار میسر ہو جائے گا اور خدا اپنی پوشیدہ تجلیوں کو بندہ پر نازل فرمائے گا۔ اور اگر خدا کی مرضی ایسی نہیں ہے تو پھر اس کی کیا ضرورت ہے کہ میں چاہوں اور خدا نہ چاہے۔

حضرت بایزید بسطامیؒ کا راز و نیاز پھر فرمایا کہ ایک دن جب خواجہ بایزید بسطامیؒ حق تعالیٰ کے مقام قربیت میں پہونچے تو غیب سے آواز آئی کہ آج کا دن بہت سعید ہے اور یہ وقت مانگنے کا ہے جو چاہو مانگو ملے گا۔

حضرت بایزیدؒ نے سجدہ میں سر رکھدیا اور عرض کیا بندہ کو تیری مرضی کی کچھ خبر نہیں اس لئے مانگنا بے ادبی ہے اور کرم و بخشش کرنا بادشاہوں کی عادت ہے تو احکم الحاکمین ہے۔ اے میرے پروردگار

جو تیری عطا ہے وہی مجھے بخوشی منظور ہے۔ ندا آئی کہ بایزید ہم نے تجھے عقبیٰ دی۔ عرض کیا کہ اے معطی یہ تو دوستوں کے لئے قید خانہ ہے۔ پھر آواز آئی کہ جنّت و دوزخ۔ عرش و کرسی اور جو کچھ ہمارے پاس ہے وہ ہم نے تجھ کو عطا کیا۔ عرض کیا اے مالک اچھا تیری مرضی پھر آواز آئی بتا تیرا کیا مقصد ہے۔ عرض کیا اے عالم الغیب تو خوب جانتا ہے کہ میرا مقصد کیا ہے۔ پھر ایک محبّت بھری آواز پیدا ہوئی کہ اے بایزید تو صرف مجھ کو عزیز رکھتا ہے اور مجھ کو مانگتا ہے اور اگر اے بایزید میں تجکو طلب کروں تو کیا کرے گا۔ یہ سنکر خواجہ بایزید نے کہا کہ تیری بزرگی کی قسم اگر تو مجھ کو طلب فرمائے تو میں حشر کے میدان میں آتشِ دوزخ کے قریب جاکر ایک آہ سے اُس آگ کو مثل راکھ کے ٹھنڈا کر دوں تاآنکہ وہ ہیچ ہو جائے اور اس کا وجود تک نہ رہے پھر غیب سے آواز آئی کہ اے بایزید جو تیری طلب تھی وہ تو نے پائی اور تیرا مطلب پورا ہوا۔

بی بی رابعہ بصری کی آتشِ محبّت بعد ازاں غریب نوازؒ نے فرمایا کہ رابعہ بصری ایک شب راز و نیاز میں بہت بے چینی سے کہنے لگیں۔ میں جل گئی۔ میں جل گئی۔ اہل بصرہ یہ سنکر دوڑے آئے۔ اور آپ کے مکان پر پہونچکر کہنے لگے کہ اس آگ کو کیونکر بجھائیں۔ اس گروہ میں ایک مرد خدا رسیدہ بھی تھے وہ کہنے لگے اے لوگو تم اس آگ سے واقف نہیں ہو جس کے بجھانے کے لئے تم آئے ہو۔ یہ تو رابعہ بصری کے دل میں محبّت دوست کی آگ بھڑک رہی ہے جس کی وجہ سے وہ کہہ رہی ہیں کہ میں جلی میں جلی۔ اے لوگو اس آگ کو تم نہ بجھا سکو گے یہ آگ تو اس وقت بجھتی ہے جب عاشق معشوق سے مل جاتا ہے چونکہ رابعہ کے دل میں اس کا دوست گھر بنا رہا ہے اور اب آیا چاہتا ہے یہ بیتابی فراق دوست کی ہے یار آیا اور یہ بے چینی دور ہوئی۔

عشق منصور علیہ الرحمۃ اس کے بعد غریب نوازؒ نے فرمایا کہ حضرت منصور حلاّج رحمۃ اللہ علیہ سے کسی نے پوچھا کہ دوست کے عشق میں کمال کا درجہ کیا ہے فرمایا کہ تخت حکومت پر بیٹھ کر طرح طرح کی جلوہ گریاں فرمایے اور جو چاہے کرے۔ مگر عاشق کو سر نیاز جھکانے کے سوا کچھ قدرت نہیں۔ اچھا برا سب یار کی طرف سے ہے سب کچھ بخوشی منظور کرے اور ذرہ برابر بھی معشوق کی مرضی کے خلاف نہ کرے ہر وقت کمر ہمّت

باندھے رہے۔ ہر حکم کی تعمیل کرتا ہے۔ اور مشاہدۂ دوست میں ایسا غرق ہو جائے کہ دین وایمان باقی نہ رہے کہ یہ مقام خاص ہے۔ اس وقت غریب نوازؒ کی آنکھوں میں آنسو بھر لائے اور یہ شعر پڑھا۔

خوب رویاں ہچہ بندۂ گیرند　　عاشقاں پیش شان چنیں میرند

مشاہدۂ دوست میں استغراق

فرمایا ایک عاشق کو دیکھا جو بغداد کے ایک قبہ میں بیٹھا تھا۔ اس پر ہزار کوڑے مارے گئے مگر اس کو خبر تک نہ ہوئی۔ ایک مرد باخدا نے اوس سے دریافت کیا کہ کیا حال ہے جواب دیا چونکہ میرا محبوب میرے سامنے تھا اس لئے مجھے کسی بات کی خبر نہیں میں مشاہدۂ دوست میں محو تھا

فرمایا امام غزالیؒ سے روایت ہے کہ بغداد کے بازار میں ایک عیار کے ہاتھ پاؤں کاٹے گئے مگر وہ ہنستا رہا۔ ایک شخص نے دریافت کیا کہ ایسی مصیبت اور تکلیف میں ہنسنے کا کیا سبب ہے۔ جواب دیا کہ میرا دوست میری نظر کے سامنے موجود تھا اس کی دید کی محویت میں مجھے کچھ خبر نہ ہوئی نہ کوئی تکلیف ہوئی۔ میں نہیں جانتا یہ کیونکر اور کب ہوا۔ اس وقت غریب نوازؒ کا دل بھر آیا اور یہ شعر فرمایا۔

اور بر سر قتل دمن در دحیرانم　　کان راندن تیغ چہ نکوئے احد

راز و نیاز عارفان و تعلیم معرفت

بعد ازاں غریب نوازؒ نے عاشق کے حال کا تذکرہ کرتے ہوئے یہ حکایت بیان فرمائی۔

ایک مرتبہ خواجہ بایزید بسطامیؒ مناجات میں تھے۔ جب یہ کلام زبان پر آیا کَیْفَ السُّلُوْکُ اِلَیْکَ تو آواز آئی اے بایزید طَلِّقْ نَفْسَکَ ثَلٰثًا وَقُلْ هُوَ اللّٰهُ ط یعنی پہلے اپنے نفس کو تین طلاقیں دے پھر ہم سے بات کر۔

پھر فرمایا ایک عارف ہمیشہ یہ کہا کرتا تھا کہ دنیا میں جو شے موجود ہے وہ سب ہم ہیں۔ ہم سے کوئی شے الگ نہیں ہے۔ پس یکایک خود کو خود پر نذر کرنا مقصود نہیں ہے ورنہ کل زمین و آسمان اور جو کچھ ان کے درمیان ہے سب درہم برہم ہو جائے۔

اس موقعہ پر غلبۂ شوق میں فرمایا کہ وہ چاہتا ہے کہ اوسے دیکھوں مگر میں نہیں چاہتا تھا کہ اوسے دیکھوں اس لئے کہ بندہ کو چاہنے سے کیا واسطہ۔ اس وقت ایک بزرگ بولے میں نے بہت سہل طریقہ اختیار کیا ہے

سب کو چھوڑ دیا اور جب میں مقام قربیت میں پہونچا تو وہ سب کچھ جو ہیچ جان کر چھوڑا تھا عنایت الٰہی سے عطا ہوا
پھر فرمایا ہم نے ایک بزرگ کو دیکھا وہ کہتے تھے کہ میں نے اس طرح ترک کیا جس طرح سانپ اپنی کینچلی چھوڑتا ہے
اور اُس وقت جب میں نے غور کیا تو معلوم ہوا کہ عاشق و معشوق ایک ہی ہیں۔ یہ سب ایک ہی کی نیرنگیاں
ہیں یعنی ایک ہی نے ایک کو دیکھا۔

حضرت بایزید بسطامیؒ کا رازونیاز و عرفان

غریب نوازؒ نے فرمایا کہ بایزید بسطامیؒ فرمایا کرتے تھے کہ تیس سال ہوئے میں حق میں تھا اب اپنا آئینہ دیکھتا ہوں یعنی جو کچھ میں تھا نہ رہا اور شرک دامن جب دو میان سے چلا گیا تو اب ایسا ہو گیا ہے کہ حق تعالیٰ اپنا آئینہ ہے یعنی حق میری زبان سے بولتا ہے اور میں نہیں ہوں۔

حضرت بایزیدؒ یہ بھی فرمایا کرتے تھے کہ مدتوں اُس بارگاہ میں رہا مگر سوائے حسرت کے اور کچھ نصیب نہیں ہوا
جب اس مقام سے باہر آیا تو مجھے کچھ تکلیف نہیں ہوئی کیونکہ اہل دنیا تو دنیا میں مشغول ہیں اور طالبان
آخرت کو آخرت درکار ہے۔ اور اس کے مدعی ہیں۔ اہل تقوے تقوے میں معروف نہیں اور بہت سے لوگ
شراب نوشی کباب خوری اور رقص و سرود میں گذار رہے ہیں مگر ایک گروہ ایسا بھی ہے جو بادشاہ حقیقی کی حضوری
میں بعجز و نیاز مستغرق ہے۔

پھر ارشاد فرمایا کہ حضرت بایزید بسطامیؒ کا بیان ہے کہ ایک شب مجھ کو طواف کعبہ کرتے ہوئے حضرت
کی حضوری حاصل ہوئی بوقت رازونیاز میں نے دل مانگا۔ صبح کے وقت آواز آئی کہ اے بایزید سوائے ہمارے غیر
چیز مانگتا ہے تجھ کو دل سے کیا سروکار۔

ایک مرتبہ حضرت بایزید بسطامیؒ سے دریافت کیا گیا کہ آپ کو راہ طریقت میں کہاں تک علم ہے فرمایا اب تک
اس مقام پر پہونچا ہوں کہ جب دو انگلیوں کے درمیان دیکھتا ہوں تو تمام عالم اور جو کچھ اس میں ہے
نظر آتا ہے۔

رابعہ بصریؒ کا غلبۂ شوق

فرمایا ایک مرتبہ رابعہ بصری غلبۂ شوق میں کہنے لگیں کہ الٰہی اگر خلقت میرے دل کو آگ سے جلادے اور میں اس پر صبر کروں تب بھی حق محبت ادا نہ ہو۔ اور اگر تو میرے اور

تمام مخلوق کے گناہ بخشدے تو مجھے اس سے بھی سروکار نہ ہو۔

فنا فی البقا کی تشریح فرمایا ایک بزرگ کہتے تھے کہ جب میں نے دنیا کو دشمن جانا اور مخلوق سے تعلق ترک کرکے خالق کی طرف متوجہ ہوا۔ تو حق کی محبت اسقدر رغالب ہوئی کہ میں اپنے آپ تک کو دشمن سمجھنے لگا۔ موت درمیان سے اٹھ گئی اور لطف بقا دانس حق جلوہ گر ہوا۔

مسلک عشاق کا اظہار ارشاد فرمایا کہ قیامت کے دن گروہ عاشقان کو فرمان ربی ہوگا تم سب بہشت میں جاؤ۔ یہ کہیں گے ہم بہشت کا کیا کریں یہ تو انہیں عنایت ہو جنھوں نے بہشت کی خاطر تجھے خدا جانا ہے اور تیری عبادت کی ہے۔

پھر فرمایا کہ جو اپنی مرضی خدا کی سپرد کرچکے ہیں ان کو بہشت اور راحت بہشت سے کیا سروکار انھیں تو صرف دوست مطلوب ہے۔

بعدازاں فرمایا کہ اگر ہوسکے تو اول راز بقا حاصل کر پھر یہ بات سمجھ میں آئے گی ورنہ زہد میں مصروف رہنا یہی بہتر ہے۔ پھر غریب نوازؒ پر گریہ طاری ہوگیا اور ارشاد ہوا کہ اس راہ میں بہت سے لوگ عاجز ہوگئے اور بہت سے عاجزوں کو مردان خدا نے یہ درجہ طے کرایا ہے۔

اسلامی ہمدردی فرمایا کہ تمہارا کوئی گناہ اتنا نقصان رساں نہیں ہے جتنا اپنے بھائی مسلمان کی ذلت خواری کرنے کا جرم ہے۔

بزرگوں کے عارفانہ اقوال کا تذکرہ ارشاد ہوا کہ حضرت ذالنون مصریؒ فرمایا کرتے تھے کہ جو عارف مخلوق سے بھاگتا ہے اور معرفت حق حاصل کرچکا ہے وہ خاموش ہو جاتا ہے۔ اور یہی عارفان کامل کی پہچان ہے۔

فرمایا ایک مرتبہ شاہ شجاع کرمانیؒ سے دریافت کیا گیا کہ کتنے سال سے آپ نے حق کو پہچانا فرمایا جب سے مخلوق سے نفرت ہوئی۔

ارشاد ہوا ایک بزرگ فرمایا کرتے تھے کہ اہل دنیا راہ دنیا میں معذور رہیں۔ اہل آخرت مسرور رہیں۔ اور دوستی دن کے سرور رہیں ہیں۔ اور اہل معرفت نور علیٰ نور۔ یہ ایک بھید ہے جس کو اہل معرفت ہی جانتے ہیں۔ عبادت

اہل معرفت کی پاس انفاس ہے۔

فرمایا کہ محدثین جب بہشت میں جائیں گے تو ان کے پاس ان کا زہد و علم عمل کچھ نہ ہوگا مگر اہل اللہ کے پاس وہاں بھی ان کے درد محبت کا نشان رہے گا۔

فرمایا کہ میں نے حضرت خواجہ عثمان ہارونی قدس سرہ کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ اہل اللہ جب مولا کی دوستی میں کامیاب ہو جاتے ہیں تو دنیا میں جو کچھ ہے وہ ان سے پوشیدہ نہیں رہتا۔

ترک دنیا فرمایا ایک مرتبہ خواجہ عبداللہ سہواً دنیا کے کاروبار میں مشغول ہو گئے پھر یاد آیا کہ یہ سب خلاف دوست ہے قسم کھائی کہ جب تک دنیا میں رہوں گا ہرگز کوئی دنیاوی کام نہ کروں گا۔ آخر پچاس برس حیات رہے مگر اس درمیان میں کبھی کار دنیا میں مشغول نہ ہوئے۔

حضرت بایزید بسطامیؒ **بمورد وحال** فرمایا کہ حضرت بایزید بسطامیؒ نماز صبح سے فارغ ہو کر ایک پاؤں سے کھڑے ہو جاتے تھے اور فریاد کیا کرتے تھے ایک روز آواز آئی یوم تبدل الارض یعنی وہ دن بھی آئیگا جب یہ زمین تبدیل ہو جائے گی (لپیٹ دی جائیگی) اس دن فراق وصال ہو جائیگا۔

نیز ایک مرتبہ خواجہ بایزید بسطامیؒ بجبوری صحرائے بسطان میں چلے گئے دل میں عشق الہی نے جوش کیا ذوق و شوق میں فرمانے لگے کہ ہر شاخ و برگ۔ بار۔ ثمر۔ شجر و حجر سے عشق برس رہا ہے۔ ہر چند چاہا کہ اس بلو شاہت عشق سے باہر آؤں مگر ممکن نہ ہوا۔

خواجہ سمنون محب کا قول ارشاد ہوا خواجہ سمنون محب فرمایا کرتے تھے کہ اولیا اللہ کے دل میں محبت رہتی ہے اور دل ہی کی عبادت میں مشغول رہتے ہیں کیونکہ بار محبت کا اٹھانے والا سوائے ان کے اور کوئی نہیں ہے یہ وہ لوگ ہیں جن کا کام ریاضت۔ مجاہدہ اور محنت شاقہ نہیں ہے بلکہ یہ اہل شغل و اہل فکر ہیں۔

تاثرات صحبت بہت سے درویش حاضر مجلس تھے گفتگو صحبت نیک کے متعلق ہو رہی تھی غریب نوازؒ نے یہ حدیث بیان فرمائی۔ "الصحبت تاثیر ولو کان ساعتہ" ط صحبت کے اثرات مسلمہ ہیں اگر بد بھی صحبت نیک میں بیٹھے تو نیک ہو جاتا ہے اور اگر نیک بد صحبت میں بیٹھے تو بد ہو جاتا ہے۔ پس جس نے پایا صحبت سے پایا۔ جو نصیحت ملی نیکوں سے ملی۔

پھر فرمایا کہ اہل سلوک نے کہا ہے کہ نیکوں کی صحبت نیک کام کرنے سے بہتر ہے اور بدوں کی صحبت بُرے کام کرنے سے بدتر ہے۔

صحبت و نیکی اسی سلسلہ میں غریب نوازؒ نے پھر یہ حکایت بیان فرمائی کہ حضرت عمر خطابؓ رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت میں عراق کا بادشاہ میدان جنگ سے گرفتار ہوکر آیا۔ حضرت عمرؓ کے سامنے پیش کیا گیا۔ آپ نے بادشاہ سے فرمایا کہ تم مسلمان ہوجاؤ تو یہ حکومت پھر تمہیں دی جاسکتی ہے بادشاہ نے مسلمان ہونے سے انکار کیا۔ حضرت عمرؓ نے اس کے قتل کا حکم دیدیا۔ بادشاہ بہت عقلمند اور نیک تھا۔ یہ دیکھ کر وہ حضرت عمرؓ سے کہنے لگا "میں پیاسا ہوں حکم دیجئے کہ پانی لایا جائے"۔ حضرت عمرؓ نے پانی لانے کا حکم دیا۔ اول شیشہ کے پیالہ میں پانی لایا گیا پھر جام زریں مگر بادشاہ نے دونوں میں پانی پینے سے انکار کردیا۔ اور کہنے لگا کہ مٹی کے پیالہ میں پانی دیجئے۔ جب مٹی کے پیالہ میں پانی آیا تو بادشاہ حضرت عمرؓ سے کہنے لگا کہ مجھ سے عہد کیجئے کہ جب تک میں اس کوزہ کا پانی نہیں پی لوں گا اسوقت تک مجھے قتل نہیں کیا جائے گا حضرت عمرؓ نے وعدہ کیا کہ ایسا ہی ہوگا اس عہد کے بعد بادشاہ نے مٹی کا کوزہ زمین پر مارا اور وہ پاش پاش ہوگیا۔ پانی زمین پر پھیل گیا۔ پھر وہ حضرت عمرؓ سے کہنے لگا کہ اب پیالہ کا پانی موجود نہیں ہے اس لئے بموجب عہد آپ کو مجھے قتل نہ کرنا چاہئے۔ حضرت عمرؓ اس کی عقلمندی سے حیران ہوگئے۔ فرمایا تجھے امان دیجاتی ہے۔ پھر اس کو اپنی حفاظت میں رکھا آخر صحبت نے اثر کیا اور بادشاہ نے اسلام قبول کرلیا۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا اب تمہاری سلطنت تم کو دی جاتی ہے۔ بادشاہ نے کہا مجھے میراملک نہیں چاہیئے البتہ ایک خراب گاؤں مجھے دیدیجئے وہ گذر بسر کے واسطے کافی ہوگا۔ حضرت عمرؓ نے یہ منظور کیا اور ایک شخص کو اس لئے عراق بھیجا کہ وہاں کے کسی ویران گاؤں کا پتہ لگاکر بتایئے اس نے تمام عراق میں تلاش کیا مگر کہیں کوئی خراب گاؤں نہ ملا۔ حضرت عمرؓ نے اس سے مطلع ہوکر بادشاہ سے فرمایا کہ کوئی اور گاؤں لے لیجئے۔ بادشاہ نے عرض کیا کہ اس سے میرا مقصد یہ تھا کہ آپ کو معلوم ہوجائے کہ میرے علاقہ میں کوئی گاؤں ویران نہیں ہے۔ اب آپ مختار ہیں میں سبکدوش ہوا۔ لہذا اگر کوئی خرابی واقع ہوئی تو قیامت کے دن آپ اس کا جواب دیں گے حضرت عمرؓ آب دیدہ ہوکر فرمانے لگے آفریں اس بادشاہ پر جس نے ایسی حکومت کی۔

بعدہٗ غریب نوازؒ نے فرمایا میں نے اپنے پیر و مرشد حضرت خواجہ عثمان ہارونی قدس سرہٗ سے سُنا ہے کہ طالب فقیر کہلانے کا اسوقت مستحق ہوتا ہے جب اُس کے بائیں ہاتھ کا فرشتہ آٹھ سال تک اس کے نامۂ اعمال میں کوئی بدی نہ لکھے۔ پھر آپ فرمانے لگے کہ عارفان حق ایسے ہوتے ہیں کہ فرشتوں کو حیران رکھتے ہیں۔

سید الطائفہ خواجہ جنیدؒ کے عارفانہ کلمات

فرمایا کہ حضرت جنیدؒ سے کسی نے پوچھا کہ راہ طریقت میں محبت کس کا نام ہے اس کا کیا نتیجہ ہوتا ہے جواب دیا کہ محبت کا ثمرہ یہ ہوتا ہے کہ خدائے تعالیٰ اس کو سرداری عطا فرماتا ہے۔ اور اپنے دیدار کا ذوق اس کے دل میں از حد پیدا کر دیتا ہے۔ وہ بندہ ہرگز کوئی ایسا کام نہیں کرتا جس کے باعث حق سے دوری ہو اور قربت نہ رہے۔ جس نے اس طرح حق کو راضی کر لیا حق اس کا دوست ہے۔ اور جنّت اوس کے دیدار کی مشتاق۔

حضرت شبلی علیہ الرحمۃ کے عارفانہ کلمات

بعد ازاں غریب نوازؒ نے ارشاد فرمایا کہ میں نے اپنے اُستاد مولانا شرف الدینؒ کے قلم سے لکھا ہوا دیکھا ہے کہ ایک مرتبہ حضرت خواجہ شبلیؒ سے دریافت کیا گیا "آپ اسقدر عبادت کیوں کرتے ہیں۔ کیا خوف آپ کو اتنا مجبور کرتا ہے"۔ جواب دیا ہاں دو چیزوں کا خوف ہے اول یہ کہ مبادا مجھ کو حق قربیت سے دور نہ کر دے یہ مجھے گوارہ نہیں ہے۔ دوسری یہ کہ اگر مرتے وقت ایمان سلامت لے گیا تو خیر ورنہ یہ سب کام جو میں نے کئے ہیں بیکار ثابت ہونگے۔

پھر فرمایا ایک مرتبہ ایک شخص نے حضرت شبلیؒ کی خدمت میں حاضر ہو کر زمین بوسی کی اور محبّت کے مسائل دریافت کرنے لگا۔ اور پوچھا کہ شقاوت کس کو کہتے ہیں۔ آپ نے جواب دیا کہ گناہ کرے اور یہ امید رکھے کہ معاف ہو جائیگا شقاوت ہے۔ پھر پوچھا عرفان کا کیا نتیجہ ہے۔ فرمایا جو حق رسیدہ ہو جاتا ہے وہ خاموش ہو جاتا ہے اور اکثر اندوہگین رہتا ہے۔ یہی عارفوں کی بزرگی ہے۔

حضرت ذوالنون مصریؒ کے عارفانہ کلمات

فرمایا کہ ایک مرتبہ حضرت خواجہ ذوالنون مصریؒ مسجد کگری میں بیٹھے تھے۔ اور اہل سلوک میں سے چند اصحاب بھی موجود تھے ایک صوفی نے پوچھا صوفی عارف کس کو کہتے ہیں۔ حضرت ذوالنونؒ نے جواب دیا کہ یہ وہ گروہ ہے جس کے دل سے بشریت کی کدورت جاتی

رہتی ہے۔ ہوس و محبت دُنیا کی اس میں یوں باقی نہیں رہتی۔ پھر اعلیٰ درجہ پر پہونچکر آرام لیتے ہیں۔ اور مخلوق کی محبت ترک کرکے خالق کے عشق کو دل میں جگہ دیتے ہیں۔ اور غیر کی طرف نہیں دیکھتے اس حال میں وہ مالک ہو جاتے ہیں۔ اور سب ان کی ملک ہو جاتی ہے۔ پھر کہنے لگے کہ تصوّف اسم ہے نہ کہ علم طبقۂ مشائخ اور اہل محبت کے نفوس ہمہ تن اخلاق ہیں۔ کیونکہ بیعت کے معنے مخلوق سے بچاؤ اور خالق سے محبت کے ہیں یہ نہیں کہ عالم تصوّف ہوکر صوفی بن گئے۔

پھر فرمایا کہ عارف دُنیا کا دشمن اور مولا کا دوست ہے اور عارف دُنیا پر تبرا کرتا ہے اس لئے کہ دنیا میں سوائے حسد و بغض وغیرہ اور کیا ہے۔ جو شخص اس میں مشغول ہے وہ حق سے دور ہے۔

کسی نے دریافت کیا عارف کو رونا کیوں آتا ہے فرمایا یہ راستہ میں مثل منظر راہ ہے۔ جب قربت احدیت ہو جاتی ہے اور وصال کا لطف حاصل ہوتا ہے تو گریہ ختم ہو جاتا ہے۔

پھر فرمایا اللہ تعالیٰ نے اپنے عاشقوں کو اپنی دوستی اور محبّت سے مطمئن کر دیا ہے اسی وجہ سے وہ خاموش اور مشغول بحق رہتے ہیں۔ دُنیاوی لذّات وخواہشات سے اونہیں کچھ واسطہ نہیں اونھیں یہ بھی خبر نہیں کہ دنیا میں کوئی شئے ہے یا نہیں۔ یہ گروہ عالی مرتبت ہے۔ بعد ازاں کہنے لگے کہ جس کے دل میں حق تعالیٰ کی محبت سما جاتی ہے اوس کے دل سے بے چینی جاتی رہتی ہے۔ پس واجب ہے دونوں جہان کو غیر جانتے اگر ایسا نہ کیا تو عاشق صادق نہیں۔

حضرت داؤد طائیؒ کے عارفانہ کلمات

اسی سلسلہ گفتگو میں غریب نوازؒ نے فرمایا کہ ایک مرتبہ حضرت داؤد طائیؒ جب اپنے حجرہ سے باہر تشریف لائے تو آنکھیں بند تھیں۔ آکر کھڑے ہو گئے۔ ایک درویش نے آپ سے سوال کیا کہ اس میں کیا مصلحت ہے کہ آنکھیں بند کئے ہوئے آپ باہر تشریف لائے ہیں۔ فرمایا کہ پینتالیس سال سے میں نے بایں وجہ آنکھیں بند کی ہیں کہ سوائے دوست کے غیر کو نہ دیکھوں کیونکہ سوائے دوست کے غیر کو دیکھنا شرط محبت نہیں۔ پھر کہنے لگے ایک بزرگ کہتے تھے کہ قیامت کے دن حق تعالیٰ فرمائے گا کہ اولیاء اللہ کے اعمال جانچو کہ کس سبب سے اُنہوں نے سوائے ہمارے غیر کی محبّت اختیار کی نیز دریافت کرو کہ کس وجہ سے یہ ہماری دوستی کا دم بھرتے تھے جبکہ غیر کی محبّت میں راحت پاتے تھے۔

خواجہ ابوسعید ابوالخیرؒ کے عارفانہ کلمات

ارشاد ہوا کہ خواجہ ابوسعید ابوالخیرؒ فرمایا کرتے تھے کہ حق تعالیٰ جب کسی بندے کو اپنا دوست بناتا ہے تو اس کو اپنی محبّت عطا کرتا ہے۔ پھر وہ بندہ اسی طرح کے کاموں سے خوش ہوتا ہے اور دوست اس کو اپنی طرف کھینچ لیتا ہے تاکہ ذاتِ حق سے واصل ہو جائے۔

عشقِ خدا

غریب نوازؒ نے ارشاد فرمایا کہ ایک مرتبہ میں نے ایک مرد باخدا کو دیکھا کہ محوِ خیالِ دوست تھے مگر نابینا تھے۔ دریافت کیا کہ کتنے عرصہ سے آپ نابینا ہیں۔ کہنے لگے کہ جب دوست نے مجھ پر شفقت فرمائی اور میرا کام یہاں تک پہونچا کہ میری نظر اس یکتا کے جلال و عظمت پر پڑنے لگی تو ایک روز میری نظر غیر پر پڑ گئی پس آواز آئی کہ اے مدعی ہم سے محبّت کرتا ہے اور غیر کو نظر میں جگہ دیتا ہے اس آواز کے سننے سے میں ایسا شرمندہ ہوا کہ بیان سے باہر ہے میں نے بدرگاہ حق دعا مانگی کہ وہ آنکھ جو تیرے سوا کسی غیر کو دیکھے اندھی ہو جائے۔ ابھی یہ بات پوری نہ کہنے پایا تھا کہ میری آنکھوں کی بینائی جاتی رہی۔

پھر ارشاد فرمایا کہ جب حق سبحانہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السّلام کو پیدا کیا تو ارشاد ہوا اتنا زاد اکر دیعنی دل میں ہماری محبّت رکھو اور جان میں اس کو متمکن جانو اور سر میں سودائے محبت کو جگہ دو۔ تمہیں اس لئے پیدا کیا ہے کہ ہمیں جانو اور مانو اور ہم سے محبّت کرو۔

اسی موقعہ پر فرمایا کہ ایک اہل طریقت بزرگ کو دیکھا کہ بار بار سجدے میں سر رکھتے تھے اور کہتے تھے اے خدا کل قیامت کے دن مجھ کو نابینا اٹھانا۔ دریافت کیا گیا یہ کیسی دعا ہے جواب دیا کہ جو شخص دوست کو دیکھے اُس کو لازم نہیں کہ قیامت کے دن کسی غیر پر نظر ڈالے اور دوست نہ ہو۔

شانِ درویشی

پھر غریب نوازؒ نے حکایت بیان فرمائی کہ ایک صاحب فقیر درویش کی یہ عادت تھی کہ جو چیز ان کو فتوحات سے ملتی وہ سب درویشوں میں تقسیم کر دیا کرتے تھے۔ کوئی آنے جانے والا محروم نہ رہتا تھا وہ اپنی جھونپڑی میں پڑے رہتے تھے۔ ایک مرتبہ دو صاحب ولایت درویش ان کے پاس پہونچے اور پانی طلب کیا وہ درویش جھونپڑی کے اندر گئے اور دو روٹیاں ایک کوزہ پانی کا لا کر پیش کیا چونکہ یہ دونوں بھوکے بھی تھے دونوں نے وہ روٹیاں کھائیں اور پانی پیا پھر ایک نے دوسرے کی طرف دیکھا اور کہا یہ فقیر اپنا کام کر چکا ہے اب ہم کو بھی کچھ کرنا چاہیئے۔ ایک نے کہا اسے دُنیا دوں دوسرے نے کہا دُنیا کے

سبب سے یہ گمراہی میں پڑ جائے گا۔ جواب دیا کہ دنیا اس کو عقبیٰ کمانے کے واسطے دی جاتی ہے پس دعا کی اور رخصت ہو گئے۔ بالآخر اس درویش کو ایسا موقعہ پیش آیا کہ ہزار من کھانا اوس کے باورچیخانہ سے مساکین کو تقسیم ہونے لگا۔

حضرت خواجہ حسن بصریؒ کا ارشاد

غریب نوازؒ نے فرمایا کہ حضرت خواجہ حسن بصری علیہ الرحمۃ سے دریافت کیا گیا کہ عارف کس کو کہتے ہیں جواب دیا جو دُنیا سے غرض نہ رکھے اور جو کچھ اس کے پاس ہو دوست کی محبّت میں تقسیم کردے۔

عارفوں کی خصلت خلوص ہے

فرمایا اے عزیزا اچھے ہیں وہ درویش اس زمانہ کے جو یکجا بیٹھ کر آپس میں خلوص و محبّت کے ساتھ ایک دوسرے سے باتیں کرتے ہیں اور صفائیاں حاصل کرتے ہیں وہ درویش برے ہیں جو ایک دوسرے سے نہ ملیں اور دور رہیں یاد رکھو یہ بری بات ہے۔

حضرت خواجہ سمنون محبؒ کا ذکر خیر

پھر اس مجلس میں ارشاد فرمایا کہ ایک مرتبہ خواجہ سمنون محب محبّتؒ کا تذکرہ کر رہے تھے کہ ہوا میں سے ایک پرند نیچے آکر ان کے سر پر بیٹھ گیا اور چونچ مارنے لگا پھر وہ ہاتھ پر اتر کر بیٹھ گیا پھر زمین پہ بیٹھ کر چونچ مارنے لگا یہاں تک کہ اس کی چونچ سے خون نکلنے لگا آخر گر پڑا اور مر گیا۔

توکل عارفاں

مولانا بہاالدین صاحبؒ تفسیر۔ شیخ احدالدین کرمانی اور چند درویش حاضر مجلس تھے عارفوں کے توکل کے بارے میں گفتگو ہو رہی تھی۔ حضور غریب نوازؒ نے ارشاد فرمایا کہ عارفوں کا توکل یہ ہے کہ سوائے حق تعالیٰ کے کسی غیر سے مدد نہ چاہیں اور کسی کی طرف توجہ نہ کریں۔

پھر اس موقعہ پہ یہ حکایت بیان فرمائی کہ حضرت ابراہیم خلیل اللہ سے جبرئیل نے دریافت کیا کہ آپ کیا حاجت رکھتے ہیں۔ جواب دیا تم سے نہیں۔ چونکہ وہ نفس کی قید سے آزاد ہو چکے تھے اس لئے فرمایا کہ جب حق تعالےٰ ظاہر و باطن کا جاننے والا موجود ہے تو پھر کسی اور سے کیوں مدد مانگوں۔

پھر فرمایا کہ خواجہ جنیدؒ سے پوچھا گیا کہ عارف کس کو کہتے ہیں جواب دیا جو دل کو تین چیزوں پر بھروسہ کرنے سے بری کردے اول علم۔ دوئم عمل سوئم خلوت یعنی جب تک ان تینوں پر بھروسہ ہے توکل

ثابت نہیں۔

عارف پھر فرمایا کہ ایک بزرگ سے عارف کی علامت دریافت کی گئی کہنے لگے عارف وہ ہو سکتا ہے جو سوائے حق کے کسی سے محبت نہ کرے اور اسے کوئی دوسرا نظر نہ آئے۔

پھر فرمایا کہ میں نے ایک بزرگ سے یہ بھی سنا ہے کہ جب تک یہ چیزیں کسی میں نہ ہوں عارف نہیں ہے اول موت کو دوست رکھے دویم بے قراری کے وقت ذکر مولا سے راحت وانس حاصل کرے سویم دوست کی آمد کے وقت مضطرب ہو جائے۔ اور تفکر خاص کے وقت اس کی نظر حق پر رہے

کلمات حضرت شیخ شہاب الدین عمر سہروردی رحمۃ اللہ علیہ فرمایا میں نے اپنے بھائی شیخ شہاب الدین عمر سہروردیؒ سے سنا ہے کہ دنیا میں دو چیزیں بہت خوشتر ہیں اول صحبت فقرا دویم حرمت اولیا۔

سرور عالم کا قول فرمایا لوگوں میں وہ ضعیف ترین ہے جو اپنی بات پر قائم نہ رہے۔

حضرت آدم علیہ السلام کے ساتھ رونے والوں کا قصہ فرمایا جب حضرت آدم علیہ السلام پر ناراضگی ہوئی تو ان کے ساتھ ان کا عصار دیا اور تمام چیزیں بھی روئیں مگر سونا چاندی نہیں روئے حق تعالےٰ نے دریافت فرمایا کہ تم کیوں نہیں روئے۔ دونوں نے عرض کیا کہ ہم تیرے خطاوار کے لئے کیا روئیں۔ حق تعالیٰ کا ارشاد ہوا کہ اپنی بزرگی کی قسم تمہاری قیمت اور عزت اولاد آدم پر آشکارا کردوں گا اور ان کو تمہارا خادم بناؤں گا۔

حضرت جنید البغدادیؒ کے اقوال فرمایا ایک مرتبہ حضرت جنیدؒ سے دریافت کیا گیا کہ رضائے محبت کیا ہے۔ فرمایا اگر ساتوں دوزخ عاشق کے سیدھے ہاتھ پر رکھدئے جائیں تو وہ یہ بھی نہ کہے کہ یہ دست چپ پر رکھنا تھے۔ پھر ان سے دریافت کیا گیا کہ بندہ پر اوّل فرض کیا ہے۔ جواب دیا معرفت پھر کہنے لگے اللہ تعالیٰ نے چیزوں کے اندر چیزوں کو پوشیدہ کیا ہے۔ اور ہر چیز میں قریب نظر ہے۔

دوستان خدا فرمایا محبت کے باب میں "اسرار الاولیا" میں لکھا ہے کہ حق تعالیٰ جب اپنے دوستوں کو قیامت کے دن زندہ فرمائے گا۔ تو اپنے نور سے ان کے چہرے تاباں کرے گا۔ چنانچہ سرور عالم نے

حق کو حق سے دیکھا۔ وہاں۔زماں۔کام اور مکان کچھ نہ تھا۔کیونکہ اس کی حضوری مکان اور صفات سے بھی مجرّد ہے۔ وہاں حق ہی حق ہے۔

عشاق اور روز قیامت فرمایا روز قیامت پر ایمان ہے۔اس دن جب عاشقانِ صادق کو بلایا جائیگا اس وقت اگر کسی عاشق نے صدائے محبّت بلند کی تو گویا وہ صادق اور ثابت قدم نہ رہا۔اس کو شرمندگی حاصل ہوگی۔اس کو اپنا چہرہ دوستانِ صادق سے چھپانا پڑے گا۔اور ایک آواز آئیگی کہ یہ دعویٰ کرنے والے عاشقان صادق نہیں ہیں ان کو ہمارے عاشقوں میں سے علیحدہ کردو۔

حضرت مالک دینار رح کا ارشاد فرمایا سلوک میں آیا ہے کہ ایک روز حضرت مالک دینار رح سے حق تعالیٰ کی ملازمت کے متعلق دریافت کیا گیا جواب دیا جو دوست کی ملازمت کرتا ہے اسکو وصال دوست میسر ہوتا ہے۔

رازِ محبت فرمایا ایک جنگل میں ایک درویش کو دیکھا گیا کہ مر گئے ہیں مگر ہنس رہے ہیں۔پوچھا گیا کہ مر گئے ہو پھر بھی ہنس رہے ہو اس کا کیا سبب ہے۔ جواب دیا محبت کا یہی راز ہے۔

بی بی رابعہ بصری کے عارفانہ کلمات فرمایا رابعہ بصری رح سے دریافت کیا گیا کہ افضل ترین عمل کیا ہے۔جواب دیا پابندی کے ساتھ خوش اوقات رہنا۔جو کوئی بزرگی کا دعویٰ کرے وہ جھوٹا ہے اس کی مراد ابھی زندہ ہے مگر محبت میں وہ مرد ہے جو اپنی مراد کو فنا کر کے حق کے ساتھ باقی رہے۔ اور اس کا نام وہ ہوتا ہے جو حق تعالیٰ کی طرف سے رکھا جاتا ہے۔اور حق تعالیٰ اس کو دوست کے لقب سے یاد کرتا ہے اور وہ جواب نہیں دیتا مگر عبادت سے۔کیونکہ اہل محبّت میں نہ اسم ہے نہ رسم۔

حضرت خواجہ عثمان ہارونی رح کے عارفانہ کلمات پھر فرمایا کہ میں نے شیخ الاسلام حضرت خواجہ عثمان ہارونی قدس سرہ کی زبان مبارک سے سُنا ہے کہ اہل محبّت سوائے دوست کے اور کسی غیر سے محبّت نہیں رکھتے۔اس لئے کہ جو کوئی غیر سے شاد ہوا رنج و بلا میں مبتلا ہوا۔اور جو حق تعالیٰ سے دوستی نہیں رکھتا وہ ہر قسم کی وحشت میں مبتلا ہو جاتا ہے جو مبتلائے دوست نہیں وہ ہیچ در ہیچ ہے۔

اقسام توبہ فرمایا اہل سلوک کے نزدیک توبہ کی تین قسمیں ہیں اوّل کم کھانا کہ روزہ کی شرط ادا ہو جائے دوسرے عبادت کے لئے کم سوتا تیسرے دعا کیلئے کم بولنا۔

اوّل خوف ۔ دوئم رجا سوئم محبّت ۔ پس خوف کے ضمن میں ترک گناہ ہے تاکہ دوزخ سے نجات ملے ۔ اور رجا کے ضمن میں طاعت کرتا ہے تاکہ بہشت حاصل ہو اور منزل پر پہونچکر حیات ابدی حاصل ہو اور محبّت کے ضمن میں فکر میں مشغول رہتا ہے تاکہ حق کی رضا حاصل ہو ۔

موت کا تذکرہ (اجمیر میں) جامع مسجد قائم کی جا چکی تھی اور بہت سے اصفیا اور ان کے عزیزان و مریدان موجود تھے ملک الموت کے بارہ میں گفتگو ہو رہی تھی غریب نوازؒ نے ارشاد فرمایا کہ دُنیا بغیر ملک الموت کے بے قیمت تھی ۔ عرض کیا گیا کس طرح ۔ فرمایا اس باب میں یہ حدیث شریف وارد ہے ۔ الموت جسرٌ یوصل حبیب الی الحبیب یعنی موت ایک پل ہے جس پر سے گذر کر دوست دوست سے مل جاتا ہے (دلیل العارفین)

مرید کو راسخ الاعتقاد ہونا چاہیئے حضرت بابا فرید الدین گنج شکرؒ نے کہا کہ حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ ایک مرتبہ میں نماز نفل میں مشغول تھا شیخ الاسلام حضرت خواجہ معین الدین قدس سرہٗ نے مجھے آواز دی ۔ میں نے فوراً نماز ترک کرکے کہا حاضر ارشاد ہوا آؤ جب میں خدمت اقدس میں پہونچا دریافت فرمایا کیا کر رہے تھے ۔ عرض کیا نماز میں مشغول تھا ۔ جب حضور کی آواز سُنی ترک نماز نفل کرکے حاضر خدمت ہو گیا ۔ فرمایا بہت اچھا کیا ۔ یہ امر نماز نفل سے فاضل تر تھا ۔ کیونکہ کار دین میں اپنے پیر سے عقیدت رکھنا بڑا کام ہے ۔ (فوائد السالکین)

ماں باپ کے پکارنے پر بھی نوافل نماز ترک کرنے کا حکم ہے (مؤلف)

پھر اسی باب میں حضرت قطب الاقطابؒ نے فرمایا کہ ایک مرتبہ میں شیخ الاسلام حضرت خواجہ معین الدین قدس سرہٗ کی خدمت اقدس میں حاضر تھا اور اہل صفہ بھی موجود تھے ۔ اولیاء اللہ کا تذکرہ ہو رہا تھا ۔ اس درمیان میں ایک شخص بیعت ہونے کے لئے حاضر خدمت ہوا اور آپ کے قدموں پر سر رکھا ۔ غریب نوازؒ نے فرمایا بیٹھو اس نے کہا میں مرید ہونے کے لئے حاضر ہوا ہوں آپ اس وقت اپنے حال میں تھے فرمایا اس شرط سے مرید ہو سکتے ہو کہ ایک مرتبہ کہو لا الٰہ الا اللہ چشتی رسول اللہ چونکہ وہ راسخ الاعتقید تھا اس لئے فوراً اسی طرح کہا ۔ غریب نوازؒ نے اس کو مرید کرنے کے لئے ہاتھ بڑھا دیا اور خلعت خاص سے سرفراز فرمایا

(فوائد السالکین)

اگرچہ سرسری نظر سے دیکھنے میں مذکورہ بالا الفاظ شرعاً قابل اعتراض معلوم ہوتے ہیں مگر لغوی معنے کے پیش نظر ہرگز قابل اعتراض نہیں ہیں۔ نیز صاحبان حال نے اس قسم کے کلمات اکثر فرمائے ہیں چنانچہ سید الطائفہ حضرت جنید البغدادیؒ اور حضرت بایزید بسطامیؒ وغیرہ کے حالات میں بھی ایسے واقعات موجود ہیں۔ بلکہ خود سرور عالم نے بھی طوائف میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے سرگوشی کرنے کے موقعہ پر ارشاد فرمایا" میں نے ان سے سرگوشی نہیں کی بلکہ خدا نے کی" نیز ایک دوسرے موقعہ پر ارشاد ہوتا ہے "جس نے مجھے دیکھا اس نے خدا کو دیکھا (مولف)

(ب) تعلیم معرفت بذریعہ ارشادات عالیہ

خوش قسمت ہیں وہ لوگ جو آپ کے اقوال کو رہنما بنا کر دینی دنیاوی فلاح و بہبودی حاصل کرتے ہیں اور ان نورانی اقوال کی روشنی میں راہ طریقت طے کرتے ہیں نظر غور سے دیکھا جائے تو اقوال ہی پر لبظاہر ہدایت و رہنمائی کا انحصار ہے۔ اگر ایک طرف قرآن مجید فرمان الٰہی ہے تو دوسری طرف احادیث نبوی ارشادات سرور عالم ہیں۔ اور یہی دو بیش بہا نعمتوں پر اصلاح صوری و معنوی کے پیش نظر قیام امن عالم کی بنیاد ہے بزرگان دین کے اقوال بھی ان ہی دونوں قسم کے ارشادات کی تشریح ہوا کرتے ہیں۔ اور طالبان حق ان سے لطف اندوز بھی ہوتے ہیں اور ظاہری و باطنی مفاد بھی حاصل کرتے ہیں۔

چنانچہ حضور غریب نوازؒ کے ارشادات عالیہ و کلمات طیبہؒ بھی اہل نظر کے لئے حامل صد برکات و فیوض ہیں۔ خدا ہمیں ان پر عمل کرنے اور سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ ارشادات حسب ذیل ہیں۔

۱۔ عاشق کا دل آتش کدۂ محبت ہے۔ جو کچھ اس میں آتا ہے نیست و نابود ہو جاتا ہے۔ اس لئے کہ کوئی آتش بالاتر آتش محبت سے نہیں۔

۲۔ عاشق کا شور و فریاد اسی وقت تک ہے جب تک کہ وہ مشاہدہ سے دور ہے جب مشاہدہ کو پہونچا ساکت ہو گیا جس طرح ندی نالوں کی آواز زور شور سے آتی ہے مگر جب وہ دریا میں پہونچتے ہیں ساکت ہو جاتے ہیں

۳۔ نشانِ محبت یہ ہے کہ تو دوست کا فرماں بردار رہے۔ اور ڈرتا رہے کہ کہیں دوست بیزار نہ ہو۔

۴۔ تسلیم و دعویٰ ایک جگہ جمع نہیں ہو سکتے۔
۵۔ عارف وہ ہے کہ جو کچھ چاہے اُس کے سامنے موجود ہو جائے اور جس سے کلام کرے اُس سے جواب پائے۔
۶۔ عارف وہ ہے کہ ماسوا کو دل سے دور کردے۔ تاکہ یگانہ ہو جائے۔ جیسا کہ دوست یگانہ ہے۔
۷۔ عارف وہ ہے کہ ہر وقت ولولۂ عشق اور قدرت آفرینش میں متحیّر ہے۔ اگر کھڑا ہے تو دوست کے وہم میں ہے۔ اگر بیٹھا ہے تو دوست کے ذکر میں ہے۔ اگر خواب میں ہے تو دوست کے خیال میں۔ اگر بیدار ہے تو دوست کے حجاب غفلت کے گرد طواف میں ہے۔
۸۔ عارف محبت وہ ہے جس کو ماسوا سے محبت نہ رہے۔
۹۔ عارف محبت میں اس وقت کامل ہوتا ہے کہ ساری باتیں درمیان سے اُٹھ جائیں۔ یا دوست رہے یا وہ خود۔
۱۰۔ عارف کی کمالیت یہ ہے کہ ہمیشہ دوست کی راہ میں جلتا رہے۔
۱۱۔ عارف وہ ہے کہ جب صبح کو اُٹھے تو رات کی باتوں میں سے کچھ یاد نہ ہو۔
۱۲۔ عارف معرفت کو نہیں پہونچا جب تک کہ معارف کی یاد نہ ہو۔
۱۳۔ عارف وہ ہے جس پر ہر روز عالم غیب سے سو ہزار اور ہر گھڑی میں چند ہزار تجلیات نازل ہوں اور دم بدم اس میں حال پیدا ہوتا رہے۔
۱۴۔ عارف اس کو کہتے ہیں کہ اگر ہر روز لاکھ کرشمہ تجلّی کے اوس پر نازل ہوں تو وہ شمّہ بھر بھی اظہار نہ کرے۔
۱۵۔ عارف کا کمترین درجہ یہ ہے کہ صفات حق تعالیٰ اس میں پیدا ہوں اور کمال درجہ یہ ہے کہ اگر کوئی دعویٰ کے ساتھ اُس کے سامنے آوے تو اس کو بقوت کرامت ملزم بنادے۔
۱۶۔ عارف وہ ہے کہ تمام علوم جانے۔ اور لاکھوں معنی ظاہر کرے اور ہر وقت بحر معانی میں شناوری کرتا رہے تاکہ گوہر اسرار انوار الٰہی اس سے نکالے اور جوہریان بصر کو دکھائے کہ وہ پسند کریں اور جانیں کہ وہ عارف ہے۔
۱۷۔ عارف راہ محبت وہ ہے جو کونین سے دل برداشتہ ہو۔

۱۸۔ عارف ترین خلق وہ ہے کہ متحیّر ہو۔

۱۹۔ عارف کا توکل سوائے ذات پاک حق تعالیٰ کے کسی پر نہیں ہوتا اور نہ اُس کا التفات کسی کی طرف ہوتا ہے

۲۰۔ عارف کا توکّل حق تعالیٰ کے ساتھ اس طرح کا ہوتا ہے کہ گویا عالم سکر میں متحیّر ہے متوکل درحقیقت وہ ہے کہ رنج و محنت خلق میں نہ کسی سے شکایت کرے نہ حکایت۔

۲۱۔ عارف مثل آفتاب کے تمام عالم پر نور افشاں ہے اور اُس کے نور سے تمام عالم روشن ہے۔

۲۲۔ عارف کامل کی وہ نظر ہوتی ہے کہ جو کچھ تقدیر میں ہوتا ہے اس کا معائینہ کرتا ہے۔

۲۳۔ عارف کی علامت یہ ہے کہ موت کو دوست رکھے۔ راحت کو ترک کرے۔ ذکر الٰہی سے اُنس حاصل کرے۔

۲۴۔ عارف کے تین رکن ہیں۔ اوّل ہیبت۔ دوئم تعظیم۔ سوئم حیا۔ ہیبت یہ ہے کہ اپنی تقصیرات سے منفعل رہے تعظیم یہ ہے کہ ہمیشہ طاعت میں لگا رہے۔ حیا یہ ہے کہ سوائے حق تعالیٰ کے کسی پر نظر نہ ڈالے۔

۲۵۔ عارف پر کمترین چیز جو ظاہر ہوتی ہے یہ ہے کہ مال و مُلک سے تبرّا کرے۔

۲۶۔ عارف دُنیا کا دشمن اور مولیٰ کا دوست ہوتا ہے اس لئے کہ وہ دُنیا سے کنارہ کئے ہوئے ہے اور غل و غش اور حسدات سے مبرّا ہے۔

۲۷۔ عارف وہ ہے کہ عام سلوک میں سوائے حق تعالیٰ کی ذات کے کسی سے یاری کا خواستگار نہ ہو۔

۲۸۔ عارف سوائے حق تعالیٰ کی یاد کے دوسری بات زبان پر نہیں لاتا۔ جس نے حق تعالیٰ کو پہچانا اور اُس نے خلق سے عُزلت اختیار نہ کی تو سمجھو اس میں کوئی نعمت نہیں۔

۲۹۔ مرید کو چاہیئے کہ ایک ذرّہ بھر پیر کے فرمان سے متجاوز نہ ہو۔ اور جو کچھ کہ پیر نسبت نماز و تسبیح و درود و وظائف کے فرمائے اُس کو گوش و ہوش سے سُنے اور اُسکی پوری تعمیل کرے تاکہ مقام کو پہنچے۔

۳۰۔ پیر مرید کا مشاطہ ہے۔ اس لئے کہ پیر کی ترطیب مرید کی کمالیت حال کے لئے ہوتی ہے۔

۳۱۔ بندہ کو حق تعالیٰ سے اسقدر نسبت پیدا کرنی چاہیئے کہ جو کچھ وہ چاہے وہ قبول کرے اور اگر اس [illegible]

نہ ہو تو اس کو درویش نہیں کہنا چاہیئے۔

۲۲- جو شخص دوزخ اور خوف قیامت سے محفوظ رہنا چاہے اسکو چاہیئے کہ حق تعالیٰ کی وہ طاعت بجالائے جو حق تعالیٰ کے نزدیک تمام طاعتوں سے افضل و بہتر ہو۔ حضرت قطب الاقطاب رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ وہ کون سی طاعت ہے۔ فرمایا کہ درماندوں کی فریاد کو پہونچنا۔ بیچاروں کی حاجت روائی کرنا۔ بھوکوں کا پیٹ بھرنا جس نے جو نعمت پائی سخاوت سے پائی اور جو متقدمان سے ہوا صفا سے ہوا اس راہ میں دو چیزوں کی بدولت قرار داستقامت ہے۔ ایک ادب عبودیت دوسرے تعظیم حق۔

۲۳- افضل ترین اوقات وہ ہیں جن میں خاطر وسواس نفس سے بیجا رہے۔

۲۴- اہل سلوک کے یہاں توبۃ النصوح تین چیزیں ہیں اوّل کم کھانا روزے کے واسطے۔ دویم کم سونا طاعت کے واسطے سویم کم بولنا دعا کیواسطے۔

۲۵- اوّل خوف۔ دویم رجا۔ سویم محبّت۔ پس خوف کے ضمن میں ترک معصیت ہے تاکہ آتش دوزخ سے نجات ہو۔ اور رجا کے ضمن میں طاعت ہے تاکہ بہشت و منزلت اور حیات ابدی حاصل ہو۔ اور محبّت کے ضمن میں انھما د ذکر ہے تاکہ حق تعالیٰ کی رضا حاصل ہو۔

۲۶- توبہ اہل محبّت کی تین طرح سے ہے اوّل ندامت۔ دوم ترک معصیت۔ سویم مظالم وخصومت سے پاک رہنا۔

۲۷- جب درویش کو حلاوت پیدا ہوتی ہے۔ وہ حلاوت اس کی حجاب ہو جاتی ہے۔

۲۸- حاجی جسم کے ساتھ خانہ کعبہ کا طواف کرتے ہیں۔ اس کے سوا انھیں کچھ نہیں چاہیئے وہ مشاہدہ سے غافل ہیں اور اہل محبّت وعاشقان اس راہ کے دل کے ساتھ گرد عرش وحجاب عظمت کے طواف میں ہوتے ہیں۔ جب مشاہدہ نہیں پاتے فریاد کرتے ہیں۔ اور لقا چاہتے ہیں۔ میں نے ایک مدت تک خانہ کعبہ کا طواف کیا۔ جب میں حق تعالیٰ سے واصل ہوا تو کعبہ میرا طواف کرنے لگا۔ جب میں منزل قرب کو پہونچا تو کوئی زحمت نہ رہی۔ اہل دنیا کو دنیا میں مشغول دیکھا اور اہل آخرت کو محجوب اور

مدعیون کو دعوی میں ۔ اور ارباب تقوی کو تصوف میں پایا ۔ میں نے سب سے کنارہ کشی اختیار کی ۔

۳۹ - عاشق ہر وقت محوِ عشق ہوتا ہے ۔ اگر کھڑا ہے تو دوست کے ذکر میں ۔ اور اگر طواف میں ہے تو اُس کی ہیبت و عظمت میں ہے ۔

۴۰ - اہل عشق وہ ہیں کہ اگر نماز صبح ادا کریں تو دوسری نماز صبح تک محوِ خیال دوست رہیں ۔

۴۱ - عارف محبت میں وہ ہے جو سوائے ذکر حق تعالی کے کسی چیز کو دوست نہ رکھے ۔

۴۲ - غلبات شوق میں اہل توکل کے لئے ایک ایسا وقت ہے کہ اگر اُس وقت اُن کو ذرّہ ذرّہ کردیں تو اُن کو خبر نہ ہو

۴۳ - حق تعالی کے ایسے عاشق ہیں کہ جن کو حق تعالی کی دوستی نے ایسا خاموش کردیا کہ وہ نہیں جانتے کہ عالم کے اندر کوئی چیز موجود ہے یا نہیں ۔

۴۴ - جس شخص کے دل میں حق تعالی کی دوستی جاگزیں ہو جاتی ہے وہ دونوں عالم میں کسی کی طرف نہیں دیکھتا ۔ اور اگر دیکھے تو عاشق صادق نہیں ۔

۴۵ - راہِ محبت میں عاشق صادق وہ ہی ہے جو دونوں عالم کو دل سے دور کردے ۔

۴۶ - حق تعالی کی محبت میں صادق وہ ہی ہے کہ مادر و پدر و فرزند و برادر سے رشتہ توڑ کر اور سب سے بیزار ہو کر خدا اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف متوجہ رہے ۔

۴۷ - ایثار عارفاں بے نیازی ہے ۔ اور ایثار محبان آرزو ہے ۔

۴۸ - صادق محبت وہ ہے کہ بلائے دوست کو برغبت قبول کرے ۔

۴۹ - بیس برسوں ترک و تجرید و ریاضات و مجاہدات کا مجاور رہا ۔ انجام کار سوائے ہیبت مجھ کو کچھ نصیب نہ ہوا

۵۰ - جب بندہ صیقل محبت حق سے زنگار لوث دنیاوی کو اپنے آئینہ دل سے دور کرتا ہے تو اس کو حق تعالی کے ذکر کے ساتھ موانست ہوتی ہے اور ہستی غیر کو درمیان سے اُٹھاتا ہے تو یگانۂ حق ہوتا ہے ۔ اور جب تک ایسا نہیں کرتا حق تعالی سے واصل نہیں ہوتا ۔

۵۱ - اہل سلوک کے درمیان محبت میں ایک علم ہے کہ کسی عالم کو اُس کی خبر نہیں ۔ اور زہد میں ایک طاعت ہے کہ کوئی زاہد اُس سے آگاہ نہیں ۔ اور وہ ایک راز ہے کہ دونوں عالم سے باہر ہے ۔ اسکو اہل محبت

اور اہل عشق ہی جانتے ہیں۔ جب کوئی ان دونوں عالم میں ثابت ہوتا ہے اور اس راز کو جانتا ہے تو ہرگز کوئی اُس کو نہیں دیکھتا۔

۵۲۔ راہ محبت وہ راہ ہے کہ جب کوئی دوست کے عشق میں اس راہ پر آیا بے نام و نشان ہوا۔

۵۳۔ یہ سب گفتگو و شغل و حرکت کہ زاہد عشق و سلوک و طائفہ عشق سے وجود میں آتے ہیں۔ باہر پردہ کے ہیں جہاں پردہ میں جگہ پائی خاموشی و سکوت و آرام پیدا ہوگیا۔

۵۴۔ یہ دلیری خواجہ کی اُسی وقت تک ہے جب تک حضرت دوست سے غائب اور اپنا عاشق بنا ہوا ہے جب حضوری نصیب ہوئی تو مجال گفتگو کی کہاں۔

۵۵۔ کسی نے پوچھا بقا کیا ہے فرمایا عین حق۔ پوچھا تجرید کیا ہے۔ فرمایا غیر سے قطع اور دوست سے مل جانا۔

۵۶۔ علم ایک دریائے محیط ہے۔ اور معرفت اس کا چشمہ۔ پس کجا مولیٰ و کجا بندہ۔ علم خدا کے واسطے ہے۔ اور معرفت بندہ کے واسطے۔

۵۷۔ مرید مستحق فقر کا اس وقت ہوتا ہے جب عالم فانی میں باقی رہے۔

۵۸۔ دُنیا میں دو باتوں سے خوشتر کوئی بات نہیں۔ اوّل صحبت فقرا۔ دوم حرمت اولیا۔

۵۹۔ اہل محبّت بلا واسطہ دوست کا کلام سنتے ہیں۔

۶۰۔ عارف کا دل ایسا ہونا چاہیئے کہ اپنے حال سے فانی اور مشاہدہ دوست میں باقی ہو۔

۶۱۔ ملازمت پروردگار کی عبادت سے حاصل ہوتی ہے۔

۶۲۔ جو بزرگی کا دعویٰ کرتا ہے قید میں ہوتا ہے۔

۶۳۔ موت کے واسطے ہمیشہ آمادہ رہو۔

۶۴۔ جسے محبت ہوتی ہے اُسے فقر سے وحشت نہیں ہوتی۔

ہمارے خواجگان قدس اللہ اسرارہم نے چودہ مقام اختیار کئے ہیں۔ اور اُن کو اپنا دستور العمل بنایا ہے اور بسبب اُن کے منزل گاہ قرب و کمال کو پہونچے ہیں۔ اوّل مقام تائبان کہ اشارہ حضرت آدم علیہ السّلام کے مقام کی طرف ہے دوم مقام عابدان کہ مقام حضرت ادریس علیہ السّلام کا ہے۔ سوم مقام زاہدان کہ مقام

حضرت مسیح علیہ السّلام کا ہے ۔ چہارم مقام راضیان کہ مقام حضرت ایوب علیہ السّلام کا ہے پنجم مقام قانعان کہ مقام حضرت یعقوب علیہ السّلام کا ہے ۔ ششم مقام جاہدان کہ مقام حضرت یونس علیہ السّلام کا ہے ۔ ہفتم مقام صدیقاں کہ مقام حضرت یوسف علیہ السّلام کا ہے ۔ ہشتم مقام متفکراں کہ مقام حضرت شعیب علیہ السّلام کا ہے ۔ نہم مقام مترشدان کہ حضرت شیث علیہ السّلام کا ہے ۔ دہم مقام صالحان کہ مقام حضرت داؤد علیہ السّلام کا ہے ۔ یازدہم مقام مخلصاں کہ مقام حضرت نوح علیہ السّلام کا ہے ۔ دوازدہم مقام عارفاں کہ مقام حضرت خضر علیہ السّلام کا ہے ۔ سیزدہم مقام شاکران یہ مقام حضرت ابراہیم علیہ السّلام کا ہے چہاردہم مقام محبان کہ یہ مقام حضرت سرور کائنات علیہ الصلوٰۃ والسّلام ہے ۔

۶۵۔ اہل طریقت کے لئے دس شرطیں لازم ہیں ۔ اوّل طلب حق دوم طلب مرشد سوم ادب چہارم رضا پنجم محبّت و ترک فضول ششم تقویٰ ۔ ہفتم استقامت شریعت ۔ ہشتم کم کھانا و کم سونا ۔ نہم عزلت اختیار کرنا خلق سے ۔ دہم روزہ نماز ۔

۶۶۔ اہل حقیقت کے لئے بھی دس شرطیں لازم ہیں ۔ اوّل یہ کہ معرفت میں کامل ہو ۔ اور خدا رسیدہ ہو ۔ دوم یہ کہ نہ رنج ہو نہ رنجیدہ کرے اور نہ کسی کی بدی خیال میں لاوے ۔ سویم یہ کہ حق تعالیٰ کی راہ دکھلاوے اور خلق کو ایسی بات بتا دے جس میں فائدہ دنیا و آخرت کا مترتب ہو ۔ چہارم تواضع ۔ پنجم عزلت ششم یہ کہ ہر شخص کو عزیز و محترم جانے اور اپنے کو سب سے حقیر اور کمتر شمار کرے ۔ ہفتم رضا و تسلیم ۔ ہشتم ہر ایک درد و رنج میں صبر ۔ نہم سوز و گداز و عجز نیاز ۔ دہم قناعت و توکّل ۔

(مسالک السالکین)

(ج) فیضان معرفت بذریعہ مکتوبات مبارکہ

سنا ہے خط ملجاتا ہے تو گویا آدھی ملاقات ہو جاتی ہے۔ لہٰذا وہ مشتاق نظریں جو آپ کے جمال جہاں آرا کو ڈھونڈتی ہیں۔ وہ دل جو آپ پر نثار ہونے کے آرزومند ہیں وہ سر جو آپ کے قدموں پر جھکنے کی تمنا رکھتے ہیں۔ وہ روحیں جو آپ کا طواف کرنے کی جویاں ہیں۔ اور وہ ذرّات ہستی جو آپ کا نقش قدم بننے کے لئے بے چین ہیں۔ ان مکتوبات مبارکہ کی زیارت سے نصف قدمبوسی کا لطف اوٹھائیں گے اور فیوض مکتوبات سے گنجینۂ حاصل کریں گے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مکتوب اوّل اللہ الصمد کے اسرار سے واقف لم یلد و لم یولد کے انوار کے ماہر میرے بھائی خواجہ قطب الدین دہلوی اعزّہ اللہ آپ کے مدارج کو زیادہ کرے۔ فقیر معین الدین سنجری کی طرف سے خوشی و خرّمی آمیز اور انس و محبّت سے بھرا ہوا سلام پہونچے۔ مقصود یہ کہ تادم تحریر صحت ظاہری کے سبب مشکور رہوں اللہ آپ کو صحت دارین عطا فرمائے۔

برادرم میرے شیخ خواجہ عثمان ہارونی رحمۃ اللہ فرماتے ہیں کہ سوائے اہل معرفت کے اور کسی کو عشق کے رموز سے واقف نہیں کرنا چاہیئے۔ جب خواجہ شیخ سعدی نے آپ سے پوچھا کہ اہل معرفت کو کیونکر پہچان سکتے ہیں تو خواجہ صاحب نے فرمایا کہ اہل معرفت کی علامت ترک ہے۔ جس میں ترک ہو یقین جانو کہ وہ اہل معرفت ہے اور اُسے خدا شناسی حاصل ہے اور جس میں ترک نہیں۔ اُس میں معرفت حق کی بو بھی نہیں یہ اچھی طرح یقین کرلو کہ کلمۂ شہادت اور نفی اثبات حق تعالیٰ کی معرفت ہے مال و مرتبہ بڑے بھاری بت ہیں انھوں نے بہت لوگوں کو سیدھی راہ سے گمراہ کر دیا ہے اور کر رہے ہیں یہ معبود خلائق بن رہے ہیں بہت لوگ جاہ و جلال کی پرستش کرتے ہیں پس جس نے جاہ جلال و مال کو دل سے نکالدیا اُس نے گویا نفی کردی اور جسے حق تعالےٰ کی معرفت حاصل ہوگئی اُس نے پورا پورا اثبات حاصل کرلیا اور ثبات لاالہ الا اللہ کے کہنے اور اس پر عمل کرنے

حاصل ہوتی ہے پس جس نے کلمۂ شہادت نہیں پڑھا اُسے خدا شناسی حاصل نہیں ہوتی۔ والسّلام۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مکتوب بیست و دوم{ حقایق معارف سے واقف رب العٰلمین کے عاشق میرے بھائی خواجہ قطب الدین ؒ ہوی واضح رہے کہ انسانوں میں سب سے زیادہ دانا وہ فقرا ہیں جنھوں نے درویشی و نامرادی کو اختیار کر رکھا ہے۔ کیونکہ ہر ایک مراد میں نامرادی ہے اور نامرادی میں مراد ہے۔ برخلاف اس کے اہل غفلت نے صحت کو زحمت اور زحمت کو صحت خیال کر رکھا ہے پس دانا وہی ہے جو کسی دنیاوی مراد کا خیال آنے پر فوراً اُسے ترک کر کے نامرادی اور فقر کو اختیار کرلے۔ اپنی مراد کو چھوڑ کر نامرادی سے موافقت کرلے "نامراد تا نہ گردی بامراد کے رسی"

پس مرد کو حق تعالیٰ سے وابستگی لازم ہے جو ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گا۔ اگر اللہ تعالیٰ آنکھ دے تو ہر راہ میں سوائے اُس کے جلوہ کے اور کچھ نہ دیکھے اور دونوں جہان میں جس کی طرف نگاہ کرے اس میں اسکی حقیقت دیکھے۔ دیدہ داری اور آنکھ حاصل کرو۔ کیونکہ اگر غور سے دیکھو تو خاک کا ہر ایک ذرہ جام جہاں نما ہے سوائے ظاہر طاپ اور شوق کے اور کیا لکھوں۔ والسّلام۔ (سوانحعمری سلطان الہند غریب نواز)

(د) تعلیم اوراد و وظائف

حضور خواجہ غریب نواز کا فرمان ہے کہ جو شخص ورد یا وظیفہ پڑھے اس کو لازم ہے کہ کبھی ناغہ نہ کرے اگر دن میں ناغہ ہو جائے تو شب میں پڑھ لے اور کاروبار دنیاوی میں مصروف ہو۔ کیونکہ اس باب میں ارشاد جناب رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ ہے کہ تَارِکُ الوِرد مَلعُون ط اور فرمایا حضرت نے کہ ایک روز مولانا رضی الدین گھوڑے پر سے گر پڑے اور پاؤں ٹوٹ گیا جیسے ہی اپنے مکان پر تشریف لائے سوچا کہ یہ بلا کہاں سے آئی بعدہٗ یاد آیا کہ آج صبح کے وقت حسب معمول یاسین شریف نہیں پڑھی تھی اسی باب میں ایک اور حکایت فرمائی کہ حضرت خواجہ عبداللہ مبارک رحمۃ اللہ علیہ سے وظیفہ ناغہ ہو گیا پس آواز غیب نے آکر کہا کہ اے عبداللہ جو عہد کہ تو نے ہم سے کیا تھا وہ آج توڑ دیا یعنی وظیفہ پڑھنا بھول گئے ان روایات

کا مقصد یہ ہے کہ بحکم پیر و مرشد جو اوراد و وظایف مقرر کئے جائیں وہ ہرگز ناغہ نہوں۔ (اس لئے کہ وظیفہ سے وظیفہ ہے یاد سے یاد ہے) اور حضرت نے یہہ بھی فرمایا کہ جو کچھ مجھے اپنے بزرگان سے ملا ہے میں نے ہمیشہ اوس کے ادا کرنے میں کمی نہیں کی لہذا میں تم کو بھی یہی ہدایت کرتا ہوں کہ ورد و وظیفہ ناغہ نہ کرنا۔

پھر فرمایا جب انسان نیند سے جاگے تو سیدھے پہلو سے اوٹھے اور بسم اللہ الرحمن الرحیم پڑھے اور ضروریات سے فارغ ہو کر وضو باقاعدہ کرے اور دو رکعت نماز تحیۃ الوضو ادا کرے اور جائے نماز پر بیٹھ کر چند آیتیں سورۂ بقر کی پڑھے بعد ازاں ستر آیات سورۂ انعام کی اور ذکر لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ سو بار پڑھے پھر صبح کی سنتیں ادا کرے۔ پہلی رکعت میں سورۂ فاتحہ اور الم نشرح اور رکعت دوم میں سورۂ فاتحہ اور الم ترکیف شریف پڑھ کر نماز ختم کرے۔

اس کے بعد سو مرتبہ سبحان اللہ وبحمدہ۔ سبحان اللہ العظیم وبحمدہ استغفر اللہ ربی من کل ذنب واتوب الیہ پڑھے۔

جب نماز صبح ادا کر چکے تو قبلہ رخ بیٹھے اور دس بار پڑھے لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ لہ الملک وله الحمد یحیی ویمیت وھو حی لا یموت ابداً ابدا ذو الجلال والاکرام بیدہ الخیر وھو علی کل شیٔ قدیر پڑھے پھر سو بار اشہد ان محمد عبدہ ورسولہ پڑھے اور تین مرتبہ یہہ درود شریف پڑھے۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ مَا اخْتَلَفَ الْمَلَوَانِ وَتَعَاقَبَ الْعَصْرَانِ وَتَکَرَّرَ الْجَدِیْدَانِ وَاسْتَقْبَلَ الْفَرْقَدَانِ وَاَلْقِمْ اَنْ بَلِّغْ عَلٰی رُوْحِ مُحَمَّدٍ مِنِّی التَّحِیَّۃَ وَالسَّلَامَ ط اور تین مرتبہ پڑھے یا عزیز یا ذوالجلال اور تین مرتبہ سُبْحَانَ اللّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَلَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ اور سو بار اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ رَبِّیْ مِنْ کُلِّ ذَنْبٍ وَّاَتُوْبُ اِلَیْہِ ط اور تین مرتبہ سُبْحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمْدِہٖ سُبْحَانَ اللّٰہِ الْعَظِیْمِ وَبِحَمْدِہٖ اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ الَّذِیْ لَا اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ غَفَّارُ الذُّنُوْبِ سَتَّارُ الْعُیُوْبِ عَلَّامُ الْغُیُوْبِ کَشَّافُ الْکُرُوْبِ مُقَلِّبُ الْقُلُوْبِ وَاَتُوْبُ اِلَیْہِ تین بار یَا حَیُّ یَا قَیُّوْمُ یَا حَنَّانُ یَا مَنَّانُ یَا دَیَّانُ یَا سُبْحَانُ یَا سُلْطَانُ یَا بَدِیْعَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ یَا ذَا الْجَلَالِ وَالْاِکْرَامِ ط بِرَحْمَتِکَ یَا اَرْحَمَ الرّٰحِمِیْنَ ط و تین مرتبہ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ۔ یَا قَدِیْمُ یَا دَائِمُ یَا حَیُّ یَا قَیُّوْمُ یَا اَحَدُ یَا صَمَدُ

یَا حَلِیْمُ یَا عَظِیْمُ یَا عَلِیُّ یَا نُوْرُ یَا فَرْدُ یَا وِتْرُ یَا بَاقِیْ یَا حَیُّ یَا قَیُّوْمُ یَا حَیُّ اِقْضِ حَاجَتِیْ بِحَقِّ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ اَجْمَعِیْنَ ط پڑھے بعدہٗ ننانوے ۹۹ نام حق تعالیٰ اور پھر ننانوے ۹۹ نام نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے پڑھے کہ وہ یہ ہیں۔ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ مُحَمَّدٌ اَحْمَدُ حَامِدٌ مَحْمُوْدٌ قَاسِمٌ عَاقِبٌ خَاتِمٌ حَاشِرٌ حَیٌّ مَاحِیٌ دَاعِیٌ سِرَاجٌ مُنِیْرٌ بَشِیْرٌ نَذِیْرٌ هَادِیٌ مَهْدِیٌّ رَسُوْلُ الرَّحْمَةِ نَبِیُّ طٰهٰ یٰسٓ مُزَّمِّلٌ مُدَّثِّرٌ صَفِیٌّ خَلِیْلٌ کَرِیْمٌ حَبِیْبٌ مَجِیْدٌ اَحِیْدٌ وَحِیْدٌ تَیْمٌ جَامِعٌ مُقْفٍ مُقْتَفٍی رَسُوْلُ الْمَلَاحِمِ رَسُوْلُ الرَّاحَةِ کَامِلٌ اِکْلِیْلٌ مُصْطَفٰی مُرْتَضٰی مُخْتَارٌ نَاصِرٌ قَائِمٌ حَافِظٌ شَهِیْدٌ عَادِلٌ حَکِیْمٌ نُوْرٌ حُجَّةٌ بَیَانٌ بُرْهَانٌ مُؤْمِنٌ مُطِیْعٌ مُذَکِّرٌ وَاعِظٌ وَاحِدٌ اَمِیْنٌ صَادِقٌ نَاطِقٌ صَاحِبٌ مَکِّیٌّ مَدَنِیٌّ اَبْطَحِیٌّ عَرَبِیٌّ هَاشِمِیٌّ مُضَرِیٌّ اُمِّیٌّ عَزِیْزٌ حَرِیْصٌ رَءُوْفٌ یَتِیْمٌ طَیِّبٌ طَاهِرٌ مُطَهَّرٌ فَصِیْحٌ سَیِّدٌ مُتَّقِیٌّ اِمَامٌ بَارٌّ حَقٌّ مُبِیْنٌ اَوَّلٌ اٰخِرٌ ظَاهِرٌ بَاطِنٌ شَفِیْعٌ مُحَرِّمٌ اٰمِرٌ نَاهِیٌ حَلِیْمٌ شَهِیْدٌ قُرَشِیٌّ مُنِیْبٌ وَلِیٌّ عَبْدُ اللّٰہِ مُحَمَّدٌ کَرَامَةُ اللّٰہِ مُحَمَّدٌ اٰیَةُ اللّٰہِ وَسَلَّمَ تَسْلِیْمًا کَثِیْرًا بِرَحْمَتِكَ یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ ط اس کے بعد تین بار درود پڑھے۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ حَتّٰی لَا یَبْقٰی مِنَ الصَّلٰوةِ شَیْءٌ وَارْحَمْ عَلٰی مُحَمَّدٍ حَتّٰی لَا یَبْقٰی مِنَ الرَّحْمَةِ شَیْءٌ وَبَارِكْ عَلٰی مُحَمَّدٍ حَتّٰی لَا یَبْقٰی مِنَ الْبَرَکَاتِ شَیْءٌ اس کے بعد ایک بار آیۃ الکرسی پڑھے پھر تین بار یہ پڑھے قُلِ اللّٰهُمَّ مٰلِكَ الْمُلْكِ تُؤْتِی الْمُلْكَ مَنْ تَشَاءُ وَتَنْزِعُ الْمُلْكَ مِمَّنْ تَشَاءُ وَتُعِزُّ مَنْ تَشَاءُ وَتُذِلُّ مَنْ تَشَاءُ بِیَدِكَ الْخَیْرُ اِنَّكَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ط اور تین بار قل ھو اللہ احد پوری اور سات بار فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقُلْ حَسْبِیَ اللّٰهُ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ عَلَیْهِ تَوَکَّلْتُ وَهُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِیْمِ ط اور سہ بار یہ پڑھے رَبَّنَا لَا تُحَمِّلْنَا مَا لَا طَاقَةَ لَنَا بِهٖ وَاعْفُ عَنَّا وَاغْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَا اَنْتَ مَوْلٰنَا فَانْصُرْنَا عَلَی الْقَوْمِ الْکٰفِرِیْنَ ط بِرَحْمَتِكَ یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ ط تین بار یہ پڑھے اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِیْ وَلِوَالِدَیَّ وَلِجَمِیْعِ الْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ وَالْمُسْلِمِیْنَ وَالْمُسْلِمَاتِ الْاَحْیَاءِ مِنْهُمْ وَالْاَمْوَاتِ بِرَحْمَتِكَ یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ ط تین بار یہ پڑھے سُبْحَانَ الْاَوَّلِ الْمُبْدِءِ سُبْحَانَ الْبَاقِی الْمُعِیْدِ اَللّٰهُ الصَّمَدُ لَمْ یَلِدْ وَلَمْ یُوْلَدْ وَلَمْ یَکُنْ لَّهٗ کُفُوًا اَحَدٌ ط تین مرتبہ یہ پڑھے اِنَّ اللّٰهَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ وَاَنَّ اللّٰهَ قَدْ اَحَاطَ بِکُلِّ شَیْءٍ عِلْمًا ط اَتُوْبُ تَوْبَةَ عَبْدٍ ظَالِمٍ لَا یَمْلِكُ لِنَفْسِهٖ نَفْعًا وَّلَا ضَرًّا وَّلَا مَوْتًا وَّ

وَّ لَا حَیٰوۃً وَّ لَا نُشُوْرًا ط پھر تین بار یہ پڑھے اَللّٰھُمَّ یَا حَیُّ یَا اَللّٰہُ یَا لَا اِلٰہَ اِلَّا اَنْتَ اَسْاَلُکَ وَاَنْ تُحْیِیَ قَلْبِیْ بِنُوْرِ مَعْرِفَتِکَ اَبَدًا یَا اَللّٰہُ یَا اَللّٰہُ یَا اَللّٰہُ ط پھر تین بار یَا مُسَبِّبَ الْاَسْبَابِ یَا مُفَتِّحَ الْاَبْوَابِ یَا مُقَلِّبَ الْقُلُوْبِ وَالْاَبْصَارِ یَا دَلِیْلَ الْمُتَحَیِّرِیْنَ یَا غِیَاثَ الْمُسْتَغِیْثِیْنَ اَغِثْنِیْ تَوَکَّلْتُ عَلَیْکَ یَا رَبِّ وَاُفَوِّضُ اَمْرِیْ اِلَیْکَ یَا رَبِّ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ ط مَا شَاءَ اللّٰہُ کَانَ وَمَا لَمْ یَشَاْ لَمْ یَکُنْ بِحَقِّ اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَاِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ ط پڑھے اس کے بعد ایک مرتبہ یہ پڑھے اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ یَا مَنْ یَّمْلِکُ حَوَائِجَ السَّائِلِیْنَ وَیَعْلَمُ ضَمِیْرَ الصَّامِتِیْنَ فَاِنَّ لَکَ مِنْ کُلِّ مَسْئَلَۃٍ مِّنْکَ سَمْعًا حَاضِرًا وَّجَوَابًا عَتِیْدًا وَاِنَّ لَکَ مِنْ کُلِّ صَامِتٍ عِلْمًا بَاطِنًا فَاَعْطِنَا مَوَاعِیْدَکَ الصَّادِقَۃَ وَاَیَادِیْکَ الشَّامِلَۃَ وَرَحْمَتَکَ الْوَاسِعَۃَ وَنِعْمَتَکَ السَّابِقَۃَ اُنْظُرْ اِلَیَّ بِرَحْمَتِکَ یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ ط بعد ازاں ایک بار یہ پڑھے۔

یَا حَنَّانُ یَا مَنَّانُ یَا دَیَّانُ یَا بُرْھَانُ یَا سُبْحَانُ یَا غُفْرَانُ یَا ذَا الْجَلَالِ وَالْاِکْرَامِ ط پھر سہ بار یہ پڑھے اَللّٰھُمَّ اَصْلِحْ اُمَّۃَ مُحَمَّدٍ اَللّٰھُمَّ ارْحَمْ اُمَّۃَ مُحَمَّدٍ اَللّٰھُمَّ فَرِّجْ عَنْ اُمَّۃِ مُحَمَّدٍ ط اس کے بعد یہ پڑھے اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ بِاَسْمَائِکَ وَبِاِسْمِکَ الْاَعْظَمِ اَنْ تُعْطِیَنِیْ مَا سَاَلْتُکَ بِفَضْلِکَ وَکَرَمِکَ یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ ط اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ فِی السَّمٰوٰتِ عَرْشُہٗ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ فِی الْقُبُوْرِ قَضَاءُہٗ وَاَمْرُہٗ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ فِی الْبَرِّ وَالْبَحْرِ سَبِیْلُہٗ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ لَا مَلْجَاَ وَلَا مَنْجَاَ اِلَّا اِلَیْہِ رَبِّ لَا تَذَرْنِیْ فَرْدًا وَّاَنْتَ خَیْرُ الْوَارِثِیْنَ اس کے بعد ۳ بار سُبْحَانَ اللّٰہِ مِلْاَ الْمِیْزَانِ وَمُنْتَھَی الْعِلْمِ وَزِنَۃَ الْعَرْشِ وَمَبْلَغَ الرِّضَا بِرَحْمَتِکَ یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ ط پھر یکبار یہ پڑھے رَضِیْتُ بِاللّٰہِ رَبًّا کَرِیْمًا وَّبِمُحَمَّدٍ نَّبِیًّا وَّبِالْاِسْلَامِ دِیْنًا وَّبِالْقُرْاٰنِ اِمَامًا وَّبِالْکَعْبَۃِ قِبْلَۃً وَّبِالْمُؤْمِنِیْنَ اِخْوَانًا ط تین بار یہ پڑھے بِسْمِ اللّٰہِ خَیْرِ الْاَسْمَاءِ بِسْمِ اللّٰہِ رَبِّ الْاَرْضِ وَالسَّمَاءِ بِسْمِ اللّٰہِ الَّذِیْ لَا یَضُرُّ مَعَ اسْمِہٖ شَیْءٌ فِی الْاَرْضِ وَلَا فِی السَّمَاءِ وَھُوَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ ط اس کے بعد چند بار یہ پڑھے اَللّٰھُمَّ اَجِرْنَا مِنَ النَّارِ یَا مُجِیْرُ بعد اس کے دس بار یہ پڑھے لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ اس کے بعد ایک مرتبہ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ ط پھر سہ بار اَشْھَدُ اَنَّ الْجَنَّۃَ حَقٌّ وَّالنَّارَ حَقٌّ وَّالْمِیْزَانَ حَقٌّ وَّالْمَوْتَ حَقٌّ وَّالسُّؤَالَ حَقٌّ وَّالصِّرَاطَ حَقٌّ وَّشَفَاعَتَہٗ حَقٌّ وَّکَرَامَاتِ الْاَوْلِیَاءِ اللّٰہِ حَقٌّ وَّمُعْجِزَاتِ الْاَنْبِیَاءِ حَقٌّ فِیْ دَارِ الدُّنْیَا وَاَنَّ السَّاعَۃَ اٰتِیَۃٌ لَّا رَیْبَ فِیْھَا وَاَنَّ اللّٰہَ یَبْعَثُ مَنْ فِی الْقُبُوْرِ پڑھے یہاں ہاتھ پھیلائے

اور دُعا مانگے اَللّٰھُمَّ زِدْ نُوْرَنَا وَزِدْ حُضُوْرَنَا وَزِدْ مَغْفِرَتَنَا وَزِدْ طَاعَتَنَا وَزِدْ نِعْمَتَنَا وَزِدْ مَحَبَّتَنَا وَزِدْ عِشْقَنَا وَزِدْ تُبْ لَنَا بِرَحْمَتِكَ يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ ط اس کے بعد مسبعات عشر و سورۂ یٰسین پڑھے بعد اوس کے سورۂ ملک اور سورۂ جمعہ پڑھے جب آفتاب بلند ہو جائے تو نماز اشراق دس رکعت پانچ سلام کے ساتھ ادا کرے پہلی رکعت میں فاتحہ ایک بار اور اذا زلزلت الارض ایک بار رکعت دوم میں الحمد ایک بار اور انا اعطینا ایک بار بعد ازاں دس بار درود شریف پڑھے بعد ازاں چاشت کے وقت تک تلاوت قرآن میں مشغول رہے پھر نماز چاشت کی بارہ رکعت چھ سلام کے ساتھ ادا کرے اوّل رکعت میں فاتحہ ایک بار و سورۂ والضحیٰ ایک بار پڑھے بعد اُس کے کلمہ سبحان اللہ پورا پڑھے اور سو بار درود شریف پڑھے تلاوت قرآن میں اوسوقت تک مشغول رہے جب تک دھوپ میں تیزی آجائے۔ اس کے بعد دس صورتیں آخر کی الم ترکیف سے قل اعوذ برب الناس تک بقیہ دس رکعت چاشت میں پڑھی جائیں پھر دس بار درود شریف پھر سورۂ نوح پڑھے البتہ حضرت خضر علیہ السّلام سے ملاقات ہوگی پھر ضروریات میں مصروف ہو وقت ظہر سو مرتبہ لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم پھر سورۂ فتح ایکبار اور سورۂ ملک پانچ بار اور سورہ عم یتساءلون ایک بار اور وہ والنازعات ایک بار پڑھے ظہر کی سورتوں کے پڑھنے کا فائدہ یہ ہے کہ خدا تعالیٰ اوس بندہ کو قبر میں نہ رہنے دیگا پھر ذکر میں مشغول ہو فرمایا کہ شرح مشائخ میں لکھا ہوا ہے کہ جو کوئی سورۂ والنازعات پڑھے گا حق تعالیٰ اُس کو قبر میں نہ چھوڑے گا پھر نماز عصر پڑھے اور مغرب کی نماز کی سنتوں کے بعد دو رکعت نماز بہ نیت حفظ ایمان ادا کرے پہلی رکعت میں بعد سورۂ فاتحہ قل ہو اللہ تین مرتبہ اور فلق ایک بار رکعت دوم میں الحمد ایک بار سورۂ اخلاص تین مرتبہ اور والناس ایک مرتبہ بعد ختم نماز سر سجدہ میں رکھ کر یوں دعا مانگے یَا حَیُّ یَا قَیُّوْمُ ثَبِّتْنِیْ عَلَی الْاِیْمَانِ اس کے بعد صلوٰۃ الاوابین کی چھ رکعت تین سلام کے ساتھ ادا کرے رکعت اوّل میں بعد فاتحہ اذا زلزلت الارض رکعت دوم میں بعد الحمد سورۂ تکاثر اور رکعت سوم و چہارم میں سورۂ واقعہ پڑھے پنجم و ششم میں اور سورتیں ملا کر پڑھے اور نماز پوری کرے اور جب عشا کا وقت آجائے اوس وقت یہ دعا پڑھے اَللّٰھُمَّ اَعِنِّیْ عَلٰی ذِکْرِکَ وَشُکْرِکَ وَحُسْنِ عِبَادَتِكَ بعد اوس کے نماز عشا کے وقت چار رکعت اس طرح پڑھے رکعت اوّل میں بعد الحمد آیۃ الکرسی تین بار اور تینوں رکعتوں میں [illegible]

قل پڑھے بعد سلام مطلب نیک طلب کرے پورا ہوگا۔ اس کے بعد چار رکعت نماز سعادت پڑھے ہر رکعت میں بعد فاتحہ انا انزلنا تین بار سورۃ اخلاص پندرہ بار نماز سے فارغ ہو کر سر سجدہ میں رکھ کر کہے یَاحَیُّ یَاقَیُّوْمُ ثَبِّتْنِیْ عَلَی الْاِیْمَانِ ط اس کے بعد بیٹھ جائے اور یہ دعا پڑھے اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ بَرَکَۃً فِی الْعُمُرِ وَالصِّحَّۃِ فِی الْمَعِیْشَۃِ وَ وَسْعَۃً فِی الرِّزْقِ وَ زِیَادَۃً فِی الْعِلْمِ وَ ثَبِّتْنِیْ عَلَی الْاِیْمَانِ ط۔

رات کے تین حصہ کرے پہلے میں نماز عشا دوسرے میں تہجّد ادا کرے کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ادا فرمائی ہے اور اُمّت کے لئے بھی ضروری ہے لہذا بارہ رکعت یا آٹھ رکعت پڑھے اور جو کچھ قرآن میں سے یاد ہو پڑھے اور تھوڑی دیر سو رہے پھر اوٹھے تازہ وضو کرے صبح کاذب تک ذکر و شغل و مراقبہ میں مشغول رہے

فرمایا کہ ایک بزرگ کی نماز تہجّد ادا نہ ہو سکی تو وہ گھوڑے پر سے گر پڑے اور پاؤں ٹوٹ گیا مکان پر آئے اور سوچا کہ ایسا کیوں ہوا آواز آئی کہ نماز تہجّد ادا نہیں کی پس اوسی حالت میں نماز ادا کی اور پاؤں درست ہو گیا چنانچہ اسی طرح عمل روزانہ جاری رکھے اور لازم ہے کہ ذرّہ برابر خلاف حکم مرشد کے قصور نہ کرے۔
(دلیل العارفین)

برائے حل مشکلات فرمایا کہ آثار طبقات مشائخ میں لکھا ہوا ہے کہ حاجت براری کے واسطے الحمد شریف زیادہ پڑھنی چاہیئے۔

حدیث شریف میں آیا ہے فرمایا حضور نبی کریم علیہ الصّلوٰۃ والتّسلیم نے کہ جس شخص کو کوئی حاجت پیش آئے وہ الحمد شریف اس طریق پر پڑھے کہ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کے میم کو الحمد کے لام سے ملائے تو (دل) آواز دیگا اور پوری الحمد شریف پڑھنے کے بعد تین مرتبہ آمین کہے حق سبحانہ تعالیٰ مشکلات حل فرماوے گا (دلیل العارفین)

حضور خواجہ عثمان ہارونی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ لاعلاج مرض کی شفا کے لئے یہ ترکیب مذکورہ بالا سورہ فاتحہ بسم اللہ کے ساتھ چالیس روز پڑھے اور دم کرے۔ حق تعالیٰ شفا دیگا۔

حضور غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ نے یہ بھی فرمایا کہ ایکروز حضور رحمۃ اللعالمین رونق افروز تھے اور صحابہ کرام رحمھم اللہ اجمعین بھی حاضر دربار اقدس تھے کہ جبرائیل امین آئے اور عرض کیا کہ حق سبحانہ تعالےٰ

بعد سلام کے ارشاد فرماتا ہے کہ ہم نے آپ کو جو کتاب بھیجی اوس میں سورۂ فاتحہ ہے اگر توریت میں ہوتی تو موسیٰ کی اُمت میں یہود نہ ہوتے اور اگر انجیل میں ہوتی تو اُمت عیسیٰ ترسا نہ ہوتی اگر زبور میں ہوتی تو اُمت داؤد برگشتہ نہ ہوتی۔ پس یہ صورت قرآن مجید میں اس لئے بھیجی ہے کہ اس کی برکت سے آپ کی اُمت برکتیں حاصل کرے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جبرائیل سے فرمایا کہ وہ سورۃ کونسی ہے جبریل علیہ السلام نے دُہ پیش کی اور بہت سے فضائل بیان کئے پس لازم ہے کہ ہر وہ انسان جس کو کوئی ضرورت دینی یا دُنیاوی پیش آئے یا بیماری ہو تو صبح کی دو سُنّتیں پڑھنے کے بعد اکتالیس مرتبہ بطریق مذکور الصّدر الحمد شریف پڑھے بعد ازاں نماز فریضہ ادا کرے حق سبحانہٗ تعالیٰ کامیاب فرمائے گا۔

حضور خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ہم نے اپنے پیر و مرشد کیساتھ پانچ مرتبہ اس طرح دریا عبور کیا کہ الحمد شریف پڑھ کر پانی پر دم کی اور بہتے دریا سے پار ہو گئے۔

برائے کشف قبور حضور غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد ہے کہ کسی کامل بزرگ سے بیعت ہو کر روزانہ بعد نماز عشا سونے سے قبل آیۃ الکرسی ایک مرتبہ اور چاروں قل شریف پڑھ کر سینہ پر دم کرے بعدہٗ دس بار سورہ فاتحہ شریف اور اسمائے پاک حضرت حق سبحانہٗ تعالیٰ اور اسمائے مبارک حضور نبی کریم رؤف الرحیم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پڑھ کر دائیں بائیں پہلو پر دم کرے بعدہٗ درود شریف سو بار پڑھے اور سر کی جانب دم کرے اور سورۂ الم نشرح پڑھتا ہوا سو جائے انشاء اللہ تعالیٰ جس بزرگ کا خیال دل میں رکھ کر سوئیگا ان کی زیارت سے مشرف ہوگا۔ اکتالیس دن کے بعد جب سب بزرگوں کی زیارت کرلے گا تو پھر جس قبر کے پاس باوضو دو زانو بیٹھ کر مراقبہ کرے گا بحکم خدا صاحب قبر کی زیارت ہوگی اگر دل صاف ہے تو بات چیت کرنے کی توفیق بھی ہو جائے گی اور صاحب قبر سے فیض باطنی بھی ہوگا۔

(سوانح خواجہ غریب نواز)

برائے شرف زیارت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضور غریب نواز نے ارشاد فرمایا کہ اگر کسی شخص کو خواب میں شرف زیارت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اشتیاق ہو تو جمعہ کی شب

میں دو رکعت نماز نفل اس ترکیب سے ادا کرے کہ ہر رکعت میں بعد سورۂ فاتحہ کے آیۃ الکرسی ایکبار اور سورۂ اخلاص پندرہ بار بنہایت خلوص دل سے پڑھے اور بستر پاک پر سو جائے اور کسی سے بات چیت نہ کرے بحکم خدا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت سے مشرف ہوگا۔ (سوانح غریب نواز)

برائے دردِ شکم } غریب نوازؒ نے فرمایا کہ پیٹ کے درد کے واسطے سات بار سورۃ الم نشرح پڑھ کر دم کر کے مریض کو پلا دے تو بالکل تندرست ہو جائیگا (از سوانح غریب نوازؒ)

برائے دفعیہ دشمن } حضرت غریب نوازؒ فرماتے ہیں کہ اگر کسی کے دشمن زیادہ ہوں تو چاہیئے کہ یا دسو سو مرتبہ درود شریف پڑھے اور ہاتھ اٹھا کر دفعیۂ دشمن کی دعا جناب باری میں بعجز انکساری کے ساتھ کرے ایک ہفتہ کامل پڑھنے سے دشمن مغلوب ہوں (از سوانح غریب نوازؒ)

بوقت نزع } حضرت غریب نوازؒ نے فرمایا کہ جس کو شدت سکرات موت ہو اُس کے پاس بحالت نزع سورۂ یٰسین شریف باوضو بحضور قلب پڑھے انشاء اللہ تعالیٰ سکرات کی سختی آسان ہو جائے گی بار ہا آزمودہ ہے (از سوانح غریب نوازؒ)

برائے معاش } حضرت خواجہ غریب نوازؒ نے فرمایا کہ اگر کسی کو ملازمت نہ ملتی ہو اور ذریعہ معاش کی کوئی صورت نہ ہوتی ہو تو اس کو چاہیئے کہ غرہ اتوار سے سورۂ یٰسین شریف کو اس ترکیب سے پڑھے کہ صبح کی نماز کے بعد طلوع آفتاب سے پہلے اکتالیس بار درود شریف پھر سورۂ یٰسین شریف مُبین در مُبین پڑھے لفظ مُبین پر ۷ بار تکرار کرے آخر تک اس طرح سورۂ شریف ایک بار پڑھے بعدہ درود شریف ۴۱ بار پڑھے اور دعا مانگے خدا چاہے اوّل تو پہلے ہی چلّہ میں کامیاب ہوگا ورنہ دوسرا اور تیسرا چلّہ بھی کرے کامیاب ہوگا اور کوئی صورت معاش کی پیدا ہو جائے گی (از سوانح غریب نوازؒ)

مرض لا دوا کا علاج } حضرت خواجہ غریب نوازؒ فرماتے ہیں کہ کسی شخص کو لا علاج مرض ہو تو چاہیئے کہ جمعہ کے دن بعد نماز عصر سے مغرب تک یا اللہ یا رحمٰن یا رحیم پڑھتا رہے انشاء اللہ تعالیٰ اکیس دن میں صحت ہو گی ناغہ نہ کرے اگر مرض موت ہے تو وہ پڑھ نہ سکیگا۔ (از سوانح غریب نوازؒ)

ادائے قرض کیواسطے } حضرت غریب نوازؒ نے فرمایا کہ ادائے قرض کے واسطے آیت ذیل ۴۱ دن تک

۵ بار ہر نماز میں روزانہ پڑھا کرے انشاء اللہ تعالیٰ قرض سے بہت جلد نجات پائیگا آیت شریف یہ ہے
بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط قُلِ اللّٰھُمَّ مٰلِکَ الْمُلْکِ تُؤْتِی الْمُلْکَ تا بِغَیْرِ حِسَابٍ ط (از سوانح غریب نوازؒ)

آنکھ کا پھڑکنا — حضرت خواجہ غریب نواز فرماتے ہیں کہ اگر کسی کی آنکھ بہت پھڑکتی ہو تو قرآن مجید کی کوئی آیت
اور یہ آیت پڑھ کر انگلی پر لب لگا کر دم کرے اور پھڑکنے والی آنکھ پر ملے آنکھ پھڑکنا بند ہو جائیگا اَللّٰھُمَّ لَا خَیْرَ
وَلَا طَیْرَ اِلَّا طَیْرُکَ وَلَا ضَیْرَ اِلَّا ضَیْرُکَ وَلَا اِلٰہَ غَیْرُکَ ط (از سوانح غریب نوازؒ)

برائے علاج حیات طفلان — حضرت خواجہ غریب نوازؒ فرماتے ہیں کہ جس عورت کے بچے زندہ نہ رہتے
ہوں تو اس کو چاہیئے دوشنبہ کے روز اجوائن اور کالی مرچ پر سورۂ والشمس چالیس بار پڑھ کر دم کرے بلا ناغہ کھائے[۱]
بحکم خدا بامراد ہو۔ (از سوانح غریب نوازؒ)

برائے علاج لقوہ — حضرت خواجہ غریب نوازؒ فرماتے ہیں کہ اگر کسی کو لقوہ کی بیماری ہو جائے تو کسی بزرگ کامل
سے سورۂ زلزال کو معہ بسم اللہ شریف پاک برتن پر لکھا کر ۲۱ دن تک بلا ناغہ دھو کر پیا کرے انشاء اللہ تعالیٰ آرام
ہو جائے گا (از سوانح غریب نوازؒ)

دیوانے کتے کے کاٹے کا علاج — حضرت خواجہ غریب نوازؒ فرماتے ہیں کہ اگر کسی کو دیوانہ کتا کاٹے تو چاہیئے کہ اِنَّھُمْ یَکِیْدُوْنَ
کَیْدًا وَّاَکِیْدُ کَیْدًا فَمَھِّلِ الْکٰفِرِیْنَ اَمْھِلْھُمْ رُوَیْدًا ط روٹی کے ۴۰ ٹکڑوں پر
لکھ کر ہر روز ایک ٹکڑا چالیس روز تک کھائے۔ (از سوانح غریب نوازؒ)

برائے تسخیر خلائق — حضرت خواجہ غریب نوازؒ فرماتے ہیں کہ اگر کسی کو یہ خواہش ہو کہ مخلوق میں میری عزت ہو تو
چاہیئے کہ جب صبح کو سورج ایک نیزہ بلند ہو جائے اس وقت سورج کی جانب منہ کر کے بحضور قلب سورہ
رحمٰن شریف پڑھنی شروع کرے اور فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّکُمَا تُکَذِّبٰنِ کہتے وقت سورج کی جانب انگلی سے
اشارہ کرے (اول چالیس بار پڑھ کر زکوٰۃ ادا کرنی چاہیئے) طریقہ استعمال یہ ہے کہ جب کسی کے سامنے جائے
تو سورۂ رحمٰن ایک مرتبہ پڑھ کر جائے اگر فرصت نہ ہو تو صرف آیۃ مذکورہ تین بار پڑھ کر جائے نہایت
مجرب ہے (از سوانح غریب نوازؒ)

برائے دفعیہ چیچک — حضرت خواجہ غریب نوازؒ فرماتے ہیں کہ چیچک کے موسم میں یا جب کسی کو چیچک نکلی ہو

[۱] اصلی تعداد معلوم نہیں کہ ابتدائے حمل سے بچہ کے دودھ چھڑانے تک بحساب روزانہ ۳۸ دانہ اجوائن اور تین دانہ سیاہ مرچ کالی مرچ کھائی جاوے۔

تو سورۂ رحمٰن کا گنڈا بنا کر گلے میں ڈالے۔ سورۂ رحمٰن پڑھنا شروع کرے اور ہر آیۃ فبای الاء ربکما تکذبان پر گرہ بنائے اور کھینچتے وقت دم کرکے گرہ مضبوط کر دے آخر تک ایسا ہی کرے اور گلے میں ڈالدے بہت جلد آرام ہو جائیگا (از سوانح غریب نوازؒ)

آپ کی کرامات عظیمہ

یہ مسلّم ہے کہ کرامت عقل میں آنے سے بالاتر ہے۔ اس لئے اہل عقل کو بدلائل اس کا سمجھانا محال ہے مگر اہل عقل میں بھی دو گروہ ہیں ایک وہ گروہ جو اس مسئلہ کو بدلائل عقلی سمجھنا چاہتا ہے۔ چنانچہ اس گروہ کو ہم نے بالمشاہدہ بدلائل عقلی سمجھانے کی آگے کوشش کی ہے۔ مگر دوسرا وہ گروہ ہے جس کا کتاب اللہ پر ایمان ہے اور قرآن وحدیث کی روشنی میں ثبوت کی کسوٹی پر ہر امر کو پرکھنا چاہتا ہے۔ اس گروہ کے لئے تو صرف اس آیۃ قرآنی کا معجزہ کے ثبوت میں پیش کرنا کافی ہوگا۔

سُبْحٰنَ الَّذِیْٓ اَسْرٰی بِعَبْدِہٖ لَیْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اِلَی الْمَسْجِدِ الْاَقْصَا الَّذِیْ بٰرَکْنَا حَوْلَہٗ لِنُرِیَہٗ مِنْ اٰیٰتِنَا اِنَّہٗ ھُوَ السَّمِیْعُ الْبَصِیْرُ ط

پاک ہے وہ ذات جو اپنے بندے (محمد صلعم) کو راتوں رات مسجد الحرام (کعبہ) سے مسجد اقصیٰ (بیت المقدس) تک جس کے گرداگرد ہم نے برکت دی ہے لے گیا تاکہ ہم اسے اپنی بعض نشانیاں دکھائیں۔ بیشک وہ سنتا دیکھتا ہے (سورہ بنی اسرائیل پارہ پندرہواں)

مندرجہ بالا آیۃ مقدسہ سے سرور عالم کا ایک رات میں کعبہ سے بیت المقدس تشریف لے جانا معلوم ہوا بایں وجہ نبی سے معجزہ کا ظہور قرآن سے ثابت ہے مگر اب دیکھنا ہے کہ انبیا کے علاوہ بھی کسی سے اظہار کرامت کلام مجید سے ثابت ہے یا نہیں چنانچہ اس سلسلہ میں قرآن مجید کی مندرجہ ذیل آیات ثابت کرتی ہیں کہ بی بی مریم اگرچہ نبی نہ تھیں مگر ان سے کرامت کا ظہور ہوا۔

فَاَجَآءَھَا الْمَخَاضُ اِلٰی جِذْعِ النَّخْلَۃِ ج قَالَتْ

پھر جننے کا درد اسے ایک کھجور کی جڑ کے پاس لے آیا

یٰلَیْتَنِیْ مِتُّ قَبْلَ هٰذَا وَكُنْتُ نَسْیًا مَّنْسِیًّا ۝ فَنَادٰىهَا مِنْ تَحْتِهَآ اَلَّا تَحْزَنِیْ قَدْ جَعَلَ رَبُّكِ تَحْتَكِ سَرِیًّا ۝ وَهُزِّیْٓ اِلَیْكِ بِجِذْعِ النَّخْلَةِ تُسٰقِطْ عَلَیْكِ رُطَبًا جَنِیًّا ۝ فَكُلِیْ وَاشْرَبِیْ وَقَرِّیْ عَیْنًا ۝

بولی کاش کہ میں اس سے پہلے مر چکی ہوتی۔ اور اور بھولی بسری ہوتی پھر اُس کے نیچے سے اسکو آواز آئی کہ غم نہ کھا تیرے رب نے تیرے نیچے (تیرے قدموں کے نیچے) ایک پانی کا چشمہ جاری کیا ہے اور تو اپنی طرف کھجور کا تنا ہلا تجھ پر پکی کھجوریں گر پڑیں گی تو کھا اور پی اور آنکھ ٹھنڈی کر (سورہ مریم پارہ سولہ)

كُلَّمَا دَخَلَ عَلَیْهَا زَكَرِیَّا الْمِحْرَابَ ۙ وَجَدَ عِنْدَهَا رِزْقًا ۚ قَالَ یٰمَرْیَمُ اَنّٰى لَكِ هٰذَا ۚ قَالَ هُوَ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ ۚ

جب کبھی ذکریا اوس کے پاس حجرہ میں آتا تو اس کے پاس کچھ کھانا (موجود) پاتا۔ ذکریا نے کہا اے مریم یہ کھانا کہاں سے تیرے پاس آیا۔ وہ بولی یہ اللہ کے پاس سے ہے۔

(سورہ آل عمران پارہ سوم)

اسی طرح ہندوستان کے امام الاولیا حضور خواجہ غریب نوازؒ کی ذات اقدس سے بزمانۂ حیات ظاہری کرامتیں سرزد ہوئیں بلکہ بعد وفات بھی لافانی روحانی قوت کے زیر اثر ہزاروں کرامتیں ظہور پذیر ہوئیں اور لاکھوں اہل غرض اہل حاجت دریائے فیض سے مستفیض ہوئے۔ اور تاقیامت ہوتے رہیں گے۔

اس موقعہ پر ہم صرف آپ کی اُن کرامات کا تذکرہ کریں گے جو ولایت خواجہ کے زیر اثر بزمانۂ حیات ظاہری ظہور پذیر ہوئیں۔ حالانکہ ان کی تعداد ہزاروں بتائی جاتی ہے مگر ان میں سے چند تبرکاً حسب ذیل ہیں۔

مسیحائی } ایک شخص کو حکومتِ وقت نے بلاقصور پھانسی دی تھی۔ آپ وضو کرنے کے لئے بیٹھے تھے کہ اُس کی ماں گریہ وزاری کرتی ہوئی آپ کے پاس آئی۔ اور اپنے بیٹے کی بے قصوری ظاہر کر کے کہنے لگی کہ "حاکم نے اُس کو ناحق پھانسی دی ہے۔ آپ برائے خدا میرے فریاد رسی کیجئے"۔

پس آپ فی الفور عصا لیکر روانہ ہوئے۔ اور ایک جماعت صوفیوں خادموں اور مردان شہر کی آپ کے ہمراہ ہوئی۔ آپ مقتول کے نزدیک تشریف لے گئے اور عصا سے اُس کی طرف اشارہ کر کے فرمایا کہ "اے مظلوم اگر تو بے گناہ قتل کیا گیا ہے تو حق تعالیٰ کے حکم سے زندہ ہو جا۔ اور دار سے نیچے اتر آ" یہ فرمان سُنکر مقتول زندہ ہو گیا اور دار سے اُتر آیا۔ اور آپ کے قدموں پر سر رکھا اور اپنی ماں کے ہمراہ گھر گیا۔

کرامت سلیمانی خواجہ قطب صاحبؒ فرماتے ہیں کہ غریب نواز ہر سال حج کے لئے جاتے تھے مگر جب آپکا کام بڑہا تو آپ ہر شب اجمیر شریف سے طواف کعبہ کے لئے تشریف لیجاتے تھے۔ اور جو لوگ آپ کے شناسا وہاں موجود ہوتے تھے وہ آپ کو دیکھتے تھے۔ اور آپ کے خدّام جانتے تھے کہ آپ حجرہ میں مشغول عبادت ہیں۔ آخر تحقیق ہوا کہ آپ ہر شب مکہ معظمہ میں ہوتے ہیں۔ اور نماز فجر اپنے مقام پر آ کر جماعت کے ساتھ ادا فرماتے ہیں۔ (از فوائد السالکین و مسالک السالکین)

تاج بخشی ایک روز آپ اور شیخ احد الدین کرمانیؒ اور حضرت شیخ الشیوخ شہاب الدین سہروردیؒ قدس سرہ العزیز ایک جگہ آپس میں بیٹھے حق تعالیٰ کا تذکرہ کر رہے تھے۔ ایک لڑکا شمس الدین نامی ہاتھ میں تیر و کمان لئے ہوئے اس طرف سے گذرا۔ آپ نے دیکھتے ہی فرمایا کہ "میں نے لوح محفوظ میں دیکھا ہے کہ یہ لڑکا شاہ دہلی ہوگا" پس ایسا ہی ظہور میں آیا۔ اور شمس الدین التمش دہلی کا بادشاہ ہوا (از مسالک السالکین)

مظلوم نوازی ایک روز آپ کے ایک مرید نے حاضر ہو کر عرض کیا کہ "مجھ کو حاکم شہر نہایت تنگ کرتا ہے میں اُس کے ظلم و ستم سے سخت پریشان ہوں" آپ نے فرمایا دیکھ وہ تو گھوڑے پر سے گر کر مر گیا۔ جب وہ مرید باہر آیا تو میدان کی طرف شور و غل کی آواز سُنی۔ معلوم ہوا کہ ابھی حاکم شہر گھوڑے سے گر کر مر گیا۔ (از مسالک السالکین)

کرامت خلیلی بغداد شریف میں پانچ آدمی فرقہ جوگی سے ریاضت و مجاہدہ میں نہایت مشہور تھے چھ چھ مہینے کے بعد صرف ایک لقمہ کھاتے تھے۔ اس لئے مخلوق اُن کے کمال کی بہت معتقد تھی ایک

روز وہ حاضر خدمت ہوئے۔ جیسے ہی آپ کی نظر مبارک اُن پر پڑی وہ ہیبت کے مارے بید کی طرح کانپنے لگے اور آپ کے قدموں پر گرے۔ آپ نے فرمایا کہ آتش پرستی کیوں کرتے ہو کیوں حق تعالیٰ کو نہیں پوجتے کہ مقصد دلی کو پہونچو"۔ اُنھوں نے عرض کیا کہ "ہم آتش پرستی اس لئے کرتے ہیں کہ یہ ہم کو قیامت کے روز نہ جلا دے"۔ آپ نے فرمایا کہ "آگ کی کیا مجال ہے کہ بغیر حق تعالیٰ کے حکم کے کچھ بھی کر سکے"۔ یہ فرما کر آپ نے اپنی نعلین شریف آگ میں ڈال دیں۔ جلنا تو درکنار داغ تک نہ آیا۔ یہ کرامت دیکھ کر وہ صدق دل سے ایمان لائے اور آپ کی خدمت بابرکت میں رہ کر کامل ہوئے (از مسالک السالکین)

کرامت عیسوی ایک روز قطب الاقطاب خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ سلطان شمس الدین التمش نور اللہ مرقدہٗ کے ہاتھ میں ہاتھ دئے قلعہ شاہی کی سیر فرما رہے تھے۔ اور بہت سے امراء و ارکین سلطنت بھی موجود تھے کہ اتنے میں ایک عورت بدکارہ نے حاضر ہو کر بادشاہ سے فریاد کی کہ مجھ کو حضرت قطب صاحبؒ کا حمل حرام ہے یہ سنکر بادشاہ اور تمام حاضرین پر عالم سکتہ کا پیدا ہو گیا اور حضرت قطب صاحب کی یہ حالت ہوئی کہ مارے شرم کے عرق عرق ہو گئے۔ اور اُسی حالت میں حضور غریب نواز کی طرف رجوع ہوئے۔ آپ اُس وقت اجمیر میں تشریف فرماتے کہ یکایک۔ ہاں آپہونچے اور عورت کے شکم کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا کہ اے بچہ تو ہی بیان کر کہ اس کی اصلیت کیا ہے بچہ ماں کے پیٹ سے گویا ہوا کہ "یہ بالکل جھوٹ و اتہام ہے۔ حاسدوں اور مفسدوں نے یہ افترا پردازی کی ہے"۔ یہ سنکر عورت بدکارہ نہایت نادم و پشیمان ہوئی۔ (از مسالک السالکین)

زیارت کعبہ کرانا آپ نے فرمایا کہ میں ایک وقت بہنگام مسافرت سمرقند میں تھا۔ قریب مکان ابواللیث سمرقندیؒ کے ایک مسجد تھی۔ ایک دانشمند نے کہا کہ محراب اس مسجد کی اس طرف ہونا چاہئے تھی کیونکہ سمت کعبہ کی اس طرف ہے میں نے کہا اُس طرف نہیں اُسی طرف ہے۔ مگر اُس نے میری بات نہ مانی اور اپنی بات پر اصرار کرتا رہا۔ ناچار میں نے اُس کی گردن پکڑ کر کہا کہ دیکھ کعبہ کس طرف ہے"۔ اُس نے دیکھا تو کعبہ اُسی طرف تھا جس طرف میں کہتا تھا۔ (از مسالک السالکین)

شانِ غریب نوازی ایک شخص نے حضرت شیخ فریدالدین گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت

مبارک میں حاضر ہو کر زمین خدمت چومی اور عرض کیا کہ یا حضرت میں نے ایک وقت خواب دیکھا تھا کہ حضور خواجہ غریب نواز معین الدین چشتی علیہ الرحمۃ نے روٹیاں عنایت فرمائیں۔ اُس وقت سے اس وقت تک کہ زمانہ ساٹھ سال کا ہوا مجھے وہ وظیفہ بلاناغہ پہونچتا ہے"۔ حضرت بابا صاحبؒ نے فرمایا کہ "وہ خواب نہ تھا حق تعالیٰ کا کرم تھا کہ حضرت غریب نواز علیہ الرحمۃ نے تجھ پر مہربانی فرمائی۔ تاکہ تو مبتلائے افلاس نہ ہو۔

(از مسالک السالکین)

آپکی کرامات عظیمہ بالمشاہدہ گذشتہ کرامات کا حال پڑھ کر ممکن ہے بعض اسباب و مادہ پرست حضرات نے زمانہ حال کی مروّجہ روشن کے مطابق تبسم فرمایا ہوگا اور یقین کا درجہ تو کجا بلکہ ایک افسانہ سمجھا ہوگا اور افسانوں میں بھی طلسم ہوشربا کے درجہ میں جگہ دی ہوگی۔ ایسے حضرات کو معلوم ہونا چاہئے کہ کرامت تو نام ہی اُس چیز کا ہے جو عقل میں تو نہ آئے مگر بالمشاہدہ سامنے آجائے۔ ہرچند کہ باسباب ظاہر اُس کے ہونے کا کوئی امکان نہ ہو مگر اُس کے ورود سے مسبب کے قادر مطلق ہونے کا ثبوت ملے۔

آیئے اب ہم منکران کرامت کو انھیں کی مادی آنکھ سے غریب نواز کی ایسی کرامتوں کا بھی معائنہ کرائیں جو آج تک روز روشن کی طرح ظاہر ہیں۔ اور اگر کوئی شخص ذرا ٹھنڈے دل سے نظر غور کو تکلیف دے تو اُسے یقیناً یہ کہنا پڑے گا کہ بیشک یہ چیز قانون ظاہر کے خلاف ہے اور موجودہ مادی قوتوں سے بالاتر ضرور کوئی روحانی قوت ہے جو پس پردہ کارفرما ہے۔ جس سے دنیاوی قانون اور معمول کے خلاف ایسے عقل سے بالاتر امور عالم وجود میں ظاہر ہوئے ہیں جو آجتک اظہر من الشمس ہیں۔ (مولف)

کرامت اول بالمشاہدہ ہم دیکھتے ہیں کہ ایک مادی بادشاہ اگرچہ اُس کے پاس فوج خزانہ حکومت قوت۔ سامان جنگ اور دیگر معقول ذرایعہ بھی موجود ہوتے ہیں۔ مگر وہ صرف ملک فتح کرلیتا ہے۔ اور اللہ کی مخلوق پر اُسکی مرضی کے خلاف اپنی قوت اپنی فوج اپنی تلوار کے ذریعہ بطیب خاطر نہیں بلکہ بالجبر حکومت کرتا ہے۔ اور وہ حکومت صرف اُس کی مادی قوت اور زندگی تک محدود رہتی ہے۔ اُس کے مرنے کے بعد اس کی حکومت کا طلسم درہم برہم ہوجاتا ہے۔ پھر کوئی نہیں پوچھتا کون بادشاہ تھا اور کدھر گیا۔ نہ وہ باقی رہتا ہے نہ اُس کی حکومت

جب ہم تاریخ ہند کی ورق گردانی کرتے ہیں تو صاف نظر آتا ہے کہ ایک خدا کا برگزیدہ بندہ آج سے سات سو برس قبل ہندوستان آتا ہے۔ نہ اُس کے پاس فوج ہوتی ہے نہ خزانہ۔ نہ وہ کہیں کا مادی بادشاہ ہوتا ہے نہ حکمراں۔

بلکہ وہ پیوند لگے کپڑے پہنتا ہے۔ سوکھی روٹی پانی میں بھگو کر تناول کرتا۔ اس کے ساتھ صرف چالیس اللہ اللہ کرنے والے تسبیح کش۔ خدا کے نیک بندے ہوتے ہیں۔ جن کے پاس نہ کوئی توپ ہوتی ہے نہ تلوار البتہ اخلاق شفقت محبت ہمدردی۔ حقانیت کے خزانہ ہوتے ہیں۔ جن سے وہ ملک پر نہیں بلکہ صاحب ملک پر فتح پاتے ہیں اور شاہوں کی طرح صرف ملک اور اہل ملک پر نہیں بلکہ سلاطین اور ان کے محکومین کے قلوب پر حکمرانی کرتے ہیں۔

روحانی سلطان الہند کے دربار میں کبھی شہاب الدین غوری استعانت باطنی حاصل کرکے ممنون کرم نظر آتا ہے تو کبھی شمس الدین التمش خلوص رواداری۔ حق شناسی کی تعلیم کا خزانہ پاکر خدا کے سامنے سجدۂ شکر کرتا نظر آتا ہے پھر لطف یہ ہے کہ یہ چیزیں حیات ظاہری تک نہیں بلکہ بعد وفات بھی اسی طرح نظر آتی ہیں جس طرح اس زندگی میں تھیں۔

اکبر جیسا جلیل القدر بادشاہ اپنی سعادت سمجھ کر دربار خواجہ میں پا پیادہ حاضر ہوتا ہے۔ جہانگیر سرو رہا۔ در غلامی پہنکر خواجہ کا حلقہ بگوش بن جاتا ہے۔ یہ کرامت نہیں تو اور کیا ہے۔ کیا یہ ایسی کھلی ہوئی کرامت نہیں جو آسانی سے سمجھ میں آجاوے۔ اور اس نتیجہ پر پہونچانے میں مدد دے سکے کہ دنیاوی بادشاہ سے زیادہ کوئی دنیاوی قوّت نہیں ہے۔ مگر جو قوّت دنیاوی حاکم تک کو مسخر کرے وہ ضرور کوئی ایسی قوّت ہے جو دنیاوی قوّتوں میں کہیں نظر نہیں آتی۔ اور وہ قوّت ضرور روحانی قوّت ہے (مولف)

کرامت دوئم بالمشاہدہ علاوہ ازیں ہم دیکھتے ہیں۔ ایک لکھ پتی مرجاتا ہے لڑکا چھوڑتا ہے جو اس کے نطفہ سے ہوتا ہے۔ باپ کے صدقہ میں لاکھ روپیہ بلا مشقت اُسے ملتے ہیں۔ بڑا سعادت[illegible] تو باپ کا تیجہ۔ دسواں۔ چہلم کردیا۔ قبر پکّی بنوادی۔ بعد ازاں وہ نہیں جانتا باپ کون تھا [illegible]

مگر ہم دیکھتے ہیں کہ ایسا مشفق باپ بھی موجود ہے جس کی وفات کو اگرچہ سات سو برس سے زیادہ ہو گئے مگر آج بھی اُس کے معتقد اکرام اور مربیانہ انعام خدا معلوم کس قوت کے تحت میں ہمیں مجبور کرتے ہیں کہ ہم سالانہ۔ ہفتہ وار۔ بلکہ روزانہ اُس کے روضہ پر حاضر ہوں سفر دور دراز کی صعوبت برداشت کریں۔ روپیہ خرچ کریں۔ اور طرح طرح کی تکلیفیں اُٹھائیں مگر دربار خواجہ میں وقت پر پہنچ جائیں۔

کرامت سویم بالمشاہدہ کون نہیں جانتا کہ دنیا میں اہل دُنیا کو دولتِ دُنیا بڑی عزیز ہوتی ہے۔ ایک پیسہ کہیں گر جائے تو اس کی تلاش میں انسان سرگرداں ہو جاتا ہے یہاں تک کہ نالی میں گرے ہوئے پیسہ کو دھو کر جیب میں رکھ لیتا۔

باوجود اس کے سمجھ میں نہیں آتا کہ وہ کونسی پوشیدہ قوت ہے جو ایسی عزیز چیز بھی دربار خواجہ میں بے دریغ خرچ کرا دیتی ہے بادشاہ شاہجہاں لاکھوں روپیہ خرچ کر کے یہاں سنگ مرمر کی مسجد تعمیر کراتا ہے اکبر بادشاہ اپنی طرف سے زرکثیر خرچ کر کے ایک وسیع عالیشان مسجد بنواتا ہے۔ فرخ سیر ہزاروں روپیہ کی آمدنی کے مواضعات وقف کر کے بطور نذر درگاہ میں پیش کرتا ہے۔ نظام حیدرآباد دکن بیش بہا دروازہ تیار کرا کے پیش کرتے ہیں معین الدولہ زرکثیر خرچ کر کے سماع خانہ تیار کراتے ہیں وغیرہ وغیرہ

پس معلوم ہوا کہ مابین خواجہ و مخلوق کوئی روحانی خفیہ رشتہ اب بھی ہے جو زر جیسی عزیز ترین شے بھی خواجہؒ کے قدموں پر قربان کرنے کے لئے مجبور کر دیتا ہے۔ اسے روحانی قوت یا کھلی کرامت نہ کہیئے گا تو اور کیا فرمائیے گا۔؟

یقیناً یہی وہ غریب نوازؒ کی کرامات جاریہ ہیں جو چشم بینا کو بآسانی آج بھی نظر آ رہی ہیں اور ہمارے تنزل اور اوہام و خطراتِ باطل کا زبان حال سے جواب دے رہی ہیں۔ (مولف)

چہارم کرامت شہنشاہی بالمشاہدہ تاریخی بادشاہوں کے دروازہ پر سب اہل دُنیا سر نیاز جھکا کر ہاتھ پھیلایا کرتے ہیں۔ مگر بادشاہ کسی کے سامنے سر نہیں جھکایا کرتے۔ لیکن ہم دیکھتے ہیں کہ دربار خواجہ میں شاہانِ جلیل القدر و اولو العزم عاجزانہ و نیازمندانہ طور پر حاضر ہو رہے ہیں۔ اور دامن پھیلائے نظر آتے ہیں۔

کبھی شہاب الدین غوری ممنون کرم نظر آتا ہے تو کسی موقع پر سلطان شمس الدین التمش سر نیاز جھکاتا نظر آتا ہے۔ اور قطب الدین ایبک بذریعہ عرض اظہار تشکر کرتا ہے۔ اور پھر مزید براں یہ کہ شاہوں کی جبین سائی صرف آپ کی حیات ظاہری میں ختم نہیں ہوتی بلکہ آپ کے وصال کے بعد بھی آپ کے حسن معنوی کی بدستور کشش نظر آتی ہے۔ سینکڑوں برس کے بعد بھی ہندوستان کے امیر و غریب اور صاحب حکومت نوابان اور مہاراجگان کی جھولیاں بھرنے والا اکبر بادشاہ خود دربار خواجہ میں سائل بنکر آتا ہے جہانگیر بادشاہ سر دربار اظہار غلامی کرتا ہے۔ جھولیاں بھرنے والے بادشاہوں کا آپ کے در پہ بھیک مانگنا چشم بینا کے لئے بالمشاہدہ کھلی کرامت نہیں تو اور کیا ہے؟

ان ہی شاہانہ اکرام کی وجہ سے سلطان الہند۔ غریب نواز کے القابات سے آپ یاد کئے جاتے ہیں مذکورہ بالا اجمال کی تفصیلات آگے درج ہیں۔

پنجم کرامت بالمشاہدہ دنیادی عیش و آرام۔ دولت۔ ثروت۔ حکومت۔ عزیز و اقربا دوست احباب وطن و پرورش گاہ سب کو عزیز ہوا کرتے ہیں کوئی کہیں بھی ہو مگر اسے وطن کی یاد احباب اقربا کی مفارقت وغیرہ ستاتی ہیں۔ مگر ہم دیکھتے ہیں کہ اس قدر عزیز چیزیں چھوڑ کر لوگ یہاں چلے آتے ہیں۔ اور وطن سے دور حکومت و دولت سے کنارہ کش ہو کر فاقہ کشی اور غربت کی زندگی کو ترجیح دیتے ہیں۔ اور وطن کے حامیوں کے مقابلہ میں یہاں بظاہر بے یار و مددگار نظر آنے پر بھی بہت مطمئن نظر آتے ہیں حضور غریب نواز کی اس افضل ترین جاذبیت اور اعلیٰ ترین کشش اور انتہائے کرامت کے ثبوت میں آج بھی سینکڑوں صاحب ثروت اہل دل اجمیر کی گلیوں میں گدائی کی زندگی بسر کر رہے ہیں اور صاحب بصیرت اُن سے سبق حاصل کر رہے ہیں۔

ششم کرامت بالمشاہدہ انقلابات زمانہ سے عزیز و اقربا بچھڑ جاتے ہیں۔ دوست و احباب دور ہو جاتے ہیں۔ ایک جد کی اولاد بعد مقامی و زبانی کی وجہ سے آپس میں ایک دوسرے کو پہچانتی تک نہیں سلاطین زمانہ برباد ہو کر کاسہ گدائی لئے نظر آتے ہیں مگر ہم دیکھتے ہیں کہ ہندوستان کے روحانی بادشاہ کی وہی شان ہے جو آج سے سات سو سال پہلے تھی۔ بلکہ خوبی تو ہر زمان بیشتر اندر بیشتر کے مصداق پہلے سے زیادہ [illegible]

شہنشاہی نظر آتے ہیں۔
خواجہ فخرالدین اور محمد یادگار رحمۃ اللہ علیہ واجمعین نے جس طرح آپ کی حیات ظاہری میں آپکی خدمت کرنے کا شرف حاصل کیا اسی طرح آج سات صدیوں کے بعد بھی ان حضرات کی اولاد سلسلہ بسلسلہ بلا کسی انقلاب زمانہ سے متاثر ہوئے حضور خواجہ غریب نوازؒ علیہ الرحمۃ کے روضۂ مقدسہ کی خدمت کرتے ہوئے نظر آتی ہے۔

ثبت است بر جریدۂ عالم دوام ما

(ج) بعض دور حاضرہ کی کرامات

اکرم علیخاں صاحب اکبر آبادی کا بیان غریب نوازؒ کے عرس شریف کے دن ہیں میں اور والد مرحوم درگاہ شریف میں حاضر ہیں ایک گجرات کے درویش آتے ہیں اور آہ بھر کر میرے سینے کی طرف پھونک دیتے ہیں۔ اسی وقت مجھ پر اسقدر وارفتگی طاری ہو جاتی ہے کہ کپڑے پھاڑ کر دیوانہ وار درگاہ میں دوڑنا شروع کر دیتا ہوں۔ والد از حد پریشان ہو جاتے ہیں۔ اپنے وکیل درگاہ کے توسّل سے مجھے اندر قبہ شریف میں بھیجا جاتا ہے۔ جس وقت روضۂ مبارکہ کی چادر شریف میرے سر پر ڈالی جاتی ہے سینہ کی آگ ٹھنڈک سے بدل جاتی ہے۔ اور غنودگی طاری ہو جاتی ہے۔
دیکھتا ہوں دربار غریب نوازؒ میں حاضر ہوں آپ کے ہر دو جانب بزرگان دین اپنے اپنے مقامات پر خاموش استادہ ہیں درمیان میں غریب نوازؒ تخت پر رونق افروز ہیں بذریعہ چوبدار مجھ سے دریافت کیا گیا کہ یہ اسی حالت میں رہنا چاہتا ہے یا سابقہ حالت میں میں نے چوبدار سے کہا "پہلی حالت چاہتا ہوں" اتنے میں وکیل صاحب نے چادر ہٹا کر مجھے اوٹھالیا اور وہ وارفتگی دور ہو گئی۔

سعیدہ خاتون زوجہ مولف کا بیان ایک مرتبہ میرے بھائی کی بچی کی طبیعت بہت خراب ہوئی کئی دن کھائے گذر گئے کوئی چیز ہضم نہیں ہوتی تھی۔ یہاں تک کہ پانی کا ایک قطرہ تک بھی پیٹ میں نہیں ٹھہرتا تھا۔ ایک شب جب اور بھی زیادہ طبیعت خراب ہوئی تو میں درگاہ غریب نوازؒ میں بحالت اضطراب دعا مانگنے گئی۔ جب درگاہ میں داخل ہوئی تو ایک شخص کو یہ آیتہ پڑھتے ہوئے سنا

"انا اللہ علی کل شیٔ قدیر" اس آیتہ کے سننے سے مجھے تسکین قلبی ہوگئی چنانچہ جب ڈاکٹر مانگ کر مکان واپس آئی تو بچی کے مرض میں افاقہ پایا اور بفضلہ تعالیٰ وہ چند دن میں بالکل شفایاب ہوگئی۔

عبدالغفور صاحب اجمیری کا بیان

ایک دن ایک غریب الوطن کے پاس ایک پیسہ تک نہ تھا۔ اُس غریب کو شام کے وقت چاء پینے کی عادت تھی مگر بے پیسہ چار کیسے آئے بالآخر بلا چار رات کے بارہ بج گئے۔ میں اپنے گھر سورہا تھا۔ سوتے میں آواز آئی کہ فلاں شخص (غریب الوطن) کے جو کتابوں کے پیسے تمہارے پاس ہیں وہ ابھی اوسے دیکر آؤ۔ چنانچہ جب پیسے لیکر پہونچا تو مندرجہ بالا تمام ماجرا علم میں آیا۔

محسن اللہ خاں صاحب بجنوری کا بیان

میں ایک ریاست میں ایک اعلیٰ عہدہ پر مامور تھا مگر وہاں سے ایک دم اپنی کوٹھی اور سب سامان چھوڑ کر چلنا پڑا نان شبینہ تک کو محتاج تھا۔ اپنے ایک وفادار ماتحت چپراسی کی مدد سے بہزار خرابی دربار غریب نوازؒ میں حاضر ہوکر التجا کی اور چند ہی دن میں میرا ایک دوسرے مقام پر عمدہ جگہ تقرر ہوگیا۔

بیگم محسن اللہ خاں صاحب کا بیان

میرے شوہر کو ڈاکٹروں نے دق تجویز کی۔ یہ سُنکر مجھے انتہائی صدمہ ہوا۔ اور تو کیا کر سکتی تھی مگر میں نے غریب نوازؒ سے معاملہ کو رجوع کرکے منت مانی کہ اگر میرا شوہر صحت یاب ہو جائے تو میں چادر شریف پیش کرونگی۔ چنانچہ جب ڈاکٹروں نے صحت یابی کا مژدہ سُنایا تو میں نے چادر شریف پیش کرنے کا شرف حاصل کیا۔

نواب نظیر بیگم صاحبہ دھول پوری

ایک مرتبہ میں بے انتہا بیمار ہوگئی۔ علالت کے دوران میں دو عورتوں کے سہارے سے درگاہ شریف میں حاضر ہوئی۔ جالیوں میں بیٹھی اپنی صحت کے لئے دعا مانگ رہی تھی کہ ایک خنکی مجھے اپنے جسم سے مس ہوتی ہوئی معلوم ہوئی جوں جوں وہ مس ہوتی تھی مجھ میں توانائی اور تندرستی پیدا ہوتی جاتی تھی۔ تھوڑی دیر میں مرض کا اثر بالکل زائل ہوگیا اور بلا کسی کے سہارے اپنے گھر آگئی۔

نواب خواجہ محمد خاں صاحب مرحوم دھولپوری کے بیانات

ایک مرتبہ رانا صاحب دھولپور سے میری کرکری

ہو گئی۔ کشیدہ خاطر ہو کر اجمیر چلا آیا۔ دربار غریب نوازؒ میں دعا مانگی کہ صفائی ہو جائے۔ مگر جب تک رانا صاحب خود نہ بلائیں گے نہ جاؤں گا۔ سید احمد علی شاہ صاحب سے اس کا تذکرہ ہوا فرمانے لگے غریب نواز کا حکم ہو گیا ہے کل تمہارے پاس بلانے کا تار آجائیگا۔ چنانچہ دوسرے دن ایسا ہی ہوا۔

ایک مرتبہ میں روضۂ منوّرہ کا طواف کر رہا تھا خطرہ گذرا کہ غریب نوازؒ کے وصال کو سات صدیاں گذر گئیں اب یہاں بجز مٹی اور کیا باقی ہوگا۔ جب میں بیگمی دالان کے سامنے آیا اور کٹھرے پر نظر پڑی تو دیکھا کہ روئے مبارک مثل آفتاب درخشاں ہے۔ اور نور کی شعاعیں ہر طرف پھیلی ہوئی ہیں۔ اپنے خیال سے نادم ہوا اور توبہ کی۔

اہلیہ کرم علیخاں صاحب اکبر آبادی ایک مرتبہ اجمیر میں مجھے شدید ذات الجنب (نمونیا) ہوا۔ کئی دن تک حالت خراب رہی آخر ایک دن نبضیں ساقط ہو گئیں۔ مستورات نے گریہ شروع کر دیا۔ اور دربار غریب نوازؒ میں رجوع کیا آخر وہاں کے ایک غلام نے کہا یہ مردہ نہیں ہے غشی طاری ہے غریب نوازؒ کے کرم سے اچھی ہو جائے گی چنانچہ بفضلہ تعالیٰ کچھ دیر بعد ہوش آگیا۔ حالت سنبھل گئی۔ اب تک بقید حیات ہوں۔

مولف کا بیان جون ۱۹۱۱ء میں اپنے بھائیوں کے ساتھ اجمیر حاضر ہو کر دربار غریب نوازؒ میں دعا مانگی کہ مدینہ منوّرہ حاضری ہو جائے با سباب ظاہر مدینہ منوّرہ جانے کا کوئی امکان نہ تھا۔

طالب علمی کا زمانہ۔ سترہ سال کی عمر اس سال والدین کے انتقال کی وجہ سے بے سروسامانی کا عالم کسی طرح عقلاً جانا سمجھ میں نہ آتا تھا۔ آخر غریب نوازؒ کے اکرام نے دستگیری کی اور دو مہینہ بعد ہی زیارات حرمین شریفین کے لئے روانگی ہو گئی دسمبر میں واپسی ہوئی۔

ان بیانات کے علاوہ تقریباً ایک سو اسی قسم کے بیانات اور مولف سے بیان کئے گئے اگر اور زیادہ جستجو کی جاتی تو شاید ہزاروں بلکہ لاکھوں تک نوبت پہونچتی اور ایک بڑی ضخیم کتاب مرتب ہو جاتی مگر بہ نظر اختصار مندرجہ بالا بیانات پر اکتفا کیا گیا۔

آپ کی بعض خصوصیات

(الف) حلقۂ صوفیا کی بعض مشہور روایات

حضرت قاضی گدڑی شاہ علیہ الرحمۃ نے فرمایا کہ جب حضور خواجہ عثمان قدس سرہٗ غریب نواز کو اپنے ہمراہ کعبۃ اللہ لے گئے تو غلاف کعبہ پکڑ کے آپ نے حسب ذیل دعائیں مانگیں۔
"خدا وندا! معین الدین کو مجھ جیسا (فنا فی الشیخ) کر دے" "خدایا معین الدین کو اپنے جیسا (فنا فی اللہ) کر دے" "خدایا میری قبر مٹا دے مگر معین الدین کی قبر کو قیامت تک آباد رکھ"۔
فضل شاہ مراد آبادی کہتے تھے جب بسلسلہ راز و نیاز حضور خواجہ عثمانؒ قدس سرہٗ مندر میں تشریف لے جانے لگے تو صفاتی مریدین آپ سے برگشتہ ہوگئے مگر غریب نواز چونکہ ذات سے دوستی رکھتے تھے اس لئے آپ پیر و مرشد کے ساتھ رہے اور فرمایا "مجھے ہر حال میں پیر کا اتباع لازم ہے۔ میں کسی حال میں ان کا ساتھ نہیں چھوڑ سکتا" چنانچہ جب شب میں نور محمدی جلوہ گر ہوا تو آپ نے آواز دی "کوئی ہے؟" غریب نواز نے عرض کیا "معین الدین حاضر ہے" فرمایا "آؤ"۔ غریب نواز حاضر خدمت ہوئے تو نور محمدی کے طواف کیلئے فرمایا۔
نظام الدین شاہ صاحب دلگیر اکبر آبادی نے فرمایا کہ ایک مرتبہ حضور خواجہ عثمان کا جبہ مبارک زیادہ دن تک زیب تن رہا تھا اس لئے آپ نے غریب نوازؒ سے فرمایا کہ اسے دھو ڈالو۔ مگر دھوون کا پانی کسی ایسی جگہ بہانا جہاں کسی کا پاؤں نہ پڑے۔ غریب نوازؒ نے دھو کر سوچا مگر کوئی ایسا مقام سمجھ میں نہ آیا لہٰذا آپ نے وہ پانی خود پی لیا۔
مولانا عبدالشکور اکبر آبادی کہتے تھے ایک دن غریب نوازؒ کے پیر و مرشد آپ سے بہت خوش ہوئے تو فرمایا "معین الدین تجھے وہ ہو جو ذات سے ہوتا ہے یعنی عین ذات میں فنائیت حاصل ہو"۔
فیاض الدین صاحب کہتے تھے کہ ایک مرتبہ آپ کے پیر و مرشد چھوارے تناول فرما رہے تھے۔ حضور خواجہ عثمان قدس سرہٗ جو گٹھلیاں چھوارے کھا کر پھینکتے تھے وہ غریب نوازؒ اٹھا کر تناول فرما لیتے تھے تاکہ پیر و مرشد کے پس خوردہ

کی بے ادبی نہ ہو۔

(ب) بعض عارفانہ تعبیرات

والد کے انتقال کے بعد آپ اوائل عمر میں اپنے باغ کی آبپاشی کیا کرتے تھے بلکہ گلشن عالم بالخصوص چمن ہندستان کو سیراب فرما رہے تھے
تیر سے آپ طیور کا شکار کیا کرتے تھے۔ بلکہ بنی نوع انسان کے قلوب شکار کرتے تھے۔ آپ کے عرس شریف
کے دوران میں ایک دن ایسا بھی آتا ہے کہ باوجود انتہائی کوشش و انتظام کے درگاہ شریف میں پانی کی
قلت ہو جاتی ہے۔ لوگ اسے آپ کی سید الشہدا سے گہری نسبت خیال کرتے ہیں۔

جس طرح حیات ظاہری میں آپ نے شمس الدین التمش و شہاب الدین غوری کو تخت و تاج ہندوستان کا
مالک بنایا اسی طرح آج بھی ہندوستان کی سلطنت آپ کے تصرف میں ہے۔ اسی وجہ سے آپ سلطان الہند
کے مبارک لقب سے یاد کئے جاتے ہیں۔

بعض لوگ آپ کو سلطان چشت یا چشتی دولہا بھی کہتے ہیں۔ یہ حقیقتاً آپ کے پیر سلسلہ حضرت خواجہ
ابی اسحاق شامی چشتی قدس سرہ کی جانشینی ہے

عہ (الف) جب خواجہ ابی اسحاق شامی اپنے مرشد خواجہ ممشاد علو دینوری کی خدمت میں حاضر ہوئے حضرت نے آپکا
نام دریافت فرمایا عرض کیا "ابی اسحاق شامی" فرمایا آج سے تجکو ابی اسحاق چشتی کہینگے۔ (تذکرۃ العابدین)
(ب) جن حضرات نے غریب نواز کی سکونت چشت قرار دیکر آپ کو چشتی لکھا ہے غلطی کی ہے۔ اصل یہ ہے کہ
خواجہ ابو اسحاق شامی چشتی رحمۃ اللہ علیہ (جو ساتویں واسطہ پہ غریب نواز کے پیر سلسلہ ہیں) نے چشت
میں قیام فرمایا اور وہاں تبلیغ و اشاعت حق میں مصروف رہنے کی وجہ سے چشتی کہلائے۔ بعد ازاں آپ کا
سلسلہ عالیہ چشتیہ کے نام سے مشہور ہوا۔ (ذکر خواجہ)

حصّہ سویم

آپ کی درگاہ اور مراسم

آپ کی درگاہ اور نذور عقیدت

درگاہ شریف آپ کی درگاہ شریف شہر اجمیر کے گوشۂ مغرب و جنوب میں لب جھالرہ بلا تفریق مذہب و ملت بالعموم زیارت گاہ عالم و بالخصوص زیارت گاہ اہل ہندوستان ہے مسلمانوں کی ایک کثیر تعداد دن رات درگاہ شریف کے وسیع احاطہ میں موجود رہتی ہے بیرونی و مقامی زائرین بہ تعداد کثیر آپ کی درگاہ شریف میں پھول ۔ شربتی نقدی ۔ پھولوں یا پارچہ کی چادریں ۔عطر ۔موم بتیاں ۔ اگربتیاں بطور نذر عقیدت پیش کرتے رہتے ہیں علاوہ ازیں صاحبانِ مقدرت عمارات اور بیش بہا تحائف پیش کرنے کی سعادت حاصل کرتے رہتے ہیں ۔ موجودہ عمارات درگاہ شریف انہیں عقیدت مندان کی مقبول نذور عقیدت کا نتیجہ ہیں ۔ جو زبان حال سے غریب نوازؒ کی ہمہ گیر ہر دل عزیزی کا ثبوت دے رہی ہیں ۔

درگاہ شریف کی عمارات ایک وسیع رقبہ میں تین احاطوں پر مشتمل ہے

(۱) احاطہ نقار خانہ ۔ اس میں نقار خانے ۔ شفا خانے ۔ مزارات اکبری مسجد اور حجرے وغیرہ ہیں ۔

(۲) احاطہ صحن چراغ ۔ اس میں سماع خانہ ۔ وسیع صحن ۔ حجرے ۔ اور لنگر خانہ وغیرہ شامل ہیں ۔ نیز خانقاہ شریف بھی اسی احاطہ سے ملحق ہے ۔

(۳) احاطہ آستانہ شریف ۔ اس احاطہ میں روضۂ مقدسہ ۔ شاہجہانی مسجد ۔ صندلی مسجد ۔ اولیا مسجد ۔ وسیع صحن ۔ حجرے ۔ قبور عقیدت مندان واقع ہیں ۔ اور سولہ کھنبہ ۔ چار یاری جھالرہ شریف کا بھی اسی احاطہ سے الحاق ہے ۔

حدود اربعہ درگاہ شریف کے شمال میں درگاہ بازار ۔ جنوب میں جھالرہ و آبادی و راستہ بالائے جھالرہ ۔ مشرق میں راستہ ترپولیہ دروازہ و اندر کوٹ مغرب میں گلی لنگر خانہ و محلہ خادمان ہیں ۔

درگاہ شریف کے اکیس دروازہ ہیں جو شہر اور درگاہ کے احاطوں کو آپس میں ملاتے ہیں ۔ نیز بڑے دروازوں کے پھاٹکوں میں تین کھڑکیاں بھی ہیں ۔

(الف) احاطۂ اوّل

عثمانی دروازہ ۱۳۳۰ھ مطابق ۱۹۱۲ء بیرونی زائرین عموماً اس دروازہ سے داخل ہوتے ہیں۔ خدّام صاحبان اُن کی رہنمائی کے لئے یہاں موجود رہتے ہیں۔ اس دروازہ کے متصل پھول۔ شیرینی اور عطریات کی دوکانات ہیں تاکہ زائرین حسب خواہش نذرِ عقیدت بسہولیت پیش کرسکیں۔

درگاہ شریف کا یہ فلک بوس دروازہ شمال رویہ بجانب درگاہ بازار واقع ہے۔ میر عثمان علی خاں صاحب شاہ دکن خلداللہ ملکہٗ نے ۱۳۳۰ھ مطابق ۱۹۱۲ء میں حاضر دربار خواجہ ہوکر یہ شاہانہ دروازہ پیش کرنے کی سعادت حاصل کی۔ تقریباً تین سال تک تعمیر کا سلسلہ جاری رہا۔ اور تخمیناً پچاس ہزار روپیہ اس کی تیاری میں صرف ہوا۔

یہ دروازہ مسٹر۔ اے۔ میکلشن سرکاری انجینیر کے نقشہ کے مطابق منجانب حکومت آصفیہ مولوی حبیب اللہ صاحب کی نگرانی میں تعمیر ہوا۔ دلی نامی ٹھیکیدار نے دولت آصفیہ سے اس کے تیار کرانے کا شرف حاصل کیا۔ محراب کی چوڑائی سولہ فٹ ہے۔ دروازہ کی بلندی تقریباً ستر فٹ اور چوڑائی معہ دو رویہ دالانوں کے ۶۷ فٹ ہے۔

اس دروازہ کے اوپر نقار خانہ بھی ہے۔ پنجوقتہ نوبت معہ شہنائی بجتی ہے۔ اور گھڑیال ہر گھنٹہ پر گھنٹہ بجاتا ہے۔ منجانب شاہ دکن ایک منتظم۔ دو چپراسی۔ دو گھڑیالی۔ چھ شہنائی نواز اور آٹھ نقارچی وغیرہ مامور ہیں۔ اس عملہ کا صرفہ پانچسو روپیہ ماہوار ہے۔

کلمہ دروازہ ۹۴۷ھ عثمانی دروازہ سے گذر کر تھوڑا صحن طے کرنے کے بعد یہ دروازہ واقع ہے۔ اس دروازہ پر بھی شاہان مغلیہ کے زمانہ سے نقار خانہ ہے۔ اس لئے اس کو نقار خانہ شاہجہانی بھی کہتے ہیں۔

شاہجہاں بادشاہ نے ۱۰۴۷ھ میں سنگ سرخ سے تعمیر کراکر یہ دروازہ بطور نذر عقیدت درگاہ غریب نواز میں پیش کیا۔ محراب دروازہ کی پیشانی پر بخط جلی کلمہ شریف سنہری حروف میں لکھا ہوا ہے اور اسکے ہردو جانب آب زر سے یہ شعر مرقوم ہے۔

"بعہد شاہجہاں بادشاہ دیں پرور ۔۔۔ زدود ظلمت کفر آفتاب دین یکسر"

اکبر بادشاہ نے رمضان شریف ۹۸۳ھ میں بنگال فتح کرنے کے بعد دو نقارے اجمیر آکر بطور نذر پیش کئے تھے۔ جو اس دروازہ پر اب تک موجود ہیں۔ سنگ سرخ کی تعمیر آج کل چونہ میں روپوش ہے۔

۹۱؎ سنین تعمیر کے لحاظ سے عمارات کی ترتیب نہیں دی گئی ہے۔ بلکہ زائرین کی سہولت کے پیش نظر داخلہ کی ترتیب سے عمارات کا تذکرہ کیا گیا ہے۔

دروازہ کے کیواڑ لکڑی کے ہیں۔ تقریباً انیس چالیس سال پیشتر بمبئی کے ایک تاجر نے ان کیواڑوں پر چاندی کے پتر چڑھانے کی سعادت حاصل کی۔ دروازہ کے اندر سنگ مرمر کا فرش ہے۔ جو زائرین کی کثرت آمدورفت سے گھس کر ناہموار ہوگیا ہے۔

اس دروازہ کے نقار خانہ میں اکبر کے نذر کردہ نقاروں کے علاوہ بھی نقارہ رکھے ہیں اس دروازہ پر بھی منجانب درگاہ پنجوقتہ نوبت نفیری بجتی ہے۔

شفاخانہ درگاہ شریف شاہجہانی دروازے سے آگے پہونچکر صحن میں گذرتے ہوئے داہنی جانب ایک سہ دری میں درگاہ شریف کا شفا خانہ ہے۔

اکبری مسجد ۹۷۷ھ شفا خانہ کے متصل ایک بلند زینہ پر اکبری مسجد کا رفیع الشان دروازہ ہے اس مسجد کی تعمیر کا اکبر بادشاہ نے اس وقت حکم دیا تھا جب وہ جہانگیر کی پیدائش کے چھ ماہ بعد اظہار تشکر و نیاز کے لئے بماہ شعبان ۹۷۷ھ حاضر دربار خواجہ ہوا تھا۔

یہ مسجد سنگ سرخ سے تعمیر کی گئی ہے۔ محرابوں پر سنگ مرمر کی پچیکاری ہے۔ مسجد معہ متعلقہ عمارات ۱۴۰ فٹ مربع ہے۔ محراب مسجد ۵۶ فٹ بلند ہے۔ محراب کے گوشوں پر مرمریں مینار ہیں۔ صحن مسجد میں ایک ہشت پہل حوض ہے۔ مسجد کے بعض جنوبی اور مشرقی حصوں میں درگاہ شریف کے محافظ خانہ بنا دئے گئے ہیں۔

سو سال قبل اس میں ایک کنواں بھی تھا۔ ۱۳۲۰ھ میں مسجد کی متعلقہ عمارات اور صحن کے فرش کی مرمت کرانے کی سعادت نواب غفور علیخاں صاحب داناپوری نے حاصل کی۔

بلند دروازہ[۵۱] یہ دروازہ سنگ سرخ سے تیار کرایا گیا ہے۔ موجودہ زمانہ میں سنگ سرخ چونہ کی سفیدی میں روپوش ہے بلندی ۸۵ فٹ ہے اس کے اندر سنگ مرمر اور سنگ موسیٰ کا فرش ہے۔ محراب میں تین قمقمے طلائی زنجیروں میں آویزاں ہیں برجیوں پر ڈھائی فٹ لانبے سنہری کلس لگے ہوئے ہیں۔ دروازہ کے سامنے تین تین درجوں کی

---

[۵۱] ماہتاب اجمیر کا بیان ہے کہ یہ دروازہ سلطان محمود خلجی نے سنہ ھ میں تعمیر کرایا تھا مگر احسن اسیر کے بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ ۸۵۹ء میں سلطان محمود خلجی نے بنوایا ہے۔ عطائے رسول میں بھی بروایت تاریخ نظامی ایسا ہی لکھا ہے۔

دو چھتریاں ہیں۔ اور اس کے عقب میں ہر دو جانب دو سادہ چھتریاں ہیں۔ اوپر چڑھنے کے لئے دو طرفہ زینے ہیں۔ چونکہ درگاہ شریف کی تمام عمارات سے بلند ہے اس لئے اس کو بلند دروازہ کہتے ہیں۔ اس کے نیچے کے حصے میں بزمانہ عُرس شریف پولیس کا قیام رہتا ہے۔ پیش دروازہ صحن میں بجانب مشرق چبوترہ پر مولانا شمس الدین المعروف بہ سید احمد بزرگ کاملؒ کا مزار شریف ہے۔

(ب) احاطۂ دویم

دیگیں در صحن بلند دروازہ سے ذرا آگے بڑھکر ہر دو جانب دو بڑی دیگیں زینہ دار بلند چولھوں پر نصب ہیں شرقی دیگ چھوٹی اور غربی بڑی ہے۔ ان دیگوں کے پکوانے میں بہت صرفہ ہوتا ہے۔

تاہم عقیدت مند حضرات پکواتے ہیں۔ اس زمانہ میں بھی دوران سال میں کم از کم پندرہ بیس مرتبہ پکتی ہیں۔ مگر زیادہ تر لوگ عرس شریف کے زمانہ میں پکواتے ہیں ان کا کھانا گرم گرم لوٹا جاتا ہے۔ یہ منظر عدیم المثال ہے۔ اکثر لوگ دیکھنے آتے ہیں۔

بڑی دیگ ۹۷۶ھ یہ دیگ جلال الدین اکبر شہنشاہ ہند نے ۹۷۶ھ میں پیش کی تھی چتوڑگڑھ کی چڑھائی کے وقت اُس نے منت مانی تھی کہ بعد فتح پاپیادہ حاضر اجمیر ہوکر ایک بڑی دیگ پیش کروں گا۔ چنانچہ بعد فتح اکبر پاپیادہ اجمیر روانہ ہوا۔ اور منزل بمنزل کوچ کرتا ہوا بتاریخ ۷ رمضان المبارک ۹۷۶ھ بروز یکشنبہ اجمیر پہونچا۔ اور آستانۂ خواجہ پر حاضر ہوکر دیگ روئین حضور غریب نوازؒ کی نذر و نیاز کے لئے تیار کرائی اس کا محیط ۱۳ ½ ۱ گز ہے اس میں تقریباً سوا سولہ من چاول پک سکتے ہیں۔

امیر علاؤ الدولہ المتخلص بہ کافی نے دیگ کی حسب ذیل تاریخ لکھی ہے۔

شاہ دین پرور و جمشید سریر	خسرو عہد محمدؐ اکبر
ساخت بے شبہ پئے فتح چتوڑ	دیگ روئین تن اژدر پیکر
بہر تاریخ وے از عالم غیب	دیگ چیتوڑ بکشا شد یکسر
	۹۷۶ھ

چھوٹی دیگ ۱۰۲۲ھ سلطان نورالدین جہانگیر نے یہ دیگ آگرہ میں تیار کرائی۔ حاضر دربار خواجہ ہوکر اس میں کھانا پکوایا۔ اور پانچ ہزار فقراء و مساکین کو اپنے سامنے کھلوایا۔ اس دیگ کی تاریخ حسب ذیل ہے۔

"عید نیا باد دائم نعمت دیگ جہانگیری"
۱۰۲۲ھ

کثرت استعمال سے ہر دو دیگیں پرانی ہوگئیں تھیں۔ ملا مداری مدار المہام ریاست گوالیار نے سیٹھ لکھی چند کے اہتمام سے دونوں دیگوں کی ضروری مرمت کرائی۔ اور دیگوں کے کناروں پر یہ "تاریخ کندہ کرائی"

"زر ملا مداری کرد در تعمیر دیگ — بادنامش در میاں روشن بمثل آفتاب"
"بخت در ہتہ لکھی چند شش نمودہ اہتمام — گفت ہاتف تاریخش جہاں شد فیضیاب"
۱۲۶۶ھ

ایک مدت کے بعد پھر یہ دیگیں مرمت طلب ہوگئیں۔ چنانچہ ۱۳۰۲ھ میں سر اسحاق جاہ وزیر حیدرآباد دکن نے بڑی دیگ کی مرمت کرائی۔ اور نواب علی دلدوز نواز جنگ امیر حیدرآباد نے چھوٹی دیگ از سر نو بنوائی۔

صحن چراغ بلند دروازہ سے گذرنے کے بعد ایک وسیع احاطہ آتا ہے اس احاطہ کے صحن میں پیش دروازہ ایک گنبد نما ہشت پہل خوبصورت چھتری بنی ہوئی ہے اس میں ایک بہت بڑا چراغ ہے مشہور ہے کہ یہ چراغ اکبر بادشاہ نے پیش کیا تھا۔

محفل خانہ ۱۳۰۹ھ پہلے یہاں وسیع صحن تھا اور ایام عرس میں اس مقام پر شامیانے استادہ کرکے محافل سماع منعقد کیجاتی تھیں۔ ازاں بعد میر حفیظ علی صاحب مرحوم متولی درگاہ معلےٰ نے چھ ہزار روپیہ کے صرفہ سے یہاں ایک دالان بنوانے کی سعادت حاصل کی۔ پھر اس دالان کے آگے دل بادلی شامیانہ استادہ ہوکر عرس شریف کی محافل سماع ہونے لگیں۔

موجودہ شاندار۔ خوشنما اور وسیع سماع خانہ یا محفل خانہ نواب بشیر الدولہ سر آسمان جاہ مدار المہام دولت آصفیہ و امیر پائیگاہ نے اپنے فرزند نواب معین الدولہ کی تقریب ولادت پر تعمیر کرا کر نذر کرنیکی سعادت حاصل کی

موصوف نے دربار خواجہ میں فرزند کی دعا مانگی تھی۔ خدا نے بوسیلہ غریب نوازؒ انھیں اسی سال کی عمر میں پسر عطا کیا۔ اس خوشی میں بطور اظہار عقیدت و تشکر بصرف اسی ہزار روپیہ یہ رفیع الشان مجلس خانہ تعمیر کرا کر پیش کرنے کا شرف حاصل کیا اس کی تعمیر ۱۳۰۶ھ سے شروع ہو کر ۱۳۰۹ھ میں اختتام پذیر ہوئی۔

محفل خانہ ۴۶ فٹ مربع ہے۔ یہ عمارت میر کاظم علی صاحب کمشنر بلدہ سرکار عالی اور میر حسین علی صاحب داروغہ مکہ مسجد کے اہتمام سے تیار ہوئی۔ اس میں قیمتی جھاڑ فانوس آویزاں ہیں جن میں بجائے موم بتی آجکل برقی روشنی عرس شریف کے موقعہ پر ہوتی ہے۔ اس کے تمام مصارف نواب صاحب مرحوم کی جاگیر سے اب تک جاری ہیں۔ غلام غریب نواز صاحب منجانب موصوف سماع خانہ کے منتظم ہیں یہاں دار العلوم معینیہ عثمانیہ منجانب شاہ دکن قائم ہے۔ ایام عرس و ماہ رمضان میں دار العلوم کی تعطیل ہو جاتی ہے۔ تاریخ تعمیر سماع خانہ حسب ذیل ہے۔

محفل خانہ سر آسماں جاہ دکن
۱۳۰۹ھ

خانقاہ ۹۷۸ھ یہ عمارت محفل خانہ کے غرب میں ہے۔ محفل خانہ کی غربی دیوار میں یہاں جانے کے لئے دروازہ ہے۔ اس کی تعمیر کے متعلق علامہ ابو الفضل نے اکبر نامہ جلد دوئم میں حسب ذیل تذکرہ کیا ہے۔

"(اکبر) نے ایک مسجد اور اس کے متصل ایک خانقاہ تعمیر کرائی"۔

خانقاہ میں رجب کی پانچ تاریخ سہ پہر کے وقت محفل سماع منعقد ہوتی ہے۔

حوض دھمال خانہ ۱۹۱۱ء محفل خانہ کے سامنے بجانب مشرق ایک حوض ہے۔ عام طور پر یہ حوض خشک رہتا ہے مگر عرس شریف کے زمانہ میں بھرا جاتا ہے۔

اس حوض کی چھتری ملکہ میری (شہنشاہ جارج پنجم کی اہلیہ) کی جانب سے تعمیر ہوئی ۱۹۱۱ء میں ملکہ موصوفہ نے دربار غریب نوازؒ میں حاضری دی اور پانچسو روپیہ اپنی طرف سے درگاہ میں کوئی یادگار قائم کرنے کے لئے نذر کئے۔ اس رقم میں کچھ رقم درگاہ نے ملا کر اس حوض پر سائبان بنا دیا۔

سبیل اس حوض کے قریب دروازہ سے متصل زائرین کے آرام کے لئے ایک سبیل ہے۔ عرس کے زمانہ

میں اس سبیل پر پانی کا معقول انتظام رہتا ہے۔

لنگر خانہ } صحن چراغ کے شرق میں لنگر خانہ کا پھاٹک ہے۔ اس پھاٹک کے شرق میں صحن اور ایک وسیع دالان ہے۔ دالان میں لوہے کا ایک بہت بڑا کڑھاؤ ہے۔ جس میں روزانہ بجو کا نمکین دلیا بنا بر عام تقسیم پکتا ہے۔

یہ لنگر خانہ اکبر بادشاہ نے غربا و مساکین کی آسائش کے لئے بنوایا تھا اور اس کے صرفہ کے لئے جاگیر بھی ہے شاہ دکن نے بھی اس کارخیر میں حصّہ لیا ہے۔

لنگر خانہ کے پھاٹک کے سامنے ٹین کا سائبان ہے۔ اس سائبان میں غربا و مساکین صبح شام لنگر لینے کے لئے جمع ہوتے ہیں۔

تاریخی چھتری } صحن لنگر خانہ کے وسط میں پرانے زمانہ کی ایک خوبصورت چھتری ہے۔ یہ اس واقعہ کی یادگار میں تعمیر کی گئی ہے جب اکبر بادشاہ فقیر بنکر یہاں لنگر لینے آیا تھا اور اس کا پیالہ ٹوٹ گیا تھا۔

بجلی گھر ۱۹۲۰ء } لنگر صحن خانہ میں درگاہ شریف کی مشرقی دیوار سے ملحق ایک شرقرویہ دالان ہے اس دالان سے بجانب شمال ایک وسیع احاطہ میں بجلی گھر کی عمارت ہے۔ یہاں درگاہ کی برقی روشنی کے لئے انجن لگے ہوئے ہیں۔ ان سے تمام درگاہ میں روشنی کی جاتی ہے۔

برقی روشنی بمبئی کے مشہور سیٹھ آنریبل سر کریم بھائی ابراہیم کی ارادتمندی کا ثبوت ہے انہوں نے بتوسّط صاحبزادہ حافظ سید مردان علی صاحب مرحوم ممبر درگاہ کمیٹی باہتمام مسٹر آر۔ ایم۔ مارشل الکٹرک انجنیئرنگ کمپنی بمبئی بماہ فروری ۱۹۲۰ء میں برق روشنی کا بندوبست کیا۔

(ج) احاطۂ سویم

احاطہ چمبیلی } صحن چراغ کی جنوبی دیوار میں ایک خوبصورت دروازہ ہے جس کے دونوں طرف خوبصورت چھتریاں ہیں۔ اس دروازہ سے نکل کر احاطہ آستانہ عالیہ میں داخل ہوتے ہیں تو گنبد شریف بالکل سامنے نظر آتا ہے۔ بائیں ہاتھ کی جانب سنگ مرمر کی شاندار اولیا مسجد ہے اور داہنے ہاتھ کی طرف احاطہ چمبیلی اور مسجد صندل خانہ۔ (احاطہ چمبیلی سنگین جالیوں میں گھرا ہوا ہے۔ جس میں چند متبرک مزارات ہیں

ایک چھوٹی سی کھڑکی شہ قبرہ بہ اندر جانے کے لئے ہے یہ کھڑکی عام طور پر بند رہتی ہے۔ ان مزارات پر چنبیلی کی بیل چھائی ہوئی ہے مشہور ہے کہ یہ مزارات حضور خواجہ غریب نواز کی ازواج مطہرات کے ہیں۔ اس احاطہ کی جالیوں اور چنبیلی کی شاخوں میں جا بجا انگوٹھیاں اور رنگ برنگ کے ڈورے بندھے ہوئے ہیں۔ یہ وہ لوگ باندھتے ہیں جو اولاد کے خواہشمند ہوتے ہیں اور اکثر مراد مند اپنا مقصد پاتے ہیں۔ ان چنبیلی کی بیلوں میں لوگ بھشتیوں سے پانی بھی ڈلواتے ہیں۔

مسجد صندل خانہ: سلطان محمود خلجی المعروف بہ سلطان مانڈو نے فتح اجمیر کے شکرانہ میں روضۂ منورہ کے سرہانے یہ تین در کی مسجد بنوائی۔ درگاہ شریف کی عمارتوں میں اس مسجد کے سر اولیت کا سہرا ہے عہد جہانگیری میں یہ مسجد خستہ و شکستہ ہو چکی تھی۔ جیسا کہ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے "جواہر مجددیہ" کی ایک روایت سے ظاہر ہے۔ جہانگیر بادشاہ نے چار در بڑھا کر تعمیر نو کرائی۔ پھر سلطان محی الدین اورنگ زیب شہنشاہ ہند نے اپنے زمانہ حکومت میں اس مسجد کی مرمّت و درستی میں نمایاں حصّہ لیا۔ اسی لئے اس مسجد کو ان تینوں بادشاہوں کے نام سے منسوب کیا جاتا ہے یعنی مسجد محمودی۔ جہانگیری و عالمگیری ان ناموں کے علاوہ اس مسجد کو مسجد صندل خانہ اور مسجد پھول خانہ بھی کہتے ہیں۔

مسجد صندل خانہ اس لئے کہتے ہیں کہ حضور غریب نوازؒ کے عرس شریف کے موقعہ پر ہر سال اس مسجد میں یکم رجب سے ۹ رجب شریف تک صندل سائی ہوتی ہے۔ اور وہ صندل حضور کے مزار مقدس پر نذر کیا جاتا ہے مسجد پھول خانہ کہنے کا سبب یہ ہے کہ حضور کے مزار اقدس سے صبح و شام جو پھول اترتے ہیں وہ اسی مسجد کے ایک کمانچہ میں کچھ دیر رکھے جاتے ہیں۔ اور بعد ازاں ملو سر کے ایک کنوئیں میں ڈالے جاتے ہیں اس مسجد کی اصل شکل و صورت اور زیب و زینت بار بار چونے کی تہہ چڑھ جانے سے روپوش ہو گئی تھی ۱۳۳۲ھ میں نواب محمد اسحاق خاں صاحب جہانگیرآبادی نے سید نثار احمد متولی درگاہ شریف کی نگرانی میں باہتمام صاحبزادے سید زین العابدین صاحب اس کی مرمّت کرائی۔

اور چونہ کی گھٹائی پر سونے کے کام نے مسجد کو آئینہ رنگار بنا دیا ہے۔

صاحبزادہ عبدالمعبود صاحب ہیجبی اجمیری کی کہی ہوئی تاریخ بیرونی دروں پر آب زر سے لکھی گئی ہے

ساخت صافی درمے چو این مسجد | مہر و ماہ از صفائے دور ماند
ابراز مصرعہ پئے تاریخ | سال صوری و معنوی برخواند
ہجری اندر عمر یفنہ معنی | عیسوی را البشر لفظ نشاند
بہ تعجب ز فکر من ہاتف | اللہ اللہ لبیت مرتبہ خواند
۱۳۰۲ھ

مسجد کا فرش اجمیر شریف کے مشہور ٹھیکہ دار خاں صاحب اللہ بخش مرحوم نے بنوایا۔

اولیاء مسجد ۱۲۹۵ھ احاطہ چنبیلی کے مشرق میں دیدہ زیب پاکیزہ مسجد ہے جو بہار کے ایک عقیدت مند سیٹھ نے زر کثیر خرچ کرکے سنگ مرمر کی بنوائی اس میں بلوریں جھاڑ اور بجلی کے خوبصورت قمقمے آویزاں ہیں۔ یہ مسجد اس مقام پر بنائی گئی ہے جہاں حضور غریب نوازؒ اپنی حیات ظاہری میں نماز ادا کیا کرتے تھے۔ ایک روایت کے مطابق یہ وہ مقام ہے جہاں آپ سب سے پہلے وارد اجمیر ہو کر بیٹھے تھے۔

مزار شیخ محمد یادگارؒ اولیا مسجد اور روضۂ منورہ کے بیچلی دالان کے درمیان مسجد صندل خانہ کے صحن سے ملحق ایک احاطہ میں حضرت شیخ محمد یادگارؒ اور اُن کی زوجہ محترمہ کا مزار مبارک ہے۔ آپ سبزہ وار کے حاکم تھے شیعیہ عقائد رکھتے تھے۔ غریب نوازؒ سے ہدایت پائی اور تمام عمر حضور غریب نوازؒ کے قدموں میں گذاری۔ مفصل حال سوانح میں درج ہے۔

حضور غریب نوازؒ کی وفات کے بعد بھی شیخ صاحب نے مزار مقدس سے جدائی اختیار نہ کی۔ اور بعد وصال بھی حضور کے مزار اقدس کے قریب ہی سپرد خاک ہوئے۔ آپ کے بعد آپ کی اولاد بھی نسلاً بعد نسلاً عہد وفا پورا کر رہی ہے ان میں اکثر پڑھے لکھے اور سمجھ دار لوگ ہیں۔

نظام سقّاؒ کا مزار یہ مزار اولیا مسجد کے متصل واقع ہے۔ اور اس پر نقش نگاری نہایت نفیس کی گئی ہے سنگ مرمر کے چبوترے کے گرد جالی دار کٹہرا ہے۔ پہلے شاہان مغلیہ کے زمانہ میں اس مزار پر غلاف زرّیں رہتا تھا۔ لیکن جب عالمگیر بادشاہ حاضر دربار ہوئے۔ تو نظام سقّے کی قبر مزار خواجہ علیہ الرحمۃ کا

سلہ جب ہمایوں بادشاہ قنوج کے قریب دریائے گنگا عبور کرنا چاہتا تھا تو بادشاہ کا گھوڑا دریا میں ڈوب گیا تھا اور ہمایوں غوطے کھانے لگا تھا۔ اسی وقت یہی نظام اپنی مشک پر دریا میں تیر رہا تھا۔ اور اسی نے بادشاہ کا ہاتھ پکڑ کر دریا کے پار اوتارا تھا ہمایوں نے نام دریافت کیا جواب عرض کیا کہ مجھ کو نظام کہتے ہیں بادشاہ نے کہا جو خواہش ہو مانگو۔ نظام نے کہا جب آپ آگرہ پہونچیں تو نصف روز مجھے بادشاہت کرنیکی اجازت دیں ہمایوں نے بعد تسلیم یہ درخواست منظور کی۔ اور آگرہ پہونچکر میاں نظام کو سلطان نیمروز بنادیا۔ مشہور ہے نظام نے مشک کاٹ کر چام کے دام چلائے تھے۔

دہو کا کھایا لوگوں نے عرض کیا کہ یہ قبر تو نظام سقّے کی ہے یہ سنکر شاہ موصوف نے فرمایا کہ "چراغ پیش آفتاب پرتو ندارد"۔

حمیدیہ دالان روضۂ منورہ اور بیگمی دالان کے سامنے بجانب شرق ایک بہت بڑا سنگ مرمر کا خوبصورت دالان ہے اس جگہ پہلے ٹین کی چادروں کا سائبان تھا۔ لیکن وہ گرمیوں میں تپ جاتا تھا۔ سید عبد الحمید صاحب خادم خواجہ صاحب نے یہ دالان زائرین کے آرام و سہولت کے لئے بنایا ہے۔ عرس مبارک کے دنوں میں بہ تعداد کثیر زائرین اس میں آرام پاتے ہیں محفل پنجشنبہ کے موقعہ پر اس میں مستورات بیٹھتی ہیں۔ اس عمارت کی تیاری میں تقریباً پچیس ہزار روپیہ صرف ہوا۔ حسب ذیل تاریخ اس پر کندہ ہے۔

سلامٌ باقی غنی المجید
۱۳۶۱ھ

قطعہ تاریخ تعمیر دالان اندرون احاطہ درگاہ شریف :-

وہ ہیں خادم خواجۂ چشتیاں	انہیں لوگ کہتے ہیں عبد الحمید
یہ دیکھا کہ بارش میں اور دہوپ میں	غریبوں کو ہوتی ہے زحمت شدید
نظر آگئی راہ نیکی صحیح	کہ تیار کی یہ عمارت جدید
کچھ ایسے ہی کام اور انجام دیں	کہ حاصل ہو لوگوں کو راحت مزید
لکھا سال تاریخ با سر دین	وسیعٌ عظیمٌ لطیفٌ مجید

کھرنی کا درخت حمیدیہ دالان کے مغربی جانب مرمریں احاطہ میں ایک کھرنی کا پورانا درخت ہے روایت ہے یہ درخت حضرت جہانیاں جہاں گشت نے حاضر اجمیر ہو کر لگایا تھا۔ مشہور ہے اس کی چھال اگر پانی میں پیسکر مارگزیدہ کو پلائیں تو اچھا ہو جاتا ہے۔

بیگمی دالان ۱۰۵۳ھ گنبد شریف کے شرقی رویہ دروازہ کے آگے ایک شاہانہ خوبصورت اور عالیشان دالان ہے۔ اس کے تین در شرقی رویہ اور دو دو در دونوں پہلوؤں میں ہیں۔ شرقی رویہ درمیانی در کے سوا باقی سب دروں میں سنگ مرمر کی خوشنما جالیاں لگی ہوئی ہیں۔

یہ دالان ۱۰۵۳ھ میں شہزادی جہاں آرا بنت شاہجہاں نے تعمیر کرایا۔ اس کی چھت۔ ستون۔ کٹھرے اور کنگھرے سنگ مرمر کے ہیں۔ فرش دالان افشاں ابری کا ہے۔ محراب وسطی پر سنگ مرمر میں عمدہ کتبے لکھے ہوئے ہیں۔ دالان کے اوپر کی سنہری کلیاں اور شاندار بلورین جھاڑ فانوس جو چھت میں آویزاں ہیں مختلف زائرین کے نذر کردہ ہیں۔ چھت اور دیوار پر سنہری کام نواب مشتاق علی خاں صاحب مرحوم والی ریاست رامپور کی یادگار ہے۔ ۱۹۴۲ء میں چھت کی ایک پٹی چٹک گئی تھی اس کے گرنے کا اندیشہ تھا۔ ۱۹۴۳ء میں نواب غلام کبریا رئیس جلپائی گوڑی (بنگال) نے اس پٹی کو بدلوا دیا۔

توشہ خانہ حضرت خواجہ فخر الدین گردیزی عہد جہانگیری میں نہ گنبد شریف پر تاج تھا نہ بیگمی دالان تھا بلکہ بیگمی دالان کی جگہ لکڑی کا کٹہرہ تھا۔ اس پر شامیانہ تھا۔ روضۂ منورہ اور بیگمی دالان کے درمیانی موجودہ ہر دو حجرے بھی اس وقت موجود نہ تھے۔ مگر بیگمی دالان کی تعمیر سے پہلے یہ تعمیر ہو چکی تھی۔ اس لئے غالب گمان ہے کہ یہ عہد شاہجہانی میں جنتی دروازہ اور بیرونی احاطہ گنبد شریف کے ساتھ تعمیر ہوئے۔

بیگمی دالان سے گنبد شریف میں جاتے ہوئے پہلے ایک خوبصورت شاندار دروازہ آتا ہے۔ اس کے کواڑوں پر چاندی کے پتر چڑھے ہوئے ہیں ذرا آگے ہر دو جانب دو حجرے ہیں۔ ان دونوں حجروں کے دروازے گنبد شریف کے حجرہ میں ہیں ان میں روضہ منورہ کی ضروریات کی چیزیں رکھی رہتی ہیں۔

شمالی توشہ خانہ میں روزانہ استعمال کی چادریں اگردانی۔ چوبیں اور دیگر سامان متعلقہ رہتا ہے جنوبی توشہ خانہ میں روضہ مقدسہ کے متعلق قیمتی اور شاہوں کا نذر کردہ سامان رہتا ہے۔ وقف درگاہ کے متعلق شاہجہاں کا فرمان بھی اسی میں ہے۔ اس میں سات قفل لگے رہتے ہیں ان ساتوں قفلوں کی چابیاں خدام صاحبان کے سات حضرات کے پاس رہتی ہیں۔ جب تک یہ ساتوں حضرات کنجیاں لیکر نہ آئیں اس حجرہ کا دروازہ نہیں کھلتا۔ یہی حضرات مزار شریف اور گنبد شریف کے تمام سامان کے ذمہ دار تحویلدار اور کلید بردار ہیں۔ نیز صندل۔ گل۔ عطر پیش کرنے غلاف بدلنے اور اندرون گنبد شریف جاروب کشی کی خدمات یہی خدام صاحبان بجا لاتے ہیں۔

حضرت خواجہ فخر الدین گردیزیؒ اور ان کی اہلیہ مزار انہی توشہ خانوں میں ہے۔

روضۂ مقدسہ سلطان الہند حضور خواجہ غریب نواز قدس سرہٗ

آپ کا مزار اقدس عرصہ تک کچاّ رہا۔ قدرتی مناظر لطف زیارت سے مشرّف ہوتے تھے۔ اور طیور خوش الحان اس چشتی دربار میں نغمہ سرائی کیا کرتے تھے۔ یوں تو اہل اللہ۔ درویش۔ اولیا اللہ ہر زمانہ میں حاضری دیتے رہے۔ اور اہل حاجت بھی اس مرکز مراد پر جمع ہوتے رہے۔ مگر جب آپ کے عالمگیر فیوض روحانی اور لافانی شہرت ترقی پذیر ہوئی تو عوام کیا بلکہ خواص اور بادشاہ تک حلقہ ارادت پہن کر حاضر دربار ہوئے اور منہ مانگی مرادیں پائیں۔ خدّام صاحبان کی تحریک سے پُر شہرت عقیدت زائرین نے عمارات درگاہ کا سلسلہ شروع کیا۔

آمدنی کے وسائل زیادہ ہوئے۔ اخراجات کی مدّات قائم ہوئیں۔ دیوان اور متولی کے عہدے مقرر کئے گئے اور دن بدن ترقی کے آثار نمایاں ہونے لگے۔

خواجہ حسین نبیرہ شیخ صوفی حمیدالدین ناگوریؒ دربار غریب نوازؒ میں حاضر رہا کرتے تھے۔ سلطان غیاث الدین آپ کو ازراہ عقیدت بلایا کرتا تھا مگر آپ شاہانہ صحبت سے گریز کرتے تھے۔ لیکن سرور عالم کے موئے مبارک کی زیارت کی خاطر پہونچے۔ سلطان نے تحائف پیش کئے۔ مگر آپ نے قبول نہ کئے لیکن آپ کے صاحبزادہ کے دل میں ان کے لینے کا خیال پیدا ہوا۔ آپ نے اپنے صاحبزادہ سے فرمایا اگر یہ لیتے ہو تو لازم ہے اس مال سے خواجہ بزرگ اجمیریؒ اور اپنے جد صوفی حمیدالدین ناگوریؒ کے روضوں کی تعمیر کرو۔ چنانچہ اس رقم سے کچے مزار پر گنبد و عمارت روضۂ شریف تیار کی گئی۔ گنبد شریف کا اندرونی حصّہ سنگ بستہ ہے جس میں چونے سے ریخ بندی کی گئی ہے۔ بالائی حصّہ اینٹوں سے تیار کیا گیا ہے۔ لداؤ کی ڈاٹ پر چونہ کا صندلہ ہے اس پر گھٹائی کا کام ہے گنبد بیچوانس میں ہے گرفن تعمیر کے جاننے والے کہتے ہیں کہ بیچوانس میں بھی کوئی دوسرا اس ڈول کا گنبد ہندوستان میں اس وقت موجود نہیں ہے۔ یہ گنبد اپنی نظیر آپ ہے اور خدا کی شان بے مثال سے فیض یافتہ و جہ تسکین اہل محبت ہے اور عالم میں بمنزل قلب ہے۔

اندرون گنبد طلائی و رنگین نقش و نگار ہیں۔ نقش و نگار کی حسب ذیل تاریخ روضۂ منوّرہ کی غربی جالی پر ثبت ہے۔

از پئے تاریخ نقش گنبد خواجہ معین — گفت ہاتف گو مفطو قبۂ عرش بریں[۵۱]

۹۳۹ھ

[۵۱] اس تاریخ سے ثابت ہے کہ یہ نقش و نگار وصال خواجہ حسین ناگوری کے اڑتیس سال بعد کئے گئے ہیں۔

یہ نقش و نگار کچھ ماند ہو گئے تھے نواب صاحب رامپور نے ان کی درستی کرائی ہے۔ سفید گنبد پر سونے کا بہت بڑا تاجدار کلس اور گوشوں میں سنہری کلسیاں آویزاں ہیں یہ تاج نواب حیدر علی خاں صاحب برادر کلب علی خاں صاحب والئ رامپور نے نذر کیا تھا۔ زبانی روایت ہے کہ اس سے پہلے عالم نامی بنجارہ نے بھی سوا من سونے کا کلس گنبد شریف پر چڑھایا تھا۔ اس لئے غریب نوازؒ کو سفید گنبد اور سنہری کلس والا خواجہ بھی کہتے ہیں۔

گنبد کے اندرونی حصہ میں سنہری لاجوردی کام ہے یہ نواب مشتاق علی خاں صاحب۔ والئ ریاست رامپور نے کرایا تھا۔ چھت میں کاشانی مخمل کی زرین چھت گیری لگی ہوئی ہے۔ اسمیں طلائی زنجیروں سے قمقمہ آویزاں ہیں۔ فی قمقمہ پانچہزار روپیہ قیمت کا اندازہ ہے۔ ان کے علاوہ چاندی کے بہت سے قمقمے بھی آویزاں ہیں اور دیوار کے اندر سنہری چوکھٹوں میں آئینے نصب ہیں اندرون روضہ ہر چہار جانب یہ اشعار زر سے مرقوم ہیں ؎

خواجۂ خواجگان معین الدین — اشرف اولیائے روئے زمین
آفتاب سپہر کون و مکاں — بادشاہ سریر ملک یقین
درجمال و کمال او چہ سخن — ایں مبین بود بحصین حصین
مطلع در صفات او گفتم — درعبادت بود چو در ثمین
اے درت قبلہ گاہ اہل یقین — بردرت مہر و ماہ سودہ جبیں
روئے بردرگہت ہمیں سائند — صد ہزاراں ملک چو خسرو چین
خادمان درت ہمہ رضواں — در صفا روضہ ات چو خلد بریں
ذرۂ خاک او عبیر سرشت — قطرۂ آب او چو ماء معین

※

جانشین معین خواجہ حسین — بہر لقا سشیش بگفت چنیں
کہ شود رنگ تازہ کہنہ بتو — قبلۂ خواجۂ معین الدین
الٰہی تا بود خورشید و ماہی — چراغ چشتیاں را روشنائی

بالائے مزار مبارک چوبی مسہری پر سیپ کا کام تھا لیکن اب کلکتہ کے متموّل میمن سوداگر شکر سیٹھ حاجی محمد صاحب نے پچاس ہزار روپیہ کے صرفہ سے اس پر گنگا جمنی طلائی نقری پتر اچڑھوایا ہے اس کے چاروں گوشوں پر چار برجیاں مع کلس کے ہیں۔ مسہری میں رنگین مخمل کی چھت گیری لگی رہتی ہے اور اس کے گرد زر دوزی مخملی پردے ہیں جن کی قیمت تخمیناً چالیس ہزار روپیہ ہے۔ محی الملّت والدّین میر عثمان علی خاں شاہ دکن کے نذر کردہ ہیں۔ چھپر کھٹ کے اندر بیش قیمت سنگ مرمر کا مزار شریف ہے اس پر سنگ طلائی فیروزہ۔ ابری۔ یشب اور لہسنیہ وغیرہ کی خوشنما پچیکاری ہے۔ مزار اقدس کے تعویذ میں یاقوت رمّانی جڑا ہوا ہے۔ مزار پر انوار ہمیشہ زربفت و کمخواب وغیرہ کے قبر پوشوں سے ڈھکا رہتا ہے۔ اور ان پر پھولوں کی چادر پڑی رہتی ہے۔ چھپر کھٹ کے بیچ میں سنہرا کٹھرہ نصب تھا۔ جو شہنشاہ جہانگیر نے بنوا کر نذر کیا تھا۔ شہنشاہ جہانگیر نے اس کے متعلق تزک جہانگیری میں لکھا ہے کہ "۱۰۲۵ھ میں میں نے منت مانی کہ میری بعض مرادیں بر آئیں تو مرقد خواجہ بزرگ پر "محجر" طلائی جالی دار نذر کروں گا"۔ یہ "محجر" ایک لاکھ روپیہ کی لاگت سے ۲۷ رجب ۱۰۲۵ھ کو تیار ہوا میں نے حکم دیا کہ یہ لیجا کر روضۂ اقدس پر نصب کرا دیں اسکے نصب کرانے میں دس ہزار روپیہ صرف ہوئے تھے۔ مگر کٹھیرہ اب موجود نہیں۔ اب دوسرا نقری "محجر" جہاں آرا بیگم کا نذر کردہ موجود ہے۔ اسکی مرمّت راجہ جے سنگھ والئی جے پور نے باہتمام شیخ محمد حیات اور حاجی منظور علی خاں متولی آستانہ شریف کرائی تھی اس کٹھیرے کا وزن بیالیس ہزار نو سو اکسٹھ تولہ تین ماشہ یعنی تیرہ من سترہ سیر ایک تولہ تین ماشہ ہے۔

اندرون گنبد فرش میں سنگ مرمر کے ٹکڑے نہایت نفاست کے ساتھ لگے ہوئے ہیں۔ جن میں ادھر ادھر سنگ موسیٰ کی پٹریاں جڑی ہوئی ہیں۔ گنبد شریف کے مشرقی دروازہ کے دائیں بائیں جانب دو حجرے ہیں ان کے کواڑوں پر چاندی کا پتر چڑھا ہوا ہے۔ ان حجروں کا تذکرہ پیچھے آچکا ہے۔ دونوں حجروں کے درمیان ایک دروازہ کھلا ہوا ہے جس میں اکبر بادشاہ کی لائی ہوئی "قلعہ چتوڑ کی جوڑی چڑھی ہوئی ہے۔ اس دروازہ کی دیوار پر ذیل کی نظم درج ہے۔

بیا کہ کعبۂ اہل دل است خواجہ معینؒ   طواف مرقد او میکند شاہ و گدا
زراہ صدق درآ در مقام خواجہ معینؒ   کہ ہست روضہ پاکش چو جنّت الماوٰے

۱۲۴۰ھ میں نواب فیض اللہ خاں بنگش مرحوم رئیس فرخ آباد نے باہر والے دروازہ میں جوڑی چڑہائی جس پر حسب ذیل تاریخ کندہ ہے۔

خان فیض اللہ بنگش کہ نگاہش عالی است ساخت دروازہ معین جاوید
چونکہ درگاہ معین ہست چو خورشید بلند سال تاریخ شدہ باب طلوع خورشید
۱۲۴۰ھ

ایک بڑا عقیق یمنی زرد رنگ کا اس دروازہ کے شمال رخ پر جڑا ہوا ہے۔

روضہ کی مرمریں جالیوں پر زرّیں پردے پڑے رہتے ہیں۔ اور موسم گرما میں ان کی بجائے خس کے پردے ڈالے جاتے تھے۔

اندرون گنبد شریف اعلیٰ درجہ کے دو زردوزی شامیانے ہیں۔ ان میں سے ایک تو ہز ہائنس نواب کلب علی خاں والئی ریاست رامپور اور ایک ہز ہائنس نواب ابراہیم خاں والئی ریاست ٹونک کا نذر کردہ ہے

مزار مبارک کے سینہ کے برابر مغرب کی جانب محراب میں زمانۂ قدیم کا خوشخط قلمی کلام مجید سفید نقرئی صندوق میں نقرئی چوکی کے اوپر قد آدم بلندی پر رکھا رہتا ہے۔ اس کو زائرین بوسہ دیتے ہیں مگر عرس شریف کے ایام میں خلقت کی کثرت کے باعث یہاں سے اٹھالیا جاتا ہے۔

چاندی کا یہ صندوق اور چوکی موجودہ شاہ دکن کی نذر کردہ ہیں۔ قرآن مجید کے اوپر دیوار پر کعبہ شریف کا سیاہ مخملی پردہ لٹکا ہوا ہے۔ جس پر آیات قرآنی طلاء سے لکھی ہوئی ہیں۔

مجمع بی بی حافظہ جمال روضہ منورہ کی جنوبی دیوار میں تین دروازہ ہیں۔ اِدھر اُدھر کے دونوں دروازہ تو خاص حالات و مواقعہ پر کھولے جاتے ہیں درمیانی دروازہ دن بھر کھلا رہتا ہے۔ اس دروازہ کے آگے

---

۵۱ جس طرح عام طور سے ہیرہ کا رنگ سفید سمجھا جاتا ہے۔ مگر خواص اور جوہری جانتے ہیں کہ ہیرا زردی مائل۔ گلابی مائل۔ سیاہی مائل اور سبزی مائل بھی ہوتا ہے سیاہی مائل برہما کی طرف کا ہوتا ہے۔ اس کو اہل ہنود منحوس خیال کرتے ہیں۔ سبزی مائل نادر الوجود ہے اسی طرح عام طور سے عقیق سرخ رنگ کا خیال کیا جاتا ہے۔ حالانکہ اسکی ایک قسم زردی مائل بھی ہے

۵۳ آپ کے شوہر شیخ رضی الدین کا مزار ناگور سے ایک کوس کنار حوض منڈھولہ واقع ہے۔

سنگ مرمر کے ستونوں پر چھتری بنی ہوئی ہے اس کے شرق میں حضور خواجہ غریب نواز کی صاحبزادی آسودہ ہیں۔ غالباً یہ مجمّر روضۂ شریف کے ساتھ تعمیر ہوا ہے۔ آپ کے مزار پر سنگ مرمر کے تعویذ میں ابری طلائی لہسنیہ اور فیروزہ کی پچیکاری ہے مزار کے بیش بہا قبر پوش پر پھولوں کی چادر رہتی ہے۔ مجمّر کا دروازہ کمانی دار بنا ہوا ہے اس کے سامنے دو چھوٹی چھوٹی قبریں بی بی صاحبہ کے صاحبزادوں کی ہیں۔ جو صغر سنی میں فوت ہوگئے تھے۔

مجمّر حور النساء بنت شاہجہان ۱۹ رجمادالاول ۱۰۷۵ھ بروز چہارشنبہ حور النساء نے انتقال کیا قبہ شریف کی غربی دیوار کے سایہ میں دفن ہوئیں۔ قبر پر مجمّر تعمیر کیا گیا یہ مقبرہ سنگ مرمر کا بنا ہوا ہے۔ اس کے کیواڑ بھی سنگ مرمر کے تھے۔ تعویذ قبر پر کہرباج کی ایک بیش بہا تختی لگی ہوئی ہے۔ تمام لوگ اس میں پیسے اور کوڑیاں پھینکتے تھے باین وجہ لوح کے ٹوٹ جانے کا اندیشہ تھا اس لئے اب ٹین لگا دیا گیا ہے۔

احاطۂ نور قبہ مبارکہ کے جنوب و مغرب میں یہ سنگ مرمر کا احاطہ ہے۔ اس کے کچھ حصہ پر سقف بھی ہے اس احاطہ میں دو دروازے ہیں ایک قبہ شریف کے جنوب میں (جو پائیں دروازہ کہلاتا ہے) دوسرا غرب میں ہے جو جنتی دروازہ کہلاتا ہے۔

جنتی دروازہ اس دروازہ کو سکی دروازہ بھی کہتے ہیں۔ اس کے کواڑوں پر چاندی کا پتر چڑھا ہوا ہے۔ روایت ہے کہ اس دروازہ میں سے جو سات مرتبہ گذر جائے وہ جنتی ہے۔ یہ دروازہ غریب نواز کے عرس میں چاندرات سے ۶ رجب تک کھلا رہتا ہے اور عیدین و عرس حضور خواجہ عثمان قدس سرہ پر بھی کھلتا ہے۔ لوگ جوق در جوق اس میں سے گذرتے ہیں۔

چلہ حضرت بابا فریدالدین گنج شکرؒ یہ وہ مقام ہے جہاں حضرت شیخ فریدالدین گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ نے چلہ کشی کی ہے سلطان محمود خلجی کی مسجد کے نیچے واقع ہے اس چلہ میں دو در تک تہہ خانے بنے ہوئے ہیں۔ کہا جاتا ہے کہ یہ خواجۂ بزرگ کے خاص مزار اقدس کا راستہ ہے۔

جامع مسجد شاہجہانی یہ مسجد روضہ شریف کے مغرب میں ہے جب شاہجہاں بادشاہ فتح اودے پور کے بعد اجمیر شریف زیارت کے لئے حاضر ہوا۔ اس وقت ایک وسیع مسجد بنوانے کا خیال ہوا تھا۔ جب تخت نشین ہوا تو اس مسجد کی تعمیر کا حکم دیا۔ اس کی تعمیر میں دو لاکھ چالیس ہزار روپیہ صرف ہوا۔ کئی سال میں یہ مسجد تیار

تیار ہوئی اسکا طول شرعی ۹ گز اور عرض ۲۷ گز ہے صحن میں پانچ دروازہ ہیں۔ تاریخ تعمیر مسجد حسب ذیل ہے

"قبلۂ اہل جہاں شد مسجد شاہجہاں"

۱۰۴۷

عہد شاہجہانی کے ملک الشعراء ابوطالب کلیم ہمدانی نے اس مصرع سے تاریخ نکالی ہے ؎

"کعبۂ حاجات دنیا مسجد شاہجہاں"

۱۰۴۷

یہ مسجد نہایت نفیس سنگ مرمر کی بنی ہوئی ہے۔ محراب وسطی میں کلمہ طیبہ سنہری حروف میں لکھا ہوا ہے اور بیرونی محرابوں پر خدائے تعالیٰ کے نو دو نو نام ہیں۔ اور سب سے اوپر یہ کتبہ لکھا ہوا ہے۔

شنیدم ز خاصان فرخندہ فال	کہ پیش جلوس اید اتصال
شہنشاہ دیں پرور دیں پناہ	فلک قدر شاہجہاں پادشاہ
پناہ امم صاحب تخت و تاج	کہ دارد شریعت بعہدش رواج
پس از فتح رانا بصد عز و جاہ	بدولت در اجمیر زد بارگاہ
بطوف مزار حقایق شعار	معین جہاں خواجہ روزگار
حقائق پناہ و معارف مآب	کہ دادش فلک قطب عالم خطاب
در آں روضۂ پاک مسجد نبود	دلش را تمنائے مسجد فزود
خداوند را با خدا شد قرار	کہ ماند از و مسجد یادگار
بسے بر نیامد ز دور فلک	کہ آں قبلہ گاہ ملوک و ملک
چو بنشست بر تخت شاہنشہی	بلطف الٰہی بہ فرمان شہی
کمر بست و چست و قدم بر کشاد	نہ از راہ و رسم از رہ اعتقاد
بہ توفیق حق گشت کاوش تمام	بنا کرد ایں مسجد و شد تمام
زہے مسجد بادشاہ جہاں	کہ دارد ز بیت المقدس نشاں

خوشا قدر ایں خانہ کز احترام | بود ثانی اثنین بیت الحرام
مقدس حریم چو قدس خلیل | بوصفش زباں وقف ذکر جمیل
شمارند یا کعبہ اش تو اماں | کہ دیدست مسجد بایں عز وشان
کنند رستہ مژگاں خود آفتاب | کہ جاروب کش بایدا ینجا خطاب
نمایاں در دکعبہ وقت نماز | ز محراب و در بر حرم کردہ باز
بفرششش گذاری چو روئے اُمید | شود نامہ چوں سنگ مرمر سفید
طلب گار حاجات دل بستہ اش | بہار منا جات گلدستہ اش
چو شاہ جہاں در محلِ نماز | بمحرابش آورد روئے نماز
ز توفیق محراب کرد از دو سو | بیک قبلہ پشت و بیک قبلہ رو
جہاں را دو چشم اند مردم نشین | یکے خانۂ کعبہ و دیگر ایں
نشستہ بمسجد شہنشاہ دین | بود کعبہ پیوستہ مسند نشین
اجابت زند بر عبادت نیاز | خوش آں کس کہ آنجا گذارد نماز
تواں کرد بر ممبرش جاں پسند | کزاں نام شاہ جہاں شد بلند
بہ تکلیف مردم برائے نماز | درش چوں درتو بہ پیوستہ باز
بود خطبۂ شاہ قادر خورش | زباں ملک مے سزد ممبرش
لب حوضش از آب زمزم پر است | ز محراب یا کعبہ در بر در است
زلالش ز ہر موجۂ بے دریغ | بقطع تعلق کشیداست تیغ
ز سنگش چناں کار پرداز رنگ | کہ گوئی نباشد ز یک پارہ سنگ
بفرمودۂ سایہ کردگار | چو کرد ایں بنا را قضا استوار
نوشتند تاریخش اہل یقین | بنائے شہنشاہ روئے زمین

سنہ ۱۲۹۱ھ میں جب تبرکات نبوی دہلی سے لاکر اس مسجد میں رکھے گئے۔ اُس وقت محراب مسجد سے

پانی رسنے لگا تھا۔ لوگوں نے اسے اشک فشانی سے تعبیر کیا۔

نماز کے وقت جمعہ کے دن چار دفعہ توپیں داغی جاتی ہیں۔ اول اذان کے وقت۔ دویم خطبہ کے وقت سویم اقامت کے وقت۔ چہارم سلام کے وقت۔

چہار یار شاہجہانی جامع مسجد کی جنوبی دیوار سے ملحق ایک چھوٹا سا دروازہ حوض کے متصل ہے۔ اس دروازے کے اندر ایک وسیع قبرستان ہے۔ اس میں بڑے بڑے جلیل القدر اور اللہ والے بزرگ علما صلحا۔ فقرا۔ صوفیا اولیا اور خوش نصیب عقیدت مندان خواجہ علیہ الرحمۃ آرام فرما ہیں۔ ان میں سے چار مزار اُن بزرگوں کے بھی ہیں جو غریب نواز کے ہمراہ تشریف لائے تھے۔ مولانا شمس الدین رحمۃ اللہ علیہ۔ مولانا محمد حسین صاحبؒ الہ آبادی۔ مولانا معین الدینؒ۔ حافظ بشیر علی بیگؒ۔ حافظ مردان علی صاحب اور حاجی وزیر علی صاحب خدامان درگاہ کے مزارات بھی اسی احاطہ میں ہیں۔ یہاں ۱۳۶۰ھ میں خلیفہ سید محمد حنیف صاحب اور شاہ اسمٰعیل صاحب خدامان درگاہ کے سندھی موکل نے سندھی صاحبان کی آسائش کے لئے پانچہزار کے صرف سے ایک دالان تیار کرایا ہے۔

مزار خواجہ حسین اجمیریؒ شاہجہانی مسجد کے مغرب میں ایک مقبرہ بنا ہوا ہے اس میں خواجہ حسین اجمیری رحمۃ اللہ کا مزار مبارک ہے۔ گنبد کا اندرونی حصہ سنگ مرمر کا اور بیرونی حصہ چونے کا بنا ہوا ہے۔

یہ مقبرہ ۸۴۱ھ میں تعمیر ہوا۔ اس کا نقشہ غریب نوازؒ کے روضۂ منورہ سے ملتا جلتا ہے۔ مزار کے گرد سیپ کا نایاب چھپر کھٹ بنا ہوا ہے۔ یہ عمارت عہد شاہجہانی میں باہتمام سید دلاور تیار ہوئی محراب دروازہ پر یہ اشعار کندہ ہیں :-

"شہ از لاہو ہادی و مرشد و معین	شہنشہ دو سرا خواجہ معین الدین
بنائے مقبرہ با صفا خواجہ حسینؒ	بلفظ مغز شدہ سال خاتمیت این"

سولہ کھمبہ سنگ مرمر کا نہایت خوبصورت دالان ہے اس کے سولہ ستون ہیں۔ ستونوں کے گرد جالیدار کٹہرہ ہے فرش پر عمدہ قسم کے رنگین پتھروں کی پچیکاری ہے۔

---

(۵) جن کا وصال مجلس سماع میں ہوا تھا۔

ایک بالشت کی چھتری } یہ چھتری سولہ کھنبہ کے متصل دروازہ پر بنی ہوئی ہے۔ اس کی وسعت ایک بالشت سے زیادہ نہیں ہے۔ گنبد لداؤ کا ہے۔ اور ستون سنگی ہیں۔ گنبد کے نیچے آٹھ دس آدمی بخوبی بیٹھ سکتے ہیں۔ دراصل یہ دروازہ خواجہ حسین کے محوطہ کا تھا۔ اب اس احاطہ کا تو نشان نہیں ہے لیکن یہ دروازہ ابھی تک قائم ہے۔

جھالرہ } یہ درگاہ شریف کے جنوب میں ایک گہرا چشمہ ہے جو کبھی خشک نہیں ہوتا۔

درگاہ شریف کے استعمال کا تمام پانی جھالرہ سے ہی آتا ہے۔ درگاہ شریف میں جامع مسجد کے پاس سے ایک وسیع زینہ جھالرہ میں اُترتا ہے۔ جس سے بھشتی پانی بھر کر لاتے ہیں۔

ایک وسیع زینہ ترپولیہ بازار سے بھی جھالرہ میں اُترتا ہے۔ جس سے شہر کے ہندو مسلمان بلا لحاظ مذہب و ملت آکر پانی بھرتے ہیں۔ تیسرا زینہ خادم محلہ کی جانب سے بھی ہے۔

جھالرہ کی مضبوط چہار دیواری شاہجہاں بادشاہ کی بنوائی ہوئی ہے۔ قبل ازیں بارش کے زمانہ میں گرد نالے نامی نلے کا پانی اسی طرف سے بہتا تھا۔ اور یہی نالہ آگے جاکر ندی کی صورت اختیار کر لیتا تھا اور اسی ندی کو ریوندی بھی کہتے ہیں۔ جب اکبر بادشاہ نے شہر اجمیر کی فصیل بنوائی تو اس نالہ کو بازار پیش درگاہ کی جانب کٹوادیا۔ اور بند بنوادیا تھا۔

شاہ قلی خاں صوبیدار اجمیر نے دوسری طرف دہانہ بندی پر اپنی زندگی میں ہی اپنا مقبرہ تیار کرایا تھا اب ہزاروں آدمی اس جھالرہ کے پانی سے سیراب ہوتے ہیں۔ یہ بہت زیادہ گہرا ہے۔ زائرین اس کے پانی کو تبرک سمجھتے ہیں۔

حوض جامع مسجد } جامع مسجد کے متصل ایک خوشنما حوض ہے۔ جو پانی سے بھرا رہتا ہے۔ اس حوض کے پانی پر سائبان نہیں ہے مگر اس کے چاروں طرف کناروں پر دھوپ اور بارش سے بچاؤ کے لئے چھت ڈالی گئی ہے۔

جامع مسجد کے پہلو میں ہونے کی وجہ سے نمازیوں کو اس حوض سے بہت آرام ہے۔ رات کو جب انجن درگاہ کے لئے بجلی بنایا کرتا ہے تو لوہے کی نالیوں کے ذریعہ حوض میں بھی پانی بھرا جاتا ہے۔

تاہم زائرین کے ہجوم اور کثرت استعمال کی وجہ سے پانی کی قلت رہتی ہے بھشتیوں کی موجودگی پورا کر دیتی ہے یہ ہر وقت مشکیں بھرے حوض کے پاس کھڑے رہتے ہیں۔ اور زائرین انھیں پیسے دیکر حوض میں پانی ڈلواتے رہتے ہیں

شاہی گھاٹ } لب جھالرہ ارکاٹی دالان و حوض کے متصل صحن کا نام شاہی گھاٹ یا سایہ گھاٹ ہے اس صحن کے اندر سنگ مرمر کی ایک چھتری (جو سید رحمت علی صاحب خادم درگاہ کے ایک موکل نے بنوائی ہے) میں غریب نوازؒ کے صاحبزادہ حضرت خواجہ ابو سعید علیہ الرحمۃ کا مزار ہے۔ اس کے قریب دوسری چھتری میں غریب نوازؒ کے برادر نسبتی آسودہ ہیں۔

کرناٹکی دالان } سایہ گھاٹ کے متصل روضۂ منورہ کے سامنے ارکاٹی یا کرناٹکی دالان ہے۔ اس میں تین در بجانب روضۂ منورہ ہیں سنگ سفید کی خوبصورت عمارت ہے۔ یہ دالان نواب والاجاہ رئیس کرناٹک المخاطب بہ امیرالہند نے بعہد شاہ عالم بادشاہ تعمیر کرایا تھا۔ اس میں مندرجہ ذیل اشعار کندہ ہیں۔

در حضور خواجۂ ہر دو سرا	آں معین الدین شہ شاہنشہاں
چوں امیرالہند کانِ عدل و داد	بحر جود و آسمانِ اعتقاد
یعنی آں نواب والا مرتبت	نام والاجاہ عالی منزلت
کامرانِ ملک کرناٹک بود	بندۂ خاص خدا بے شک بود
از خلوص نیت و صدق عقیدت	بر نہادہ کرسئی جائے لطیف
تا بیاسائید مردم اندریں	موجب برکات باشد بالیقین
گفت چوں تعمیر دالا جاہی است	ہم نبایش موقف اللّٰہی است
سال تعمیرش ز دل کردم طلب	وجد در خود کرد دل دا کرد لب
سال تاریخش بجو در ایں دعا	باد دائم قائم ایں فرخ بنا۔

از جلوس شاہ پنج دسی طلب
شد مرتب در مہ پاک رجب

عبادت خانہ مستورات کرناٹکی دالان کے سامنے قبہ شریف کے جنوبی دروازہ کے متصل ہر دو جانب دو سنگ مرمر کے مختصر احاطے مستورات کے بیٹھنے کے لئے ہیں۔ ان کے ہر دو دروازوں پر پردے پڑے رہتے ہیں۔ ان میں حضرت معین الدین خورد۔ بایزید۔ حضرت قیام الدین باہریال اور شیخ بادہ کے مزارات ہیں۔

دالان حاجی وزیر علی صاحب مرحوم خادم درگاہ یہ دو دالان متصل ارکاٹی دالان و سبیل حاجی وزیر علی صاحب خادم درگاہ شریف نے بنوائے ہیں۔ ان پر مندرجہ ذیل کتبے آویزاں ہیں۔

(۱) کتبہ دالان متصل ارکاٹی دالان۔

"یہ عمارت بغرض آسائش زائرین حضرت خواجہ غریب نواز بیادگار قبلہ حاجی حافظ سید مردان علی مرحوم مغفور بصرفہ خاص خاک نشین آستانہ عالیہ حاجی سید وزیر علی خادم حضرت خواجہ تعمیر ہوئی جمادی الاول ۱۳۵۵ھ

(۲) کتبہ دالان متصل سبیل"

"یہ عمارت بغرض آسائش زائرین حضور غریب نواز علیہ الرحمۃ بیادگار قبلہ و کعبہ سید حافظ فتح محمد صاحب و محترمہ مخدومہ عنداللہ والدہ صاحبہ بصرف خاص خاک نشین آستانہ عالیہ حاجی سید وزیر علی ربیع الاول ۱۳۶۰ھ میں تعمیر ہوئی۔

مقبرہ علی قلی خاں جھالرہ کے شرقی کنارہ درگاہ کے گوشۂ جنوب و مشرق میں واقع ہے یہ عالی شان سنگ مرمر کا شمال رویہ تین در کا مقبرہ ہے اس کی چھت لداؤ کی ہے جسے گنبد بھی کہتے ہیں۔ یہ مقبرہ اکبر بادشاہ کے صوبہ دار اجمیر علی قلی خاں [۵۱] نے اپنے مدفن کے لئے بنوایا تھا۔ مگر یہاں دفن نہ ہو سکے آگرہ میں انتقال کیا اور وہیں دفن ہوئے اس گنبد میں غالباً شہباز خاں (جو اکبر کے منصب دار ہیں) کا مزار ہے۔

یہاں محرم کی ۲۷ تاریخ تعزیہ رکھا جاتا ہے۔ اس پر شہر کی مہندیاں چڑھائی جاتی ہیں۔ بڑا ہجوم ہوتا ہے۔ اسوجہ سے اب اس مقبرہ کو امام باڑہ بھی کہتے ہیں۔

سبیل خواجہ سنجری یہ سبیل حاجی وزیر علی صاحب مرحوم خادم درگاہ شریف نے تعمیر کرائی ہے۔ اس پر حسب ذیل عبارت مرقوم ہے۔

---

۵۱ علی قلی خاں کا منصب عہد اکبری میں سہ ہزار و پنجصدی تھا۔ اجمیر شریف سے تقریباً ایک کوس کے فاصلہ پر مشرق و شمال میں ابتک ان کا ایک باغ بھی موجود ہے اوس کو لوگ باغ میر شاہ علی بھی کہتے ہیں (ب) علی قلی خاں کو میر شاہ علی اور میر تقی بخش بھی کہتے ہیں۔

بیادگار

برادرمکرم حافظ سید عبدالعزیز صاحب و دخترم نورچشمی عائشہ بی بی غفراللہ لہما بصرفہ خاص خاکسار نقشبندی
آستانہ عالیہ حاجی سید وزیر علی ربیع الاول سنہ ۱۳۷۶ھ تعمیر ہوا۔

عقیدتمندانہ خدمات مراسم درگاہ

آپ کی درگاہ کی خصوصیات میں یہ چیز عام طور سے مشہور ہے کہ وہاں کوئی کتنی ہی زیادہ پریشانی اور اضطراب کی حالت میں جائے مگر سکونِ قلبی اور اطمینانِ خاطر حاصل ہوتا ہے۔ بایں وجہ یوں تو آپ کے آستانہ میں علاوہ مقیم حضرات کے بیرونی اور مقامی عقیدتمندان کی ہمہ وقت آمد و رفت رہتی ہے مگر مخصوص ایام اور اوقات میں عام بارشِ فیضان سے مستفیض ہونے کے لئے بھی عقیدت کیش جوق در جوق جمع ہوتے ہیں اور ہمہ وقت کی عام برکات کے سوا ان مواقع پر مخصوص روحانی انوار اور دینی و دنیاوی انعامات سے مالا مال ہوتے ہیں جس کا مختصر بیان ذیل میں کیا جاتا ہے۔

(الف) مراسم قدیم کے تحت میں معمولات درگاہ و تعارف یہ ہیں۔

روزانہ صبح { فجر کی نماز سے تقریباً ڈیڑھ گھنٹہ قبل اہل محبت عقیدت مند اور اہل حاجت روضۂ منورہ کے شرقی دروازہ پر صحن[1] بنگلی دالان میں جمع ہوتے ہیں۔ یہ وقت بابِ گنبد شریف کھلنے کا ہے۔ دروازہ کیا کھلتا ہے گویا درِ رحمت وا ہوتا ہے۔

دروازہ کھلنے سے پہلے ایک خادم[2] دروازہ کے روبرو استادہ ہو کر اذان دیتا ہے۔ اس کے بعد باری دار (کنجی بردار) دروازہ کھولتا ہے اور خدام صاحبان اندر داخل ہو کر مورچھل سے تربت شریف و دیگر اندرونی

---

[1] گنبد شریف کے شرق میں بنگلی دالان کے سامنے ایک وسیع مرمریں فرش کا احاطہ ہے جس کے گرد سپید پتھر کا کٹھرا لگا ہوا ہے محافلِ پنجشنبہ و چھٹی شریف نیز سرورِ عالم کے یوم وفات، یوم نبوت، یوم ولادت غریب نواز۔ یوم علی، عرس حضور اور چھٹی شریف کے مواقع پر اس احاطہ میں قرآن خوانی ہوتی ہے۔ محافل میلاد و سماع و محافل بزرگان دین بھی اس احاطہ میں منعقد کیجاتی ہیں بعض لوگ اس کو سپید احاطہ نور کہتے ہیں۔

[2] آج کل یہ خدمت ظہور الحسن صاحب عرف مولا میاں خادم درگاہ انجام دیتے ہیں۔

مقامات صاف کرتے ہیں - پھر پھول بدلکر تازہ پھول پیش کرتے ہیں - لوبان سلگاتے ہیں -

بعد ازاں جو زائرین خصوصیت سے اس سہانے وقت حاضری کے لئے جمع ہوتے ہیں وہ گنبد شریف میں بواسطہ خدّامان داخل ہوکر شرف زیارت اور سلام صبح پیش کرنے کی سعادت حاصل کرتے ہیں اور فاتحہ خوانی کے بعد رجوع قلب کے ساتھ اپنی حاجات پیش کرنے میں مصروف ہوتے ہیں -

تھوڑی دیر بعد نماز فجر کا وقت ہو جاتا ہے اُسوقت اور زیادہ لوگ خواب سے فارغ ہوکر درگاہ میں آجاتے ہیں درگاہ کی مسجدوں میں اذانیں ہوتی ہیں بعدہٗ خوش الحانی کے ساتھ ہر مسجد میں نماز فجر ادا کیجاتی ہے فجر کی نماز کے بعد ہر ایک نیا گروہ اکدم قبہ مبارکہ میں زیارت وسلام وغرض حاجات کے لئے حاضر ہوتا ہے غرض صبح سے لے کر عشاء کی نماز سے ایک گھنٹہ بعد تک برابر یہ سلسلہ جاری رہتا ہے اور خدّام صاحبان اپنے اپنے زائرین کی روضۂ مبارک میں حاضری کراتے رہتے ہیں -

نماز فجر کے بعد شاہی نقارخانہ میں (جو شاہجہانی دروازہ پر ہے) نوبت بجنے لگتی ہے اور روضۂ مبارک کے پائیں میں قوالی شروع ہو جاتی ہے یہ سلسلہ ایک گھنٹہ تک جاری رہتا ہے - اس کے بعد جب دوکانات کھلنے کا وقت آجاتا ہے تو معتقد ہنود صاحبان اپنی دوکانیں کھولنے سے پہلے اپنی اپنی دوکانات کی کنجیاں بہ نیت برکت درگاہ کے دروازہ کی سیڑھیوں سے مس کرتے ہیں پھر دوکانیں کھولتے ہیں -

دن کے نو بجے عثمانی دروازہ پر آدھے گھنٹہ تک پھر نوبت بجتی ہے

ظہر کی نماز کے وقت بعد فراغت نماز پھر پائیں مبارک میں تین بجے سے آدہ گھنٹہ تک منجانب شاہ دکن زیر نگرانی ناظم علاء نظامی قوالی اور نقارخانہ میں نوبت شروع ہو جاتی ہے - اُس وقت پھر خدّام صاحبان روضۂ مبارک کی خدمت کے فرائض انجام دیتے ہیں - اور گل و صندل پیش کرتے ہیں -

مغرب سے قبل[1] روشنی کے وقت ڈنکا بجتا ہے اس موقعہ پر پھر زیادہ لوگ خصوصیت سے حاضر ہوتے ہیں قبہ مبارک میں روشنی کرنے کے لئے خدّام صاحبان مخصوص طور سے بنی ہوئی موم بتیاں لیجاتے ہیں لوگ اپنے دلوں میں نور کی روشنی پیدا کرنے کے خیال و حصول برکت کی نیّت سے ان بتیوں کو اپنے اوپر رکھواتے ہیں - اسوقت

---

[1] مغرب سے تقریباً پندرہ منٹ قبل -

عجیب پُر کیف منظر ہوتا ہے بالآخر مومی اور برقی روشنی سے الکدم قبہ مبارک اور تمام احاطہ درگاہ منوّر ہو جاتا ہے۔ اس
اس موقعہ پر خصوصیت سے لوگ مصروف دعا نظر آتے ہیں اور یہ شعر خصوصیت سے پڑھا جاتا ہے۔

الٰہی تا بود خورشید و ماہی　　　چراغ چشتیاں را روشنائی

اُسی وقت لوبان والی قبہ شریف میں جاتی ہے۔ اس کو بھی لوگ بلحاظ برکت و شفائے مرض اپنے سروں پہ رکھواتے ہیں اور اس کی خاک جسم سے ملتے ہیں اور دھواں جسم پر لیتے ہیں۔

نماز عشاء کے بعد بیگمی والان کے سامنے شاہی چوکی[۵۱] قوالان اور پائیں شریف کی جانب ضامن علی شاہ[۵۲] رحمۃ اللہ علیہ کی صابری چوکی[۵۳] تقریباً ایک گھنٹہ تک قوالی کی خدمت انجام دیتی ہیں۔ اسوقت بھی درگاہ شریف میں معمول سے زیادہ ہجوم ہوتا ہے۔ اس موقعہ پر خدام صاحبان تھوڑی دیر کے فصل سے خدمت کر کے تین فراشے[۵۴] لیکر گنبد شریف سے باہر آتے ہیں لوگ انھیں اپنے سروں اور آنکھوں پر رکھواتے ہیں۔ نیز اسوقت بھی عقیدت کیش لوبان دانی کے دھویں سے مستفیض ہوتے ہیں۔ قوالی کے بعد شاہی چوکی کھڑے ہو کر ڈھولک کے ساتھ کرکھا[۵۵] پڑھتی ہے۔

اس کے بعد قبہ شریف کا دروازہ معمور ہو جاتا ہے۔

موجودہ درگاہ کمیٹی[۵۶] کے تسلّط سے قبل دروازہ معمور ہو جانیکے بعد سے صبح تک بیرونی اور مقامی قوالان بطور نذر عقیدت قوالی کیا کرتے تھے اوقات نماز ڈنکے سے مغرب تک۔ اور صبح دروازہ کھلنے کی اذان کے وقت کے علاوہ دیگر تمامی اوقات میں ہر شخص قوالی کرنے کا مجاز تھا۔ مگر کمیٹی مذکور نے حال میں رات کے گیارہ بجے کے بعد سے صبح تک قوالی کی ممانعت کر دی ہے۔ اور حق داران و صوفیائے کرام اور اکثر خواص و عوام کو اس باب میں درگاہ

---

[۵۱] یہ چوکی سلسلہ بسلسلہ شاہان مغلیہ کے زمانہ سے چلی آتی ہے۔ یہ چوکی اکرام حسین۔ قائم حسین اور دائم حسین وغیرہ قوالان پر مشتمل ہے۔
[۵۲] ضامن علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ سلسلہ صابریہ کے مشہور درویش ہیں ان کا مزار کلیر شریف میں اندرون احاطہ درگاہ ہے۔
[۵۳] اس چوکی کے اجداد کو ضامن علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے کلیر شریف سے اجمیر شریف بھیجا تھا۔ اس کے موجودہ خاص خاص افراد غلام محمد غلام خواجہ فضل احمد رشید احمد و کریم الدین وغیرہ ہیں۔
[۵۴] فراشہ طاؤس کے پروں کی اس جھاڑو کو کہتے ہیں جو اندرون گنبد شریف کی خدمت میں کام آتی ہے۔
[۵۵] کرکھا ایک پوربی الفاظ قسم کا کلام ہے جسمیں غریب نواز کی تعریف و توصیف بیان کی جاتی ہے۔
[۵۶] اس کمیٹی کے صدر سدید الدین صاحب اور نائب صدر مرزا عبدالقادر بیگ ہیں۔

کمیٹی سے اختلاف ہے مذکورہ بالا اوقات کے علاوہ بھی رات کے ساڑھے گیارہ بجے سے بارہ بجے تک بہ اہتمام درگاہ کمیٹی قدیمی شاہی نقار خانہ پر اور بارہ بجے شب سے ساڑھے بارہ بجے تک عثمانی دروازہ پر بطور نذر عقیدت شاہ دکن[52] نوبت بجائی جاتی ہے ازاں بعد پھر رات کے تین بجے سے ساڑھے تین تک یہ سلسلہ جاری رہتا ہے۔

تاہم آج کل بھی اوقات نماز اور مقررہ مذکورہ اوقات پر ملازمین قوالان درگاہ کے علاوہ دیگر مقامی و بیرونی قوالان بطور نذر عقیدت مختلف اوقات میں قوالی کرتے رہتے ہیں۔

نیز بعد نماز عشاء شاہجہانی جامع مسجد میں تفسیر[51] کا روزانہ بیان ہوتا ہے۔

اور قریب قریب روزانہ وقتاً فوقتاً محافل میلاد شریف بھی منعقد ہوتی رہتی ہیں۔ اور اکثر چادر ہائے گل و چادر و قوالی اور بینڈ باجہ کے ساتھ پیش ہوتی رہتی ہیں۔

پنجشنبہ جمعرات کے دن روزانہ سے زیادہ عقیدتمندان حاضری دیتے ہیں بعد مغرب سے درگاہ شریف میں مجمع ہونا شروع ہو جاتا ہے۔ بموجب رسم قدیم عشا کی نماز کے بعد بیگمی دالان کے روبرو محفل سماع منعقد ہوتی ہے فرش بچھایا جاتا ہے۔ شاہی زمانہ کی یادگار کپڑا منڈھا ہوا فانوس رکھا جاتا ہے اور کپڑا منڈھے ہوئے متعدد چھوٹے فانوس بیگمی دالان کے سامنے لٹکائے جاتے ہیں محفل میں صدر جگہ فرش کے نیچے گدیلا بچھتا ہے اور دیوان صاحب[52] متولی[53] صاحب اس پر بیٹھتے ہیں ان دونوں کے درمیان میں ان سے ذرا پیچھے تونسہ[54] شریف کے سجادہ اگر موجود ہوتے ہیں تو بیٹھتے ہیں نیز متولی صاحب کے برابر ڈاکٹر سید عبدالحق[55] صاحب کے خاندان میں سے کوئی شخص بیٹھتا ہے۔ ان حضرات کے سامنے کپڑے کے چھوٹے فانوس اور موم بتی کی دو لالٹینیں اگردانی کے گرد رکھی جاتی ہیں اور ان کے

---

[51] عبدالرحمن صاحب موصلی المعروف بہ عرب صاحب آج کل تفسیر بیان کرتے ہیں۔

[52] آج کل دیوان آل رسول صاحب ہیں۔

[53] آج کل رحمت الٰہی صاحب منجانب نواب مظفر علی خاں صاحب لاہوری نائب متولی ہیں۔ یہی محفل میں بیٹھتے ہیں۔

[54] اس وقت تونسہ شریف کے سجادہ حافظ سدید الدین صاحب ہیں۔

[55] ڈاکٹر عبدالحق صاحب کے خاندان میں سے اس وقت عبدالرؤف خاں صاحب گدیلے پر بیٹھتے ہیں

ہر دو جانب چوبدار[۵۱] اور چپراسیان درگاہ کھڑے رہتے ہیں شاہی زمانہ کے چار بجے محفل شروع ہو جاتی ہے پہلے فاتحہ ہو کر شیرینی تقسیم ہوتی ہے پھر سماع شروع ہوتا ہے۔ درگاہ کے ملازمان قوالان یہ خدمت انجام دیتے ہیں اگر کوئی باہر کا قوال آجاتا ہے تو اس کو بھی موقعہ دیا جاتا ہے اس دوران میں شاہی پانچ بجے روضہ مبارک کے اندر خدمت شروع ہو جاتی ہے تقریباً ایک گھنٹہ سماع ہونے کے بعد فاتحہ ہوتی ہے ازاں بعد مجلس برخاست ہو جاتی ہے حسب معمول شاہی چھ بجے کڑکا پڑھنے کے بعد قبہ شریف معمور ہو جاتا ہے اس دن روزانہ کے معمولات مذکورہ کے علاوہ بارہ بجے دن کے بھی نوبت بجتی ہے نیز اس دن بجائے تین بجے دن کے ڈھائی بجے سے نوبت اور ظہر بعد کی قوالی شروع ہو جاتی ہے۔

چھٹی شریف چونکہ چھ تاریخ غریب نوازؒ کے وصال کی ہے اس لئے ہر قمری مہینہ کی چھ تاریخ درگاہ میں حضرت کی فاتحہ ہوا کرتی ہے۔ صبح کے وقت منجانب خدام صاحبان قرآن خوانی ہو کر فاتحہ ہوتی ہے اور شب میں پنجشنبہ کی محفل کی طرح جس کی تفصیل پیچھے گذر چکی ہے محفل سماع منعقد ہوتی ہے جسمیں پہلے فاتحہ خوان صاحبان فاتحہ پڑھتے ہیں پھر تقسیم شیرینی کے بعد قوالی شروع ہو جاتی ہے۔ مگر محفل پنجشنبہ[۵۲] کی طرح چھٹی کی محفل کے بعد فاتحہ نہیں پڑھی جاتی البتہ جب جمعرات اور چھٹی ایک ہی دن ہوتی ہے تو دو مرتبہ فاتحہ دی جاتی ہے اور دونوں موافقہ کی شیرینی تقسیم کی جاتی ہے۔

چھٹی کی محفل میں صرف متولی صاحب آتے ہیں اور دیوان صاحب محفل میں اپنی دستار بھیجتے ہیں۔

نیز چوبداران جمعرات کی محفل کی طرح اس محفل میں سونیکی چوبیں لیکر نہیں کھڑے ہوتے بلکہ لکڑی کی چوبیں لے کر کھڑے ہوتے ہیں۔

عرس شریف کے لئے یوں تو فقرا اور درویش اور دوکاندار عرس سے تقریباً ایک ماہ قبل اجمیر شریف آجاتے ہیں یعنی اوائل جمادی الثانی سے برابر لوگوں کی آمد کا سلسلہ شروع ہو جاتا ہے۔ درگاہ اور مکانوں میں سپیدیاں ہونے لگتی ہیں جمادی الثانی کی ۲۵ تاریخ سے خدام صاحبان مزار شریف کو روزانہ شب میں غسل دینا بھی شروع کر دیتے

---

[۵۱] چوبداری کی خدمت حضرت نور اور عبدالغنی انجام دیتے ہیں [۵۲] پرانے زمانے سے پشت در پشت یہ حضرات چلے آتے ہیں فاتحہ اور قبل سماع میلاد بھی یہی حضرات پڑھتے ہیں تاہم علی صاحب نیازی امراؤ گردہ کے ایک خوش الحان فرد ہیں۔

[۵۲] بارش کی محفل پنجشنبہ بیکمی الاان میں ہوتی ہے اور ماہ رمضان اور ۲۵ جمادی الثانی لغایت ۹ رجب کے درمیان جو پنجشنبہ کی محفل سماع خانہ میں ہوتی ہے۔ نیز یکم لغایت ۶ رجب پنجشنبہ اور چھٹی کی محفل نہیں ہوتی بلکہ عرس کی محفل میں ضم سمجھی جاتی ہے۔

ہیں مگر مراسم عرس رجب کا چاند دیکھنے کے بعد شروع ہوتے ہیں یعنی چاند نظر آتے ہی درگاہ میں شادیانے بجتے ہیں اور سات سلامیاں توپ[۵۱] (توپ نما ایک نال ہے) کی دیجاتی ہیں شہر اجمیر بالخصوص درگاہ اور خادم محلہ میں ایک شور مچ جاتا ہے ہزاروں باہر سے آئے ہوئے زائرین چاند دیکھنے کے بعد درگاہ میں سلام کرنے کیلئے حاضر ہوتے ہیں مقررہ مقامات پر درگاہ میں خدام صاحبان کی گدیاں بچھ جاتی ہیں اور زائرین اپنے اپنے خادم وکیل کے پاس اپنی طرف سے منتیں بڑھانے اور چادریں شیرینی نذرانے وغیرہ پیش کرنے کیلئے بہ تعداد کثیر ایام عرس میں جمع رہتے ہیں جنتی دروازہ کھل جاتا ہے

سماع خانہ کے اندرونی حصہ میں فرش بچھتا ہے اور صدر مقام پر گدیلہ بچھایا جاتا ہے اس پر نقرئی چوبوں کا شامیانہ لگایا جاتا ہے تمام جھاڑ کھولدیے جاتے ہیں اور ان میں بجلی کی روشنی کیجاتی ہے نیز داروغہ[۵۲] سماع خانہ سماع خانہ کی دیگر متعلقہ خدمات انجام دیتے ہیں اور تقریباً رات کے گیارہ بجے مشعل وچوبداران کے ساتھ متولی صاحب اور مشعل اور فانوس کے ساتھ دیوان صاحب آجاتے ہیں اور صوفی درویش ومشائخ فقیر امیر غریب بہ تعداد کثیر حاضر مجلس ہوتے ہیں۔ فاتحہ ہوتی ہے پھر سماع شروع ہوجاتا ہے ہندوستان کے تمام چیدہ قوالان حاضری دیتے ہیں ایک بجے کے قریب دیوان صاحب مراسم غسل ادا کرنے کیلئے گنبد شریف میں آجاتے ہیں اور مخصوص خدام اور دیوان ومتولی ملکر غسل شریف کے مراسم ادا کرتے ہیں اس عرصہ میں سماع خانہ میں برابر قوالی ہوتی رہتی ہے بعد غسل دیوان صاحب ومتولی صاحب پھر محفل سماع میں آجاتے ہیں اور چائے نوشی کا دور شروع ہوجاتا ہے درگاہ کے قدیمی مقررہ[۵۳] لوگ چائے[۵۴] بناتے ہیں اور محفل میں پلاتے ہیں تین چار بجے کے قریب بعد فاتحہ محفل برخاست ہوتی ہے اس موقعہ پر رکابداران[۵۵] بیڑے صندل شربت کے آبخورے بطور تبرک تقسیم کرتے ہیں دوران محفل سماع خانہ میں کسی عورت کو داخل ہونے کی اجازت نہیں ہوتی نہ کوئی اس موقعہ پر جوتا لے کر داخل سماع خانہ ہوسکتا ہے

---

[۵۱] توپ چلانے والے منور شاہ کی اولاد میں ہیں۔ غوث پاک کے چلہ کی پہاڑی پر توپ چلائی جاتی ہے۔

[۵۲] منجانب بارگاہ معین الاولیاء سماع خانہ کے انتظام کیلئے ایک داروغہ رہتا ہے آجکل یہ خدمت غلام غریب نواز انجام دیتے ہیں۔

[۵۳] آج کل یہ خدمت محمد بخش وغیرہ انجام دیتے ہیں۔

[۵۴] عرس کی پہلی دو شبوں میں سیٹھ اسحاق صاحب کی طرف سے چائے بنتی ہے تیسری چوتھی یا پانچویں شب میں محی الاوقاف معینی گدڑی شاہی کمیٹی چائے پیش کرنے کی سعادت حاصل کرتی ہے چھٹی شب میں عبدالرحمن صاحب کے صاحبزادہ چائے پیش کرتے ہیں۔

[۵۵] رکابدار کی خدمت بشیر خاں اور عبدالمجید خاں انجام دیتے ہیں۔

درگاہ کے چپراسی ان امور پر اور دیگر خدمات متعلقہ پر مامور رہتے ہیں چھ شب تک برابر اسی طرح روزانہ حقش ہوا کرتی ہے اس زمانہ میں تقریباً لاکھ ڈیڑھ لاکھ عقیدتمندان کا اجمیر میں جمع ہو جاتا ہے ہندوستان کے تمام حصوں سے لوگ دور دور دراز کا سفر کر کے آتے ہیں۔ بلکہ بیرونی ممالک کے لوگ بھی اس موقعہ پر حاضر آستانہ ہوتے ہیں اور دن رات ہزاروں آدمی درگاہ میں حاضر رہتے ہیں اس زمانہ میں درگاہ اجمیر کی گلیوں میں اور سڑکوں اور بازاروں میں اتنا ہجوم ہوتا ہے کہ بہ آسانی کسی کا گذرنا مشکل ہو جاتا ہے شانہ سے شانہ بھڑنے لگتا ہے چلنے کو آسانی سے راستہ نہیں ملتا بعض اوقات راستہ صاف ہو جانیکے لئے کھڑے رہنا پڑتا ہے پھولوں اور شیرینی کی بکثرت دوکانیں لگ جاتی ہیں ان دوکانوں پر ہمہ وقت اژدہام رہتا ہے بیرونی دوکاندار بھی قسم قسم کی اشیاء کی دوکانیں لیکر آتے ہیں درگاہ بازار نمایش گاہ نظر آتا ہے۔ بریلی کا سرمہ دہلی کا سوہن حلوہ۔ پنجاب کے زیور۔ حیدرآباد کے بٹن۔ لاہور کے عطر۔ امرتسر کے کمربند۔ مرادآباد کے برتن۔ میرٹھ کا حلوہ پراٹھا رامپور کے سروطے مچھلی کے کنگھے اور اپٹن کٹک کا چاندی کا سامان بنارسی کپڑے اور ساڑیاں دہلی اور لکھنؤ کے جواہرات جڑے ہوئے زیورات غرض قریب قریب ہندوستان بھر کی مشہور چیزیں اجمیر میں موجود ہوتی ہیں۔

خرید و فروخت اور طوائفوں کے گانوں کی وجہ سے درگاہ بازار میں لوگوں کا بیحد ازدہام رہتا ہے یہاں تک کہ یکم رجب سے درگاہ بازار میں موٹروں تانگوں وغیرہ کا گذرنا قطعاً بند کر دیا جاتا ہے پولیس انتظام پر مستعد رہتی ہے۔

محفل قل یوں تو تسبیح خانہ میں صبح سے رات تک برابر بہت سے حافظ قاری عقیدت کیش قرآن مجید پڑھتے رہتے ہیں مگر بتاریخ ۶ رجب تقریباً آٹھ بجے صبح سے سماع خانہ میں قرآن خوانی شروع ہو جاتی ہے اور بکثرت لوگ اس سعادت میں شامل ہوتے ہیں دس اور گیارہ بجے کے درمیان پھر شب کی محفل کی طرح یہاں محفل سماع شروع ہو جاتی ہے ڈیڑھ بجے کے قریب فاتحہ ہوتی ہے فاتحہ کے بعد جب حضور غریب نوازؒ کا نام مبارک آتا ہے تو چوبدار چوبیں اونچی کر لیتے ہیں جھانج بجنا شروع ہو جاتے ہیں ۶ سات توپوں کی سلامی ہوتی ہے اس وقت بڑا شور برپا ہوتا ہے بہت سے لوگ روتے نظر آتے ہیں بہت سے نعرے لگاتے ہیں جگہ جگہ لوگوں پر گلاب چھڑکا جاتا ہے اسے قل کا چھینٹا

کہتے ہیں بعد قل سے بیرونی حضرات واپس جانا شروع ہو جاتے ہیں۔

غسل شریف بتاریخ ۹ رجب صبح چھ اور سات بجے کے درمیان غسل شروع ہو جاتا ہے مزار شریف کو کیوڑہ و گلاب سے غسل دیا جاتا ہے بیرونی احاطہ پانی سے دھویا جاتا ہے زائرین سینکڑوں مشکیں پانی کی خرید کر خود بڑی بڑی جھاڑوں سے تمام فرش درگاہ کو دھوتے ہیں سینکڑوں مرد و عورت پانی سے تر ہاتھ میں جھاڑو لئے اس مقدس آستانہ کی جاروب کشی میں نظر آتے ہیں گویا اس دن سب ملکر ایک ہی خدمت کو انجام دینے میں مصروف ہوتے ہیں صوفی صاحبان اس دن کو یوم توحید کہتے ہیں یعنی جس طرح حج میں حاجی ایک ہی لباس میں ہوتے ہیں اسی طرح اس دن یہاں عقیدت کیش ایک ہی خدمت میں مشغول نظر آتے ہیں۔

(ب) مراسم قدیم کے تحت میں بزرگان دین کے اعراس و دیگر تقاریب

درگاہ شریف میں بہت سے بزرگان سلف کی فاتحہ شریف یعنی عرس معہ محفل سماع و وعظ وغیرہ منجانب درگاہ ان کی تاریخ وصال پر سالانہ ہوتا رہتا ہے نیز ایسے بزرگ اور خدارسیدہ درویشوں کے اعراس کا اضافہ بصرف درگاہ بموجب رسم قدیم ہوتا رہتا ہے جنھوں نے وطن سے ہجرت کرکے اپنی زندگی غریب نوازؒ کے قدموں میں گذاری اُن حضرات کے علاوہ بعض بیرونی بزرگوں کے اعراس بھی درگاہ میں قائم کردئے جاتے ہیں ماسوا اس کے بعض بزرگوں کے اعراس وغیرہ کے مراسم کسی دوسری انجمن یا شخص واحد کی طرف سے بھی ادا کئے جاتے ہیں تفصیل حسب ذیل ہے۔

منجانب درگاہ شریف بتاریخ ۱۱ ربیع الاوّل بعد عشا محفل پنجشنبہ کی طرح سماع کے ساتھ سرور عالم کی فاتحہ شریف کے مراسم ادا کئے جاتے ہیں۔

بتاریخ ۵ ربیع الثّانی اہلیہ غریب نواز اور بتاریخ ۲۵ ربیع الثّانی خواجہ رضی الدینؒ (شوہر بی بی حافظ جمال) کے اعراس ہوتے ہیں۔ یہ اعراس محلّات کے کہلاتے ہیں۔ ان میں سے ہر ایک میں عہ۵ سالانہ صرفہ کیا جاتا ہے۔

(الف) اعراس بماہ محرّم

۱۔ مولانا عبدالوہاب بتاریخ ۲ محرم بصرف صہ سالانہ ۲۔ حضرت فریدؒ ۴ محرم بصرف عہ سالانہ

۳- بابا فرید گنج شکرؒ بتاریخ ۵ محرم بصرف ۸ہ سالانہ (۴) فرید میاں احمدؒ آبادی ۲۵ محرم بصرف ۱۰ سالانہ

(ب) اعراس بماہ صفر

(۱) حضرت شاہ وارث علیؒ بتاریخ یکم صفر بصرف ۵ہ سالانہ (۲) حضرت سلیمانؒ بتاریخ ۷ صفر بصرف ۵ہ سالانہ

(۳) حضرت سید ابو العلاءؒ اکبر آبادی ۹ صفر بصرف ۵ہ سالانہ (۴) حضرت مولانا شمس الدینؒ بتاریخ ۱۰ صفر بصرف ۵ہ سالانہ

(۵) حضرت کالے میاںؒ ۱۴ صفر بصرف ۵ہ سالانہ (۶) حضرت عبد الرزاقؒ لکھنوی ۲۴ صفر بصرف ۵ہ سالانہ

(ج) اعراس بماہ ربیع الاول

(۱) حضرت معشوق علیؒ بتاریخ ۷ ربیع الاول بصرف ۱۰ سالانہ (۲) حضرت محمد بخشؒ بتاریخ ۸ ربیع الاول بصرف ۱۰ سالانہ

(۳) حضرت مولانا قادری سلیمانؒ بتاریخ ۱۰ ربیع الاول بصرف ۱۰ سالانہ (۴) حضرت مخدوم علاؤ الدین صابر کلیریؒ ۱۳ ربیع الاول بصرف ۸ہ سالانہ

(۵) حضرت شیخ کلیم اللہ جہاں آبادیؒ ۲۴ ربیع الاول بصرف ۵ہ سالانہ (۶) حضرت شاہ محی الدینؒ ۲۷ ربیع الاول بصرف ۱۰ سالانہ

(۷) حضرت حیدرؒ بتاریخ ۲۹ ربیع الاول بصرف ۱۰ سالانہ

(د) اعراس بماہ ربیع الثانی

(۱) حضرت غلام فریدؒ بتاریخ ۶ ربیع الثانی بصرف ۱۰ سالانہ (۲) حضرت سلطان الدینؒ بتاریخ ۹ ربیع الثانی بصرف ۱۰ سالانہ

(۳) حضرت صوفی حمید الدین ناگوریؒ ۱۰ ربیع الثانی بصرف ۱۰ سالانہ (۴) حضرت دلدار علی عرف مذاق میاںؒ ۱۰ ربیع الثانی بصرف ۱۰ سالانہ

(۵) حضرت دیوان شمس الدین علیخانؒ ۱۰ ربیع الثانی بصرف ۸ہ سالانہ (۶) حضرت پیران پیر دستگیر شیخ عبد القادر جیلانیؒ ۱۱ ربیع الثانی بصرف ۸ہ سالانہ

(۷) حضرت خواجہ محمود میاںؒ بتاریخ ۱۳ ربیع الثانی بصرف ۱۰ سالانہ (۸) حضرت محبوب الٰہی سلطان نظام الدین اولیاءؒ ۱۷ ربیع الثانی بصرف ۸ہ سالانہ

(۹) حضرت محمد مرادؒ بتاریخ ۱۷ ربیع الثانی بصرف ۱۰ سالانہ (۱۰) حضرت حاجی قدرت اللہؒ ۲۰ ربیع الثانی بصرف ۱۰ سالانہ

(ہ) اعراس بماہ جمادی الاول

(۱) حضرت شاہ مضانؒ بتاریخ جمادی الاول بصرف ۱۰ سالانہ (۲) حضرت احمد علی عرف بابا صاحبؒ بتاریخ ۵ جمادی الاول بصرف ۵ سالانہ

(۳) حضرت غلام فخر الدینؒ عرف انگارہ شاہ ۸ جمادی الاوّل بصرف عا سالانہ
(۴) حضرت سلطان الدینؒ بتاریخ ۹ جمادی الاوّل بصرف عہ سالانہ
(۵) حضرت شاہ مرادؒ بتاریخ ۱۱ جمادی الاوّل بصرف عہ سالانہ
(۶) حضرت دیوان غیاث الدینؒ بتاریخ ۱۷ جمادی الاوّل بصرف عہ سالانہ
(۷) حضرت پیر میٹھاؒ بتاریخ ۱۷ جمادی الاوّل بصرف عا سالانہ
(۸) حضرت نعل والے میاںؒ بتاریخ ۲۷ جمادی الاوّل بصرف عا سالانہ
(۹) حضرت خواجہ اللہ بخشؒ بتاریخ ۲۹ جمادی الاوّل بصرف ۵ سالانہ

(و) اعراس ماہ جمادی الثانی

(۱) حضرت شاہ نیاز احمدؒ بتاریخ جمادی الثانی بصرف ۵ سالانہ
(۲) حضرت پیر پکھر باؒ بتاریخ ۹ جمادی الثانی بصرف ۸ سالانہ
(۳) حضرت ابراہیم علی خاںؒ بتاریخ جمادی الثانی بصرف عا سالانہ
(۴) حضرت معصوم علی باباؒ بتاریخ ۱ جمادی الثانی بصرف عا سالانہ
(۵) حضرت مولانا امداد اللہؒ بتاریخ ۱۲ جمادی الثانی بصرف ۳ سالانہ
(۶) حضرت دیوان امام الدینؒ بتاریخ ۱۲ جمادی الثانی بصرف عہ سالانہ
(۷) حضرت شاہ محمدؒ بتاریخ ۱۸ جمادی الثانی بصرف عا سالانہ
(۸) حضرت محمد حسینؒ بتاریخ ۲۲ جمادی الثانی بصرف عا سالانہ
(۹) حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ۲۴ جمادی الثانی بصرف عہ سالانہ
(۱۰) حضرت خواجہ فخر الدینؒ ۲۶ جمادی الثانی عہ سالانہ
(۱۱) حضرت مولوی فخر الدینؒ ۲۹ جمادی الثانی بصرف عا سالانہ

(ز) اعراس رجب المرجب

(۱) حضرت الٰہی بخشؒ بتاریخ ۴ رجب بصرف عا سالانہ
(۲) حضرت فیروز شہیدؒ بتاریخ ۴ رجب بصرف ۱۲ سالانہ
(۳) حضرت بابا صاحبؒ بتاریخ ۷ رجب بصرف عا سالانہ
(۴) حضرت جلال الرحمٰنؒ بتاریخ ۷ رجب بصرف عا سالانہ
(۵) حضرت مولانا محمد حسین صاحبؒ الہ آبادی ۷ رجب بصرف عا سالانہ
(۶) حضرت خواجہ عاقل محمدؒ بتاریخ ۸ رجب بصرف عا سالانہ
(۷) حضرت سائیں سنگھ سوارؒ بتاریخ ۹ رجب بصرف عا سالانہ
(۸) حضرت قطب الدینؒ بتاریخ ۱۱ رجب بصرف عا سالانہ
(۹) حضرت علی حسینؒ کچھوچھہ شریف بتاریخ ۱۱ رجب بصرف ۱۱ سالانہ
(۱۰) حضرت خواجہ حسام الدینؒ بتاریخ ۱۴ رجب بصرف عہ سالانہ
(۱۱) حضرت پیر یحییٰ صاحبؒ بتاریخ ۱۶ رجب بصرف عا سالانہ
حضرت مولانا امیرؒ بتاریخ ۱۶ رجب بصرف عا سالانہ
(۱۳) بی بی حافظ جمال و دہ والیہ بتاریخ ۱۷ رجب بصرف ہے سالانہ
(۱۴) حضرت میراں سید حسین خنگ سوار ۱۸ رجب بصرف عا سالانہ
(۱۵) حضرت پیر بہاںؒ بتاریخ ۲۱ رجب بصرف عا سالانہ
(۱۶) حضرت پیر ناتواںؒ بتاریخ ۲۱ رجب بصرف عہ سالانہ
(۱۷) حضرت کمال الدینؒ بتاریخ ۲۱ رجب بصرف ۸ سالانہ
(۱۸) حضرت خواجہ یادگار محمد بتاریخ ۲۵ رجب بصرف
(۱۹) حضرت خواجہ فخر الدین بتاریخ ۲۵ رجب بصرف
(۲۰) حضرت ماموں بھانجہ بتاریخ ۲۵ رجب بصرف عا

(۲۱) حضرت عبداللہ سعیدؒ بتاریخ ۲۵ رجب بصرف ؏ سالانہ (۲۲) فاتحہ سرور عالم بتاریخ ۲۷ رجب بسلسلہ رجبی شریف
(۲۳) حضرت چندن شہیدؒ بتاریخ ۲۹ رجب بصرف ؏ سالانہ (۲۴) حضرت شہاب الدینؒ بتاریخ ۲۹ رجب بصرف ؏ سالانہ
(۲۵) حضرت مدہو شہیدؒ بتاریخ ۲۹ رجب بصرف ؏ سالانہ (۲۶) حضرت سکین شہیدؒ بتاریخ ۲۹ رجب بصرف ؏ سالانہ
(۲۷) حضرت مولانا عبدالباریؒ لکھنوی ۲۹ رجب بصرف ؏ سالانہ حضرت سید سالار مسعود غازیؒ ۵ رجب بصرف ؏ سالانہ

(ح) اعراس ماہ شعبان

(۱) حضرت جلال الدینؒ بتاریخ ۷ شعبان بصرف ؏ سالانہ (۲) حضرت محمد سعیدؒ بتاریخ ۷ شعبان بصرف ؏ سالانہ
(۳) حضرت صوفی جیؒ بتاریخ ۹ شعبان بصرف ؏ سالانہ (۴) حضرت محمد سعیدؒ بتاریخ ۱۴ شعبان بصرف ؏ سالانہ
(۵) حضرت چندن شہیدؒ شورگراں بتاریخ ۱۵ شعبان بصرف ؏ سالانہ (۶) حضرت سید احمدؒ بتاریخ ۲۴ شعبان بصرف ؏ سالانہ
(۷) حضرت چندن شہیدؒ لاکھن کوٹھی بتاریخ ۲۵ شعبان بصرف ؏ سالانہ (۸) حضرت چندن شہیدؒ درگاہ شریف ۲۷ شعبان بصرف ؏ سالانہ

(ط) اعراس ماہ رمضان المبارک

(۱) حضرت شاہ نظام الدینؒ بتاریخ یکم رمضان بصرف ؏ سالانہ (۲) حضرت حاجی محمد حمید الدینؒ ناگوری ۱۰ رمضان بصرف
(۳) حضرت سید ملک محمد عالم المعروف بہ سائیں جی گدڑی شاہ بابا بتاریخ ۱۰ رمضان المبارک بصرف ؏ سالانہ
(۴) حضرت لعل شاہؒ بتاریخ ۱۱ رمضان بصرف ؏ سالانہ (۵) حضرت حافظ محمد بخشؒ بتاریخ ۱۱ رمضان بصرف ؏ سالانہ
(۶) حضرت شرف الدینؒ بتاریخ ۱۳ رمضان بصرف ؏ سالانہ (۷) حضرت خواجہ نصیر الدین چراغ دہلویؒ ۱۷ رمضان بصرف ؏ سالانہ
(۸) حضرت مولا علی مشکلکشا شیر خدا کرم اللہ وجہہ بتاریخ ۲۱ رمضان المبارک بصرف ؏ سالانہ
(۹) حضرت قیام الدین اخلاقؒ بتاریخ ۲۱ رمضان بصرف ؏ سالانہ

(ی) اعراس ماہ شوال

(۱) حضرت مولانا رفیق علیؒ بتاریخ ۴ شوال بصرف ؏ سالانہ (۲) حضرت عبدالرحیم شاہ المعروف قاضی گدڑی شاہ باباؒ ۵ شوال بصرف ؏ سالانہ
(۳) حضرت شاہ جمالؒ بتاریخ ۸ شوال بصرف ؏ سالانہ (۴) حضرت محب الحسن حبیبی بتاریخ ۱۴ شوال بصرف ؏ سالانہ
(۵) حضرت امیر خسروؒ بتاریخ ۱۷ شوال بصرف ؏ سالانہ (۶) حضرت نظام الدینؒ بتاریخ ۲۱ شوال بصرف ؏ سالانہ

(ک) اعراس ماہ ذیقعدہ

(۱) حضرت خاموش شاہؒ بتاریخ ۴ر ذیقعدہ بصرف عہ سالانہ (۲) حضرت سجاد حسینؒ بتاریخ ۱۴ر ذیقعدہ بصرف عہ سالانہ

(۳) حضرت مولانا محرم علیؒ بتاریخ ۱۷ر ذیقعدہ بصرف عہ سالانہ (۴) حضرت مولانا ضیاء الدینؒ بتاریخ ۲۵ ذیقعدہ بصرف صہ سالانہ

(ل) اعراس ماہ ذالحجہ

(۱) حضرت حاجی نور محمدؒ بتاریخ ۴ر ذالحجہ بصرف صہ سالانہ (۲) حضرت خنگ سوار بتاریخ ۴ر ذالحجہ بصرف عہ سالانہ

(۳) حضرت شاہ نصیر میاں بیلی بھیت شیر محمدہ ذالحجہ بصرف عہ سالانہ (۴) حضرت حبیب علیؒ بتاریخ ۵ر ذالحجہ بصرف عہ سالانہ

(۵) حضرت ناتواں شاہؒ بتاریخ ۱۱ر ذالحجہ بصرف ۸ر سالانہ (۶) حضرت ابو سعیدؒ بتاریخ ۱۲ر ذالحجہ بصرف مئے سالانہ

(۷) حضرت موسیٰ صاحبؒ بتاریخ ۱۵ر ذالحجہ بصرف عہ سالانہ (۸) حضرت محمد رمضانؒ بتاریخ ۱۵ر ذالحجہ بصرف عہ سالانہ

(۹) حضرت امیر المومنین عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاریخ ۱۷ر ذالحجہ بصرف للعہ سالانہ

(۱۰) حضرت خواجہ حامد میاںؒ ۲۳ر ذالحجہ بصرف عہ سالانہ (۱۱) حضرت فخر الدینؒ بتاریخ ۲۶ر ذالحجہ بصرف صہ سالانہ

(۱۲) حضرت خواجہ حسینؒ بتاریخ ۲۹ ذالحجہ بصرف عہ سالانہ (۱۳) حضرت خواجہ فخر الدینؒ بتاریخ ۲۷ر ذالحجہ بصرف عہ سالانہ

(۱۴) حضرت امیر المومنین عمر خطابؓ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاریخ ۲۶ر ذالحجہ بصرف للعہ سالانہ

منجانب انجمن[۱] فخریہ چشتیہ خدام خواجہ سیدزادگان اجمیر شریف رجسٹرڈ خدام صاحبان کی یہ انجمن درگاہ شریف میں تاز یہ رکھتی ہے اور یکم محرم سے ۱۰ر محرم تک مراسم تعزیہ داری شاندار طریقہ سے ادا کرتی ہے محرم شریف کے زمانہ میں مجالس سوز خوانی و تحت خوانی و وعظ بھی منعقد ہوتی ہیں اس موقع پر روشنی کا انتظام بہت خاص طور پر کیا جاتا ہے بتاریخ ۲۵ و ۲۶ر رجب حضرت خواجہ فخر الدین گردیزیؒ و حضرت یادگار محمد سبزواریؒ کے مراسم عرس و فاتحہ احاطہ نور میں انجام دیئے جاتے ہیں۔

بتاریخ ۲۶ر رجب احاطہ نور میں شب کیوقت محفل میلاد ہوتی ہے اور ۲۷ر تاریخ دن میں محفل سماع کے بعد فاتحہ شریف کے مراسم معہ لنگر ادا ہوتے ہیں۔

بتاریخ ۳ر شعبان المعظم نہایت شاندار طریقہ پر درگاہ شریف سے سر دھڑ شریف چادر پہونچائی جاتی ہے۔

---

[۱] اس انجمن کے موجودہ صدر خان بہادر عبدالوحید صاحب۔ سکریٹری ظہور الحسن صاحب عرف مولا میاں اجمیری اور جائنٹ سکریٹری سید غلام محمد نبی صاحب ہیں۔

دن کے تین بجے کے قریب یہ جلوس بنگلی والان سے قوالی کے ساتھ روانہ ہو کر تقریباً ایک گھنٹہ میں عثمانی دروازہ پر پہونچتا ہے یہاں قوالی ختم کر دی جاتی ہے مختلف باجوں کے ساتھ بہ اہتمام ینگ ایسوسی ایشن خدام یہ جلوس اسٹیشن روانہ ہو جاتا ہے۔

متولیان محی الاوقاف معینی گدڑی شاہی انجمن اجمیر شریف رجسٹرڈ[۱] یہ انجمن درگاہ شریف میں حسب ذیل مراسم عقیدت خادمی وقف[۲] مراد آباد کی آمدنی سے سالانہ ادا کرتی ہے۔

(۱) فاتحہ سالانہ حضرت ندا علی حنفی (جد واقف) بتاریخ ۶ محرم بصرف للعہ سالانہ

(۲) فاتحہ سالانہ حضرت شاہ ابو العلاؒ اکبر آبادی بتاریخ ۹ صفر المظفر بصرف صہ سالانہ

(۳) فاتحہ حضرت علی کرم اللہ وجہ بسلسلہ فتح خیبر بتاریخ ۲۱ صفر المظفر بصرف صہ سالانہ

(۴) مراسم فاتحہ حضرت امام حسن علیہ السلام بتاریخ ۲۸ صفر

(۵) مراسم فاتحہ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم بسلسلہ یوم وفات شریف بتاریخ وفات یکم ربیع الاول احاطہ نور میں معہ قرآن خوانی۔ مجلس وعظ و محفل سماع ادا کرتی ہے بصرف عـہ سالانہ۔

(۶) مجلس وعظ و میلاد شریف بسلسلہ ولادت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم بتاریخ ۸ ربیع الاول بمقام احاطہ نور گیارہ بجے شب سے صبح تک۔

(۷) فاتحہ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم معہ قرآن خوانی مجلس وعظ و میلاد شریف و سماع بسلسلہ یوم نبوت شریف بمقام احاطہ نور بتاریخ ۹ ربیع الاول بصرف عـہ سالانہ۔

(۸) فاتحہ بی بی حافظہ جمال رحمۃ اللہ علیہا (دختر غریب نوازؒ) بتاریخ ۲۱ ربیع الاول بصرف صہ سالانہ

(۹) فاتحہ حضرت مولانا فضل الرحمٰن شاہ صاحب گنج مراد آبادی بتاریخ ۲۲ ربیع الاول بصرف صہ سالانہ

---

[۱] محی الاوقاف معینی گدڑی شاہی انجمن خادمی وقف سے متعلقہ تقاریب اور اہلیہ مؤلف کی وقف کردہ عمارت برائے عثمانیہ خانقاہ و دفتر کا انتظام کرتی ہے اس انجمن کا دفتر بالائے پھاٹک ادارہ اجمیر شریف میں ہے اور بعض موجودہ اراکین حسب ذیل ہیں۔
(الف) ڈاکٹر عشرت حسن مسلم پی ایچ ڈی صدر (ب) ممتاز محمد مسلم سکریٹری (ج) نظیر بخش مسلم مددگار سکریٹری (د) ڈاکٹر سید امتیاز علی صاحب بیقری رکن (ہ) کلی شاہ خزانچی (و) عبد المعبود مسلم رکن۔
(ز) شوکت حسین صاحب رکن (ح) سید محمود علی صاحب رکن (ط) محمد بخش صاحب رکن۔

[۲] خادمی وقف کے انتظام کے لئے مراد آباد میں خادمی وقف کمیٹی قائم ہے جس کے موجودہ کارکن حسب ذیل ہیں۔
(الف) [illegible] صدر (ب) ظہور الحسن مسلم وکیل سکریٹری (ج) عشرت حسن مسلم جائنٹ سکریٹری (د) نصرت حسن مسلم رکن (ہ) حکیم مقبول حسن صاحب رکن

(۱۰) فاتحہ حضرت زبیر ابن العوامؓ (صحابی و حواری رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) مع محفل سماع بتاریخ ۱۰ جمادی الثانی
بصرف لعہ سالانہ

(۱۱) فاتحہ سالانہ حضرت مخدوم سماء الدین سہروردی سہروردی رحمۃ اللہ علیہ بتاریخ ۱۷ جمادی الاول بصرف صہ سالانہ

(۱۲) فاتحہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ بسلسلہ ولادت شریف بتاریخ ۹ جمادی الثانی معہ قرآن خوانی محفل وعظ
و میلاد شریف و سماع بمقام احاطہ نور بصرف ۵ سالانہ

(۱۳) بتاریخ ۴ رجب (پانچویں شب میں) بموقعہ عرس شریف حضرت خواجہ غریب نوازؒ سماع خانہ میں منجانب
وقف چائے پیش کیجاتی ہے اور بتاریخ ۲ و ۳ رجب منجانب نواب زادہ حاجی کرم علیخاں صاحب اکبر آبادی
و دختر موصوف - و حاجی لیاقت حسین صاحب مراد آبادی - و طفیل احمد صاحب فریدی - و آغا پاشاہ حیدر آبادی
انجمن موصوف چائے پیش کرتی ہے -

(۱۴) فاتحہ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم بموقعہ رجبی شریف بتاریخ ۲۶ رجب معہ محفل وعظ بمقام احاطہ نور -

(۱۵) فاتحہ منظور حسن نقشبندی مرادآبادی (پدر واقف بتاریخ ۲۲ رجب المرجب

(۱۶) فاتحہ سالانہ حضرت خواجہ غیاث الدین حسن رحمۃ اللہ علیہ (پدر غریب نوازؒ) بتاریخ ۱۵ شعبان المعظم

(۱۷) فاتحہ قل حضرت علی کرم اللہ وجہہ معہ محفل سماع بتاریخ ۲۱ رمضان المبارک تقریباً بارہ بجے دن سے ڈیڑھ بجے

(۱۸) مراسم فاتحہ خواجہ خواجگان حضرت خواجہ عثمان ہارونی مکی قدس سرہ بتاریخ ۵ شوال معہ قرآن خوانی محفل وعظ
محفل سماع و میلاد شریف ردیو بیگمی والان و جلوس چادر شریف و چادر سماع خانہ بصرف للعہ سالانہ -

(۱۹) مشاعرہ منقبت حضور خواجہ عثمان رحمۃ اللہ علیہ بتاریخ ۶ شوال بمقام سماع خانہ درگاہ معلیٰ -

(۲۰) چائے بموقعہ محفل عرس حضور خواجہ ابو سعید رحمۃ اللہ علیہ بتاریخ ۱۲ ذی الحجہ بوقت شب بصرف
منجانب پشاری صاحبان } باہتمام حمید استار پاشا بتاریخ ۲۵ جمادی الثانی سید اسرار احمد صاحب

سابق متولی درگاہ کے مکان سے جھنڈا جلوس و قوالی کے ساتھ مابین عصر و مغرب لاکر درگاہ شریف میں شاہی بلند
دروازہ پر نصب کیا جاتا ہے یہ رسم بہت شاندار طریقہ سے ادا ہوتی ہے بہت مجمع ساتھ ہوتا ہے جھنڈا نصب
ہوتے ہی توپوں (ٹال دالی توپ) کی سلامی ہوتی ہے

منجانب قوالان درگاہ } باہتمام اکرام حسین قوال ماہ کے مہینہ میں قمری ۵ تاریخ موصوف کے مکان سے اشراق و چاشت کے درمیان بسنت کا گڑوا (جس میں سرسوں کے پھول وغیرہ ہوتے ہیں) قوالی کے ساتھ لا کر پیش کیا جاتا ہے اس موقعہ پر متولی درگاہ صوفیائے کرام اور بکثرت عقیدتمندان شامل ہوتے ہیں قوالی میں بسنت پڑھے جاتے ہیں۔

منجانب سید اسرار احمد صاحب خلف سید نثار احمد صاحب مرحوم متولی درگاہ معلی } بسلسلہ فاتحہ سرور عالم بتاریخ ۱۱ ربیع الاول (بارہویں شب) رات کو تقریباً دو بجے سے احاطہ نور میں محفل وعظ شروع ہوتی ہے آغاز محفل پر اطلاع کیلئے آتش بازی کے گولے چلائے جاتے ہیں بڑے خاص اہتمام سے یہ محفل منعقد ہوتی ہے۔ موصوف کے والد بزرگوار سید نثار احمد صاحب کی یادگار ہے اس موقعہ پر بکثرت لوگ شرکت کرتے ہیں لوگوں کے اژدہام اور جاگنے کی وجہ سے درگاہ میں دن سا معلوم ہوتا ہے قبہ شریف کا دروازہ کھلتے پر سلام بدرگاہ رسول انام علیہ السلام پیش کیا جاتا ہے یہ منظر بہت ہی پُرکیف ہوتا ہے دعا پر اختتام مجلس ہوتا ہے بعد مجلس شیرینی تقسیم ہوتی ہے۔

منجانب مولانا عبدالباری صاحب معنی } بتاریخ ۱۱ ربیع الاول (بارہویں شب) قبہ شریف کا دروازہ معمور ہو جانے کے بعد سماع خانہ میں آل انڈیا نعتیہ مشاعرہ کا انعقاد ہوتا ہے اس مشاعرہ میں صرف ان چیدہ حضرات کو غزل پڑھنے کی اجازت ہوتی ہے جنہیں دعوت نامے بھیجے جاتے ہیں یہ اپنی طرز کا ایک خاص مشاعرہ ہے۔

(ج) مراسم قدیم کے تحت میں فرائض و خدمات

درگاہ کمیٹی } جو نذور عقیدت بشکل جاگیرات و عمارات درگاہ میں ہوئی ہیں ان کا انتظام پہلے بذریعہ متولی ہوا کرتا تھا۔

مگر اب ۱۸۶۶ء میں بہ تحریک کمشنر صاحب اجمیر اوقات درگاہ کے انتظام کے لیے ایک انجمن از نام درگاہ کمیٹی بنائی گئی اس میں ایک صدر اور چار اراکین تھے لیکن ۱۹۳۶ء میں بنفاذ موجودہ درگاہ ایکٹ یہ انجمن پچیس اراکین پر مشتمل ہوئی کمیٹی مذکور متولی۔ مہتمم دفتر۔ منتظم درگاہ۔ پیشکار۔ واصل باقی نویس۔ سیاہہ نویس اہلمد پیشی۔ محافظ دفتر خزانچی۔ کلرک وائس پریسیڈنٹ۔ مختار۔ گرداور۔ نائب گرداور۔ اسٹور کیپر۔ داروغہ نائب داروغہ آٹھ چپراسیان

متعلق دفتر کمیٹی دس چپراسیان متعلق عملہ انتظامی درگاہ - حوالدار - آٹھ امین کے ذریعہ سے انتظامات کرتی ہے

دیوان صاحب درگاہ شریف کے دیوان کا غریب نواز کی اولاد میں سے ہونا لازمی ہے تمام سابق دیوان آپ کی اولاد ہونے کی بنا پر اس عہدہ پر معمور ہوتے چلے آئے ہیں۔

دیوان کے عہدہ کے ساتھ ایک جاگیر بھی ملتی ہے جس کی آمدنی سے دیوان اور اس کے متعلقین بخوبی گذر بسر کرتے ہیں۔

محافل پنجشنبہ عرس شریف - اور عرس شوال میں دیوان کے پہونچنے پر فاتحہ شریف ہوا کرتی ہے بعد ازاں سماع شروع ہوتا ہے یہ محافل میں نذر لینے کے حقدار ہیں۔

متولی صاحب دفتر متعلقہ کی نگرانی کرتے ہیں اور انتظام درگاہ کی خدمات بذریعہ عملہ درگاہ انجام دیتے ہیں محافل کے مواقعہ پر اکثر انعقاد محافل کرتے ہیں ان کے پہونچنے پر دیوان صاحب کے آنے سے پہلے کلمہ خوانی و میلاد خوانی شروع ہوا کرتی ہے متولی صاحب محفل میں دیوان صاحب کے برابر بیٹھتے ہیں اور محفل کے تمام انتظامات متعلقہ انجام دیتے ہیں، چوبداران وغیرہ کے ذریعہ سے احکام صادر کرتے ہیں۔

برسم قدیم متولی صاحب بھی محافل میں نذریں لیتے ہیں اور چوبدار کے ذریعہ سے قوالان کو پہونچاتے ہیں۔ محافل میں قوالان کی چوکی بدلنا انہیں وقت دینا عامیانہ کلام پڑھنے سے روکنا ان کے فرائض میں ہے۔

علاوہ ازیں اگر کسی صاحب حال کو کسی شعر پر کیفیت ہوتا ہے تو وہی شعر پڑھواتے ہیں اور اس درمیان میں اگر چوکی بدلی جاتی ہے تو آمدہ چوکی سے وہی شعر پڑھوایا جاتا ہے جس پر کیفیت ہوتا ہے۔

محفل سماع میں اگر بحالت کیف کوئی کھڑا ہو جاتا ہے تو متولی بذریعہ چوبدار بہ آواز بلند اعلان کراتا ہے کہ تمام حاضرین کھڑے ہو جائیں۔

فاتحہ خواں - دکا بداران - چوبداران - جفت برداران - گھڑیالی - نوبتی - سگرن - وارد غہ درگاہ - قوالان - فراشان - سبیلی مشعلی بردار - چپراسیان - عملہ مہتمم برقی روشنی - روشن کنندہ موم بتی - روشن کنندہ فانوس و ڈبہ وغیرہ - موذن [illegible] - جاروب کش - نقارچیان - نوبچی نال وغیرہ متولی کی ہدایات پر عمل کرتے ہیں۔

خدام صاحبان جس طرح کہ معظمہ شریف اور مدینہ منورہ شریف میں زیارت اور ارکین حج ادا کرانے والے

معلمین ہیں اسی طرح اجمیر میں خدام صاحبان غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ کے روضہ منورہ کی زیارت اور سلام کو آتے ہیں یہاں یہ حضرات وکیل درگاہ کے نام سے مشہور ہیں۔ قریب قریب ہر بیرونی اور مقامی عقیدت مند کا ایک وکیل ہوتا ہے۔ اُس کے ذریعہ سے یہ قبۂ مبارک میں حاضری دیتا ہے پھول و عطر و لوبان و اگربتی و موم بتی اور نذرانہ پیش کرتا ہے صاحب مقدرت حضرات اپنے وکیل کے ذریعہ سے مساکین میں نقدی یا کھانا اور کمبل وغیرہ تقسیم کرتے ہیں۔ جہانگیری و اکبری دیگ پکواتے ہیں محافل میلاد شریف اور چادریں پیش کرتے ہیں برقی و موسمی روشنی کراتے ہیں سبیل و حوض میں پانی بھرواتے ہیں۔ درگاہ میں تعمیرات اور کوئی بیش بہا چیز پیش کراتے ہیں۔ پردیسی عقیدت مندوں کو یہ حضرات بہت آرام پہونچاتے ہیں ان کے طعام و قیام اور دوسری ضروریات کا معقول انتظام کرتے ہیں غرض سب چیز گھر کی طرح سے مہیا کرتے ہیں بلکہ بعض اوقات ان حضرات کو زائرین کی عرس کے موقع پر چوری ہو جاتی ہے یا جیب کٹ جاتی) خدام صاحبان بطور قرض حسنہ سفر خرچ بھی دیتے ہیں۔

(د) مراسم قدیم کے تحت بعض آداب آستانہ

آپکی درگاہ شریف میں حاضری کے آداب مقرر ہیں جن کی پابندی ہر زائر کو لازم ہوتی ہے مختصر تشریحات حسب ذیل ہیں۔

آداب اندرون درگاہ شریف درگاہ میں داخل ہونے سے پہلے جوتا اوتار دیا جاتا ہے کوئی شخص جوتہ پہنکر حدود درگاہ میں داخل نہیں ہو سکتا البتہ انگریزوں کو جوتہ پر پائتابہ پہنا دیا جاتا ہے۔ کوئی شخص چھتری لگا کر یا پھول پہنکر لالٹین لیکر حدود درگاہ میں داخل ہونے کا مجاز نہیں ہے درگاہ کے کسی حصہ میں بیڑی سگریٹ یا حقہ پینا قہقہا لگانا غل مچانا یا کسی اونچی جگہ پاؤں لٹکا کر بیٹھنا ممنوع ہے۔

آداب احاطہ نور احاطہ نور میں کسی کو جوتہ لیکر جانے کی اجازت نہیں۔

آداب اندرون قبہ مبارک قبۂ مبارک میں کوئی شخص ننگے سر یا ایسا لباس پہنکر جس میں گھٹنوں کے اوپر کا حصہ جسم نظر آئے داخل نہیں ہو سکتا۔ اندرون قبہ باتیں کرنا خرافات بکنا زور سے بات کرنا کسی قسم کا جھگڑا یا تکرار کرنا ممنوع ہے نیز نشہ کی حالت میں کسی شخص کو اندر داخل ہونیکی اجازت نہیں ہے۔

قبۂ شریف کے احاطہ مبارکہ میں انگریزوں کی ممانعت ہے البتہ بادشاہ وقت داخل ہو سکتا ہے۔

مستورات کو ایسا لباس پہنکر گنبد شریف میں داخل ہونے کی اجازت نہیں ہے جس میں اون کے سینہ کا حصہ یا پاؤں کے ٹخنے سے اوپر کا حصہ نظر آئے بلکہ برقعہ کی حالت میں مستورات کی حاضری مستحسن خیال کی جاتی ہے۔

آداب محفل سماع { سماع کی محفل میں ننگے سر یا نشہ یا گھٹنوں سے اوپر کا حصہ نظر آنے کی حالت میں داخل ہونا ممنوع ہے محفل میں دو زانوں یا پالتی کی نشست سے بیٹھنا لازمی ہے محفل میں ہنسنا یا پانی پینا ممنوع ہے

ملازمین درگاہ کیلئے لازمی ہے کہ وہ محفل سماع میں دستار باندھکر جائیں۔ اور متولی صاحب اور دیوان صاحب کو دستار باندھکر اور چغہ پہنکر محفل میں آنا لازمی ہے نیز ان دونوں کو چغہ کے اوپر ایک گیرُوے رنگ کی چادر اوڑھنا بھی ضروری ہے۔

محفل میں کسی کو اپنی طرف سے یا کسی کی پیش کردہ نذر براہ راست قوالان کو دینا ممنوع ہے بلکہ متولی یا دیوان کی نذر کرنا چاہیئے وہ بذریعہ چوبداران قوالان کو پہونچاتے ہیں۔

البتہ عرس شریف کی محافل میں جب دیوان اور متولی مزار شریف کو غسل دینے چلے جاتے ہیں تو انکی غیر موجودگی میں حسب رواج قدیم اگر کوئی نذر قبول کرکے بذریعہ چوبداران قوالان کو پہونچائے تو مضائقہ نہیں

اگر محفل سماع برخواست ہونیکا وقت آجاتا ہے اور کوئی صاحب حال کیفیت میں ہوتا ہے تو حلقہ بناکر محفل سماع برقرار رکھی جاتی ہے اور دوسری جانب متولی اور دیوان کی موجودگی میں مراسم فاتحہ ادا کرائے جاتے ہیں۔

درگاہ میں عقیدت مندانہ مفید عام یادگاریں

چونکہ اہل اللہ کا مقصد خلق کی مخلوق کو فائدہ پہونچانا ہوتا ہے اس لئے حیات بعد وصال بھی لوگ اُن سے دینی و دنیاوی مفاد حاصل کرتے ہیں۔

چنانچہ حضرت غریب نوازرح کی ذات گرامی اور تصرفات باطنی کے زیر اثر آٹھ سو سال سے جہاں طرح طرح کے دریائے فیوض جاری ہیں۔ وہاں لوگوں کی شکم سیری۔ تعلیم قلوب۔ وداے امراض وغیرہ کے فوائد بھی آج تک لوگ حاصل کر رہے جن کا مختصر تذکرہ ذیل میں درج کیا جاتا ہے۔

مدرسہ عثمانیہ معینیہ { بسلسلہ عقیدت یہ مدرسہ میر عثمان علیخاں صاحب شاہ دکن دینی تعلیم کیلئے جاری فرمایا

درگاہ میں قائم ہے تقریباً دو سو بچے اس میں تعلیم پاتے ہیں۔

یہاں قاعدہ بغدادی سے لے کر فارغ التحصیل ہونے تک تعلیم دیجاتی ہے سالانہ جلسہ دستار بندی بموقعہ عرس غریب نوازؒ ہوتا ہے۔ اب تک سیکڑوں عالم فاضل ہو چکے ہیں تعلیم کا خاص انتظام ہے۔

مولانا عبدالباری صاحب مہتمی منجانب میر عثمان علیخاں صاحب شاہ دکن مدرسہ کے نگراں ہیں

خواجہ کا لنگر | لنگر خانہ میں (جن کا تذکرہ عمارات میں ہے) جو کا دلیا تیار ہوتا ہے اور عام طور پر تقسیم کیا جاتا ہے سیکڑوں غربا معذور پلتے ہیں اور بے منت کسی کے اپنا پیٹ بھر لیتے ہیں۔ چنانچہ اجمیر میں عام طور پر یہ زبان زد ہے کہ کچھ بھی ہوگا تو غریب نوازؒ کا دلیا تو موجود ہے بے چاروں کے لئے یہ گویا شفابخش دوا ہے اجمیر کے حکما اکثر خطرناک بیماریوں کے موقعہ پر مریضوں کو غذا یہی بتاتے ہیں۔ الغرض یہہ غذا کی غذا اور دوا کی دوا ہے مزید آں در خواجہ کا تبرک جس کو پیران عظام اپنے مریدوں کو بزمانہ مجاہدہ قلب کی صفائی کے لئے یہی دیتے ہیں۔

شہنشاہ اکبر نے اس ہی دیئے کیلئے گدائی اختیار کی تھی۔

صبح کا لنگر درگاہ کی طرف سے ہوتا ہے اور شام کا شاہ دکن کیجانب سے عقیدت مندانہ طور پر کیا جاتا ہے غریب نوازؒ کے دربار میں یہہ بڑی غریب پرور نعمت ہے۔

اکھاڑا | صحت جسمانی درست رکھنے کیلئے یہ جناب شیر خدا حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہ کی یادگار از راہ عقیدت چار یاری میں عرصہ سے قائم ہے موجودہ زمانہ میں بابو فخرالدین صاحب خادم درگاہ اسکی نگرانی کرتے ہیں۔

شفاخانے و دواخانے | احاطہ درگاہ میں دو شفاخانے ہیں ایک منجانب درگاہ ہے جس میں دو طبیب مریضوں کو دیکھتے ہیں۔ یہاں مفت دوا تقسیم کی جاتی ہے۔

دوسرا شفاخانہ حیدرآبادی ہے ان ہر دو شفاخانوں سے زائرین اور غریب اہل شہر کو بہت آرام ہے

تیسرا حصہ درگاہ اور مراسم ختم شد

حصّہ چہارم
حلقۂ ارادت

آپ کا دائرہ عقیدت

کون نہیں جانتا کہ ہندوستان کے لاکھوں افراد داخل سلسلہ ہیں اور غریب نواز سے رشتۂ ارادت وعقیدت رکھتے ہیں مگر ان کے علاوہ بھی بکثرت افراد آپ سے رشتۂ عقیدت رکھتے ہیں جن کی تعداد سلسلہ پیری سے بھی کہیں زیادہ ہے آپ کا دائرہ عقیدت صرف مسلمانانِ ہندوستان تک ہی محدود نہیں بلکہ افغانی بھی آپ پر فدا ہیں ایرانی چشتیوں پر نثار ہیں اہل عراق آپ کی بڑی عظمت کرتے ہیں اہل عرب آپ کو عزت کی نظر سے دیکھتے ہیں خراساں میں آپ کی تصانیف سے فیض جاری ہے شام میں آپکی بزرگی کا چرچا ہے بغداد آپ کے سلسلہ کی رباط فریدی موجود ہے مصر میں ہندوستانی مسلمانوں نے آپکا نام پہونچایا ہے چین میں آپ کے سلسلہ کی ڈیڑھ سو خانقاہیں موجود ہیں۔

آپکا دائرہ عقیدت صرف مسلمانوں کے کسی گروہ یا خاص فرقہ تک محدود نہیں بلکہ اولیاء عظام و مشائخین کرام وصوفیائے اولوالعزم کے علاوہ علماء و فضلاء اہل سنت دیوبندی حضرات شیعہ سنی انگریزی دان نوجوانان وعوام الناس سب آپ کے حلقۂ ارادت میں نظر آتے ہیں اور آپ کی بزرگی کے معترف اور آپ کو عزت اور احترام کی نظر سے دیکھتے ہیں۔

آپ سے عقیدت کا سلسلہ صرف مسلمانوں پر ہی منحصر نہیں بلکہ جملہ مسلمانان بہ تفریق فرقہ مختلفہ آپ کے عقیدت کیش ہیں اسی طرح اہل ہنود عیسائی پارسی بھی آپ کے عقیدتمندوں میں ہیں یعنی جس طرح مختلف مذاہب کے لوگ اختلافات سے گذر کر ذات باری تعالیٰ کے ماننے میں سب متفق ہیں اسی طرح مختلف مذاہب اور فرقوں کے افراد بلا اختلافات آپ کے ساتھ عقیدت رکھنے میں متفق نظر آتے ہیں اور ہر مذہب و ملت والا آپ کے روحانی شفقات اکرام سے فلاح وبہبودی حاصل کرتا ہے۔

ہمارے مندرجہ بالا بیان کا ثبوت آج سات صدیوں کے بعد بھی آپ کی درگاہ مقدسہ میں نمایاں نظر آتا ہے اور اہل اجمیر ان مناظر سے روزانہ لطف اندوز ہوتے رہتے ہیں اہل بصیرت ان مناظر سے حقیقت حال کی طرف متوجہ ہوتے ہیں جبکہ وہ دیکھتے ہیں کہ درگاہ میں کسی وقت بیرونی مسلمانوں کا گروہ

آستانہ بوسی کر رہا ہے تو کسی وقت متعدد پارسی عورت مرد مزار کے سامنے سر جھکائے کھڑے ہیں تھوڑی دیر بعد نظر آتا ہے کہ درگاہ کے ایک جانب ہندو صاحبان آپ کے در فیض پہ ہاتھ جوڑ کر اپنی حاجتیں پیش کرتے ہیں دوسری طرف عیسائی لوگ اپنا ٹوپ اتار کر آپ کے روضہ کو سلام کرتے ہیں پھر لطف یہ کہ اس حلقۂ عقیدت میں امیر غریب فقیر و بادشاہ سب یکساں نظر آتے ہیں اور آپس میں ایک دوسرے کو ہمدردانہ نظروں سے دیکھتے ہیں گویا غریب نوازؒ کی روحانی ہمہ گیری اور محیط عالم ہونیکا آنکھوں ہی آنکھوں میں اقرار کرتے نظر آتے ہیں۔[1]

عقیدت مندانہ حاضریاں اور نذور

(الف) بعض امراء و سلاطین

سنہ ۵۸۸ھ شہاب الدین غوری اجمیر فتح کرنیکے بعد غریب نوازؒ کی خدمت میں حاضر ہو کر داخل سلسلہ ہوا تفصیلاً سوانح اور عقیدت کے حصہ میں درج ہیں (انوار الاولیاء)

سنہ ۶۱۱ھ سلطان شمس الدین التمش یہ نیک دل بادشاہ غریب نواز سے بڑی عقیدت رکھتا تھا۔ اس نے غریب نوازؒ کی خدمت اقدس میں حاضری دینے کا شرف بھی حاصل کیا۔ اور آپ سے تعلیم معرفت بھی حاصل کی جسکا مفصل تذکرہ کہیں درج ہے (تکمیل اسرار)

سنہ ۸۵۹ھ سلطان محمود خلجی المعروف بہ شاہ مانڈو بعد فتح اجمیر سلطان محمود خلجی شاہ مالوہ برائے اظہار شکر و نیاز دربار غریب نوازؒ میں حاضر ہوا۔ مزار اقدس کا طواف کیا فاتحہ پڑھی اور اس خوشی میں خدام درگاہ کو مالا مال کر دیا۔ اور روضۂ مبارک کے سرہانے ایک مسجد تعمیر کرائی۔ جس کا مفصل حال عمارات درگاہ کے سلسلہ میں ہے (فرشتہ)

سنہ ۹۳۱ھ شہزادہ بہادر شاہ مظفر شاہ بن سلطان محمود شاہ بیکرہ گجراتی اس عقیدت مند بادشاہ نے سنہ ۹۳۱ھ میں اجمیر آکر دربار غریب نوازؒ میں حاضری دینے کا شرف حاصل کیا (فرشتہ)

سنہ ۹۵۹ھ اکبر بادشاہ ایک دن اکبر آگرہ سے فتح پور سیکری جانے والے راستہ سے گذر رہا تھا۔ موضع منڈاکر میں قوالان بتقریب عرس غریب نوازؒ کی منقبت خوانی کر رہے تھے۔ حضرت کا اسم مبارک سنکر اکبر کو شوق قدمبوسی ہوا۔ اور سنہ ۹۵۹ھ میں حاضر آستانہ ہو کر فیوض و برکات حاصل کئے۔

دوبارہ چتوڑ فتح کرکے سنہ ۹۷۶ھ میں حاضری کا شرف حاصل کیا اس حاضری کے موقعہ پر بڑی دیگ

نذر کی اور اس میں کھانا پکوا کر غربا اور مساکین کو تقسیم کیا۔ بڑا چراغ پیش کیا اور گلش دروازہ (روضہ کا موجودہ مشرقی دروازہ) نصب کیا۔ چونکہ شہزادہ سلیم بتصرفات غریب نوازؒ پیدا ہوا تھا اس لئے سہ بارہ جہانگیر کی ولادت کے بعد ۹۷۷ھ میں حاضری دی اور اس موقعہ پر اکبری مسجد تعمیر کرائی۔ بار چہارم اکبر ۹۷۸ھ میں حاضر ہوا۔ بعد ازاں ۹۸۱ھ میں حاضری دی۔ پھر فتح بنگال کے بعد ۹۸۲ھ میں حاضر دربار خواجہ ہو کر دو نقارے پیش کئے۔ جو اب تک نقار خانہ میں موجود ہیں۔ یہ نقارے بنگال کے بادشاہ داؤد کے تھے۔ اس لئے انھیں داؤدی کہتے ہیں۔ اکبر نے پاپیادہ سفر کر کے بھی حاضری دی۔ اور شہر پناہ بھی تعمیر کرائی۔ جس کا تذکرہ آثار اجمیر میں ہے۔

شہباز خاں ~~۱۰۰۱ھ~~ عہد اکبری میں آپ اودے پور کی مہم سر کر کے اجمیر آئے۔ اور ۱۰۰۱ھ میں بمقام اجمیر انتقال کیا۔ چونکہ آپ کو غریب نوازؒ سے عقیدت تھی اس لئے درگاہ میں دفن کرنے کی وصیت کی۔ چونکہ خدام روضہ راضی نہ ہوئے اس لئے ناچار باہر دفن کیا گیا۔ رات کو حضرت خواجہ غریب نوازؒ نے منتظمین کو عالم رویا میں تاکید فرمائی کہ شہباز خاں ہمارا دوست ہے اس کو شمال رویہ گنبد کے اندر جگہ دو صبح مبالغہ منت وساجت انکی نعش قبر سے نکالکر اس جگہ دفن کی گئی جہاں کے لئے ارشاد کیا گیا تھا۔

جب جہانگیر اجمیر حاضر ہوا تو مرزا محمد علی بیگ نے بھی حاضر ہو کر مزار خواجہ کی زیارت کی۔ ان کو شہباز خاں کے ساتھ بڑی محبت تھی قبر دیکھ کر بکمال تپاک اس سے لپٹ گئے۔ اور کہا یہ ہمارا قدیمی دوست ہے۔ اسی وقت اُن کی جان نکل گئی۔ اور مرزا محمد علی بیگ کو بھی وہیں دفن کیا گیا مثل دوست بدوست پیوست صادق آئی۔

جہانگیر ۱۰۲۲ھ جہانگیر کو بھی غریب نوازؒ سے بڑی عقیدت تھی۔ اس نے شہزادگی اور شہنشاہی دونوں حالتوں میں دربار غریب نوازؒ میں حاضری دی۔ تزک جہانگیری میں روانگی اجمیر کے متعلق حسب ذیل بیان ہے۔

اس قصد سے دو چیزیں منظور خاطر تھیں۔ اوّل زیارت روضۂ منورہ خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ جن کی روح پر فتوح کی برکتوں سے اس خاندان عالی شان کو بہت فائدے پہونچے تخت پر بیٹھنے کے بعد روضہ بزرگوار کی زیارت نصیب نہیں ہوئی تھی۔

بالآخر جہانگیر اجمیر روانہ ہوا جب اجمیر ایک کوس کے فاصلہ پر رہ گیا تو سواری سے اتر کر پیادہ روانہ ہوا اور وہیں سے خیرات کرتا ہوا آستانہ خواجہؒ پر حاضر ہوا۔ بعد آستانہ بوسی و فاتحہ خوانی قیام گاہ پر آیا۔

سنہ ۱۰۲۲ھ میں حاضر دربار ہو کر سنہ ۱۰۲۳ھ میں سخت علیل ہو گیا جب مرض لاعلاج کے قریب ہوا تو بحالت علالت دربارِ غریب نوازؒ میں حاضر ہو کر صحتیابی کی دعا مانگی۔ اور صحت یاب ہوا۔ چنانچہ اس واقع کے متعلق تزکِ جہانگیری میں لکھتا ہے۔

"علالت کے زمانہ میں میرے دل میں آتا تھا کہ جس طرح میں باطن میں خواجہ بزرگ کے مریدوں اور عقیدت مندوں میں ہوں اور جانتا ہوں کہ میری ہستی انھیں کا طفیل ہے۔ اسی طرح علانیہ بھی صحت یاب ہو کر اپنے کان چھدوا کر ایک ایک ایدار موتی ہر کان میں ڈالوں گا"

چنانچہ اس نے سر دربار ایسا ہی کیا اور اس کے اتباع میں اہل دربار نے بھی اخلاص کے ساتھ خزانہ شاہی کے عطا کردہ موتی اپنے کانوں میں ڈالے۔ رفتہ رفتہ یہ رسم عام ہو گئی

جہانگیر کا اجمیر میں تقریباً تین سال قیام رہا۔ اس عرصہ میں نو مرتبہ حاضر آستانہ ہونے کا شرف حاصل کیا۔ اور ایک لاکھ دس ہزار روپیہ کی لاگت کا طلائی کٹھرہ بنوا کر مزار شریف کے گرد نصب کرایا۔ نیز چھوٹی دیگ پیش کی (جس کا تذکرہ پیچھے آچکا ہے)۔

شہزادی حور النساء سنہ ۱۰۲۵ھ — یہ عہد جہانگیری میں حاضر آستانہ ہوئی۔ بروز چہار شنبہ وفات پائی۔ جہانگیر کو یہ پوتی بہت عزیز تھی اس کی محبت کی وجہ سے وہ اس کے یوم وفات یعنی چہار شنبہ کو کم شنبہ کہا کرتا تھا۔ اسی کی قبر کے مفصل حالات پیچھے درج ہو چکے ہیں۔

سنہ ۱۰۵۳ھ شاہ جہاں — یہ دیندار بادشاہ بھی اپنے باپ دادا کی طرح غریب نوازؒ سے بڑی عقیدت رکھتا تھا شہزادگی کے زمانہ میں حاضر دربار خواجہ ہوا۔ اور بادشاہ ہونے کے بعد بھی حاضری دیتا رہا۔ کئی مرتبہ پا پیادہ وہ اجمیر حاضر ہو کر زیارت روضہ سے مشرف ہوا۔ ہر مرتبہ نذر و نیاز پیش کرنے میں نمایاں حصہ لیا۔ اور خیرات سے مستحقین کو مالا مال کیا۔ اجمیر میں نیب آنا ساگر عمارات بھی بنوائیں نیز درگاہ شریف میں شاہجہانی مسجد قبہ شریف کا بیرونی احاطہ معہ جنتی دروازہ وغیرہ (جو پائیں میں ہے) تعمیر کرایا۔ مفصل حالات پیچھے آچکے ہیں۔

سنہ ۱۰۵۳ھ شہزادی جہاں آرا بیگم — یہ شہزادی شاہجہاں کی بڑی لڑکی تھی عالم فاضل۔ دیندار اور ذہین تھی۔ غریب نوازؒ سے بہت عقیدت رکھتی تھی۔ اس نے خواجگان چشت کے حالات میں ایک کتاب

"مونس الارواح" بھی لکھی ہے۔ اس کتاب کے آخر میں اپنے سفر اجمیر کے حسب ذیل حالات لکھے ہیں

"بتاریخ ۱۰ شعبان المبارک بہ معیت والد بزرگوار (شاہجہاں) کے ہمراہ آگرہ سے اجمیر روانہ ہوئی اور بتاریخ ۴ رمضان المبارک ۱۰۵۳ھ وہاں پہونچی۔ اس تمام عرصہ میں میرا یہ معمول رہا کہ ہر منزل پر دو رکعت نماز نفل ادا کرنے کے بعد سورہ یٰسین اور سورہ فاتحہ نہایت اخلاص اور عقیدت مندی سے پڑھ کر اس کا ثواب حضرت خواجہ بزرگ کی روح پر فتوح کی نذر کرتی رہی۔ کچھ دنوں تک تالاب انا ساگر کی عمارت میں قیام رہا اس عرصہ میں بپاس ادب و تعظیم کبھی پلنگ پر نہیں سوئی اور روضۂ منورہ کی جانب کبھی پشت یا پاؤں نہیں کئے۔ جب سے اس سرزمین پاک پر قدم رکھا ہے حضور والا کی برکات و فیوض سے دل میں ایک عجیب ذوق پیدا ہو گیا ہے"۔

"جمعرات کے دن بتاریخ ۴ رمضان المبارک کو حضرت پیر دستگیر (خواجہ غریب نوازؒ) کے مرقد منورہ کی زیارت کی سعادت نصیب ہوئی ایک پہر دن باقی رہ گیا تھا۔ کہ حاضر بارگاہ سعادت پناہ ہوئی۔ سات مرتبہ مزار مبارک کا طواف کیا اس کے بعد اپنی پلکوں سے جھاڑو دی۔ مزار مبارک کی خاک پاک کو سرمۂ چشم بنایا اس وقت دل پر جو ذوق و شوق کی حالت اور کیفیت طاری تھی وہ بیان نہیں کر سکتی نہ وہ تحریر میں آ سکتی ہے۔ نہ کچھ سمجھ میں آتا تھا کہ کیا کروں اور نہ خیال میں آتا تھا کہ کیا ہوں کچھ دیر تک یہی حالت طاری رہی اس کے بعد مجبور ہو کر مزار مبارک پر اپنے ہاتھ سے خوشبو ملی۔ اور پھولوں کی چادر جو میں اپنے سر پر رکھ کر لائی تھی قبر نورانی پر چڑھائی پھر والد ماجد کی سنگ مرمر سے تعمیر کرائی ہوئی مسجد (جس پر ڈھائی لاکھ روپیہ صرف ہوا تھا) میں نماز عصر ادا کی اور گنبد میں داخل ہو کر سورہ یٰسین و سورہ فاتحہ کی تلاوت کی اور مغرب کے وقت تک وہیں مقیم رہی جھالرہ کے پانی سے روزہ افطار کیا"۔

"اس مقام متبرکہ اور مخزن فیوض سے کسی طرح ہٹنے کو جی نہ چاہتا تھا مگر مجبور تھی اگر خود مختار ہوتی تو ہمیشہ اسی گوشہ عافیت میں بادل نا خواستہ تمام عمر رہتی مگر ایسا نہ کر سکی اور بادل بریاں و گریاں درگاہ سے رخصت ہو کر قیام گاہ پر واپس آئی تمام رات بیقراری میں کٹ گئی صبح کو جمعہ کا دن تھا والد بزرگوار کے ساتھ آگرہ کی طرف کوچ کیا"۔

مزار مبارک کا نقرئی کٹہرا اور خوشنما سنگی دالان جہاں آرا بیگم کا تعمیر کرایا ہوا ہے جو اس کے حسن عقیدت کی بہترین یادگار ہے درگاہ شریف کے جملہ عاقد خطیب۔ مولود خوان فراش۔ باورچی چوبدار اور جملہ شاگرد پیشہ اسی شہزادی کے مقرر کردہ ملازمین کی اولاد ہیں جو نسلاً بعد نسلاً اپنے کام پر مامور چلے آتے ہیں۔

اورنگ زیب عالمگیر سلطان محی الدین اورنگ زیب نے بھی کئی مرتبہ پیادہ دربار خواجہ میں حاضری دیکر اپنے باپ دادا کے رشتہ عقیدت کو قایم رکھا۔

یہ بادشاہ عالم فاضل اور دیندار تھا کہتے ہیں جب حاضر دربار ہوا تو باآواز بلند السلام علیکم کہا۔ جواب میں آواز آئی وعلیکم السلام۔ اس نے مسجد صندل خانہ (تعمیر کردہ سلطان محمود خلجی) کی مرمت کرائی ایک مرتبہ ۲۹ شعبان سنہ ۱۰۸۱ھ میں حاضر دربار ہو کر پانچ ہزار روپیہ کی نذر گذاری۔

امیر حبیب اللہ خاں صاحب شاہ افغانستان نے سنہ ۱۹۰۷ء میں دربار خواجہ میں حاضری دی۔ آپ درگاہ غریب نواز میں معہ چیف کمشنر و دیگر حکام سلطنت برطانیہ حاضر ہوئے۔ متولی درگاہ شریف دیوان صاحب اور خدام صاحبان نے آپ کا استقبال کیا۔ آپ کسی سے متوجہ نہیں ہوئے۔ بلکہ پہلے سیدھے قبہ شریف میں حاضر ہوئے۔ قبہ شریف کے دروازے بند کر دئے گئے۔ اور سب کو اندر آنے سے روکدیا گیا۔ آپ تنہا تقریباً ڈیڑھ گھنٹہ تک حاضر رہے بعد ازاں باہر آکر متولی صاحب دیوان صاحب وغیرہ سے مصافحہ کیا اور ہمکلام رہے

نواب حامد علیخاں صاحب والئی رامپور سنہ ۱۹۱۹ء آپ بنے اپنی سسرال جاورہ جاتے ہوئے اجمیر شریف اسٹیشن پر اپنی اسپیشل ٹھہرا رات کے وقت دربار خواجہ میں حاضری دی جس وقت آپ درگاہ شریف میں پہونچے قبہ شریف کا دروازہ بند ہو چکا تھا۔ آپ بیگمی دالان میں دروازہ کے سامنے بہت دیر سر جھکائے روتے رہے اس وقت بیگمی دالان میں آنے سے سب کو روک دیا گیا تھا۔ آپ یہاں تقریباً ایک گھنٹہ حاضر رہے۔ آپ نے خدام صاحبان و ذمہ دار کارکنان سے کہا کہ تھوڑی دیر کیلئے قبہ شریف کا دروازہ کھولدیا جائے تاکہ میں قدمبوسی حاصل کروں سب نے مجبوری ظاہر کی کہ خلاف وقت ہم دروازہ کھولنے سے قاصر ہیں۔

اس موقع پر نواب خواجہ محمد خاں صاحب جاگیردار ریاست دھولپور ساتھ تھے۔ نواب صاحب رامپور ان سے بار بار کہتے تھے کہ اگر یہاں نہ آتا تو بڑا بدقسمت تھا۔ یہ تو بڑا پرکیف نورانی مقام ہے۔

میر عثمان علیخاں شاہ دکن سنہ ۱۳۳۱ھ مطابق سنہ ۱۹۱۲ء حضرت میر عثمان علی خاں شاہ دکن پہلی بار بتاریخ ۱۶ اکتوبر ۱۹۱۲ء مطابق ۴ ذیقعدہ سنہ ۱۳۳۰ھ دربار خواجہ صاحب میں حاضر ہوئے۔ غرباء و مساکین کو کھانا کھلوایا یہ لنگر عام

۵۔ اَلْمَکَانُ اَهْلِہٖ۔ سَکَنُوْ فَهُوَ مَعْمُوْرٌ ۲ تہذیب اللغۃ ... مطبوعہ بیروت

جس کا جی چاہتا کھاتا۔ ہزارہا روپیہ خیرات کئے اور خادموں کی جھولیاں بھردیں ایک عظیم الشان صدر دروازہ تعمیر کرنے کا حکم دیا۔ دوبارہ شاہ دکن ۱۳ نومبر ۱۹۱۳ء مطابق ذیقعدہ ۱۳۳۱ھ میں سلطان الہند غریب نوازؒ کی قدمبوسی کے لئے حاضر ہوئے اسوقت دروازہ زیر تعمیر تھا جامع مسجد اور گنبد شریف کے اندرونی حصہ کی مرمت کرائی نیز سنگ مرمر کی اگردانی اور دو مرمریں چراغدانوں کی تعمیر ہوئی۔ اور دونوں جھالروں کو ایک کردیا گیا روضۂ مبارک میں مزار شریف کے پائین میں چاندی کی تختی پر سونے کے حروف میں لکھا ہوا قطعہ شہریار دکن کا نذر کردہ روضۂ منورہ کے اندر ہر ایک شمع دان میں ایک ایک موم بتی روزانہ آپ کی طرف سے روشن ہوتی ہے اور روزانہ ایک وقت کا لنگر اور عرس کے دنوں میں دو دیگیں آپ کی طرف سے پکوائی جاتی ہیں علاوہ ازیں دارالعلوم عثمانیہ (جہاں عربی فارسی کی اعلیٰ تعلیم دی جاتی ہے) کے اخراجات بھی شہریار دکن ہی ادا کرتے ہیں اس مدرسہ دینیہ میں غریب ولائق طلبار کو وظائف بھی دئے جاتے ہیں اور کتابیں بھی مفت ملتی ہیں کہتے ہیں کہ دیوان صاحب کی حویلی کسی مہاجن کے پاس رہن تھی جس کا قرضہ وسود در سود بڑھتا رہا اور دیوان صاحب ادا نہ کرسکے بالآخر یہ خدشہ پیدا ہوگیا کہ مہاجن نیلام کراکے اپنے نام کی بولی بول کر خرید لے گا۔ اور وہاں مندر بنادیگا چنانچہ حضور نظام نے مراحم خسروانہ سے اس حویلی کو خرید کرکے وقف کردیا اس طرح اجمیر فتنہ وفساد کی آگ سے بچ گیا۔

مہاراجہ گوبند سنگھ صاحب والئی ریاست دتیا ۱۹۱۲ء

بحالت معزولی آپ بریلی وافریقہ کا سفر کرکے اجمیر شریف پہونچے اس زمانہ میں آپ بہت رنجیدہ رہتے تھے بالآخر جمعرات کے دن آپ معہ سید معصوم علی صاحب ونواب خواجہ محمد خاں صاحب واکرم علی خاں صاحب حاضر دربار ہوئے عطر سے بسی ہوئی پھولوں کی چادر شریف اپنے سر پر رکھ کر روضۂ اقدس پر پیش کی اور اپنی بحالی کی دعا مانگی۔ آخر مراد کو پہونچے۔

مہاراجہ سرکشن پرشاد ۱۹۲۴ء

آپ دولت آصفیہ حیدرآباد دکن کے صدر اعظم تھے۔ بتاریخ ۲۳ صفر ۱۳۴۳ھ مطابق ۲۳ دسمبر ۱۹۲۴ء معہ اہل وعیال دربار غریب نوازؒ میں حاضر ہوئے اور مورچھل جھلنے کی خدمت بجالاکر سرفرازی حاصل کی۔ آپ شاعر بھی تھے شاد تخلص کرتے تھے۔ اس موقع سے متعلق آپ نے غریب نوازؒ کی منقبت میں ذیل کے قطعات بھی لکھے ہیں۔

قطعات

جھکتے ہیں شاہوں کے سر خواجہ کی وہ سرکار ہے
ہیں ملک دربان وہ شاہ چشت کا دربار ہے
شاد کیا پرواہ ہو بالِ ہما کی تجکو اب
خواجۂ اجمیر کا تو مورچھل بردار ہے

⁂

مورچھل جھلنے کی خدمت مل گئی
شاد کو دنیا کی عزّت مل گئی
بارگاہِ خواجۂ اجمیر سے
وہ کلیدِ گنج قسمت مل گئی

⁂

ہند کے سلطان تم ہو مصطفٰےؐ کا واسطہ
پنج تن کا واسطہ آلِ عبا کا واسطہ
شاد اس در کا ہے سائل دیجئے اس کی مراد
یامعین الدین اجمیری خدا کا واسطہ

مندرجہ بالا امراء وسلاطین کے علاوہ شہزادہ دارا شکوہ۔ شہزادہ شجاع وشہزادہ فرخ سیر وغیرہ و دیگر اُمراء بھی حضور غریب نوازؒ سے عقیدت رکھتے تھے۔

زمانہ حال میں حافظ ابراہیم علی خاں صاحب سابق والئی ٹونک۔ نواب افتخار علی خاں صاحب موجودہ والئی جاورہ۔ نواب سرور علی خاں والئی کوروائی۔ اور دیگر والیانِ ریاست بھی غریب نوازؒ سے عقیدت رکھتے ہیں۔ اور حاضر دربار خواجہؒ ہوئے ہیں۔

(ب) مشاہیر کی عقیدت مندانہ حاضریاں۔

۱۹۲۸ء مولانا محمد علی جوہر ہندوستان کے مصلح اعظم قائد ملت حضرت محمد علی جوہر مرادآبادی نے راؤنڈ ٹیبل کانفرنس میں لندن جانے سے قبل اجمیر آکر ہندوستان کے روحانی تاجدار اہل ہند کے غمگسار حضور خواجہ معین الدین چشتی علیہ الرحمۃ کے دربار عالی میں حاضری کا شرف پایا۔

بعد نماز عشاء بیگی وان کے روبرو قوالی سنی اور رخصت ہوئے۔ لندن میں اپنے قول وفعل پر قائم رہے ملک کی خاطر جان دیدی مگر بات سے نہ ٹلے۔

۱۹۲ مہاتما گاندھی آزادیٔ ہندوستان کے کامیاب رکن اعظم تمام مذاہب اور بانیان مذاہب کو عزت کی

فطرت سے دیکھنے والے گیانی اور بلا تفریق مذہب ہمدرد اہل ہندوستان مہاتما گاندھی احمد آبادی نے دربار خواجہ میں آل انڈیا خلافت کانفرنس کے موقعہ پر حاضری دی۔ آپ نے اس موقعہ پر روضہ منورہ میں پھولوں کی چادر بھی پیش کی ایسا مشہور ہے درگاہ کی طرف سے آپ کو تلوار دی گئی مگر آپ نے تلوار لینے سے انکار کیا۔

سنہ ۱۹۴۶ء — عبدالرب نشتر
آزادی ہند کے حامی مسلمانوں کے بہی خواہ۔ ہندوستان کے مشہور سیاسی رہنما حضرت عبدالرب نشتر سنہ ۱۹۴۶ء میں حاضر دربار خواجہ ہوئے۔

دسمبر ۱۹۴۵ء — پنڈت جواہر لال نہرو
ہندوستان کے سچے ہمدرد و بہی خواہ۔ مذہبی تعصبات و تنگ خیالی کو آزادی اور ملکی مفاد کی راہ میں سد راہ سمجھنے والے عالی ہمت لیڈر جناب پنڈت جواہر لال نہرو خلف پنڈت موتی لال نہرو الہ آبادی نے سنہ ۱۹۴۵ء میں حضور غریب نوازؒ کے دربار میں حاضری دی دن کے تین بجے کے قریب غلام حسین عرف طوطی قوال سے درگاہ میں قوالی سنی۔

سنہ ۱۹۴۳ء — قاضی عبدالغفار[1] مراد آبادی
حضرت محمد علیؒ جوہر کے دست راست اور حکیم اجمل خاں صاحب مرحوم کی قوت بازو قاضی عبدالغفار خلف قاضی ابرار احمد صاحب مرحوم مراد آبادی سنہ ۱۹۴۳ء میں حاضر دربار خواجہ ہوئے۔ یہ حاضری آپ کی پہلی حاضری تھی۔

سنہ ۱۹۳۳ء — علی سکندر جگر مراد آبادی
آپ آل انڈیا نعتیہ مشاعرہ کے موقعہ پر حاضر دربار خواجہ ہوئے اور مشاعرہ میں نعتیہ غزل پڑھی۔

سنہ ۱۹۰۲ء — لارڈ کرزن
آپ وائسرائے ہند رہنے کے زمانہ میں حاضر دربار غریب نوازؒ ہوئے حضور غریب نواز کی عالمگیر مقبولیت اور بلا تفریق مذہب اہل ہند کو حاضر دربار خواجہ دیکھ کر آپ نے غریب نوازؒ کے روضۂ مقدسہ کے لئے لکھا ہے کہ ہندوستان میں میں نے ایک قبر کو شہنشاہی کرتے دیکھا۔

سنہ ۱۹۳۹ء — سر محمد یعقوب مراد آبادی
ہندوستان اور مسلمانوں کے سیاست داں ہمدرد مولوی محمد یعقوب[2] مرحوم خلف حافظ محمد اسمٰعیل صاحب وکیل شاہجہاں پوری سنہ ۱۹۳۹ء میں حاضر دربا

۱؎ آپ کے خاندان سے مولف کے خاندان کے پرانے تعلقات چلے آتے ہیں۔
۲؎ آپ سے مولف کا پورانا رابطہ تھا۔ آخر زمانہ میں آپ حیدرآباد دکن میں ممبر کونسل ہو گئے تھے وہیں انتقال ہوا۔ مزار خطۂ صالحین میں ہے۔

خواجہؒ ہوئے۔ آپ مراد آباد میں وکالت کرتے تھے۔ فقیر دوست محبّز انسان تھے

آپ کے نام سے عقیدتمندانہ منسوب مقامات و محافل

ہندوستان میں بہت سے ایسے مقامات ہیں جہاں تاریخی لحاظ سے غریب نوازؒ کا تشریف لیجانا ثابت نہیں ہے۔ مگر محبّت کی کرشمہ سازیوں نے اہلِ محبّت کو مجبور کیا کہ وہ تسکین خاطر کے لئے اپنے اپنے مقامات پر بھی آپ کے نام سے منسوب چلّہ وغیرہ قائم کریں۔ یا آپ کی محافل فاتحہ کا انعقاد کریں یوں تو ہندوستان کے ہر شہر بلکہ قصبات تک میں آپ کی سالانہ فاتحہ شریف گھر گھر ہوتی ہے۔ اور تقریباً ہر گھر فاتحہ گاہ ہے مگر ہم ان میں سے صرف بعض ایسے مقامات کے تذکرہ پر اکتفا کرینگے جو آپ کے نام سے عقیدتاً یا بوجہ قیام منسوب کئے گئے ہیں یا جہاں آپ کی فاتحہ شریف کے سلسلہ میں مجالس سماع پابندی سے منعقد ہوتی ہیں۔

حیدر آباد دکن } یہاں حضور غریب نوازؒ کے نام نامی سے منسوب ایک چلّہ ہے یہ وسیع عمارت ہے۔ نمایاں مقام پر غریب نوازؒ کے چلّہ سے منسوب ایک جگہ ہے۔ یہاں وہاں سماع لگتا رہتا ہے۔ اور اہلِ محبّت اجمیر شریف نہ پہونچنے کی صورت میں اس مقام کی زیارت سے تسکین قلبی اور بواسطہ نسبت فیض روحانی حاصل کر لیتے ہیں۔ یہاں بھی غریب نوازؒ کا عرس شریف ہوتا ہے اور دولت آصفیہ کی طرف سے یہاں کے مصارف کے لئے جاگیر ہے منتعلقہ عملہ یہاں کی مقررہ خدمات بجا لاتا ہے بعض اوقات شاہ دکن بھی تقریب عرس میں شامل ہو کر اظہار عقیدتمندی کرتے ہیں۔

ریاست جاورہ } یہاں حیدر شاہ مولائی کے تکیہ کے اندر لب دریا ایک مقام تقریباً تین گز مربع ہے اُس پر گنبد بنا ہوا ہے۔ جو حضور غریب نوازؒ کے چلّہ کے نام سے منسوب ہے۔ اس کے احاطہ میں ایک مسجد اور مسافر خانہ ہے۔ یہاں اکثر قوّالی بھی ہوتی ہے لوگ اس چلّہ کے اندر جا کر فاتحہ پڑھتے ہیں۔ یہاں اور روشنی کا باقاعدہ انتظام ہے۔ لوگ اس مقام کی زیارت کیلئے اکثر حاضر ہوتے رہتے ہیں۔

علاوہ ازیں از راہ عقیدت نواب محمد افتخار علی خاں صاحب والئی ریاست جاورہ دربار ہال میں چاند سے ۶ رجب تک اجمیر کی طرح محافل سماع منعقد کرتے ہیں۔ دور دور سے نامی قوّالان بلاتے ہیں۔ شاہانہ ادا

کے ساتھ خدمات محافل ادا کی جاتی ہیں۔ بتاریخ چھ رجب صبح قرآن خوانی ہوتی ہے ازاں بعد محفل میلاد شریف منعقد کی جاتی ہے بعد ازاں محفل سماع ہو کر فاتحہ قل شریف ہوتی ہے۔

بیانہ[51]} آبادی سے باہر تھوڑی دور جنگل میں ایک کنواں غریب نوازؒ کے نام سے منسوب ہے مسلمانان اس کنویں کی توقیر کرتے ہیں۔ مشہور ہے۔ اجمیر جانے والے حضرات یہاں قیام کرتے ہیں۔

آگرہ} یہاں اہلِ محبت نے ایک انجمن از نام عثمانی[52] معینی کمیٹی قائم کر لی ہے یہ انجمن عثمانیہ خانقاہ میں ہر جمعرات کو آپ کی فاتحہ شریف کی خدمات انجام دیتی ہے۔

ضروریات کے پیشِ نظر نواب خواجہ محمد خانصاحب مرحوم جاگیردار ریاست دھولپور کی اہلیہ نواب نظیر بیگم صاحبہ مرحومہ نے ایک مکان بھی واقع محلہ لساون گلی وقف کیا ہے۔ اور اس کا انتظام بھی کمیٹی مذکور کے ہاتھ میں ہے۔

چودھری رحیم بخش صاحب چشتی صابری ماہانہ اپنے مکان پر سماع کے ساتھ غریب نوازؒ کی فاتحہ شریف کے مراسم ادا کرتے ہیں۔

لاہور} ہندوستان آتے وقت آپ شیخ علی ہجویری المعروف بہ داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ کی خانقاہ میں معتکف رہے تھے جیسا کہ پیچھے تذکرہ ہو چکا ہے یہاں آپ کی جائے قیام اب تک محفوظ ہے جو آپ کے چلّے کے نام سے مشہور ہے

بھوپال} یہاں سید انوار میاں سالانہ بموقعہ عرس حضور غریب نوازؒ کی فاتحہ شریف کی خدمات اپنے مکان پر بجا لاتے ہیں نیز سید عبدالمجید شاہ صاحب عرف مجو میاں تابش ہفتہ وار بروز پنجشنبہ غریب نوازؒ کی فاتحہ کرتے ہیں۔

مندسور} غلام نبی صاحب یہاں ہفتہ وار بروز پنجشنبہ غریب نوازؒ کی فاتحہ شریف کرتے ہیں۔

---

[51] ریاست [illegible] پور کے علاقہ میں ایک پرانی بستی ہے یہاں مزارات بکثرت ہیں اور شاہان اسلام کے زمانہ کی بڑی وسیع مسجد اور مینار بھی ہے

[52] عثمانی معینی کمیٹی ۱۹۳۰ء میں بمقام آگرہ قائم ہوئی یہ کمیٹی ہفتہ وار پنجشنبہ غریب نواز کی فاتحہ شریف کرتی ہے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا سالانہ عرس شریف بتاریخ ۲۱ رمضان کرتی ہے نیز غریب نواز کے پیر و مرشد حضور خواجہ عثمان مکی ہرونی قدس سرہ العزیز کے مراسم عرس بھی ۴ شوال سے ۶ شوال تک ۳ محافل سماع میلاد و قرآن خوانی اور جلوس صندل شریف کیساتھ خانقاہ عثمانیہ میں ادا کرتی ہے اس موقعہ پر باہر کے مہمانان بھی شرکت کرتے ہیں عزیزی نواب حاجی کرم علی خاں سلمہ اس کے صدر ہیں اور عزیزی محمد حسن مراد آبادی سلمہ اس کے ناظم ہیں۔ دو عزیزان رفیق محمد سلمہ ابن الدین سلمہ مرتضیٰ علی بیگ سلمہ مولانا اخلاق احمد سلمہ مجید خاں صاحب سلمہ اور ضیاء الدین سلمہ حافظ نور محمد سلمہ وغیرہم برآوردہ اراکین ہیں۔

فائدہ یہاں کی جامع مسجد میں غریب نوازؒ اور آپ کے پیر و مرشد معتکف رہے ہیں۔ ابھی تک مقام اعتکاف[51] زیارت گاہ خلائق ہے۔

آپ کے اذکار و مناقب

سرورِ عالم کے اس ارشاد کے مطابق "جس کو جس سے محبت ہوتی ہے وہ اس کا ذکر کثرت سے کرتا ہے" بہت سے اہل قلم نے مختلف طور پر حضور غریب نوازؒ کا تذکرہ کر کے اپنے جذبات محبت کا ثبوت دیا ہے خوش قسمت ہیں وہ لوگ جن کے قلم سے غریب نوازؒ کی محبت بشکل تذکرہ یا مناقب ظاہر ہوئی اور نصیب والے ہیں وہ حضرات جنھوں نے باقتضائے محبت آپ کے اسم گرامی کو اپنا وظیفہ بنایا اور بڑے نیک بخت وہ ملنگ فقراء ہیں جو ہمہ وقت یا خواجہ کا نعرہ لگا کر ثبوت محبت پیش کرتے ہیں۔

اس سلسلہ میں پہلے ہم بعض ان تذکروں کا ذکر کرینگے جو بطور تحفۂ محبت دربار غریب نوازؒ میں پیش کئے گئے ہیں

(الف) غریب نواز کے تاریخی تذکرے۔

دلیل العارفین حضرت قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ نے غریب نوازؒ کے ارشادات و بعض حالات سب سے پہلے بشکل رسالہ دلیل العارفین مرتب کرنے کا شرف حاصل کیا۔ یہ ملفوظات غریب نوازؒ کی حیات ظاہری میں مرتب کئے گئے اس رسالہ میں سنہ ۵۸۳ھ سے لے کر سنہ ۶۳۲ھ تک کے حالات مجالس غریب نوازؒ درج ہیں

سیر العارفین حضرت مخدوم سماء الدین[52] سہروردی رحمۃ اللہ کے مرید و خلیفہ حضرت شیخ حامد[53] عرف مولانا جمالی ابن شیخ فضل اللہؒ نے دسویں صدی ہجری کے شروع میں بعہد ہمایوں بادشاہ بزبان فارسی یہ کتاب مرتب کی۔

سیر الاقطاب یہ کتاب مولانا الہدیہ بن عبدالرحیم نے عہد شاہجہانی میں بزبان فارسی مرتب کی۔

---

٥١ بغداد شریف سے مکہ معظمہ جاتے ہوئے دوسری منزل پر لب فرات ایک قصبہ ہے۔

٥٢ حضرت مخدوم سماء الدین سہروردی رحمۃ اللہ کا وصال سنہ ۹۱۰ھ میں ہوا۔ آپ کا مزار مبارک تالاب شمسی کے متصل مہرولی شریف میں ہے

٥٣ حضرت شیخ حامد المعروف بہ مولانا جمالی مولانا جامی کے ہمعصر ہیں۔ آپ کا وصال سنہ ۹۳۲ھ میں ہوا۔ مزار مہرولی میں محکمہ آثار قدیمہ کے زیر انتظام ہے۔

مونس الارواح } یہ رسالہ شہزادی جہاں آرا بیگم بنت شاہجہان نے بزبان فارسی مرتب کیا ہے اسمیں بڑے پُر خلوص جذبات کے زیر اثر غریب نوازؒ کے حالات قلم بند کیے گئے ہیں

اقتباس الانوار } یہ کتاب بزبانِ فارسی مولانا اکرام کی مرتبہ ہے اس میں اولیائے اکرام کے سلسلہ میں غریب نوازؒ کا تذکرہ کیا گیا ہے۔

اخبار الاخیار } یہ کتاب فارسی زبان میں شیخ المحدثین شاہ عبدالحق محدث دہلوی کی مرتبہ ہے۔

خزینۃ الاصفیا } یہ کتاب غلام سرور صاحب لاہوری کی مرتبہ ہے فارسی زبان میں ہے۔

وقائع شاہ معین الدین } یہ رسالہ منشی بابو لال صاحب الہ آبادی نے بزبانِ فارسی بڑی عقیدت کے ساتھ مرتب کیا ہے۔

احسن السیر } یہ کتاب اکبر خاں صاحب تخلص بہ شگفتہ کی مرتبہ ہے۔ موصوف نے ۱۲۸۵ھ میں بزبان اردو اس میں تاریخ اجمیر اور غریب نوازؒ کے مختصر حالات لکھے ہیں۔

معین الاولیا } یہ رسالہ دیوان امام علی خاں صاحب مرحوم کا مرتبہ ہے۔

ذکر خواجہ } یہ غریب نوازؒ کا مختصر تذکرہ بزبان اردو مقبول احمد صاحب نظامی سیوہاروی کا مرتبہ ہے۔

تاریخ سلف } یہ رسالہ اردو میں مولانا عبدالباری صاحب معینی اجمیری کا مرتبہ ہے۔ اس میں غریب نوازؒ کے بعض تذکروں پر تنقیدی بحث کی گئی ہے۔

ماہتاب اجمیر } یہ رسالہ مفتی انتظام اللہ صاحب شہابی گوپاموی کا مرتبہ ہے۔

عطائے رسول } یہ رسالہ مولانا عبدالرحمٰن صاحب المعروف بہ غریب صاحب کا مرتبہ ہے۔

کامل سوانح عمری غریب نوازؒ } یہ رسالہ اردو زبان میں ملک بشیر احمد صاحب چشتی لاہوری کا مرتبہ ہے۔

ان کے علاوہ اور بہت سے رسالے آپ کے حالات میں موجود ہیں۔ جن کی تعداد تقریباً ایک ہزار ہوگی اور یہ سلسلہ بفضلہ تعالیٰ ہنوز جاری ہے۔ ہر سال عرس شریف میں غریب نوازؒ کے تذکرہ کے دو چار نئے رسالے نظر آجاتے ہیں۔

(ب) مناقب غریب نوازؒ

جس طرح سرورِ عالم کی شان میں قصائد کہکر حضرت حسان بن ثابت نے مقبولیت اور پسندیدگی کا شرف پایا اسی طرح حسب ذیل حضرات نے غریب نوازؒ کی منقبت گوئی کی خدمت انجام دیکر نہ صرف غریب نوازؒ کی خوشنودی حاصل کی بلکہ خدا و رسول (صلعم) کے دربار سے بھی اس سلسلہ میں فیوض و برکات حاصل کئے۔

اب تک جو تاریخی معلومات بہم پہونچی ہیں ان سے پتہ چلتا ہے کہ سب سے پہلے غریب نوازؒ کی منقبت میں قصیدہ ۹۳۹ھ میں لکھا گیا ہے۔ مگر یہ نہ معلوم ہو سکا کہ یہ شرف اولیت کس خوش قسمت شاعر کے حصہ میں آیا۔ مکمل قصیدہ عمارات کے سلسلہ میں درج ہے۔ مگر قصیدہ کا پہلا ہی شعر غریب نوازؒ کے ساتھ شاعر کے گہرے عقیدتمندانہ تعلق کا نمایاں ثبوت ہے ؎

خواجۂ خواجگان معین الدین اشرف اولیائے روئے زمین

شاہ نیاز احمد بریلویؒ } عرصہ کے بعد پھر یہ خدمت مبارکہ نظامیہ سلسلہ کے آفتاب اور فخریہ شاخ کے ماہتاب حضرت شاہ نیاز احمد رحمۃ اللہ علیہ بریلوی نے ادا کی اور غزل کے طور پر مناقب غریب نوازؒ لکھے۔ ذیل کی غزل آپ کے حسن عقیدت کا درخشاں کارنامہ ہے ؎

خواجۂ خواجگان معین الدین فخر کون و مکاں معین الدین

سرِ حق را بیاں معین الدین بے نشاں را نشاں معین الدین

مظہر جلوہ گاہ نور قدم آفتاب جہاں معین الدین

مرشد و رہنمائے اہل صفا ہادی انس و جاں معین الدین

خواجۂ لامکان و قدس مکاں آسمان آستاں معین الدین

عاشقاں را دلیل راہ یقین سدِ راہ گماں معین الدین

قرب حق لے نیاز اگر خواہی
ساز ورد زباں معین الدین

داغ دہلوی } اردو میں غریب نوازؒ کی منقبت لکھنے کا شرف اولیت شاید داغ نے حاصل کیا یہ جب تباہ حال ہو کر اجمیر پہونچے تو دل کی منقبت آمیز التجا روضۂ منورہ کے سامنے تو دپیش کی۔ اس کے بعد ہی نظام حیدرآباد دکن کے

یہاں باریاب ہو کر نہال ہو گئے۔ اشعار حسب ذیل ہیں۔ آج کل لوگ مشکل کے وقت انہیں بطور وظیفہ پڑھتے ہیں

یا خواجہ معین الدین چشتی سلطان الہند غریب نواز
یا واقف راز خفی و جلی سلطان الہند غریب نواز

لائی ہے مجھے امید کرم اس خاک کی اور اس در کی قسم
آیا ہوں پئے حاجت طلبی سلطان الہند غریب نواز

منہ عیش و طرب نے پھیر لیا دن رات کے غم نے گھیر لیا
سب دور ہوں میرے رنج و ملی سلطان الہند غریب نواز

فریاد تم ہی سے ہے میری تکلیف سہی کیسی کیسی
ہو داد طلب کی داد رسی سلطان الہند غریب نواز

یہ داغ کہاں تک رنج سہے تم سے نہ کہے تو کس سے کہے
تم آل نبی اولاد علی سلطان الہند غریب نواز

مولانا معنی اجمیری } اس سلسلہ میں مولانا معنی اجمیری کی خدمات بھی قابل ستائش ہیں۔ موصوف فرماتے ہیں

وہاں حرم ہے یہاں دل سرائے عثمانی
خدا کے دونوں گھروں میں ہے جائے عثمانی

بنا دیا مرے خواجہ کو رحمۃ الہند
یہ ہیں عطائے رسول اور عطائے عثمانی

بیدم شاہ وارثی } بیدم شاہ صاحب نے اپنے عقیدت مندانہ جذبات اس طرح پیش کئے ہیں ؎

خواجہ تیری خاک آستانہ
ہے طرۂ تاج خسروانہ

سید محمد علی شاہ صاحب میکش نیازی اکبرآبادی } حضرت میکش کے جذبات عقیدت حسب ذیل ہیں

سلام آپ کے ظاہر پہ یا شہنشہ ہند
سجود آپ کے باطن کو یا غریب نواز

حبیب ذات الٰہی انیس روح نبی
جلیس محفل ناز و امیر بزم نیاز

ہوا ہے آپ سے جاری جہاد بے شمشیر
مٹا ہے آپ سے کفر جہاں شرک نواز

بغیر آپ کے بے آئینہ تھا حسن ازل
بغیر آپ کے بے مدعا تھا عشق مجاز

ہوئے ہیں آپ کی ہستی میں جمع یا خواجہ
خدا کا ناز، نبی کا نیاز، علی کا راز

رہی نہ شاہی اکبر نہ ملک عالمگیر
رہی ہمیشہ شہنشاہی غریب نواز

جہاں میں ہے یہی چرچا کہ آپ کا میکش
خراب حسن بتاں ہے اسیر زلف مجاز

مولف | خیال تھا کہ اپنا کلام یہاں نہ لکھوں مگر عزیزی مولانا عبدالشکور کے اصرار نے مجبور کیا۔ ناچیز کی دربارِ خواجہ میں حقیر نذرِ عقیدت حسبِ ذیل ہے۔

قبلۂ عاشقاں معین الدین | کعبۂ عارفاں معین الدین
حامیٔ بے کساں معین الدین | چارہ سازِ جہاں معین الدین
در ہمہ ضو فشاں معین الدین | نور بخشِ جہاں معین الدین
بر فلک نور و بر زمین قدم | زینتِ دو جہاں معین الدین
عالمِ علمِ ظاہر و باطن | مثلِ پیغمبراں معین الدین
قربِ خواجہ بروزِ حشر نگر | غبطۂ مرسلاں معین الدین
نائبِ مصطفیٰ دریں کشور | رشکِ پیغمبراں معین الدین

بہرِ تسکینِ روح اے خادم
از دل و جاں بخواں معین الدین

تمہارے حسن کی وہ شان خواجہ | دو عالم جس پہ ہیں قربان خواجہ
تمہاری زلف میرا دین و ایماں | تمہارا رخ میرا قرآن خواجہ
تمہارے نقشِ پا کی اک جھلک پر | متاعِ دو جہاں قربان خواجہ
ہر اک شے اور لاشے کہہ رہی ہے | میں تجھ پر تا ابد قربان خواجہ
جہاں کا ذرہ ذرہ کہہ رہا ہے | عطا ہو صدقۂ عثمان خواجہ

نگاہِ لطف ہو خادم پہ اپنے
بحقِ حضرت عثمانؒ خواجہ

سردار خاں فراز اکبرآبادی | آپ نے غریب نوازؒ کی منقبت میں بہت کچھ کہا ہے۔ تو اللان اکثر آپ کے لکھے ہوئے مناقب پڑھتے ہیں۔ آپ کی آگرہ میں عطر کی دوکان تھی تقریباً تین سال ہوئے آپ کا انتقال ہو گیا مولف سے بڑا خلوص رکھتے تھے۔ آپ کا کلام مناقب حسبِ ذیل ہے۔

بسے خانۂ دل میں آ میرے خواجہ ۔۔۔ یہ اُجڑا ہوا گھر بسا میرے خواجہ

مرا دو نوں عالم میں کوئی نہیں ہے ۔۔۔ ہے تیرا ہی بس آسرا میرے خواجہ

نہیں خواہشِ قصرِ فردوس و کوثر ۔۔۔ ہے کافی مجھے در ترا میرے خواجہ

ترے در پہ مٹنا ہے معراجِ الفت ۔۔۔ ترا در ہے عرشِ وفا میرے خواجہ

ترا چھوڑ کر در تمنائے جنت ۔۔۔ گناہ ہے گناہ سر بسر میرے خواجہ

خبر لیجئے مشکل میں کام آنے والے ۔۔۔ پریشاں ہوں مشکل کشا میرے خواجہ

فراقِ حزیں پر بھی ہو چشمِ رحمت ۔۔۔ ہے یہ بھی تو آخر ترا میرے خواجہ

حکیم سید مقصود الحسن عرف فانی چشتی قادری المتخلص بہ درد اکبرآبادی آپ عرصہ تک اجمیر حاضر رہے آج کل بھی اکثر دربار خواجہ میں حاضری دیتے رہتے ہیں۔ حضرت عرفان علی شاہؒ کے مرید ہیں مولف سے خلوص رکھتے ہیں۔ آگرہ کے خاندانی حکیم ہیں۔ شعر بھی کہتے ہیں ذیل کا شعر آپ کے حسن عقیدت کا ثبوت ہے۔

دعا یہ ہے کہ دمِ نزع آئے جب ہچکی ۔۔۔ زباں پہ جاری ہو نام آپکا غریب نوازؒ

عزیزی عشرت حسن سلمہٗ ایم۔اے پی۔ایچ۔ڈی۔ مرادآبادی آپ نے چین جاتے وقت دربار غریب نوازؒ میں روبرو بیگمی دالان مندرجہ ذیل قصیدہ پیش کیا۔

ہیں عقل و فراست کے بکھیڑوں سے گذر کر ۔۔۔ کیوں اپنی جبیں کو نہ جھکاؤں ترے در پر

اپنے پہ گماں ہے مجھے خورشیدِ فلک کا ۔۔۔ خاکِ درِ خواجہ جو چمکتی ہے جبیں پر

مہر و مہ و اختر پئے تعظیم جھکے ہیں ۔۔۔ گردن کو جھکایا ہے جو میں نے ترے در پر

دل کو ہے مرے حوصلۂ رفعت پرویں ۔۔۔ آنکھوں کو زیارت ہے تری جب سے میسر

بدلے ہوئے انداز ہیں کچھ دردِ جگر کے ۔۔۔ بے چین نظر آتے ہیں کچھ عشق کے تیور

بے چین سے جذبات جو ہیں دل میں تڑپتے ۔۔۔ کس طرح سے لاؤں اُنھیں میں بر سرِ منظر

اُمیدِ کرم پر تری آتے ہیں مسافر ۔۔۔ دامن میں مرے پھینکدے مہر و مہ و اختر

اسرارِ حقیقت مری آنکھوں پہ ہوں روشن ۔۔۔ انوارِ دو عالم ہوں مرے دل کو میسر

انسان کی فطرت میں ہے تاریکیٔ عصیاں — فطرت کے تقاضے سے کہاں جاؤں میں بچکر
گر میری طرف ایک تبسم کی نظر ہو — کونین سما جائیں میرے سینہ کے اندر
ہمت کو عطا ہو میری اک ذوقِ بلندی — دنیا سے ذرا ہٹکے بناؤں کوئی منظر
مجھ کو ہے تمنا کہ پئے خدمتِ انساں — شاعر کو بھی توفیق ہوں اذکار پیمبر
"فی احسن تقویم" کے معنی کے مطابق — ہوں مجھ کو عنایت عمل و علم کے گوہر
تم خوب سمجھتے ہو میرے دل کی کہانی — کیا فائدہ دہراؤں اگر شوق کے دفتر
اشعار میں میرے حیات دمِ عیسیٰ — مدحت میں تیری جاگ گئے ہیں میرے جوہر
اب کس کو نہ ہو جرأت آدابِ گدائی — کچھ لطف میں ڈوبے ہوئے آنکھو نکے ہیں تیور
یہ شرم بھری میرے لئے نیم نگاہی — پیاسا ہی نہ رہ جاؤں کہیں بر سرِ کوثر
اس درجہ خوشی ہے تیرے اندازِ نظر سے — آنسو میری آنکھوں سے نکل آئے ہیں باہر
مدحت کا تقاضہ ہے کہ کچھ آپ سے مانگوں — خادم کا اشارہ ہے کہ دو عالم کو طلب کر
دامن کو میرے گنج تمنا کی ہوس ہے — اب منتظرِ نگہِ مخصوص ہے انور

مولوی مظہر جلیل صاحب شوق مرادآبادی | آپ مرادآباد کے ایک معزز خاندان کے فرد ہیں مسلم اسکول مرادآباد میں ہیڈ مولوی ہیں علمی مذاق رکھتے ہیں شاعری سے دیرینہ شغف ہے۔ مولف کے پرانے دوست ہیں۔ منقبت غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ میں آپ کے چند اشعار حسب ذیل ہیں۔

مدد ہو بہر خدا غم میں یا غریب نوازؒ
نہیں ہے اب تو سکت ہم میں یا غریب نوازؒ

ہجوم یاس ہے بے چارگی ہے بے حالی
بدل دو حال مرادم میں یا غریب نوازؒ

عیوب پہ جو ہمارے ہو اک کرم کی نظر
ہو ایک ایک ہنر ہم میں یا غریب نوازؒ

پلائیے مئے الفت کا جام یا خواجہؒ | رہے غلام نہ اب تشنہ کام یا خواجہؒ
یہہ آستاں ہی ہیں بام طور ہو جائے | قبول ہو جو ہمارا سلام یا خواجہؒ
جہان فیض کا ہر ذرّہ جس سے روشن ہے | تمہارا فیض ہے وہ فیض عام یا خواجہؒ
یہہ ہی جو قلب سیہ آج کنج ظلمت ہے | ترے کرم سے ہو ماہ تمام یا خواجہؒ
برائے غوث ہے محتاج یک نگاہ کرم | یہ شوق آپ کے در کا غلام یا خواجہؒ

عزیزی ظہور الحسن صاحب مراد آبادی مولف کے بھائی منشی نور الحسن صاحب کی مایہ ناز اولاد میں سے ہیں ولادت ۹ر جنوری ۱۹۱۴ء میں ہوئی۔ بڑے ہوئے تو ایم۔ اے اور پی ایچ۔ ڈی کا امتحان پاس کیا۔ ایڈوکیٹ ہوئے۔ ڈائرکٹر اوبنٹیل رورل ریسرچ انسٹیٹوٹ اوارس اینڈ لیٹرس فیلو اف رائل ایکونامک سوسائٹی لندن۔ فیلو رائل اسٹیٹ اسٹیکل سوسائٹی لندن اور ممبر رائل ایشیاٹک سوسائٹی بنگال ہوئے۔ علمی ذوق اور ولولۂ تصانیف نے انگریزی میں رورسر گورنمنٹ ان دی یونائیٹڈ پراونسیز۔ پلیس آف پنچائت رورسرل ایکانومی۔ انڈین ولیج ان ٹرانزیشن۔ بائیگرافی اینڈ سینگس آف ہولی سینٹس۔ انگلش ٹرانسلیشن آف رباعیات سرور۔ ڈویلپمنٹ آف ٹاؤن ایریا کمسٹیر ان دی یونائیٹڈ پراونسیز۔ اور اردو میں تذکرہ حضرت زبیر ابن العوامؓ تالیف کیا غریب نواز میں عرصہ تک حاضری دی۔ فیوض و برکات خواجہ سے استفادہ حاصل کیا۔ شعر گوئی میں عشق تخلص ہے حسب ذیل منقبت نتیجۂ فکر ہے

کتاب عشق کا عنوان خواجہؒ | ظہور حسن کا سامان خواجہؒ
تمہاری دید کا ارمان خواجہؒ | ہماری زیست کا ارمان خواجہؒ
ہوئے ہو ہند کے سلطان خواجہؒ | یہ ہے فیض شہ عثمان خواجہؒ
جہاں جھکتے ہیں سر شاہ و گدا کے | وہ تیرا در وہ تیری شان خواجہؒ

تمہیں بے پردہ دیکھے دیدۂ عشق
یہ دل میں ایک ہے ارمان خواجہؒ

پنجم
آپ کے درباری

بعض متقدمین درباری

روحانی طور پر تمام اہل سلسلہ اصفیا اور اولیائے ہندستے دربار غریب نوازؒ میں حاضری دیکر فیوض روحانی حاصل کئے ہیں۔ مگر یہاں ہم صرف بعض اُن حضرات کا تذکرہ کریں گے جنہوں نے بظاہر بھی دربار خواجہ میں باریابی کا شرف حاصل کیا۔

مولانا فخرالدین زرادی قدس سرہٗ آپ حضرت نظام الدین محبوب الٰہی قدس سرہٗ کے خلفا و مصاحبان مخصوصہ و یاران وفاداران میں سے تھے۔ جامع علوم ظاہری و باطنی اور فقہ و حدیث و تفسیر میں بقیۃ وقت تھے نیز صاحب زہد و تقویٰ۔ ذوق و شوق۔ عشق و محبت۔ وجد و سماع تھے۔ آپ شعر گوئی میں ممتاز زمانہ تھے۔ حضور محبوب الٰہی کی خدمت میں حاضر ہو کر مرید ہوئے اور غیاث پور میں رہنے لگے۔ آپ کئی مرتبہ حضور غریب نوازؒ کے دربار عالی میں حاضر ہوئے آپ زیارت حرمین کرکے بغداد شریف آئے وہاں سے ہندستان آتے ہوئے کشتی ڈوب جانے سے ۷۴۸ھ میں غرق بحر رحمت ہوئے۔ (خزینۃ الاصفیا)

شیخ شرف الدین بو علی شاہ قلندر پانی پتی آپ سلسلہ چشتیہ کے اولیائے نامدار و مجاذیب با فضلہ و مشائخ کبار میں سے ہیں۔ اوائل میں آپ تحصیل علم میں مصروف ہوئے۔ مگر جب جذب و سکر بڑھا تو آپ نے کتابیں دریا میں ڈالدیں اور خاندان چشت سے ارادت کا شرف حاصل کیا۔ سیر الاقطاب میں آپ کا شجرہ بیعت اس طرح ہے۔

شیخ بو علی شاہ قلندر مرید و خلیفہ عاشق خداؒ مرید شیخ امام الدین ابدال مرید۔ شیخ بدرالدین غزنوی مرید حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکیؒ

آپ حضرت شیخ شمس الدین ترک پانی پتی کے ہمعصر ہیں۔

مشہور ہے جب آپ دربار غریب نوازؒ میں حاضر ہوئے ہیں اُس وقت خواجہ بزرگ کا مزار شریف کچا تھا آپ نے روضہ کے خادم سے فرمایا کہ اس مزار کی خدمت کروگے تو تمہاری اولاد بہت پھلے پھولیگی آپ کا وصال ۷۲۴ھ میں ہوا ہے مزار شریف پانی پت کرنال میں ہے۔ (خزینۃ الاصفیا وغیرہ)

حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی چشتی اوشی ثم دہلویؒ یوں تو آپ کے تمام خلفا آپکی حیات ظاہری میں حاضر

دربار ہے ۔ مگر حضرت قطب الاقطابؒ کو یہ سعادت زیادہ تر میسر رہی ۔ آپ اکثر سفر و حضر میں غریب نوازؒ کے ہمراہ رہے ۔ ہندوستان بھی آپ کے ہمرکاب آئے آپ اکثر دہلی سے اجمیر حاضر ہوکر شرف قدمبوسی حاصل کیا کرتے تھے آپ کی آخری حاضری ۶۳۲ھ میں ہوئی ۔ جس کا مفصل تذکرہ اور آپ کے مختصر حالات حصہ سوانح میں ہیں ۔ مفصل حالات مسالک السالکین وغیرہ میں موجود ہیں ۔ (ماخوذ از دلیل العارفین وغیرہ)

حضرت بابا فریدالدین گنج شکر چشتیؒ اجودھن (پاک پٹن) ۶۶۴ھ

آپ حضرت قطب الاقطابؒ کے خلیفہ و مرید ہیں دربار غریب نوازؒ میں حاضری کے متعلق بروایتہ وقائع معین الدین آپ کا حسب ذیل بیان ہے ۔

"ایک دن میں بمقام اجمیر خدمت خواجہ غریب نوازؒ میں حاضر تھا ۔ اس زمانہ میں پتھورا زندہ تھا ایک شخص آیا اور حضرت سے عرض کیا پتھورا کہتا ہے کہ اگر یہ شیخ (غریب نوازؒ) ہماری عملداری سے چلے جائیں تو بہتر ہے ۔ حضرت غریب نوازؒ نے فرمایا کہ ہم نے اوسے لشکر اسلام سے زندہ گرفتار کرا دیا ۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا" (ماخوذ از وقائع معین الدین)

آپ کا مفصل حال "مسالک السالکین" میں ہے (مولف)

حضرت شیخ سلیم چشتیؒ فتح پور سیکری

آپ کی ولادت ۸۸۳ھ میں ہوئی ۔ آپ نے ابتدائی تعلیم اپنے بڑے بھائی شیخ موسیٰ سے حاصل کی بعد ازاں سرہند جاکر شیخ مجدالدین سے علوم حاصل کئے ۔ اٹھارہ سال کی عمر میں آپ براہ خشکی حج کے لئے روانہ ہوئے تیس سال تک ممالک اسلامیہ عرب ۔ عراق ۔ روم ۔ شام و مصر کی سیاحت کی اس عرصہ میں چودہ حج کئے ۔ ۹۴۰ھ میں فتح پور سیکری تشریف لائے ۹۶۲ھ میں پھر حج کے لئے براہ دریا سورت سے روانہ ہوئے ۹۷۶ھ میں واپس ہندوستان آکر فتح پور سیکری میں خانقاہ تیار کرائی شیر شاہ ۔ سلیم شاہ اور اکبر کو آپ سے عقیدت تھی ۔

مشہور ہے ایک دن جب آپ اور اکبر دربار غریب نوازؒ میں حاضر تھے ۔ اکبر نے آپ سے دریافت کیا حضرت خواجہ کی کیا شان ہے ؟ آپ نے جواب دیا کہ حضرت خواجہ کی یہ شان ہے کہ اکبر جیسا بادشاہ اور سلیم جیسا مسکین عرصہ سے حاضر دربار ہیں مگر ابھی تک باریابی نصیب نہیں ۔

آپ کی دعا سے اکبر کے یہاں شہزادہ سلیم کی عمر کے ساتھ ولادت ہوئی ۔ آپ کا وصال بتاریخ ۲۹ رمضان

۹۷۹ھ میں ہوا۔ مزار شریف فتح پور سیکری میں ہے۔ سالانہ عرس بڑی شان سے ہوتا ہے۔

شیخ بدیع الدین شاہ مدار رحمکن پور | آپ ہندوستان کے مشہور مشائخین اور اولیائے کبار میں سے ہیں بارہ سال تک مقام صمدیت میں رہے۔ اس عرصہ میں کھانا پینا بالکل ترک رہا۔ جب آپ ہندوستان تشریف لائے تو اوّل دربار غریب نوازؒ میں حاضر ہوئے۔ وہاں چند روز معتکف رہے۔ آپ کا چلّہ کو کلا پہاڑی پر زیارتگاہ خلائق ہے جن کا ذکر چلوں کے ذیل میں درج ہے۔ یہاں سے اجازت حاصل کرکے کالپی تشریف لے گئے۔ آپ کی وفات ۸۴۲ھ میں ہوئی۔ مزار مکن پور میں ہے۔ (تذکرۃ العابدین)

۹۷۱ھ — ۱۰۳۵ھ
حضرت مجدد الف ثانی رحمہ سرہندی | آپ کی ولادت ۹۷۱ھ میں ہوئی۔ آپ سلسلہ نقشبندیہ میں شیخ عبد الباقی دہلویؒ اور قادریہ میں شاہ اسکندر کیتھلیؒ صابریہ چشتیہ اور سہروردیہ میں حضرت عبد الاحدؒ سے نسبت ارادت رکھتے تھے۔ روایت ہے جب آپ دربار غریب نوازؒ میں حاضر ہوئے ہیں اس وقت درگاہ کی صندلی مسجد شکستہ حالت میں قریب منہدم ہونے کے تھی۔ جہانگیر نے مرمت کرائی جیسا کہ عمارات کے سلسلہ میں مذکور ہے۔

آپ کے اہل سلسلہ کی تعداد کثیر ہے۔ وصال ۱۰۳۵ھ میں ہوا۔ مزار سرہند میں زیارتگاہ ہے۔

(خزینۃ الاصفیا و جواہر مجددیہ)

۹۹۰ھ — ۱۰۶۱ھ
سیدنا امیر ابو العلا نقشبندی احراری اکبر آبادی | آپ کی ولادت ۹۹۰ھ میں ہوئی۔ آپ اپنے عم بزرگوار امیر عبد اللہ علیہ الرحمۃ سے بیعت ہیں۔ دربار غریب نوازؒ میں حاضر ہوکر مخصوص فیوض و برکات سے مشرف ہوئے۔ آپ کا سلسلہ بنام سلسلہ ابو العلائیہ ہندوستان کے مختلف مقامات پر پھیلا ہوا ہے۔ بنگال اور حیدر آباد دکن میں آپ کے سلسلے کے زیادہ افراد ہیں وصال بتاریخ ۹ صفر المظفر یوم سہ شنبہ ۱۰۶۱ھ میں ہوا۔ مزار مقدس متصل محلہ ذیر پورہ آگرہ میں ہے۔ آپ کا سالانہ عرس بڑی شان سے ہوتا ہے۔ مفصل حالات نجات قاسم میں ہیں (احسن السیر)

۱۱۱۴ھ — ۱۱۹۹ھ
حضرت محمد فخر الدین رح المعروف بہ مولانا فخر دہلوی | آپ نظامی خاندان کے درخشاں آفتاب ہیں۔ تونسوی او نیازی شاخیں آپ ہی سے جاری ہوئی ہیں۔ آپ نے اپنے والد بزرگوار حضرت

مولانا نظام الدین اورنگ آبادی سے تحصیل علوم ظاہری و باطنی کرکے خلافت پائی حیدرآباد دکن سے اجمیر شریف آئے اور قدوۃ الواصلین حضرت خواجہ غریب نوازؒ کے دربار اقدس میں کچھ دن حاضر رہے بعد ازاں غریب نواز کے باطنی حکم سے دہلی تشریف لائے آپ کے فیوض باطنی و ظاہری سے بہ تعداد کثیر اشخاص فیضیاب ہوئے بعمر ۷۳ سال بتاریخ ۲۷ جمادی الآخر ۱۱۹۹ھ آپ کا وصال ہوا آپ کا مزار باب درگاہ حضرت خواجہ قطب الاقطاب کے متصل ہے (احسن السیر)

سید حاجی شاہ محمد سجاد ابو العلائی ۔ دانا پوری ۱۲۳۱ھ-۱۲۹۸ھ } آپ کی ولادت بمقام دانا پور بتاریخ ۲۱ رجب المرجب ۱۲۳۱ھ میں ہوئی ستر سال کی عمر میں آپنے سید رکن الدین عشقؒ سے شرف بیعت حاصل کیا۔ چالیس سال کی عمر میں آپ تارک دنیا ہو کر حج کے لئے روانہ ہوئے مدینہ منورہ میں دو برس قیام کیا وہاں سے باشارہ باطنی سرِ دربار عالم اجمیر شریف حاضر ہوئے اور ایک عرصہ تک دربار غریب نواز میں حاضر رہکر روحانی عطیات غریب نواز سے بہرہ اندوز ہوئے۔ آپ کا وصال ۱۲۹۸ھ میں ہوا۔ وصال سے چند لمحہ قبل فرمایا کہ حضرت سیدنا ابو العلا در حضور خواجہ غریب نوازؒ (باطنی طور پر) تشریف لائے ہیں (احسن السیر)

سید غلام علی شاہؒ مرشد آبادی } آپ کی ولادت ۱۱۴۱ھ میں بمقام مرشد آباد ہوئی۔ آپ کے والد امیر کبیر تھے فارغ التحصیل ہونیکے بعد آپ کو عملیات کی طرف رغبت رہی پھر حج کے لئے چلے گئے واپس ہو کر اجمیر شریف حاضر ہوئے بعد ازاں آپ شاہ محمد جمالؒ سے مرید ہوئے اور مراتب عالیہ پر پہونچے۔ آپ کا وصال بتاریخ ۱۵ جمادی الاوّل ۱۲۱۰ھ میں ہوا۔ مزار شریف سل پہاڑی میں ہے (تذکرۃ العابدین)

شاہ سید امامؒ ابدال } آپ حضرت شاہ ہدایت اللہؒ قادری کے مرید و خلیفہ ہیں۔ مدراس کے رہنے والے ہیں آپ شیخ عظیم المرتبت ہیں۔ بعد حصول خلافت انتقال اہلیہ اور نکاح دختر آپ اجمیر شریف میں حاضر دربار خواجہ ہوئے۔

اجمیر شریف سے تین کوس پر چھپرڈالکر سپاہیانہ لباس میں رہنے لگے۔ مولوی محمد یعقوب صاحب نانوتوی کا بیان ہے کہ میں نے شاہ صاحب کو اجمیر کے مشاعروں میں بلباس سپاہیانہ بہت مرتبہ دیکھا ہے۔ آپ

کو شعر گوئی میں بدرجہ کمال ملکہ تھا۔ اجمیر سے آپ دہلی آئے پھر گڑگاؤں چلے گئے وہاں سے حج کے لئے بمبئی پہونچے وہاں کچھ دن قیام کرکے مکہ معظمہ اور وہاں سے مدینہ منورہ حاضر ہوئے اور تاحیات وہیں رہے۔ آپ کی وفات بتاریخ ۱۱ ربیع الاول ۱۲۸۶ھ میں ہوئی۔ مزار جنت البقیع میں ہے آپ کے خلیفہ حاجی محمد عابدؒ ہیں (تذکرۃ العابدین)

سید مظفر علی شاہ جعفری قادری اکبرآبادی (۱۲۲۷ھ–۱۲۹۹ھ) آپ کی ولادت بتاریخ ۱۲ رجمادی الاول ۱۲۲۷ھ میں ہوئی۔ آپ آگرہ کے ممتاز مشائخ میں سے ہیں۔ امجد علی شاہؒ کے نبیرہ ہیں۔ بیس سال تک ایک تنگ حجرہ میں بحالت تجرید بسر کی پاپیادہ اجمیر شریف حاضر ہو کر فیوض وبرکات غریب نواز حاصل کئے۔ آپ کا وصال بتاریخ ۹ ربیع الاول ۱۲۹۹ھ میں ہوا۔ مزار مدرسہ پنجہ شاہی میں ہے آپ کے بہت سے مریدین تھے۔ سالانہ عرس باہتمام محمد علی شاہ صاحب میکش ہوتا ہے (ماہتاب اجمیر)

حافظ حاجی وارث علی شاہ دیوہ شریف (۱۲۲۸ھ–۱۳۲۳ھ) آپ کی ولادت یکم رمضان ۱۲۲۸ھ میں ہوئی۔ آپ اپنے برادر نسبتی حاجی خادم علی شاہؒ کے مرید وخلیفہ ہیں۔ مشہور ہے جب آپ نے اجمیر شریف آکر دربار خواجہ میں حاضری دی تو جوتا پہننا ترک کردیا بعد ازاں پھر کبھی نہیں پہنا۔ اجمیر شریف سے آپ ناگور پاک پٹن۔ بھکر۔ احمد آباد ہوتے ہوئے بمبئی تشریف فرما ہوئے۔ یہاں سے مکہ معظمہ حاضر ہو کر فریضہ حج ادا کیا بعدہٗ مدینہ منورہ۔ بیت المقدس۔ نجف اشرف۔ کربلائے معلی۔ کاظمین اور بغداد شریف کی زیارات سے مشرف ہوئے۔ آپ ہندوستان کے بڑے مشہور درویش ہیں۔ آپ کے سلسلہ میں اس وقت لاکھوں افراد ہیں۔ آپ کی وفات بتاریخ یکم صفر المظفر بروز جمعہ ۱۳۲۳ھ میں ہوئی۔ مزار مبارک دیوہ شریف میں زیارتگاہ خلائق ہے۔ (ماہتاب اجمیر)

حاجی سید شاہ محمد اکبر داناپوری آپ کی ولادت بتاریخ ۲۷ شعبان ۱۲۶۰ھ بروز چہارشنبہ بمقام آگرہ ہوئی حضرت قاسم شاہؒ داناپوری سے علوم ظاہر و باطن حاصل کئے بتاریخ ۲۷ رمضان المبارک ۱۲۸۱ھ جلسہ عام میں حضرت قاسم شاہؒ نے آپ کو خلافت عطا فرمائی۔ آپ نے دربار غریب نواز میں بزمانہ عرس شریف حاضری دی۔

مرقوم ہے ایک دن آپ شاہجہانی مسجد اجمیر میں بیٹھے تھے۔ ایک شخص نے آپ کی صدری میں سے گھڑی نکالنا چاہی۔ آپ نے منہ پھیر لیا۔ اور وہ گھڑی لے کر چل دیا۔ آپ سلسلہ ابو العلائیہ کے مشہور پردہ پوش اور صاحب تصرف درویش تھے۔ وصال بتاریخ ۱۴ رجب ۱۳۳۳ھ میں ہوا۔ مزار داناپور میں ہے۔

بعض متاخرین درباری

حکیم واصف حسین شاہؒ صاحب قادری اکبرآبادی آپ حضور غوث پاک کی اولاد میں ہیں۔ آپ حضرت عرفان علی شاہ صاحب قادریؒ کے خلیفہ اول ہیں۔ بڑے خوش مزاج واعظ درویش تھے۔ کانپور میں طبابت کا شغل رکھتے تھے۔ اجمیر شریف سالانہ حاضری دیا کرتے تھے۔ آپ کے مریدین و خلفا بھی آپ کی سُنّت پر قائم ہیں۔ مؤلف کے بڑے دوست تھے۔ اجمیر شریف میں قیام بھی مؤلف کے پاس ہی کیا کرتے تھے۔ بتاریخ ۶ رجب بوقت صبح سماع کے ساتھ غریب نواز اور نواب غلام محی الدین شاہ صاحب کلیمی حیدرآبادی کی فاتحہ عثمانیہ خانقاہ میں کیا کرتے تھے۔ آپ کا وصال ۱۳۶۶ھ میں بمقام اکبرآباد ہوا۔

سید سلطان حسین شاہ چشتی صابری امروہوی امروہہ (ضلع مرادآباد) کے سادات میں سے ہیں۔ بڑے پُر مذاق رند مشرب درویش تھے۔ حضرت صوفی محمد حسین شاہؒ مرادآبادی کے مرید ہیں۔ آپ کو قوالی سے بہت رغبت تھی۔ سات سو غزلیات یاد تھیں۔ قوالان جہاں غلطی کرتے لقمہ دیدیا کرتے تھے پنجاب وغیرہ کی بہت سیاحت کی تھی۔ آپ کا وصال ہوئے تقریباً دس سال ہو گئے۔ مزار ڈھولنا (متصل علیگڈھ) میں ہے مؤلف کے دوستوں میں تھے۔

شاہ نواب غلام محی الدین خانؒ کلیمی حیدرآبادی آپ کو اللہ تعالیٰ نے دین و دُنیا دونوں عطا کئے تھے۔ حیدرآباد دکن میں بعہدہ تعلقداری مامور تھے۔ پھر ناظم جاگیرات ہو گئے۔ اول حضرت کمبل شاہ باباؒ (خواہرزادہ حضرت محبوب الٰہی دہلویؒ) سے مرید ہوئے۔ پھر حضرت سوار شاہ رحمۃ اللہ علیہ سے مرید ہو کر فیضیاب ہوئے۔ غریب نواز سے بڑی عقیدت رکھتے تھے۔ سالانہ عرس شریف میں برسوں اجمیر کی حاضری دی۔ آپکے

صاحب زادہ بشیر نواب سلمہ نے امسال سے اس باب میں آپ کی تقلید شروع کی ہے۔
آپ غریب نواز کے عرس میں فقرا کی بہت خدمت کیا کرتے تھے۔ آخری زمانے میں مولف کے پاس مقیم رہتے تھے۔ اور مؤلف بھی آپ کے بُلانے پر تین مرتبہ حیدرآباد گیا۔ وفات آپ کی بعارضہ بخار ۱۳۶۱ھ میں ہوئی۔ آپ کا مزار اپنے پیر کے قدموں میں کلیمی شاہ کی برابر ہے۔ مولف سے بڑا پرخلوص تعلق رکھتے تھے۔

نظیر شاہ عرف محبت شاہؒ اکبرآبادی آپ محراب شاہ گوالیاری سے مرید ہیں۔ بعدہٗ عرفان علی شاہ صاحب اکبرآبادیؒ سے طالب ہوئے۔ شروع میں جذب کی حالت رہی۔ پھر سلوک میں آئے عرصہ تک آگرہ قیام رہا۔ تقریباً نوے سال کی عمر میں بمقام آگرہ ۱۳۶۵ھ میں وصال ہوا۔ آپ کا مزار حضرت سیدنا شاہ ابوالعلاؒ کی خانقاہ کے متصل میدان میں ہے۔ آپ کے خلفا سید شان علی حشمت اللہ وغیرہ آپ کی سالانہ فاتحہ کرتے ہیں۔ مولف سے بڑا خلوص رکھتے تھے۔

ضیا میاں حسن صاحب نظامی کٹرہ مانک پور آپ بڑے ملنسار خوش تعلق درویش تھے۔ خانقاہ حسامیہ کے سجادہ نشین تھے غریب نواز کے عرس میں اکثر حاضری دیا کرتے تھے۔ مولف سے خلوص رکھتے تھے۔ حکیم واصف حسین شاہ صاحب کے ہمعصر اور دوست تھے

شاہ احمد رضا خاںؒ رامپوری صابری آپ صوفی محمد حسین شاہؒ مرادآبادی کے مرید و خلیفہ ہیں۔ بڑے خوش اوقات درویش تھے اجمیر شریف میں بموقعہ عرس کبھی کبھی حاضری دیا کرتے تھے آپ کا وصال رامپور میں ہوا مزار شریف احاطہ خانقاہ حضرت جمال الدینؒ میں ہے۔ آپ کے خلیفہ حضرت سجاد حسین شاہ صاحب آپ کا سالانہ عرس کرتے ہیں۔ مولف کے ساتھ بڑے خلوص سے پیش آیا کرتے تھے۔

عبدالرحیم شاہؒ سداسہاگ لکھنوی۔ ملیح آباد کے متمول خاندان سے تھے۔ امیری چھوڑ کر فقیری اختیار کی بڑے مواحد تھے۔ کلیر شریف کے پورانے حاضر باش تھے ہر دوار بھی نیر تھ کے لئے جایا کرتے تھے۔ سداسہاگ شرب سے تعلق تھا۔ بڑے وضعدار مہذب درویش تھے غریب نواز کے عرس شریف میں تقریباً پچاس سال سالانہ حاضری دی۔ مولف سے بڑی دوستی تھی۔ آخر زمانہ میں مؤلف ہی کے یہاں قیام کرتے تھے۔ آپ کے معتقدین اب تک آپ کی اس سنت پر قائم ہیں۔ سماع میں رقص کیا کرتے تھے۔ بڑے بافیض فقیر تھے۔ آپ کا وصال محرم ۱۳۶۰ھ

میں بمقام لکھنؤ ہوا۔ مزار بانسے شریف میں لکھنؤ سے ۲۴ میل پر ہے۔

حضرت سید احمد علی جمال شاہ المعروف بہ کمیل شاہ بابا دہلوی آپ مرید و خلیفہ حضرت خواجہ اللہ بخش رح تونسوی کے ہیں۔ غریب نواز کے عرس شریف میں برابر حاضری دیا کرتے تھے۔ یکم رجب تک اجمیر پہونچ جاتے تھے۔ سید فیض علی گوٹہ والے کے یہاں قیام فرمایا کرتے تھے۔ دن کے نو دس بجے کے قریب درگاہ شریف میں حاضر ہو کر رات کے ایک دو بجے تک شاہجہانی مسجد میں بیٹھے رہتے تھے اور آپ کے مریدین آپ کے پاس نعت خوانی کیا کرتے تھے۔ در خواجہ کو بار بار چوما کرتے تھے۔ اور قدم قدم پر سر نیاز جھکایا کرتے تھے۔ بعض موقعہ پر فرمایا کرتے تھے سجدہ نہیں کر رہا ہوں یہاں کے پتھروں کو چاٹ رہا ہوں۔ آپ نے کبھی روضہ مبارک کی طرف پشت نہیں کی نہ کبھی اندر حاضر ہوئے۔ البتہ ایک مرتبہ مولانا محمد حسین الہ آبادی اور شاہ التفات احمد رح آپ کی دونوں بغلوں میں ہاتھ ڈال کر آپ کو قبہ شریف میں لے گئے۔ وہاں حاضر ہو کر آپ نے یہ مصرعہ پڑھا

دیکھو میں غریب تمہارا ہوں اور تم محبوب خدا کے ہو

آپ کا وصال بتاریخ ۱ر شعبان ۱۳۶۱ھ میں ہوا۔ مزار متصل درگاہ محبوب الٰہی بری کے گنبد میں ہے۔ آپ کے مریدین سالانہ فاتحہ اور مراسم عرس ادا کرتے ہیں۔

سید میر محمد بادشاہ کوہاٹ ۔ آپ جمال شاہ رح کے خلیفہ ہیں۔ دربار غریب نواز میں بارہ سال تک پیر کی تلاش میں رہے۔ ایک دن اشارہ ہوا کہ دربار محبوب الٰہی میں حاضر ہو کر شرف بیعت حاصل کرو۔ خلافت ملنے پر آپ نے پیری مریدی کا سلسلہ جاری کیا۔ آپ کا قیام اتردلی (متصل علیگڈھ) میں رہا کرتا تھا۔ آپ کے مریدین اب تک علیگڈھ۔ جودھپور اجمیر وغیرہ میں ہیں۔

آپ کو سماع کا بہت ذوق تھا۔ غریب نواز سے بڑی عقیدت رکھتے تھے عرس شریف سے واپسی میں جودھپور گئے وہاں سے جیلپور آکر بتاریخ ۱۹ر شعبان المعظم ۱۳۵۸ھ وفات پائی۔ مسکین شاہ کے تکیہ میں بمقام جیلپور آپ کا مزار ہے۔

منشی شوکت حسن چشتی مرادآبادی ۔ آپ حضرت منشی مظہر حسن مجددی رح رئیس اعظم کے خاص اکبر ہیں آپ کی ولادت ۱۸۶۵ء میں ہوئی آپ اویس شاہ صاحب میرٹھی کے مرید ہیں۔ بڑے فقیر دوست تھے جون ۱۹۱۱ء میں آپ نے اجمیر شریف آکر عرس غریب نواز میں حاضری کا شرف حاصل کیا۔ آپ کا انتقال بتاریخ ۲۸ر مارچ ۱۹۲۸ء

بعارضہ طاعون مراد آباد میں ہوا مزار سرائے پختہ کے جنوبی دروازہ کے متصل مسجد میں ہے۔

داروغہ عبد العزیز خاں گدڑی شاہی اجمیری آپ اجمیر میں تھانیدار تھے۔ پرانی منڈی میں رہا کرتے تھے۔ حضرت سید ملک محمد عالم المعروف بہ گدڑی شاہ علیہ الرحمۃ سے نسبت رکھتے تھے۔ صاحب حال لوگوں میں تھے۔ دربار غریب نواز اور حضرت گدڑی شاہ کی خانقاہ میں روزانہ حاضری دیا کرتے تھے۔ تقریباً دس سال ہوئے آپ کا انتقال ہوگیا۔ مزار حضرت گدڑی شاہؒ کے پائین میں ہے۔

حافظ محمد یوسف گدڑی شاہی اجمیری آپ سکھ تھے۔ حضرت گدڑی شاہؒ کی توجہ سے مسلمان ہوئے۔ بچپن سے حضرت کے ساتھ رہے موصوف سے نسبت رکھنے کے باعث لوگ آپ کی عزت کرتے تھے۔ پنی گروں کے چوک میں رہا کرتے تھے تقریباً پندرہ سال گذرے آپ کا انتقال ہوگیا۔ مزار حضرت گدڑی شاہؒ کے برابر داہنی جانب ہے

حافظ محمد بخش اجمیری آپ محلہ چوک پنی گراں میں رہا کرتے تھے۔ آپ کا قیام زیادہ تر مسجد میں رہتا تھا۔ بڑے بافیض درویش تھے۔ آپ کے معتقدین میں زیادہ تر حفاظ ہیں آپ کے وصال کو تقریباً بارہ سال ہوئے مزار غریب نواز کے چلّہ شریف کے شمالی احاطہ میں ہے۔ آپ کے معتقدین بماہ رمضان آپ کا عرس کرتے ہیں۔

حکیم سید عرفان علی شاہ قادری اکبر آبادیؒ آپ حضور غوث پاک کی اولاد میں ہیں۔ گڑھیا کے ممتاز خاندان حکما کے فرد ہیں۔ خدا نے آپ کو دین و دنیا دونوں عطا کئے تھے۔ اپنے بزرگوں کی خانقاہ الموسوم بہ دیوان خانہ کے سجادہ تھے۔ ہر سال عرس شریف کے موقعہ پر معہ کثیر تعداد مریدین دربار غریب نواز میں حاضری دیا کرتے تھے۔ بڑے مخیر بافیض درویش تھے ۱۹۳۱ء میں وصال ہوا آگرہ میں مزار ہے۔ آپ کے مریدین و اہل سلسلہ آپ کا سالانہ عرس بہت خوش اسلوبی سے کرتے ہیں۔

بابو رستم شاہ چشتی اکبر آبادی آپ ریلوے بابو تھے۔ غریب نواز سے بڑی عقیدت رکھتے تھے اجمیر کے زائرین کو بڑا آرام پہونچایا کرتے تھے۔ ہر سال عرس غریب نواز میں معہ مریدین حاضری دیا کرتے تھے۔ آپ کا مزار آگرہ کے محلہ عید گاہ میں ہے۔

حاجی محبوب علی عطارؒ آپ اکبر آباد محلہ تاج گنج کے رہنے والے ہیں سلسلہ قادریہ سے تعلق رکھتے ہیں اپنے پیر کے علاوہ دادا پیر سید غلام علیؒ لاہوری سے بھی فیض یافتہ ہیں اول مرتبہ جب دیارت

حرمین کے لئے روانہ ہوئے تو پہلے اجمیر شریف حاضری دی۔ دوسری مرتبہ تمام گھر والوں کو حج کے لئے ساتھ لے گئے۔ آپ کا وصال ۱۳۵۶ھ میں ہوا۔

بابو حیا مراد آبادی دہلوی — آپ حضرت خواجہ اللہ بخش تونسوی اور حضرت شاہ مذاقؒ سے فیض یافتہ ہیں حضرت سلطان المشائخ میں زیادہ حاضر رہتے تھے۔ دربار غریب نواز میں بھی اکثر حاضری دیا کرتے تھے آپ شاعر بھی تھے۔ سماع کا بہت ذوق تھا۔ تقریباً پانچ سال ہوئے آپ کا وصال ہو گیا۔ مزار حضرت قطب الاقطاب و محبوب الٰہی کے درمیان موضع جہانگیر میں ہے

عزیز الرحمٰن شاہؒ مراد آبادی — آپ حضرت شاہ غلام حسین چشتی صابری مراد آبادی کی خانقاہ الموسوم بہ بغیہ شریف کے سجادہ تھے بڑے خوش مزاج متواضع درویش تھے۔ مشہور ہے خانقاہ بغیہ میں جس کا جوتا گم ہو جائے اُس کی بڑی بہتری ہوتی ہے۔ مگر جب دربار غریب نواز میں حاضر ہوئے تو یہاں آپ کا جوتہ گم ہو گیا تقریباً دس سال ہوئے آپ کا وصال ہو گیا۔ مزار خانقاہ بغیہ میں ہے آپ کے صاحبزادگان آج کل سجادگی کی خدمت بجالاتے ہیں۔

اُمت الرشید بیگم بھوپالی — آپ دربار غریب نواز میں عقیدت سے حاضری دیا کرتی ہیں۔ ۱۳۶۰ھ میں ایک خورد سال لڑکی چھوڑ کر انتقال کیا۔ مؤلف سے خلوص رکھتی تھیں۔

موجودہ درباری

(الف) بعض موجودہ بیرونی۔ اصفیا مشائخین و عقیدت کیش

سجاد حسین شاہ صاحب چشتی صابری رامپوری — آپ حضرت نواب شاہ احمد رضا خاں صاحبؒ کے مرید اور خلیفہ ہیں ہر سال عرس شریف کے موقع پر اجمیر حاضر ہوتے ہیں۔ شاہجہانی مسجد درگاہ شریف میں قیام کرتے ہیں۔

امداد شاہ صاحب چشتی سے پوری — آپ تقریباً چالیس سال سے برابر عرس شریف کے موقع پر اجمیر حاضر ہوتے ہیں محفل سماع میں آپ پر بہت وجد و حال طاری ہوتا ہے۔

کبھی محفل خانہ کی حاضری ناغہ نہیں کرتے۔ کچھ عرصہ سے حضور خواجہ عثمان قدس سرہٗ العزیز کے عرس شریف میں حاضری دینے کے لئے بتاریخ ۵ شوال سالانہ اجمیر آتے ہیں۔ مؤلف سے خلوص رکھتے ہیں

حافظ سدید الدین صاحب چشتی تونسوی آپ عرصہ سے غریب نوازؒ کے عرس شریف میں سیکڑوں مریدین کو ساتھ لے کر حاضری دیتے ہیں۔ عرس شریف کے علاوہ بھی کبھی کبھی آتے ہیں۔ تونسہ شریف کے سجادہ ہیں۔

عزیز میاں صاحب چشتی نظامی نیازی بریلوی آپ خانقاہ نیازیہ بریلی کے سجادہ ہیں۔ آپ کا حلقۂ مریدین وسیع ہے ہر سال عرس شریف میں مریدین کی کثیر تعداد کے ساتھ حاضری دیتے ہیں درگاہ شریف میں آپ کے وکیل صاحبزادہ سید کاظم علی ہیں وہ ہی آپ کے قیام وغیرہ کا انتظام کرتے ہیں۔

میاں جان شاہ صاحب علی گڈھی آپ تقریباً پچاس سال سے بلاناغہ برابر عرس شریف میں حاضری دیتے ہیں۔ سرمہ وادویات بھی لوگوں کو مفت تقسیم کرتے ہیں۔ بڑے متوکل ہیں۔ ارکاٹی دالان میں قیام کرتے ہیں۔ مؤلف سے رابطہ رکھتے ہیں۔

سید عاشق علی شاہ صاحب چشتی متوطن فتح پور ہسوا آپ عرس شریف کے پرانے حاضر باش ہیں۔ عرس کے علاوہ بھی درمیان سال میں آپ کی دو تین حاضریاں ہو جاتی ہیں۔ بڑے متوکل عالم فاضل واعظ اور صاحب حال درویش ہیں۔ بوجہ کبیر سنی اب کمزور ہو گئے ہیں۔

حیات اللہ شاہ صاحب چشتی مقیم بمبئی چشتیہ سلسلہ میں مرید ہیں تقریباً بیس سال سے عرس شریف میں حاضری دیتے ہیں۔ بڑے پُر خلوص اور جوشیلے درویش ہیں۔

سلطان زماں شاہ صاحب چشتی رامپوری آپ تقریباً پندرہ سال سے معہ مریدین عرس شریف میں حاضری دیتے ہیں کبھی کبھی ناغہ بھی ہو جاتی ہے بڑے خوش خلق تصوف داں درویش ہیں۔ آپ کے مریدین و معتقدین کی کافی تعداد ہے۔

حیدر علی شاہ صاحب چشتی رامپوری ۔ آپ سالانہ عرس شریف میں تقریباً بیس سال سے

حاضری دیتے ہیں اپنے پیر کی جگہ سماع خانہ میں قیام کرتے ہیں

سید واعظ الحق شاہ صاحب چشتی اورنگ آباد ضلع گیا آپ تقریباً پچاس سال سے معہ مریدین عرس شریف میں حاضری دیتے ہیں۔ آپ کی عمر ستر سال سے تجاوز ہے۔ آپ سید عاشق محمد صاحب مرحوم خادم درگاہ کے یہاں قیام فرماتے ہیں۔

صوفی خدا بخش صاحب چشتی لاہوری آپ بڑے ثابت قدم اور وضعدار صوفی ہیں۔ غریب نوازؒ کے عرس میں پرانے حاضری دینے والے ہیں۔ سید اسرار احمد صاحب سابق متولی کے یہاں قیام کیا کرتے ہیں۔ مؤلف سے بھی بہت رابطہ رکھتے ہیں۔ لاہور میں اسٹیشن کے قریب خانقاہ غوثیہ کے قریب رہتے ہیں۔

جناب شاہ ارشد لکھنوی آپ رنگین پوش مجذوب صفت درویش ہیں۔ حضرت عبدالرحیم شاہؒ سدا سہاگ لکھنوی سے فیض یافتہ ہیں۔ کلیر شریف عرس میں برابر حاضری دیتے ہیں۔ غریب نوازؒ کے عرس شریف میں بھی سالانہ حاضر ہوتے ہیں۔ عثمانیہ خانقاہ میں قیام کرتے ہیں۔

بابو مشتاق احمد خاں صاحب ملیح آبادی آپ ملیح آباد کے باشندے ہیں۔ حضرت عبدالرحیم شاہؒ سدا سہاگ آپ کے مرکز عقیدت ہیں۔ ان کی سنت کے بموجب سالانہ غریب نوازؒ کے عرس شریف میں حاضری دیتے ہیں۔ خانقاہ عثمانیہ میں قیام کرتے ہیں۔ بڑی محبت کے آدمی ہیں۔ کلیر شریف بھی سالانہ حاضری دیتے ہیں۔

حاجی لیاقت حسین صاحب مراد آبادی آپ صوفی منش نوجوان ہیں۔ ہر سال غریب نوازؒ کے عرس شریف میں حاضر ہوتے ہیں۔ عثمانیہ خانقاہ میں مقیم ہوا کرتے ہیں۔ بڑی خاطر مدارات کے شخص ہیں۔ ٹھیکیداری سے قوت بسری کرتے ہیں۔

حاجی حافظ معین الدین میرٹھی آپ کلیر شریف کے پرانے حاضر باش ہیں۔ غریب نوازؒ میں بھی عرس کے موقعہ پر حاضری دیا کرتے ہیں۔ عثمانیہ خانقاہ میں قیام کرتے ہیں۔ ایک کلام مجید دوران عرس میں پڑھنے کی سعادت حاصل کرتے ہیں۔ بہت رنگین مزاج خوش طبع شخص ہیں۔ مولف سے رشتہ محبت رکھتے ہیں۔

سید محمد علی شاہ صاحب قادری چشتی نیازی اکبرآبادی آپ آگرہ کے مقتدر عالم شاعر اور صوفی ہیں۔ خاندان سادات کی یادگار ہیں۔ اپنے بزرگوں کی خانقاہ کے سجادہ بھی ہیں۔ اہل آگرہ آپ کی بڑی عزت کرتے

ہیں عرصہ تک آرزومند رہنے کے بعد امسال پھر ۱۳۶۶ھ میں غریب نوازؒ کے عرس شریف میں حاضر ہونے کا شرف حاصل کیا مولف سے بہت خلوص سے پیش آتے ہیں

حکیم سید فدا علی صاحب قادری اکبر آبادی آپ سلسلۂ قادریہ میں عرفان علی شاہؒ کے مرید ہیں۔ آگرہ کے مشہور حکما کے خاندان (الموسوم بہ گڑھیا والے) سے ہیں۔ بڑے وضعدار خوش خلق ہیں۔ عرس غریب نوازؒ میں تقریباً چالیس سال سے برابر حاضری دیتے ہیں۔ مولف سے رابطہ رکھتے ہیں

حفیظ الدین شاہ صاحب قادری اکبر آبادی عرف بھیا جی آپ محبوب عالم شاہؒ (جن کا اجمیر میں غریب نوازؒ کے چلہ شریف پر مزار ہے) کے سلسلہ قادریہ میں مرید ہیں۔ غریب نوازؒ کے عرس میں اکثر حاضری دیتے ہیں۔

محفل سماع میں بحالت وجد خوب رقص کرتے ہیں۔ بڑے پُر مذاق ملنسار صوفی ہیں۔ عثمانیہ خانقاہ میں مقیم ہوا کرتے ہیں۔

سید انتظام الدین صاحب قادری اکبر آبادی آپ آستانہ عالیہ قادریہ آگرہ کے سجادہ ہیں۔ بڑے با مذاق تعلیم یافتہ نوجوان ہیں گیارہویں شریف کے موقع پر برسم قدیم آستانہ عالیہ میں فاتحہ اور محافل سماع کی خدمات بجا لاتے ہیں۔ کبھی کبھی غریب نوازؒ کے عرس شریف میں حاضری دیتے ہیں۔

حکیم سید حافظ منظور حسین صاحب قادری اکبر آبادی آپ آگرہ کے حکما میں سے ہیں۔ حکیم عرفان علی شاہؒ قادری کے مرید ہیں خلافت حکیم واصف حسین شاہ صاحب قادریؒ (خلیفہ اول حضرت عرفان علی شاہؒ) سے حاصل کی۔ بڑے وضعدار، ملنسار اور خوش خلق ہیں۔ غریب نوازؒ کے عرس شریف میں سالانہ اجمیر آکر حاضری دیتے ہیں۔ مولف سے رابطہ رکھتے ہیں۔ خانقاہ عثمانیہ میں قیام کیا کرتے ہیں۔

حکیم سید احمد حسین صاحب قادری اکبر آبادی آپ آگرہ کے پرانے حکیم ہیں۔ گڑھیا کے مشہور حکما کی یادگار ہیں غریب نوازؒ کے عرس شریف میں اکثر حاضر ہوتے ہیں۔ بڑے متقی پرہیزگار ہیں۔

مولوی قمر الدین شاہ صاحب قادری اکبر آبادی آگرہ کے صاحب سلسلہ صوفی ہیں۔ اشرف علی شاہؒ کچھوچھوی کے مرید اور خلیفہ ہیں۔ غریب نوازؒ کے عرس شریف میں کبھی کبھی اجمیر پہونچکر حاضری دیتے ہیں خانقاہ عثمانیہ آگرہ میں غریب نوازؒ کے پیر و مرشد کے عرس شریف میں سالانہ حاضر ہوتے ہیں۔ عالم فاضل صوفی ہیں

آپکے مریدین وخلفاء کی تعداد خاصی ہے۔

صوفی رضی الدین صاحب چشتی صابری مراد آبادی | آپ سلسلہ چشتی صابری میں حضرت صوفی محمد حسین شاہؒ کے مرید ہیں۔ بڑے پُر مذاق صوفی ہیں۔ بزرگانِ دین کے حالات سے کافی واقفیت ہے۔ کبھی کبھی غریب نوازؒ کے عرس میں اجمیر حاضر ہوتے ہیں۔ مرادآباد کے ہر دلعزیز شخص ہیں مولف سے پُرانے تعلقات ہیں

محمد ابراہیم شاہ صاحب المعروف بہ صوفی قادر الکلام دہلوی | آپ سلسلہ چشتیہ میں خواجہ اللہ بخش شاہؒ تونسوی کے مرید ہیں۔ بڑے پُر مذاق متوکل صوفی اور زبان لکھنے والے شاعر ہیں۔ صوفی تخلص کرتے ہیں خطاب قادر الکلام ہے۔ حضور غریب نوازؒ کے عرس شریف میں برابر حاضر ہوتے ہیں۔ درگاہ غریب نوازؒ اور مولانا ضیاء الدینؒ جیلپوری میں اکثر مقیم ہی رہتے ہیں۔ آج کل حضرت محبوب الٰہیؒ کے یہاں مقیم ہیں۔

بخشی سید الطاف حسین صاحب اکبر آبادی | آپ حضرت سید حاجی وارث علی شاہؒ کے مرید ہیں۔ غریب نوازؒ میں حاضری دی ہے اپنے مرشد کا سالانہ عرس کرتے ہیں۔ آپ خوشنویس بھی ہیں۔ خوش اخلاق صوفی ہیں اکثر از راہ محبت مولف کے پاس آتے رہتے ہیں۔ آپ کو شعر گوئی کا ذوق بھی ہے۔

مولانا عبدالشکور سلمہٗ نظامی اکبر آبادی | عزیزی عبدالشکور نظامی مرید وخلیفہ حضرت جمال شاہؒ المعروف بہ کمبل پوش بابا کے ہیں اپنے پیر کے ساتھ قریب قریب سالانہ غریب نوازؒ کے عرس شریف میں حاضری دیا کرتے تھے۔ اُن کے وصال کے بعد بھی اکثر عرس شریف میں حاضری دیتے رہتے ہیں۔ میلاد شریف خوب پڑھتے ہیں۔ شاعر بھی ہیں حضور خواجہ عثمان قدس سرہٗ العزیز کی منقبت میں آپ کا ایک دیوان بھی ہے۔ عثمانیہ خانقاہ کی مسجد میں جمعہ کی نماز بھی پڑھاتے ہیں۔ مولف سے پُر خلوص محبت رکھتے ہیں۔

خوب اللہ شاہ صاحب الہ آبادی | آپ چشتی ابو العلائی ہیں۔ الہ آباد کے مشہور عالم مولانا فاخر صاحب کے بھائی ہیں۔ دائرہ اجمل سے تعلق ہے۔ حضور خواجہ عثمان قدس سرہٗ العزیز سے رشتہ نسبی ہے۔ غریب نوازؒ کے عرس شریف میں اکثر حاضری دیتے ہیں۔ خانقاہ عثمانیہ میں قیام رہتا ہے مولف کے بڑے بے تکلف دوست ہیں۔ آگرہ وغیرہ میں آپ کا سلسلہ مریدی بھی ہے۔

وسیم شاہ صاحب قادری ریاست جاورہ | آپ ریاست جاورہ کے خوش خط و خوش آواز متوکل صوفی

ہیں - عرصہ سے غریب نوازؒ کے عرس شریف میں سالانہ حاضری دیتے ہیں - بلکہ بعد عرس بھی زیادہ دنوں تک قیام کرتے ہیں حسین علی شاہ وکیل درگاہ کے یہاں مقیم رہتے ہیں - مولف سے بھی رابطۂ محبت رکھتے ہیں -

غلام محی الدین شاہ صاحب سجادہ نشین خانقاہ گولڑہ شریف ضلع راولپنڈی آپ ہندوستان کے ممتاز ترین مشائخین میں سے ہیں حضرت مہر علی شاہ صاحبؒ کے صاحبزادہ ہیں - عالم فاضل باعمل درویش ہیں - آپ کا حلقۂ مریدی بہت وسیع ہے - غریب نوازؒ کے عرس شریف میں مریدین کی کثیر تعداد کے ساتھ سالانہ حاضری دیتے ہیں سید اسرار احمد صاحب کے یہاں قیام فرماتے ہیں اہل اجمیر آپ کی بڑی عزت کرتے ہیں - اور آپ بھی اہل اجمیر سے بہت خاطر مدارات کے ساتھ پیش آتے ہیں -

گلاب شاہ صاحب مرادآبادی آپ حافظ منا شاہ صاحب کے مرید و خلیفہ ہیں - کسب حلال سے گذر اوقات کرتے ہیں - پہلے اکثر اجمیر شریف حاضری دیا کرتے تھے لیکن اب چند سال سے اجمیر میں قیام کر لیا ہے - مولف سے تعلق رکھتے ہیں -

پیر جماعت علی شاہ صاحب علی پور سیداں ضلع سیالکوٹ آپ کے مریدین بکثرت ہیں کبھی کبھی غریب نوازؒ کے عرس شریف میں حاضری دیا کرتے ہیں - ہندوستان کے بہت مشہور صوفی ہیں - بہت متقی و پرہیزگار درویش ہیں کہا جاتا ہے ۱۹۰۹ء میں آپ کے مریدین کی تعداد دو لاکھ تھی -

خواجہ حسن نظامی دہلوی آپ کبھی کبھی غریب نوازؒ کے عرس شریف میں حاضر ہوا کرتے ہیں - ہندوستان کے مشہور ادیب اور مشائخ میں سے ہیں - آپ کا حلقہ مریدی وسیع ہے حضرت محبوب الٰہی رحمۃ اللہ علیہ کے خواہر زادہ ہیں - بہت ہمدرد و خوش خلق صوفی ہیں - مولف سے پرانے تعلقات ہیں -

حمید اللہ عرف پیارے شاہ صاحب مرادآبادی آپ حافظ منا شاہ صاحب مرادآبادی کے صاحبزادہ ہیں - بڑے خوش مذاق صوفی ہیں - قریب قریب سالانہ غریب نوازؒ کے عرس شریف میں حاضری دیتے ہیں عموماً خانقاہ عثمانیہ میں قیام کرتے ہیں -

سید عبدالرب شاہ صاحب المعروف بہ [illegible] شاہ صاحب [illegible] آپ مجرد درویش ہیں پہلے ریاست جودھپور میں قیام تھا - اب چند سال سے [illegible] اسٹیشن کے قریب علاقہ ریاست اودے پور میں زیر کوہ ایک گپھا میں

قیام کرلیا ہے۔ اس میں پہلے شیر رہا کرتا تھا اس لئے آپ شیروں والے شاہ صاحب مشہور ہوگئے۔
اہل حاجت بالخصوص مریض بکثرت آپکے پاس حاضر ہوکر فیضیاب ہوتے ہیں۔ اکثر غریب نوازؒ کے عرس شریف میں حاضری دیا کرتے ہیں۔ مؤلف کے پرانے دوست ہیں۔

حاجی احمد حسن صاحب نقشبندی مرادآبادی آپ کی ولادت ۱۳۰۰ھ میں بمقام مرادآباد ہوئی۔ آپ کے والد حضرت منظر حسنؒ مجددی نقشبندی نے اپنے پیرزادہ حضرت احمد میاں شاہؒ کا آپ کو جوانی میں مرید کرایا۔ آپ بہت مجرد درویش صفت ہیں۔ مولف کے برادر حقیقی ہیں جون ۱۹۱۱ء میں بموقعہ عرس شریف حاضر ہوکے اگست ۱۹۱۱ء میں معہ مولف حج کے لئے براہ مصر و شام روانہ ہوئے۔ وقتاً فوقتاً اجمیر شریف حاضری دیتے رہتے ہیں۔ میلاد شریف پڑھنے کا بہت شوق ہے ایک میلاد شریف لکھا بھی ہے۔ ڈاکٹری سے مخلوق کو فائدہ پہونچاتے ہیں۔ مرادآباد میں مطب کرتے ہیں۔

منشی نورالحسن صاحب چشتی مرادآبادی آپ کی ولادت بمقام مرادآباد ۱۳۱۰ھ میں ہوئی۔ آپ منشی منظر حسنؒ کے فرزند سوئم اور حضرت ادریس شاہ صاحب کے مرید ہیں۔ کبھی کبھی اجمیر شریف اکر دربار خواجہ میں حاضری دیتے رہتے ہیں۔ ایک مرتبہ اپنے فرزندان کو بھی ساتھ لائے تھے بچوں کو اکثر شیرینی تقسیم کرتے رہتے ہیں۔ آپ کے ایک دختر اور تین فرزند ہیں۔ مولف کے برادر حقیقی ہیں۔

محمد علی صاحب چوڑی والے بمبئی آپ چوڑی کے تاجر ہیں۔ بڑا کاروبار ہے۔ ہر سال غریب نوازؒ کے عرس شریف میں حاضری دیتے ہیں بلکہ علاوہ عرس کے بھی دوران سال میں دو ایک مرتبہ آتے رہتے ہیں۔ نیازیہ سلسلہ میں مرید ہیں بڑے خوش مزاج۔ ملنسار بے تکلف شخص ہیں۔

حضرت قاسم میاں شاہ صاحب ابوالعلائی حیدرآباد دکن آپ حیدرآباد کے مشہور بافیض درویش حضرت آغا داؤد شاہ صاحب ابوالعلائی علیہ الرحمتہ کے صاحبزادہ ہیں۔ بڑے خوش خلق صاحب تہذیب درویش ہیں آپ کے مریدین کی تعداد کثیر ہے اکثر غریب نوازؒ کے عرس شریف میں معہ مریدین حاضری دیتے ہیں۔

عاشق حسین صاحب ٹھیکیدار مرادآبادی آپ صوفی منش فقیر دوست زندہ دل انسان ہیں۔ متقی پرہیزگار ہیں۔ دربار غریب نوازؒ اور بزرگان دین کے آستانوں پر بڑی عقیدت سے حاضری دینے والے شخص ہیں

حبیب اللہ خاں صاحب اکبر آبادی آپ عرصہ تک اجمیر میں مقیم رہے ہیں۔ آج کل بھی دربار عالیہ غریب نوازؒ میں وقتاً فوقتاً حاضری دیتے رہتے ہیں۔ مؤلف سے خلوص رکھتے ہیں۔

رفیق محمد سلمہ عرف نمبر ۶ اکبر آبادی عثمانی معینی انجمن آگرہ کے سرگرم کارکن ہیں۔ انجمن مذکور کی طرف سے بزرگان دین کی فاتحہ کا انتظام کرتے ہیں۔ اجمیر شریف سالانہ بموقعہ عرس حاضری دیتے ہیں۔ مولف سے خلوص رکھتے ہیں۔

امین الدین سلمہ اکبر آبادی عثمانی معینی انجمن میں بزرگان دین کی فاتحہ کا حساب کتاب کرتے ہیں۔ سالانہ دربار غریب نوازؒ میں حاضری دیتے ہیں مولف سے خلوص رکھتے ہیں۔

مولانا اخلاق احمد سلمہ اکبر آبادی آپ عالم علم دین ہیں۔ چند رسالہ بھی لکھے ہیں۔ عثمانی معینی انجمن آگرہ میں بزرگان دین کی خدمات متعلقہ فاتحہ میں حصہ لیتے ہیں۔ مولف سے خلوص رکھتے ہیں۔ سالانہ غریب نوازؒ کے عرس میں حاضر ہوتے ہیں۔

حافظ نور محمد سلمہ اکبر آبادی حافظ ہیں عثمانی معینی انجمن میں فاتحہ پڑھنے کی خدمت انجام دیتے ہیں۔ پرخلوص آدمی ہیں غریب نوازؒ کے دربار میں سالانہ بموقعہ عرس حاضر ہوتے ہیں۔

ضیاء الدین عرف پچو سلمہ اکبر آبادی فقیر دوست نوجوان ہیں۔ عرس غریب نوازؒ میں سالانہ حاضری دیتے ہیں۔ مولف سے خلوص رکھتے ہیں۔

اعجاز محمد صاحب نشتر اکبر آبادی امسال حج کر کے آئے ہیں۔ دربار خواجہ میں سالانہ حاضری دیتے ہیں فخر الدین شاہ صاحب کے مرید اور حافظ منظور حسین صاحب قادری سے طالب ہیں۔

حشمت علیخاں صاحب سوداگر اکبر آبادی دربار غریب نوازؒ میں سالانہ حاضری دیتے ہیں حضرت قاسم میاں حیدرآبادی سے مرید ہیں۔

فیاض الدین صاحب اکبر آبادی آپ ابو العلائی سلسلہ کے صوفی ہیں۔ سالانہ عرس غریب نوازؒ میں حاضری دیتے ہیں۔

وہاب الدین سلمہ اکبر آبادی فقیر دوست نوجوان ہیں۔ عرس غریب نوازؒ میں سالانہ حاضری دیتے ہیں ایک مرتبہ آگرہ سے اجمیر شریف تک سائکل پر آئے۔

محمد حسین سلمہ، مراد آبادی} آپ خوش عقیدہ تعلیم یافتہ نوجوان ہیں۔ غریب نوازؒ کے عرس میں سالانہ حاضری دیتے ہیں۔ مولف سے خلوص رکھتے ہیں۔ عثمانی معینی انجمن کے منتظم ہیں۔ دفتری کاموں کا تجربہ رکھتے ہیں۔

حبیب خاں سلمہ اکبرآبادی۔ آپ سالانہ غریب نوازؒ کے عرس میں حاضری دیتے ہیں۔

مرتضیٰ علی بیگ سلمہ اکبرآبادی سالانہ عرس غریب نوازؒ میں حاضری دیتے ہیں۔ اور اپنے یہاں حضور خواجہ عثمان قدس سرہٗ کے عرس شریف کے موقعہ پر میلاد شریف بھی پڑھواتے ہیں مولف سے خلوص رکھتے ہیں۔

ڈاکٹر محبوب الرحمٰن سلمہ لکھنوی} آپ انگریزی داں فقیر دوست نوجوان ہیں۔ غریب نوازؒ سے بڑی عقیدت رکھتے ہیں سالانہ عرس شریف میں حاضری دیتے ہیں۔ مولف سے خلوص رکھتے ہیں۔

ڈاکٹر فریدی صاحب لکھنوی} آپ لکھنؤ کے منتخب کامیاب ڈاکٹروں میں ہیں۔ بزرگانِ دین سے عقیدت رکھتے ہیں امسال بوجہ عدیم الفرصتی غریب نوازؒ کے عرس میں ہوائی جہاز سے آکر حاضری دی۔

طفیل احمد صاحب فریدی سول جج لکھنوی} آپ بزرگانِ دین کے پرخلوص عقیدت مندوں میں ہیں۔ غریب نوازؒ سے بڑی محبت رکھتے ہیں۔ سالانہ عرس شریف میں حاضری دیتے ہیں۔ درمیان سال میں بھی جب کبھی ملازمت سے چھٹی مل جاتی ہے اجمیر آجاتے ہیں۔ مولف سے بڑا اخلاص رکھتے ہیں۔

نواب بانی سلمہا علیگڈھ} آپ معہ اپنی بہنوں (شکیلہ و شاہجہاں سلمہا) کے سالانہ غریب نوازؒ کے عرس میں حاضری دیتی ہیں بڑی خوش اعتقاد ہیں۔ مولف سے خلوص ہے۔

نواب زادہ حاجی کرم علیخاں سلمہ، اکبرآبادی} آپ نواب خواجہ محمد خاں صاحب مرحوم جاگیردار ریاست دھولپور کے صاحبزادہ ہیں۔ خوش عقیدہ ضدمتی نوجوان ہیں معہ اہل وعیال سالانہ غریب نوازؒ کے عرس شریف میں حاضری دیتے ہیں۔ شعبان میں واپس ہوتے ہیں۔ اپنے خاندان میں بہترین شخص خیال کئے جاتے ہیں۔ حضرت پیر ابراہیم شاہ صاحب بغدادی سے مرید ہیں۔

اکبری سلمہا} کرادلی ضلع آگرہ کی بڑی مسکین طبع خاتون ہیں۔ غریب نوازؒ کے عرس شریف میں سالانہ حاضری دیتی ہیں۔ اور زائرین کے انتظام خورد نوش میں ہاتھ پاؤں کی مدد دیتی ہیں مولف سے خلوص رکھتی ہیں۔

الف شاہ صاحب اکبرآبادی} آپ دین پوری کے مولوی عبدالرشید چشتی صابری سے مرید ہیں۔ سالہا سال سے

آگرہ میں مقیم ہیں۔ خوش مزاج معمر صوفی ہیں۔ اکثر غریب نوازؒ کے عرس شریف میں حاضری دیتے ہیں۔

اشتیاق حسین صاحب چشتی صابری اکبرآبادی	آپ پرانے وضعدار صوفی ہیں۔ ہر مہینہ حضرت صابر علیہ الرحمۃ کی فاتحہ شریف کرتے ہیں۔ اکثر غریب نوازؒ کے عرس میں اجمیر حاضر ہوتے ہیں۔
چودھری رحیم بخش صاحب اکبرآبادی	آپ چشتی صابری سلسلہ میں مرید ہیں۔ بہت منکسر مزاج پختہ خیال صوفی ہیں۔ غریب نوازؒ کے عرس شریف میں اکثر اجمیر حاضر ہوتے ہیں۔
مولوی امام علی صاحب اکبرآبادی	آپ وظائف سے بہت رغبت رکھتے ہیں۔ عثمانیہ مسجد آگرہ کے پیش امام ہیں بعد جمعہ مسجد میں نعت خوانی کراتے ہیں۔ کبھی کبھی غریب نوازؒ کے عرس میں بھی

حاضری دیتے ہیں۔ عرصہ تک اجمیر میں قیام پذیر بھی رہے ہیں۔

ممتاز علی خاں صاحب جاگیردار حیدرآباد دکن	آپ غریب نوازؒ سے بڑی عقیدت رکھتے ہیں۔ سالانہ عرس غریب نوازؒ میں اجمیر حاضر ہوتے ہیں کبھی کبھی معہ اہل خانہ حاضر دربار خواجہ ہوتے ہیں فرزند علی صاحب

خادم درگاہ کے یہاں قیام کرتے ہیں۔ آپ کو اجمیر رہنے والوں تک سے انسیت ہے۔

آغا پاشا حیدرآبادی	آپ فقیر دوست صوفی مشرب نوجوان ہیں۔ غریب نوازؒ کے عرس شریف میں سالانہ

حاضری دیتے ہیں۔ حضرت خواجہ کے پرخلوص عقیدتمندوں میں ہیں۔

حاجی الطاف حسن سلمہٗ مرادآبادی	آپ غریب نوازؒ سے عقیدت رکھتے ہیں اول مرتبہ آپ ۱۹۱۱ء میں حاضر آستانہ ہوئے اس کے بعد بھی آپ کبھی کبھی حاضر دربار ہوتے رہتے ہیں۔ متشرع ہستی ہے۔ مؤلف

کے برادر خوردہ ہیں۔

تصدق حسین اشرفی مرادآبادی	آپ محبت والے نوجوان ہیں۔ مولانا اشرف علی شاہ صاحب کچھوچھوی کے مرید ہیں سالانہ غریب نوازؒ کے عرس شریف میں حاضری دیتے ہیں۔ میلاد شریف بالخصوص سلام صد

در..د شریف خوب پڑھتے ہیں۔

مصطفےٰ احسن سلمہٗ مرادآبادی	مؤلف کے برادرزادہ مصطفےٰ احسن کی پہلی حاضری دربار غریب نواز ۱۹۱۸ء میں ہوئی۔ اس کے بعد دوسری حاضری ۱۹۲۰ء میں ہوئی تیسری مرتبہ ۱۹۲۳ء میں شرف باریابی حاصل کیا

رضا حسن سلمہٗ مراد آبادی | مولف کے برادر زادہ رضا حسن سلمہ کی پہلی حاضری بہ دربار غریب نوازؒ ۱۹۴۰ء میں ہوئی۔

(ب) بعض مقامی اور موجودہ مہاجر عقیدتمندان

مولوی عبدالرحمن صاحب چشتی المعروف بہ مچھلی شاہ اجمیری | آپ وطن سے ہجرت کر کے تقریباً چالیس سال سے اجمیر میں مقیم ہیں۔ غریب نوازؒ کے چلہ شریف پہ ایک حجرہ میں رہتے ہیں بڑے باسلیقہ خوش وضع درویش ہیں۔ حضرت خواجہ اللہ بخش علیہ الرحمۃ تونسوی سے نسبت رکھتے ہیں۔

بابو عبدالرحیم صاحب قاضوی گدڑی شاہی اراکن اجمیری | آپ تونسوی خاندان میں مرید ہیں۔ حضرت قاضی گدڑی شاہ علیہ الرحمۃ سے نسبت رکھتے ہیں۔ موصوف کے عرس شریف کا انتظام آپ ہی کرتے ہیں آپ شاعری میں لوگوں کو شاگرد کرتے ہیں آپ کے کچھ مریدین بھی ہیں۔ روزانہ دربار غریب نوازؒ میں حاضری دیتے ہیں۔

منشی احمد علی صاحب قاضوی گدڑی شاہی اجمیری | آپ حضرت قاضی گدڑی شاہ علیہ الرحمۃ سے نسبت رکھتے ہیں۔ دربار غریب نوازؒ میں روزانہ حاضری دیتے ہیں۔ اکل حلال سے قوت بسری کرتے ہیں۔

ڈاکٹر عبدالحمید صاحب مینائی | آپ چند سال سے بحالت ہجرت اجمیر میں مقیم ہیں۔ شاعر ادیب علم دوست صوفی ہیں۔ متوکل اور صابر درویش ہیں۔ خدا نے آپ کو استقامت بخشی ہے۔

ابراہیم خاں صاحب گدڑی شاہی اجمیری | آپ حضرت سید ملک محمد عالم المعروف بہ گدڑی شاہ علیہ الرحمۃ سے نسبت رکھتے ہیں موصوف کے عرس شریف کا انتظام بھی کرتے ہیں۔ صاحب حال صوفی ہیں۔ پرانی منڈی میں رہتے ہیں۔

بیلا بائی صاحبہ گدڑی شاہی اجمیری | آپ بھی حضرت گدڑی شاہ باباؒ سے نسبت رکھتی ہیں۔ لوگ بالخصوص مستورات آپ سے عقیدت رکھتی ہیں۔ روزانہ دربار غریب نوازؒ میں بعد نماز عشا حاضری دیتی ہیں

محمد اکبر صاحب المعروف بہ صوفی گل محمد مہاجر | آپ دانش میاں صاحب سے مرید ہیں۔ سماع سے بہت ذوق ہے روزانہ درگاہ میں حاضری دیتے ہیں۔ تقریباً بیس سال سے ترک وطن کر کے اجمیر میں مقیم ہیں

ممتاز محمد سلمہ مہاجر تقریباً پندرہ سال سے ترک وطن کر کے اجمیر میں مقیم ہیں خیر کے کاموں میں خوب حصہ لیتے ہیں۔ فقیر دوست نوجوان ہیں۔ محی الاوقاف یعنی گدڑی شاہی کمیٹی کے سکریٹری ہیں۔

سکینہ بائی صاحبہ آپ خدا پرست معمر خاتون ہیں۔ غریب نوازؒ سے بڑی عقیدت رکھتی ہیں۔ تقریباً بیس سال سے اجمیر میں مقیم ہیں۔

کلی شاہ صاحبہ آپ نیک دل پسندیدہ خیال خدا پرست و خداشناس خاتون ہیں۔ تقریباً بیس سال سے اجمیر میں مقیم ہیں۔ غریب نوازؒ سے بڑی عقیدت و محبت رکھتی ہیں۔ بعض مستورات آپ سے عقیدت رکھتی ہیں۔ آپ کے یہاں ہر ماہ غریب نواز کے پیر و مرشد کی فاتحہ شریف بڑے اہتمام سے کرتی ہیں۔

عبدالغفور صاحب عرف غفور شاہ آپ نیک طبیعت عقیدت کیش باشندۂ اجمیر ہیں۔ آپ کچھ عرصہ سے بسلسلہ روزگار جے پور چلے گئے ہیں۔ مولف سے خلوص رکھتے ہیں۔

حیدر خاں انداز آپ اجمیر کے باشندہ ہیں چند سال سے بسلسلہ ملازمت جیپور چلے گئے ہیں غریب نوازؒ سے عقیدت رکھتے ہیں۔ شاعر بھی ہیں۔ مولف سے خلوص ہے۔

(ج) بعض حاضر باش خدامان درگاہ

سید محمد حنیف صاحب خادم درگاہ آپ متقی پرہیزگار معمر خادم خواجہ ہیں۔ پیچیدہ معاملات میں خدام صاحبان آپ سے مشورہ لیتے ہیں۔ حیدرآباد دکن میں آپ کے موکل زیادہ تر ہیں خدام صاحبان میں ممتاز اور باوقعت ہیں رئیسانہ مزاج زائرین کو بھی آپ ان کی مرضی کے مطابق آرام پہونچا دیتے ہیں۔ خدمات درگاہ میں بڑی عقیدت سے حصہ لیتے ہیں۔

سید ظہور الحسن صاحب عرف مولامیاں خادم درگاہ آپ غریب نوازؒ کے خدام اور اہل شہر میں بہت باعزت ہیں۔ آپ اپنی متعلق خدمات درگاہ بڑی پابندی سے ادا کرتے ہیں۔ بڑے متدین خادم ہیں۔ آپ کے موکل زیادہ تر سندھی ہیں۔ آپ اپنے موکلین کو آرام پہونچانے کا کافی انتظام رکھتے ہیں

بڑے باخبر خادم ہیں۔

سید فضل رسول صاحب خادم درگاہ
آپ کے یہاں زائرین کو کھانے اور رہائش کا معقول آرام ملتا ہے بمبئی کے لوگ اکثر آپ کے یہاں قیام کرتے ہیں۔ آپ مرنجان مرنج خادم ہیں۔

محمد حسین صاحب چشتی خادم درگاہ
آپ اجمیر کے صاحب مقدرت وعزت لوگوں میں ہیں۔ بڑے لوگ عموماً آپ کے موکل ہیں۔ آپ کے یہاں ان کو خاطر خواہ آرام ملتا ہے۔ آپ کی سرکار شریف میں بہت عقیدت مندانہ حاضری ہوتی ہے۔

سید ولی الدین صاحب خادم درگاہ
آپ متمول خادم ہیں۔ زیادہ تر بنگال بہار کے لوگ آپ کے موکل ہیں۔ زائرین کی آسائش کے آپ کے یہاں وسیع انتظامات ہیں۔

سید محمد انیس صاحب نیازی خادم درگاہ
آپ نیازیہ سلسلہ سے نسبت رکھتے ہیں۔ ملنسار فقیر دوست خادم ہیں۔ صاحب مقدرت اصحاب کے علاوہ آپ کے یہاں اکثر درویش بھی قیام پذیر ہوتے ہیں۔

سید کاظم علی صاحب نیازی خادم درگاہ
بہت سیدھے کم سخن خادم ہیں۔ رامپور بریلی کے اصحاب زیادہ تر آپ ہی کے یہاں قیام کرتے ہیں۔ آپ حضرت عزیز میاں صاحب نیازی بریلوی اور مولف کے بھی وکیل ہیں۔

سید حسن علی صاحب خادم درگاہ
آپ علم دوست متشرع خادم ہیں۔ اطراف بمبئی کے لوگ زیادہ تر آپ کے یہاں قیام کرتے ہیں۔

سید ظہور الحسن عرف زیڈ صاحب خادم درگاہ
آپ منجانب خدامان درگاہ کمیٹی کے ممبر ہیں۔ آپ کے موکلین زیادہ تر ہندوستان کے سربرآوردہ اشخاص ہیں۔

سید محمد اسمٰعیل صاحب خادم درگاہ
آپ نہایت سادہ مزاج خادم ہیں۔ آپ کے یہاں زائرین بے تکلفانہ طور پر رہتے ہیں۔ بمبئی کے لوگ اکثر آپ کے یہاں مقیم ہوتے ہیں۔ آپ بڑے خلیق ملنسار ہیں۔

سید نوشہ میاں صاحب خادم درگاہ
آپ فقیر دوست محنتی خادم ہیں۔ عرس شریف کے زمانہ میں آپ کی طرف سے ارکاٹ کے دالان میں گدی بچھتی ہے۔ وہیں آپ کے موکل جمع رہتے ہیں۔

سید ظہور الحسن صاحب عرف ظہور میاں | آپ بزرگانِ دین بالخصوص سید الشہدا سے عقیدت رکھتے ہیں۔ زائرین کو کافی آرام پہونچاتے ہیں۔

(د) بعض مقامی درباری علما

مفتی امتیاز احمد صاحب بیتاب | آپ اجمیر کے مفتی ہیں چند رسالے بھی آپ نے لکھے ہیں۔ صوفی مشرب ہیں۔ کبھی کبھی سماع بھی سنتے ہیں۔ بڑے خوش خلق عالم متبحر ہیں۔ آپ شاعر بھی ہیں حضرت علی کرم اللہ وجہ کی منقبت کا سالانہ مشاعرہ آپ ہی کی تحریک سے قائم ہوا۔

مولوی محمد یوسف صاحب | آپ دار العلوم معینیہ عثمانیہ میں صدر مدرس ہیں۔ آپ نے فلسفہ پر بھی ایک مبسوط رسالہ لکھا ہے۔ آپ کو تبحر علمی حاصل ہے

مولوی عبد الرحمن صاحب عراقی | آپ واعظ عالم ہیں روزانہ درگاہ میں تفسیر ہی بیان کرتے ہیں آپ صندلی مسجد میں امامت بھی کرتے ہیں۔ اور دار العلوم معینیہ عثمانیہ میں مدرس ہیں

مولوی سید محمد علی صاحب | آپ نے مصر میں علوم کی تکمیل کی ہے۔ آپ کے پاس کتب کا اچھا ذخیرہ ہے۔ آپ کو عالم ہونے کے ساتھ خادم غریب نوازؒ ہونیکا بھی شرف حاصل ہے۔

مولوی عبد اللہ صاحب | آپ اجمیر کے مقتدر عُلما میں سے ہیں۔

مولوی محمد یونس صاحب | آپ اجمیر کے مشہور عالم ہیں۔

مولوی محمد شفیع اللہ صاحب | اجمیر کے علما میں سے ہیں۔

(ہ) بعض موجودہ مقامی درباری شعرا

مولانا سید عبد الباری صاحب معنی | آپ اجمیر کے ممتاز ترین شعرا میں سے ہیں۔ نیز عالم ادیب اور مورخ بھی ہیں خادم درگاہ ہونے کے ساتھ آپ کو غریب نوازؒ کے مناقب کہنے کا شرف بھی حاصل ہے۔ آپ سالانہ عثمانی مشاعرہ کے مستقل صدر رہے۔

سید راحت علی صاحب راحت - آپ اجمیر کے پرانے شعرا میں سے ہیں۔ بزرگانِ دین کے مناقب بڑی عقیدت اور محبت سے لکھتے ہیں۔ عثمانی مشاعرہ اور مشاعرہ منقبت حضرت علی کرم اللہ وجہہ میں سالانہ شرکت کرتے ہیں۔ آپ نے غریب نوازؒ کے مناقب بھی لکھے ہیں۔

سید محمود علی صاحب عرشی - آپ اجمیر کے زود گو شیریں کلام استادوں میں ہیں آپ کے شاگردوں کی تعداد خاصی ہے آپ کے کلام میں غریب نوازؒ کے مناقب کا کافی ذخیرہ ہے جہانگیری ابوالعلائی سلسلہ میں حضرت عبد اللہ شکو شاہ کے خلافت یافتہ مرید ہیں۔ اجمیر میں آپ کی سحریاں یادگار ہیں۔

رنگیلے شاہ صاحب رنگیلے - غریب نوازؒ کی منقبت میں آپ کا چند باقی کلام قابل قدر ہے۔ شاعری میں حضرت مغل مرحوم سے آپ کو ارادت ہے۔

اختر صاحب مودودی آپ غریب نوازؒ کے مناقب خصوصیت سے خوب کہتے ہیں۔ اکثر قوالان آپ کا کلام پڑھتے ہیں۔ آپ نے اجمیر میں شاعرانِ ہند کا ایک عالی شان مشاعرہ بھی منعقد کیا تھا۔

مندرجہ بالا شعرا کے علاوہ حضرات ذیل بھی سالانہ محفل خانہ درگاہ میں بموقعہ عثمانی مشاعرہ حاضر ہو کر تحفۂ منقبت پیش کرتے ہیں

(۱) محمد ایوب صاحب احسن (۲) عبد الوحید خاں صاحب اختر (۳) انیاز محمد صاحب چشتی امتیاز (۴) حبیب اللہ خاں صاحب خوشتر (۵) انوار الرحمن صاحب زاہد (۶) محمد جابر صاحب صابر (۷) شاہ نظام الحق صاحب محمود (۸) امین الدین خاں صاحب مفتوں (۹) محمد محمود صاحب محمود (۱۰) سید نظر محمد صاحب نظر (۱۱) منظور حسین صاحب شگفتہ (۱۲) شہاب الدین صاحب غازی (۱۳) عباس علی صاحب مظہر (۱۴) زین العابدین صاحب زاہد (۱۵) عبد اللطیف صاحب تیغ (۱۶) جری صاحب (۱۷) راز صاحب (۱۸) عنبر صاحب (۱۹) ساغر صاحب (۲۰) انجم صاحب (۲۱) انیس صاحب نیازی (۲۲) حافظ صاحب (۲۳) موحد صاحب (۲۴) ریاض صاحب۔

(ف) بعض موجودہ مقامی درباری اطبا

حکیم عبدالاعظم خاں صاحب قاضوی گدڑی شاہی المعروف بہ توشہ میاں طبیب آستانہ آپ محلہ کھاری کنوئیں میں رہتے ہیں تقریباً تیس سال سے منجانب درگاہ آستانہ شریف میں مطب کرتے ہیں۔ کہنہ حکیم ہیں آپ کو اللہ تعالیٰ نے دست شفا عنایت فرمایا ہے۔

حکیم ضیاء الدین صاحب طبیب آستانہ ۔ آپ اجمیر کے مشہور حکیم بہاالدین مرحوم کے صاحبزادہ ہیں۔ روزانہ آستانہ میں مطب کرتے ہیں۔ تجربہ کار پرانے حکیم ہیں۔ اولجھے ہوئے مریضوں کے علاج میں خاص دستگاہ ہے

حکیم انوار احمد صاحب طبیب آستانہ ۔ آپ منجانب شاہ دکن متصل عثمانی دروازہ آستانہ میں مطب کرتے ہیں اجمیر کے مشہور درویش حافظ شبیر علیؒ کے صاحبزادہ ہیں۔ محلہ شیخان میں رہتے ہیں قیمتی ادویات آپ کے نجی دواخانہ میں غنیمت مل جاتی ہیں۔

حکیم نظام الدین صاحب ۔ آپ اجمیر کے بڑے قابل فقیر دوست حکیم ہیں۔ جب کسی مریض کی طرف خاص توجہ کرتے ہیں تو وہ بفضلہ تعالیٰ شفایاب ہی ہوتا ہے۔ راجگان اور امرا اکثر آپ کے زیر علاج رہتے ہیں آپ صاحب ثروت معززین اجمیر سے ہیں۔ غریب نوازؒ کے زیر سایہ آپ کا مطب گلی لنگر خانہ میں ہے۔

حکیم عزیز الرحمن صاحب صفوی ۔ آپ صفی پور کے پیرزادہ ہیں۔ پورانے تجربہ کار حکیم ہیں۔ تقریباً دس سال سے وارد اجمیر ہو کر بالائے جھالرہ مطب کرتے ہیں۔ آپ عموماً سستے نسخے لکھتے ہیں غریبوں کے لئے سراپا حیات ہیں بڑے لوگوں کے علاج کے لئے بھی آپ کو دور دراز کا سفر کرنا پڑتا ہے۔

ڈاکٹر امتیاز علی سلمہ جعفری ۔ آپ محلہ خادمان میں مطب کرتے ہیں۔ درگاہ غریب نوازؒ میں روزانہ حاضری دیتے ہیں آپ کے مریض مطمئن رہتے ہیں۔ زائرین کی خدمت کو فرض منصبی سمجھتے ہیں

حکیم نصیر الدین صاحب ۔ آپ حکیم نظام الدین کے صاحبزادہ ہیں۔ نوجوان خوش طبع فقیر دوست حکیم ہیں غریب نوازؒ کے عرس میں اکثر درویش آپ کے یہاں مقیم ہوتے ہیں۔ آپ کا دواخانہ درگاہ شریف کے متصل گلی لنگر خانہ میں ہے

حکیم سعید احمد صاحب ۔ آپ غریب نوازؒ کے عقیدت مند حکیم ہیں۔ فقرا سے ارادت رکھتے ہیں۔ غریبوں کے علاج کو

کو خدا کی طاعت سمجھتے ہیں اور دیانت کی نیت دصول کرتے ہیں بھی آپ تشدد نہیں کرتے۔ اسی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے آپ کے ہاتھ میں شفا عطا فرمائی ہے۔
حکیم عبدالمجید صاحب۔ آپ کا دوا خانہ محلہ خادمان میں ہے۔ علاج بہت غور اور کوشش سے کرتے ہیں دربار غریب نوازؒ میں اکثر حاضری دیتے ہیں۔
شوکت حسین سلمہ، کمپوڈر۔ آپ منجانب ڈسٹرکٹ ہاسپٹل عرس شریف کے موقعہ پر درگاہ میں دواخانہ لاتے ہیں زائرین اور اہل شہر کی خدمت بہت خلوص سے کرتے ہیں۔ شہر میں آپ ہر دلعزیز ہیں پرانے کمپوڈر ہیں

(۳) بعض مقامی عمائدین

نواب محمد عمر صاحب جاگیردار المعروف نواب پورلاج۔ آپ عموماً روزانہ صبح کی نماز کے وقت درگاہ شریف میں حاضری دیتے ہیں آپ کے اولاد نہیں ہوتی تھی مگر آپ غریب نوازؒ کے فیض باطنی سے صاحب اولاد ہیں۔
سید محمد یوسف علی صاحب مودودی جاگیردار عرف شاہ جی۔ آپ خواجہ ابو یوسف چشتی قدس سرہٗ کی اولاد میں ہیں۔ اپنے جد کا عرس بتاریخ ۳ رجب سالانہ سماع کے ساتھ کرتے ہیں۔ اکثر درگاہ شریف میں حاضری دیتے ہیں۔
ڈاکٹر سید عبدالحق صاحب جاگیردار۔ آپ شہر کے باثر عمائدین سے ہیں۔ مویشیوں کے ڈاکٹر اور جاگیردار ہیں۔ محرم شریف اور دیگر اسلامی تقاریب میں خلوص سے حصہ لیتے ہیں۔
سید بختاور علی صاحب۔ آپ صحیح النسب سادات سے ہیں۔ غوث پاک کے چلہ پر گیارھویں شریف کی تقریب میں آپ متعلقہ خدمات بجالاتے ہیں۔ روزانہ دربار غریب نوازؒ میں حاضری دیتے ہیں پرانے وضعدار لوگوں میں ہیں۔
سید محمد یٰسین صاحب جاگیردار۔ آپ حضور غوث پاک کے چلہ کے متولی ہیں۔ وہاں گیارھویں شریف کے موقعہ پر آپ کے اہتمام سے مراسم عرس سالانہ ادا کئے جاتے ہیں۔
عبدالمجید خاں صاحب۔ آپ خاندان دیس والیان سے ہیں پہلے وکالت کی پھر نائب تحصیلدار ہوئے بعد ازاں مجسٹریٹ ہوئے غریب نوازؒ کے دربار میں روزانہ حاضری دیتے ہیں تقیر دوست ہیں۔

عبدالقیوم خاں صاحب۔ آپ بھی اجمیر میں مجسٹریٹ ہیں۔ غریب نواز اور حضرت گدڑی شاہ بابا سے بڑی عقیدت رکھتے ہیں۔ اکثر درگاہ شریف میں حاضری دیتے ہیں۔

(ح) بعض موجودہ درباری میلاد خواں

نظیر بخش سلمہ گدڑی شاہی میلاد خواں اجمیری۔ آپ یہاں کے استادوں میں جانشین عطار ہیں۔ بہت پُرکیف میلاد شریف پڑھتے ہیں۔ آپ کے پڑھنے پر اکثر لوگوں پر گریہ طاری ہو جاتا ہے۔ آپ مرثیہ خواں اور تحت خوانی بھی کرتے ہیں۔ بالائے جھالرہ رہتے ہیں۔ انجمن میلاد خواناں کے سکریٹری ہیں۔

حافظ عبدالرحمن صاحب اجمیری۔ آپ مع اپنی جماعت کے بہت خوش الحانی کے ساتھ میلاد شریف پڑھتے ہیں۔ محلہ توپ واڑے میں رہتے ہیں۔

رمضانی خاں صاحب میلاد خواں اجمیر۔ آپ اجمیر کے خوش الحان میلاد خواں ہیں۔ استاد نظیر بخش کے فیض صحبت اور عرشی صاحب کے نعتیہ کلام کی وجہ سے میلاد خوانی میں خاصی ترقی کر لی ہے۔

امیر بخش صاحب میلاد خواں اجمیری۔ آپ پُرانے میلاد خواں ہیں۔ بہت ثابت قدم وقت کے پابند۔ وضعداًر میلاد خواں ہیں۔ عثمانیہ خانقاہ شریف میں ہر ماہ پانچویں شریف کے موقعہ پر آپ برسوں سے میلاد خوانی کرتے ہیں۔

کالے میاں صاحب کلیمی اجمیری۔ آپ اجمیر کے پُرانے اُستادوں میں ہیں۔ آپ کی میلاد خوانی میں لوگ اُکتاتے نہیں۔ برغبت سنتے ہیں۔ آپ زیادہ دیر تک میلاد پڑھنے کے موافق نہیں ہیں۔

زین العابدین صاحب اجمیری آپ اجمیر کے اچھا میلاد پڑھنے والوں میں ہیں۔ اکثر زائرین درگاہ شریف میں آپ سے میلاد پڑھواتے ہیں۔

محمد عظیم صاحب میلاد خواں اجمیری۔ آپ اجمیر کے اچھے میلاد خوانوں میں ہیں۔
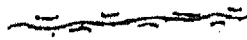
بعض بیرونی اور مقامی درباری قوالان

شاہی چوکی المعروف بہ چوکی اول | یہ درگاہ کی پورانی چوکی ہے غریب نواز کے عرس پر قل کی محفل میں صرف یہی چوکی حاضری دیتی ہے لوگوں کو اسی چوکی کا رنگ پڑھنا بھلا معلوم ہوتا ہے۔ دستر خوان کی حاضری بھی یہی چوکی دیتی ہے مفصّل تذکرہ پیچھے آچکا ہے۔

صابری چوکی المعروف بہ چوکی دویم درگاہ شریف | یہ چوکی اکثر لوگوں کی پسندیدہ ہے۔ فارسی کا پورانا کلام زیادہ یاد ہے اُردو کے کلام کی بھی ادائیگی خوب ہے۔ رنگ شناس چوکی ہے مفصّل تذکرہ پیچھے آچکا ہے۔

چوکی سویم درگاہ شریف ۔ یہ چوکی حال میں ملازم رکھی گئی ہے۔ دیوان صاحب کی پسندیدہ چوکی ہے

چوکی غلام حسین صاحب قوال عرف طوطی اجمیری | یہ چوکی روزانہ درگاہ شریف میں ازرہ عقیدت حاضری دیتی ہے۔ غریب نواز کے کرم سے کامیاب چوکی ہے۔

چوکی انگارا شاہ صاحب اجمیر ۔ یہ چوکی انگارا شاہ نے بنائی تھی۔ انہی کے نام سے مشہور ہے اجمیر کی غنیمت چوکی ہے۔ روزانہ درگاہ میں حاضری دیتی ہے۔

چوکی فخرالدین صاحب ۔ یہ چوکی حال میں تیار کی گئی ہے۔ روزانہ درگاہ میں حاضری دیتی ہے۔

چوکی نظیر صاحب | یہ خورد سال بچوں کی چوکی ہے روزانہ درگاہ میں حاضری دیتی ہے۔

چوکی صدیق صاحب جلیپوری | یہ چوکی صوفیوں کی پسندیدہ ہے۔ کلام بھی غنیمت یاد ہے سالانہ غریب نواز کے عرس شریف میں حاضری دیتی ہے۔

چوکی مرلی صاحب شاہجہاں پوری | ہندوستان کے مشہور قوال کنہی کے لڑکے مرلی کی چوکی ہے۔ اچھے قوال ہیں گرارا بھی خوب کرتے ہیں۔ کلام بھی عامیانہ نہیں پڑھتے امسال غریب نواز کے عرس شریف میں حاضری تھی

چوکی عبدالکریم صاحب دہلوی | عبدالکریم خاں کا انتقال ہوگیا مگر چوکی انہی کے نام سے ہے۔ غریب نواز کے عرس پر سالانہ حاضری دیتی ہے۔

چوکی علی بخش صاحب اکبر آبادی
یہ آگرہ کی ممتاز چوکیوں میں ہے۔ عثمانیہ خانقاہ آگرہ میں عرس خواجہ [illegible] قدس سرہٗ اور ماہانہ پانچویں شریف کی خدمت کرتی ہے۔ ہر سال غریب نواز کے عرس شریف میں اجمیر حاضر ہوتی ہے۔

چوکی للہ صاحب مرادآبادی
مرادآباد کی بہترین چوکیوں میں ہے۔ اچھے قوال ہیں۔ دور دور بلائے جاتے ہیں سالانہ عرس غریب نواز میں حاضر ہوتے ہیں۔

چوکی چھبن صاحب خیرآبادی
سمجھ دار قوال ہیں۔ فارسی کا کلام اچھا یاد ہے۔ غریب نواز کے عرس میں سالانہ حاضر ہوتے ہیں۔

علی بخش صاحب قادری المعروف بہ واعظ قوال حیدرآباد دکن
آپ عربی فارسی داں صاحب دل قوال ہیں۔ دہلی وغیرہ کے لوگ آپ سے عقیدت رکھتے ہیں اور مرید بھی ہیں۔ غریب نواز کے کرم سے با اثر قوالی کرتے ہیں۔ ہر سال غریب نواز کے عرس شریف میں حاضری دیتے ہیں۔ بتاریخ ۵ رجب عثمانیہ خانقاہ شریف میں اور حضرت سید اسرار احمد صاحب کے یہاں بھی قوالی کی خدمات بجا لاتے ہیں۔
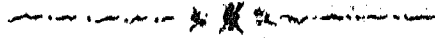
بعض متاخرین درباری مہاجرین

تاج المہاجرین حضرت سید ملک محمد عالم المعروف بہ گدڑی شاہ بابا خنجر والے ۱۲۰۷ھ – ۱۳۲۷ھ

مرشدی و مولائی سلطان رندان حضرت سید ملک محمد عالمؒ کی ولادت تقریباً سنہ ۱۲۰۷ھ میں ہوئی۔ آپکا آبائی وطن اور جائے پیدائش قصبہ کہیکی ضلع شاہ پور (پنجاب) ہے۔ آپ کے والد ماجد شیر محمد صاحب کو سکھوں کی عملداری میں جاگیر ملی تھی۔ آپ ناف بریدہ اور ختنہ شدہ پیدا ہوئے۔ بچپن ہی سے آپ بجائے کھیل تماشوں میں مشغول رہنے کے جنگلوں میں عزلت گزیں رہا کرتے تھے۔ آپ کی والدہ ماجدہ جب آپ کی محبت میں زیادہ بیقرار ہو کر تلاش کراتیں تو آپ مہینوں بعد اپنی والدہ سے ملنے مکان پر چلے آتے تھے۔ مگر کچھ عرصہ بعد جب آپ کی والدہ نے رحلت کی تو آپ نے بالکل گھر آنا جانا ترک کر دیا۔ ابتدائی زمانہ میں آپ کچھ عرصہ تک حضرت معظم شاہ رحمۃ اللہ علیہ (جن کا مزار راولپنڈی میں ہے) کے پاس رہے۔ ازاں بعد آپ نے حاجی جان محمد شاہؒ کے ارشاد کے مطابق اجمیر شریف کا رخ کیا۔ اور بقیہ تمام عمر (تقریباً ساٹھ سال) دربار غریب نوازؒ میں گزاری۔

آپ نے سیر و سیاحت بہت کی۔ حج بیت اللہ شریف کیا۔ روضۂ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی۔ نجف اشرف کربلائے معلےٰ اور اس نواح کے اکثر متبرک مقامات پر حاضری دی۔ جب بغداد شریف حاضر ہوئے تو حضرت پیر مصطفٰے رحمۃ اللہ علیہ سے شرف بیعت حاصل کیا۔

آپ کی بود و باش نہایت سادہ تھی۔ آپ معمولی خوراک تناول فرماتے اور معمولی لباس پہنتے۔ اکثر ٹاٹ کا لمبا کرتہ زیب تن فرماتے۔ تہبند باندھتے۔ گدڑی اوڑھے رہتے اسی وجہ سے آپ گدڑی شاہ بابا کے نام سے مشہور ہوئے۔ آپ اکثر برہنہ سر رہتے ہاتھ میں ایک عصا بھی رکھتے تھے۔

آپ اجمیر شریف سے تقریباً تین میل کے فاصلہ پر ایک باغ میں رہا کرتے تھے۔ مگر دن بھر شہر اجمیر میں رہتے تھے۔ روزانہ درگاہ غریب نواز میں حاضری دیا کرتے تھے۔ روضۂ منورہ کے پائین کی جانب آرکاٹی دالان کے قریب بیٹھا کرتے تھے۔ کبھی عالم راز و نیاز میں کئی کئی دن تک بلا خور و نوش سر بسجدہ رہا کرتے تھے۔

آپ نہایت خوش خلق تھے۔ کسی سے قصور بھی ہوجاتا تو فرمادیا کرتے تھے بھول ہوگئی۔ مگر غصہ نہ فرماتے ماہ رمضان شریف اور ماہ محرم کی یکم سے دس تاریخ تک روزہ دار رہتے تھے۔ خوراک بقدر قوت لایموت تھی۔ اکثر کھانے سے قبل گرم پانی پی لیا کرتے تھے۔

آپ کو سماع سے بہت رغبت تھی۔ روزانہ درگاہ میں بوقت شب سماع سُنتے تھے۔ جمعرات۔ چھٹی۔ اور عرس شریف کی محافل سماع میں شامل ہوا کرتے تھے۔ آپ سے بہت سی کرامتوں کا ظہور رہا۔ اہل اجمیر اور بیرونی حاجتمندوں نے آپ سے بہت فیوض حاصل کئے۔

آپ کا وصال بعمر ایک سو بیس سال بتاریخ ۸ رمضان ۱۲۲۷ھ بروز یکشنبہ بوقت ڈیڑھ بجے دن محلہ پورانی منڈی اجمیر میں ہوا۔ مزار شریف غریب نواز کے چلہ شریف پر سنگ مرمر کی بارہ دری میں واقع ہے۔ مخلوق آپ کے مزار سے فیض پاتی ہے۔

آپ کا سالانہ عرس ۸ رمضان المبارک سے ۱۰ تک ہوتا ہے۔ خادمی وقف میں آپ کے عرس شریف کے لئے رقم وقف ہے۔

آپ سے فیض یافتہ حضرت عبدالرحیم شاہؒ المعروف بہ قاضی گدڑی شاہؒ۔ ابراہیم خاں صاحب۔ بھیلا بائی صاحبہ۔ حافظ محمد یوسف صاحب۔ عبدالعزیز خاں صاحب اور دیگر بہت سے حضرات ہیں۔

حضرت عبدالرحیم شاہ رحمۃ اللہ علیہ المعروف بہ قاضی گدڑی شاہ (۱۲۷۶ھ — ۱۳۴۴ھ)

آپ کا خاندان سلیم پور گڑہی ضلع بجنور کا قدیم باشندہ ہے۔ آپ کا وطن اور جائے پیدائش کاشی پور ضلع نینی تال ہے آپ کے والد بزرگوار شیخ علی بخش صاحب میراں پور جالنسٹ میں جوتہ کی دوکان کیا کرتے تھے۔ آپ کی ولادت تقریباً ۱۲۷۶ھ میں ہوئی۔ ابتدائی زمانہ میں آپ حضرت بونگے شاہ کاشی پوری کی صحبت میں رہے۔

شادی کے بعد آپ کے ایک فرزند اور دو صاحبزادیاں ہوئیں۔ پھر آپ ترک وطن کرکے اجمیر شریف آئے۔ دربار غریب نوازؒ میں حاضر ہوکر حضرت گدڑی شاہ باباؒ کے حلقہ بگوش ہوئے۔ تقریباً چالیس سال تک اجمیر میں قیام کیا اجمیر میں کوئی آپ کو بھولے شاہ کہتا۔ کوئی قاضی جی کہتا۔ اور کوئی قاضی گدڑی

شاہ کے لقب سے یاد کرتا تھا۔

آپ حج بیت اللہ اور زیارت روضۂ رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی مشرف ہوئے۔ آپ زیادہ تر عالم سکر میں رہا کرتے تھے۔ روزانہ شام کے وقت درگاہ شریف میں حاضری دیا کرتے تھے۔ چھٹی پنجشنبہ اور عرس شریف کی محافل میں پابندی کے ساتھ حاضری دیا کرتے تھے۔ اور حضرت گدڑی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے عرس کی خدمات پابندی کے ساتھ بجا لاتے تھے۔

آپکا وصال بعمر اڑسٹھ سال بتاریخ ۵ ماہ شوال ۱۳۴۴ھ یوم یکشنبہ بوقت ڈیڑھ بجے دن پورانی منڈی اجمیر میں ہوا۔ مزار شریف غریب نوازؒ کے چلہ کے احاطہ میں سنگ مرمر کے چبوترہ پہ بافیض و زیارتگاہ خلق ہے۔

آپ کے حلقہ بگوشں حکیم عبدالاعظم خاں صاحب۔ بابو عبدالرحیم صاحب۔ منشی احمد علی صاحب اور مولف وغیرہ ہیں۔

حضرت احمد علی شاہ بنارسی } آپ کا وطن بنارس ہے۔ اجمیر میں تقریباً پچاس سال دربار غریب نوازؒ میں حاضر رہکر خلق خدا کو فیض پہونچایا۔ آپ کے مریدین کی تعداد خاصی ہے۔ آپ کا وصال بتاریخ ۵ ربیع جمادی الاول ۱۳۴۵ھ میں بمقام اجمیر ہوا۔ مزار غریب نوازؒ کے چلہ کے احاطہ میں ہے۔ آپ کا عرس سالانہ آپ کے مریدین کرتے ہیں۔

حضرت محمد علی شاہ صاحب قادری } آپ کاٹھیاواڑ کے باشندے ہیں۔ وطن سے ہجرت کر کے تقریباً ساٹھ سال اجمیر میں حاضر رہے۔ آپ جمعہ کے دن دربار غریب نوازؒ میں حاضر ہو کر نماز جمعہ ادا کیا کرتے تھے۔ بافیض عزلت گزیں اور مستغنی درویش تھے۔ پیر مصطفیٰ صاحب بغدادی سے شرف بیعت حاصل تھا۔ آپکا مزار دانش کی ریتی میں ہے۔ آپ کے مریدین سالانہ بتاریخ ۱۰ ربیع الثانی آپ کا عرس کرتے ہیں۔

مولوی بخاری شاہ صاحب } آپ متقی پرہیزگار درویش تھے۔ تقریباً چالیس سال دربار خواجہ میں حاضر رہے۔ دہلی منڈی کی ایک مسجد میں قیام رکھا۔ شروع زمانہ میں آپ بڑی عسرت سے گذر کرتے تھے پھر صاحب نصاب ہو گئے اجمیر میں آپکے کچھ مریدین بھی ہیں آپ کے وصال کو تقریباً بیس سال ہوئے۔ مزار غریب نوازؒ کے چلہ پر ہے۔

حافظ شبیر علی صاحب } آپ کرتپور منڈاور ضلع بجنور کے باشندے تھے۔ وطن سے ہجرت کر کے تقریباً پچاس

سال اجمیر میں مقیم رہے۔ بہت متشرع درویش تھے۔ محلہ شیخان میں رہتے تھے۔ اکثر درگاہ میں حاضری دیتے تھے۔ تقریباً دس سال ہوئے آپ کا وصال ہو گیا۔ مزار چار یاری میں ہے آپکے صاحبزادہ حکیم انوار احمد صاحب۔ اور آپکے مریدین بماہ شعبان آپ کا عرس کرتے ہیں۔

یعقوب شاہ صاحب آپ وطن سے ہجرت کرکے تقریباً پچیس سال درگاہ شریف کے ایک حجرہ میں مقیم رہے۔ بڑے متواضع بافیض درویش تھے۔ آپ کے وصال کو ابھی ایک سال پورا نہیں ہوا۔ مزار غریب نوازؒ کے چلّہ شریف کے احاطہ میں ہے۔

رنگین شاہ آپ مظفر نگر کے باشندے تھے۔ وطن کی سکونت ترک کرکے اجمیر حاضر ہوئے۔ تقریباً پچاس سال دربار غریب نوازؒ میں حاضر رہے۔ رنگین کپڑے پہنا کرتے تھے۔ متوکل درویش تھے۔ حاجی محمد خانصاحب کی حویلی میں رہا کرتے تھے۔ مرض الموت میں مبتلا ہو کر وطن چلے گئے وہیں تقریباً پندرہ سال ہوئے۔ انتقال ہو گیا۔

سید معصوم علیشاہ عرف حافظ نابینا آپ وطن سے ہجرت کرکے تقریباً پچاس سال چھوٹی دیگ کے قریب ایک حجرہ میں مقیم رہے۔ آپ بیماروں اور اہل حاجت کو تعویذ وغیرہ دیا کرتے تھے۔ ایک شب آپ نے باآواز بلند تمام رات بسلسلہ راز و نیاز یہ کہکر گذار دی "تمام عمر تو یہاں گذری مگر اب آخر وقت یہاں سے بھیجا جاتا ہے" آخر صبح ہونے پر آپ جے پور روانہ ہوئے۔ جے پور پہونچکر لُو لگی اور اسی دن آپ کا وصال ہو گیا۔ آپکے وصال کو تقریباً دس سال کا عرصہ ہوا۔

عبد الکریم شاہ صاحب تاجی آپ جے پور کے باشندے تھے۔ چند سال سے اجمیر میں مقیم ہو گئے تھے۔ آپ حضرت تاج الدین بابا ناگپوری سے نسبت رکھتے تھے۔ خوش مزاج درویش تھے۔ آپ کے بہت مریدین ہیں۔ ضلع علیگڈھ میں آپ کے مریدین زیادہ ہیں۔ آخر وقت آپ کراچی چلے گئے۔ وہیں ۱۳۶۷ھ میں آپ کا وصال ہوا۔

حصّہ ششم
اجمیر

اجمیر کی تاریخ و جغرافیہ

(الف) جغرافیہ

جغرافیہ اجمیر ہندوستان کے شمالی مغربی حصہ میں واقع ہے یہ صوبہ راجپوتانہ کا بڑا شہر ہے۔ آگرہ اور دہلی سے تقریباً دوسو چونتیس میل کے فاصلہ پر ہے۔

جائے وقوع عرض البلد شمالی ۲۶ - ۲۹ اور طول البلد شرقی ۷۴ - ۴۳ - ۷ ہے۔

موجودہ حدود اربعہ شمال میں گوگراگھاٹی جنوب میں کوہ اراولی مشرق میں ریاست کشن گڈھ۔ اور مغرب میں دریائے سوتی ہے۔

مختصر تاریخ

اقوام ہند ہندوستان بہت پرانے زمانہ سے بھیل اور گونڈ اقوام کا وطن ہے یہ مثل حبشیوں کے سیاہ فام ہوتے ہیں یہی ہندوستان کے باشندگان قدیم ہیں اور ان کی نسل آج تک پہاڑی اطراف میں اسی نام سے چلی آتی ہے۔ عرصہ مزید کے بعد وسط ایشیا سے دراوڑ[۵۱] قوم کے لوگ (جو اپنے مردے دفن کیا کرتے تھے) وارد ہندوستان ہوئے ان کے بعد منگولیا سے منگولین آئے بعد از آں ایرین[۵۲] (جو اپنے مردے جلایا کرتے تھے) ہندوستان میں آئے۔ سرور عالم کی وفات کے کچھ عرصہ بعد یہاں پرانے مسلمان[۵۳] مکمل ہوکر آنا شروع ہوئے۔ ان سہر چہار اقوام کی نسلیں ہندوستان میں بھیل

[۵۱، ۵۲] انبیائے سابقین کے مزارات موجود ہونے سے پتہ چلتا ہے کہ انکے زمانہ سے مسلمانوں میں مردہ کو دفن کرنے کا قاعدہ چلا آتا ہے اسلئے دراوڑ دراصل پرانے مسلمان ہیں جو آجتک اپنے مذہب کے قاعدے کے مطابق اپنے مردوں کو دفن کرتے ہیں اور ایرین ہندو ہیں جو قدیمی مسلمانوں کے بعد ہندوستان آئے اور آجتک اپنے بزرگوں کے اتباع میں اپنے مردے جلاتے ہیں (دیکھئے نیو ہسٹری آف انڈیا تاریخ ہند از رسٹارن وغیرہ)

[۵۳] یہ خیال غلط ہے کہ اسلام حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ سے شروع ہوا بلکہ حضرت آدم علیہ السلام سے لیکر سرور عالم تک تمام انبیاء دین اسلام کی تبلیغ کرتے رہے ہیں جیسا کہ قرآن میں ارشاد باری تعالی ہے (ترجمہ) پھر ہم نے آپ کی طرف وحی بھیجی کہ آپ ابراہیم (علیہ السلام) کے مذہب پر چلیں۔ جو ایک طرف کا ہو رہا تھا اور مشرکوں میں نہ تھا"

(سورہ نحل پارہ چودہ)

اور گونڈوں کے بعد جاری ہوئیں۔ اس لئے موجودہ ہندوستان ان تمام واردان ہند کی جائے پیدائش اور وطن ہے۔

اجمیر کی وجہ تسمیہ اجمیر ہندوستان کا بہت پرانا شہر ہے۔ چونکہ اس پہاڑ میں بکریوں کی بو آتی تھی اس لئے لفظ اجمیر آج اور میر سے مرکب ہے ہندی میں آج بکری اور میر پہاڑ کو کہتے ہیں یعنی بکریوں والا پہاڑ۔

راجہ اجے پال چکوا دوسری روایت یہ ہے کہ چوہان راجہ اجے پال چکوا نے یہ شہر اپنے نام پر کوہ اجگند (معروف بہ اراولی پہاڑ) کے دامن میں آباد کیا۔ یہی راجہ بانی ہے۔ اور خسرو دین سیاؤش بن کیکاؤس کا ہمعصر ہے اس کے چوبیس بیٹے تھے۔ ان کی اولاد نے اس سرزمین کو آباد کیا۔ اس کے زمانہ میں رستم بن زال حاکم سیستان نے اپنے بیٹے فرامرز کو لشکر جرار کے ساتھ ہندوستان تسخیر کرنے کے لئے روانہ کیا تھا مگر کسی وجہ سے ناکام واپس گیا۔

راجہ دولہا رائے سمت ۷۴۲ عرصہ دراز کے بعد سمت ۷۴۲ میں دولہا رائے راجہ ہوا۔ اس وقت اسلامی سلطنت بنی امیہ کے خاندان میں تھی۔ ولید بن عبدالملک حکمران نے اپنے مصاحب روشن علی کو برسم سفارت راجہ دولہا رائے راجہ کے پاس بھیجا تھا۔ اور اس جرم میں کہ انہوں نے راجہ کے کہا نیکے طرف جغرات میں (جو ایک گوجر عورت روزانہ لایا کرتی تھی) انگلی لگائی تھی۔ ان کی انگشت شہادت کاٹی گئی۔ سفیر مذکور نے یہ سب ماجرا ولید بن عبدالملک کو سنایا۔ ولید نے انتقام کے لئے اسلامی فوج کے سوار سوداگروں کے لباس میں روانہ کئے یہ فوج اجمیر پہونچکر دولہا رائے پر حملہ آور ہوئی۔ دولہا رائے اور اس کے بیٹے کو قتل کر کے سمت ۷۸۱ میں قلعہ گڈھ بٹیلی پر قبضہ کر لیا۔ مانک رائے برادر دولہا رائے اجمیر سے سامبر کی طرف فرار ہو گیا۔ اور ۹۵ھ میں قلعہ تاراگڈھ پر اسلامی جھنڈا نصب ہوا۔

ہرس راج چند سال بعد پھر چوہانوں نے اجمیر لے لیا۔ راجہ ہرس راج نے ناصر الدین سے مقابلہ کر کے اسے شکست دی اور سلطان گیر کا خطاب پایا۔

بیر بیلن دیو ہرس راج کے بعد بیر بیلن دیو قلعہ کشائی اور ملک آرائی میں مصروف رہا۔ اور ہنگامہ حفاظت اجمیر بمقابلہ سلطان محمود غزنوی قتل ہوا۔

راجہ بیسل دیو بیسل دیو سمت ۱۰۶۶ میں راجہ ہوا۔ بہت سے راجگان ہند اُس کو اپنا سرتاج[۱] جانتے تھے اُس نے ایک لشکر عظیم کے ساتھ (جس میں ہندوستان کے راؤ راجہ اور نامی بہادران شامل تھے) سلطان محمود غزنوی سے مقابلہ کیا۔ سات روز تک معرکہ جدال و قتال گرم رہا۔ آٹھویں روز بیسل دیو کی فوج نے راہ فرار اختیار کی۔ سلطانی لشکر قلعہ تاراگڈھ پر پہونچا۔ بیسل دیو گرفتار ہو گیا۔ سلطان نے راجہ کے قتل کا حکم دیا۔ راجہ نے اسلام قبول کیا۔ سلطان نے جان بخشی کے ساتھ راجہ کو مفتوحہ علاقہ بھی واپس دینا چاہا مگر راجہ نے لینے سے انکار کیا۔ اور سلطان سے کہا کہ اب سوائے خدا پرستی کے اور کوئی خواہش نہیں ہے۔ راجہ نے مسلمان ہو کر دنیا ترک کی۔ یادِ خدا میں مشغول رہا۔ اور مقام بلند یعنی ڈھونڈہ پر عزلت نشینی اختیار کی اور وہیں انتقال کیا اور دفن ہوا۔

سلطان محمود غزنوی نے اجمیر فتح کرنے کے بعد سالار ساہو رحمۃ اللہ علیہ کو اپنا نائب بنا کر ملک مفتوحہ سپرد کیا ۴۰۲ھ میں سد ابہار پہاڑی پر سالار ساہو کے یہاں سید سالار مسعود غازی پیدا ہوئے۔ یہ مقام اب تک سالار غازی کے چلّہ کے نام سے مشہور ہے۔ آپ کو صاحبزادہ کی ولادت سے بہت مسرّت ہوئی۔ اس خوشی میں اجمیر کے قریب بیٹے کے نام پر ایک شہر مسعود آباد کیا۔ بیس برس تک یہاں مسلمانوں کا قبضہ رہا۔ پھر چوہانوں نے سالار کو شہید کر کے اپنا قبضہ کر لیا۔

راجہ سارنگ دیو کو تخت سلطنت پر بیٹھایا۔ مگر اس نے تھوڑے دن راج کر کے سن صغیر میں ملک عدم کا راستہ لیا۔

راجہ آنا دیو بعد ازاں آنا دیو بن بیسل دیو[۲] نے حکومت کی۔ آنا ساگر تالاب اسی نے تعمیر کرایا ہے کچھ عرصہ بعد اُس کا انتقال ہو گیا اور اُس کے بعد جے پال راجہ ہوا۔

راجہ جیپال راجہ جیپال کے بعد سومیت دیو نے حکومت کی۔

---

[۱] اس وقت سب سے بڑا ہندوستان کا راجہ قنوج کا راجہ تھا۔ یہ سلطان محمود غزنوی سے دوستی رکھتا تھا۔

[۲] تالاب بیسلہ اسی کے نام سے مشہور ہے۔ جو ابھی تک اجمیر میں موجود ہے۔

راجہ سومیش دیو سومیش دیو کی شادی رودکا بائی دختر اننگ پال تنور (راجہ دہلی) سے ہوئی تھی چونکہ اننگ پال قنوج کے راجہ کے حملوں سے بامداد سومیش دیو محفوظ رہا تھا اس لئے اس احسان کے پیش نظر راجہ اننگ پال تنور نے اپنی لڑکی کی شادی راجہ سومیش دیو سے کر دی اس کے بطن سے پرتھوی راج پیدا ہوا

راجہ پرتھوی راج آٹھ سال بروایتہ دیگر چودہ سال کی عمر میں تخت دہلی پر بیٹھا۔ قنوج کا راجہ جے چند اور پرتھوی راج دونوں اننگ پال کے نواسے تھے۔ یعنی بجے پال (پدر جے چند) اور سومیش دیو (پدر پرتھوی راج) دونوں راجہ اننگ پال کے داماد تھے۔

جب پرتھوی راج تخت دہلی پر بیٹھا تو جے چند نے صرف اس کے بڑے ہونے کا انکار نہیں کیا بلکہ خود سلطنت دہلی کا دعویدار رہا۔

آخر پرتھوی راج پندرہ برس سلطنت کرنے کے بعد شہاب الدین غوری سے مقابل ہوا۔ اس جنگ میں دہلی کے سپہ سالار کھانڈے راؤ نے اپنا ہاتھی آگے بڑھایا۔ ادھر سلطان نے اپنا گھوڑا دوڑا کر کھانڈے راؤ کے منہ پر نیزہ مارا اگر کھانڈے راؤ نے بھی سلطان کے بازو پر برچھا مارا۔ دونوں زخمی ہوئے۔ مگر دونوں میں سے کوئی مرا نہیں۔ قریب تھا کہ سلطان گھوڑے کی زین سے زمین پر گرے کہ ایک خلجی جوان بادشاہ کے گھوڑے پر آگیا اور سلطان کو میدان سے بچا لایا۔ بالآخر سلطان بیس کوس کے فاصلہ پر اپنے ہزیمت خوردہ لشکر سے جا ملا۔ سلطان کو اس شکست کا بڑا صدمہ تھا۔ اس نے جنگی تیاریاں کر کے قوام الملک رکن الدین حمزہ کو بطور ایلچی خط دے کر روانہ کیا خط کے جواب میں راجہ آمادہ جنگ ہوا آخر ۵۸۸ھ میں سلطان نے پھر حملہ کیا اور پرتھوی راج کو شکست دیکر (جس کا مفصل حال سوانح میں درج ہے) اجمیر تسخیر کیا۔

سلطان شہاب الدین غوری ۵۸۸ھ تا ۶۰۲ھ - نے بعد فتح اجمیر ۵۸۸ھ میں پرتھوی راج کے لڑکے گولہ راؤ کو اس کے باپ کی جگہ حکمراں کر دیا۔ ۵۸۸ھ سے ۶۰۲ھ تک سلطان موصوف کا تصرف رہا۔

قطب الدین ایبک - شہاب الدین غوری کے انتقال کے بعد قطب الدین ایبک ۶۰۲ھ سے

۶۰۷ھ تک بطور سلطان دہلی اجمیر پر قابض رہا۔ اُس کی طرف سے میراں سید حسن اجمیر کے قلعہ دار تھے جن کا تذکرہ سوانح میں درج ہو چکا ہے۔

آرام شاہ ۶۰۷ھ قطب الدین ایبک کے انتقال کے بعد اُس کا بیٹا بطور سلطان دہلی اور اجمیر پر چند ماہ متصرف رہا۔

سلطان شمس الدین التمش ۶۰۷ھ-۶۳۳ھ ازاں بعد ۶۰۷ھ میں شمس الدین التمش تخت دہلی پر بیٹھا۔ اور ۶۳۳ھ تک اجمیر پر قابض رہا۔

راجگان میواڑ ۶۱۰ھ-۸۵۹ھ راجگان میواڑ نے ۶۱۰ھ میں اجمیر پر پھر قبضہ کر لیا۔

سلطان محمود خلجی شاہ مالوہ المعروف بہ شاہ منڈو جب اجمیر راجگان میواڑ کے قبضہ میں آیا۔ راجپوتوں کا غلبہ ہوا۔ اثرات و اقتدار اسلامی زائل کر دیا گیا۔ سلطان محمود کو جب ان حالات سے مطلع کیا گیا اور اس کو یہ بھی معلوم ہوا کہ ہندوستان کے مبلغ اعظم اسلام حضور خواجہ معین الدین اجمیر میں آسودہ ہیں تو سلطان موصوف اسی دن اجمیر کی طرف متوجہ ہوا۔ اور حضور خواجہ بزرگ کی روح پر فتوح سے طالب امداد ہو کر قلع کا محاصرہ کر لیا۔ رانا کمبھا کا قلعہ دار گجادھر مع فوج راجپوتان مقابل ہوا۔ چار دن تک لڑائی ہوئی۔ پانچویں دن گجادھر مارا گیا اور سلطانی لشکر ۸۵۹ھ میں فتحیاب ہوا۔ سلطان نے خواجہ نعمت اللہ خاں المخاطب بہ سیف خاں کو اپنی طرف سے اجمیر کا قلعہ دار مقرر کیا۔ بعد ازاں اپنے ولی عہد غیاث الدین کو اجمیر کا حاکم کیا (فرشتہ تذکرہ حاکمان گجرات واحسن السیر)

اُمرائے راٹھور اسلامی حکومت کا زوال ہونے پر امرائے راٹھور پھر اجمیر پر قابض ہو گئے۔

اجمیر عہد مغلیہ میں مغلوں کے دور اقتدار میں اجمیر راٹھوروں کے قبضہ سے نکل گیا۔ اور سلطنت مغلیہ کے قبضہ میں آ گیا۔ اجمیر کا ایک صوبہ بنایا گیا۔ اکبر، جہانگیر، شاہجہاں، عالمگیر کے زمانہ میں اجمیر مغلوں کی حکومت میں رہا۔

محمد شاہ کے زمانہ میں راجہ سوائی جے سنگھ اجمیر کا صوبہ دار رہا۔ بعد ازاں بارہ سال تک ابھے سنگھ و دیگر راجگان جودھپور کے قبضہ میں رہا۔

جنکوجی سندھیا ۱۱۶۹ء میں جنکوجی سندھیا نے راجہ جودھپور سے اپاجی مرہٹہ کے خون بہا میں اجمیر لیلیا۔

اور ۳۳ سال تک مرہٹوں کے قبضہ میں رہا۔

مہاراجہ بجے سنگھ والئی جودھپور } ۱۷۸۷ء میں مہاراجہ بجے سنگھ نے بامداد مہاراجہ جیپور مرہٹوں کو ہٹا دیا۔ اور ادراپنا قبضہ کر لیا۔ تین سال تک قابض رہا۔ ۱۷۹۱ء میں مہاراجہ مادھوجی سندھیا نے فوج کشی کرکے مہاراجہ جودھپور کو شکست دی اور اجمیر پر قبضہ کر لیا اس وقت سے ۱۸۱۷ء تک اجمیر میں مرہٹوں کی علداری رہی۔

سلطنت برطانیہ } ۱۸۱۸ء کے آغاز میں مرہٹوں نے اجمیر کا قلعہ برطانیہ کے حوالہ کر دیا۔

(ج) آثار اجمیر

اجمیر کے شمال میں سدابہار پہاڑی جنوب میں تاراگدھ کے پہاڑوں کا سلسلہ مشرق میں چلہ مدار کی پہاڑی ہے اور مغرب میں الف کے گپھے کی پہاڑیاں ہیں۔

ج حفاظتی عمارات اور مفید عام مقامات

قلعہ تاراگدھ } یہ بہت پرانا قلعہ پہاڑ پر ہے۔ راجہ بیتھور لانے اپنے عہد حکومت میں اسکی مرمت سنگ سرخ سے کرائی زمین سے تقریباً ... ۸ فٹ بلند ہے۔ اب شکستہ حالت میں ہی عہد برطانیہ میں پہلے یہاں انگریزی فوج رہتی تھی۔

اکبری فصیل شہر } ولادت شہزادہ مراد کی خوشی میں اکبر نے ۹۷۸ھ میں یہ شہر پناہ کی فصیل تیار کرائی تھی اسکا دور چار ہزار سینتالیس گز ہے پتھروں کی عمارت پر چونہ کا صندلہ ہے اب اکثر مقامات پر منہدم ہو گئی ہے

دروازے } شہر کے گوشۂ جنوب و مغرب میں ترپولیہ دروازہ اور شمال میں دہلی دروازہ اور اگرہ دروازہ مشرق میں مدار دروازہ اور ادھری دروازہ پرانی یادگار ہیں۔

فیل سنگ } بیرون شہر پناہ متصل دولت خانۂ اکبری پیپل کے درخت کے نیچے عہد جہانگیری کا تراشا ہوا فیل سنگ خارا رکھا ہے۔ ہاتھی کے پہلوئے راست پر یہ شعر کندہ ہے ؎

تاریخ فیل سنگ شد از حکمت الہ این کوہ پارہ فیل جہانگیر بادشاہ

سوت برج } جہانگیر کے محل (جسے روٹھی رانی کا محل بھی کہتے ہیں) کے قریب اودے پور کے راجہ مالدیو راٹھور کا بنا ہوا یہ پانی کا برج ہے مشہور ہے قلعہ تارا گڈھ پیروں کے ذریعہ سے پانی پہونچایا جاتا تھا اب خستہ حالت میں ہے۔

سیسہ کان } درگاہ شریف کے جنوب و مشرق میں شہر پناہ کے قریب واقع ہے یہ کان بڑی دور تک چلی گئی ہے اندر جگہ جگہ کنوئیں ہیں مئی جون کی سخت گرمی میں یہاں ٹھنڈی ہوا آتی ہے۔ کسی زمانہ میں اس کان سے بہت سیسہ نکلتا تھا مگر اب نہیں نکلتا۔ اس لئے مقفل کر دی گئی ہے۔

(ج/۲) محلات

محل اکبری } یہ محل مشرقی فصیل شہر کے متصل واقع ہے جلال الدین اکبر بادشاہ نے ۹۷۸ھ میں تعمیر کرایا تھا۔ محل بصورت قلعہ معلوم ہوتا ہے چار دیواری کے اندر ہر چہار سمت چار برج ہیں عمارت کا رفیع الشان غرب رویہ دروازہ ہے۔ پہلے صحن میں باغ تھا اور نہریں جاری تھیں۔ اب شکستہ حالت میں ہے کچھ عرصہ پہلے یہاں فوجی میگزین تھا۔

پھول محل } یہ محل موتی کٹرہ کے شمال میں عہد اکبری کا بنا ہوا تھا۔ اب صرف اس کا نقشہ باقی ہے

دولت خانہ شاہجہانی } یہ محل اناساگر کے مشرقی کنارہ دولت باغ میں واقع ہے۔ عمارات سنگ مرمر کی ہیں وسط میں بارہ دری ہے۔ ایوان شاہی کے متصل ناگر کا حمام ہے یہ عمارات شاہجہاں نے تعمیر کرائی ہیں۔ اب ویران ہیں

دولتکدہ دانیال } یہ غریب نواز کے آستانہ کی مشرقی دیوار احاطہ کے متصل بیرون درگاہ واقع ہے شہنشاہ اکبر نے شہزادہ دانیال کی والدہ کے لئے یہ عمارت تیار کرائی تھی شہزادہ موصوف کے انتقال کے بعد سے یہ شیخ دانیال مجاور درگاہ کے تصرف میں رہا۔ آج کل محل کے نام سے مشہور ہے

ج باغات

دولت باغ } شاہجہانی محل کے قریب متصل آنا ساگر واقع ہے۔ بہت پر فضا اور سر سبز باغ ہے اس میں حوض اور بیلوں کے بنگلے ہیں۔ سیلانی پیر کا مزار اور عمدہ پانی کا کنواں بھی ہے زمانہ حال میں یہاں دروازے اور سڑکیں بنائی گئی ہیں۔ پہلے یہاں سہیلی بازار کی نمائش ہوتی تھی آجکل فلاور شو۔ بندسوار کے میلے ہوتے ہیں

شاہجہانی باغ } یہ باغ شاہجہاں بادشاہ نے انا ساگر کے شمال میں نصب کرایا تھا۔ مگر اب ویران حالت میں ہے۔

قیصر باغ } یہ باغ ۱۸۸۰ء میں لگایا گیا تھا۔ دولت باغ سے وسیع ہے مگر پُر فضا نہیں ہے۔

باغ پوراج } یہ باغ اجمیر شہر سے تقریباً تین میل کے فاصلہ پر بجانب غرب واقع ہے۔ یہ نواب محمد عمر صاحب کی جاگیر میں ہے۔ اہل شہر یہاں برسات کے موسم میں سیر کے لئے جایا کرتے ہیں۔

ج بازار

خاص بازار } ۹۸۰ھ میں اکبر بادشاہ نے دو رویہ دکانات پختہ لداؤ کی درگاہ کے زینہ کے پاس بجانب شمال تعمیر کرائی تھیں۔

درگاہ بازار } یہ درگاہ شریف کے شمال میں خاص بازار سے آگے اجمیر کا بارونق بازار ہے جسے درگاہ بازار کہتے ہیں۔ غریب نواز کے عُرس کے ایّام میں اس بازار میں ہندوستان کی مشہور دکانیں آتی ہیں۔ ہزاروں آدمیوں کی آمد و رفت اور خرید و فروخت سے بازار میں ہر وقت چہل پہل رہتی ہے۔ لاکھوں روپیہ کا بیوپار ہوتا ہے۔

سہیلی بازار } پائیں باغ دولت خانہ کے متصل یہ بازار چنبیلی (جو بزمانہ اکبر بادشاہ سہیلی تھی) کا بنوایا ہوا ہے دو رویہ لداؤ کی دوکانیں بنی ہوئی ہیں۔ کچھ کچھ نشانات باقی ہیں۔

نیا بازار — اکبری محلات کے غربی سمت وسیع میدان تھا۔ مرہٹوں کے زمانہ میں اسی بازار کی یہاں

بنیاد قائم ہوئی۔ اور کونڈس کے زمانہ میں تعمیر ہوئی۔

(ج) تالاب

اناساگر یہ تالاب آنا دیو راجہ کا تعمیر کیا ہوا ہے۔ موسم برسات میں اس کا دور تقریباً چھ میل سے زیادہ ہو جاتا ہے طول چھ سو گز اور عرض سو گز کے قریب ہے اس کے مشرقی کنارہ پر بہت عمدہ گھاٹ بنے ہوئے ہیں۔

تالاب بیسلیہ یہ تالاب راجہ بیسلہ دیو کا بنوایا ہوا ہے۔ اس کے گرد بتخانہ تعمیر تھے۔ جن کو سلطان محمود غزنوی نے مسمار کر دیا۔ اور خوبصورت پتلیاں (جن کے منہ تک پانی آجانے سے فوارہ چھوٹتے تھے) کو جاٹوں نے برباد کر دیا۔ عہد جہانگیر میں اس میں ٹیلوں پر مکانات تعمیر ہوئے تھے۔ وہ بھی مسمار ہو گئے۔ تالاب کا فرش سنگین تھا۔ بارش میں یہ پانی سے پر ہو جاتا ہے۔ سادے دنوں میں خشک پڑا رہتا ہے۔

تالاب پشکر یہ تالاب بیضوی شکل کا ہے شہر اجمیر سے تقریباً تین کوس کے فاصلہ پر مغرب میں ہے۔ اس کے کنارے مندر اور گھاٹ بنے ہوئے ہیں۔ تالاب کے جنوبی کناروں پر اکبر بادشاہ کے محل بنے ہوئے تھے۔ جو کھنڈرات کی شکل میں موجود ہیں۔ بادشاہ عالمگیر نے یہاں سنگ سرخ کی مسجد بنوائی تھی جو اب تک موجود ہے یہ تالاب بارہ گز گہرا اور ڈیڑھ کوس کے دور میں ہے۔ یہاں سالانہ میلہ مویشی کا ہوتا ہے سب سے بڑی عمارت یہاں برہما مندر کی ہے۔ جس کو گوکل پارکھ خزانچی مہاراجہ سندھیا نے ایک لاکھ تیس ہزار روپیہ کی لاگت سے بنوایا ہے۔

فائی ساگر اجمیر کے جنوب میں تقریباً چار میل کے فاصلہ پر یہ تالاب واقع ہے۔ یہاں سے تمام شہر کو پانی پہونچایا جاتا ہے۔ ایک لاکھ پچیس ہزار روپیہ کی لاگت سے زیر اہتمام مسٹر فائی ایگزیکیٹو انجینیر ۱۸۹۰ء میں میونسپل بورڈ کی جانب سے بنایا گیا۔ لب آب ایک کاٹھ کا بنگلہ بھی بنایا گیا ہے۔ یہاں کچھ سایہ دار درخت بھی ہیں۔

ڈگی یہ سنہ ۱۲۴۸ھ میں کرنل ڈکسن نے شہر اجمیر کی جنوبی فصیل کے روبرو بنوائی۔ اس سے اہل شہر کو

پانی کا بہت آرام ہے۔ اس میں ایک گاؤمکھ بھی لگا ہوا۔ اس مکھ کا پانی بہت سرد ہوتا ہے۔

کاتن باؤلی ڈھائی دن کی مسجد کے جنوب میں بنی ہوئی ہے۔ سلطان شمس الدین التمش کے زمانہ میں ایک بڑھیا نے سوت کی انٹی نذر گذاری۔ بادشاہ نے کہا کیا چاہتی ہے۔ بڑھیا نے جواب دیا کہ میرے نام پر ایک مسجد اور باؤلی تعمیر ہو جائے۔ چنانچہ بادشاہ نے یہ تعمیر کرا دی

بھاٹ باؤلی اجمیر شہر کے باہر مشرقی سمت راجہ بھاٹ کی بنوائی ہوئی ہے۔

نور چشمہ جہانگیری قلعہ تارا گڈھ کے مشرق میں یہ چشمہ واقع ہے۔ پہلے اس کے متصل راجہ اجے پال کا آباد کیا ہوا شہر تھا۔ نور الدین جہانگیر بادشاہ ۱۰۲۳ھ میں اجمیر آیا اور ایک عالیشان محل اس چشمہ کے متصل تعمیر کرایا جس کی تاریخ تعمیر حسب ذیل ہے۔

"محل شاہ نور الدین جہانگیر"
۱۰۲۴

دروازہ کی محراب پر سنگ مرمر کی لوح میں یہ اشعار کندہ ہیں۔

بلند اقبال شاہ ہفت کشور — کہ وصفت او نمی گنجد بہ تقریر
فروغ خاندان شاہ اکبر — شہنشاہ زماں شاہ جہانگیر
درین سرچشمہ چوں آمد زفیضش — رواں شد آب خاکش گشت اکسیر
شہنشاہ کرد نامش چشمۂ نور — شدہ آب خضر زو چاشنی گیر
دہم سال از جلوس شاہ غازی — بحکم بادشاہ نیک تدبیر
بہ طرف چشمۂ نور ایں عمارت — جہاں آرائے شد از روئے تقدیر
خرد تاریخ اتمامش رقم کرد — محل شاہ نور الدین جہانگیر
۱۰۲۴ھ

یہ چشمہ نور تال کے نام سے مشہور ہے۔ قصر و ایوان میں سے صرف ایک دروازہ اور رنگ سرخ کا دالان باقی

درگاہ کے چپراسی ان امور پر اور دیگر خدمات متعلقہ پر مامور رہتے ہیں چھ شب تک برابر اسی طرح روزانہ محفل ہوا کرتی ہے اس زمانہ میں تقریباً لاکھ ڈیڑھ لاکھ عقیدتمندان کا اجمیر میں مجمع ہو جاتا ہے ہندوستان کے تمام حصّوں سے لوگ دور دور دراز کا سفر کر کے آتے ہیں۔ بلکہ بیرونی ممالک کے لوگ بھی اس موقعہ پر حاضر آستانہ ہوتے ہیں اور دن رات ہزاروں آدمی درگاہ میں حاضر رہتے ہیں اس زمانہ میں درگاہ اجمیر کی گلیوں میں اور سڑکوں اور بازاروں میں اتنا ہجوم ہوتا ہے کہ بہ آسانی کسی کا گذرنا مشکل ہو جاتا ہے شانہ سے شانہ بھڑنے لگتا ہے چلنے کو آسانی سے راستہ نہیں ملتا بعض اوقات راستہ صاف ہو جانیکے لئے کھڑے رہنا پڑتا ہے پھولوں اور شیرینی کی بکثرت دوکانیں لگ جاتی ہیں ان دوکانوں پر ہمہ وقت اژدہام رہتا ہے بیرونی دوکاندار بھی قسم قسم کی اشیا کی دوکانیں لیکر آتے ہیں درگاہ بازار نمایش گاہ نظر آتا ہے۔ بریلی کا سرمہ دہلی کا سوہن حلوہ۔ پنجاب کے زیور۔ حیدرآباد کے بٹن۔ لاہور کے عطر۔ امرت سر کے کمربند۔ مرادآباد کے برتن۔ میرٹھ کا حلوہ پراٹھا رامپور کے سروطے سنبھل کے کنگھے اور پٹن کٹک کا چاندی کا سامان بنارسی کپڑے اور ساڑیاں۔ دہلی اور لکھنؤ کے جواہرات جڑے ہوئے زیورات غرض قریب قریب ہندوستان بھر کی مشہور چیزیں اجمیر میں موجود ہوتی ہیں۔

خرید و فروخت اور قوالیوں کے گانوں کی وجہ سے درگاہ بازار میں لوگوں کا بیحد اژدہام رہتا ہے یہاں تک کہ یکم رجب سے درگاہ بازار میں موٹروں تانگوں وغیرہ کا گذرنا قطعاً بند کر دیا جاتا ہے پولیس انتظام پر مستعد رہتی ہے۔

محفل قُل یوں تو تسبیح خانہ میں صبح سے رات تک برابر بہت سے حافظ قاری عقیدت کیش قرآن مجید پڑھتے رہتے ہیں مگر بتاریخ ۶ رجب تقریباً آٹھ بجے صبح سے سماع خانہ میں قرآن خوانی شروع ہو جاتی ہے اور بکثرت لوگ اس سعادت میں شامل ہوتے ہیں دس اور گیارہ بجے کے درمیان پھر شب کی محفل کی طرح یہاں محفل سماع شروع ہو جاتی ہے ڈیڑھ بجے کے قریب فاتحہ ہوتی ہے فاتحہ کے بعد جب حضور غریب نوازؒ کا نام مبارک آتا ہے تو چوبدار چوبیں اونچی کر لیتے ہیں جھانج بجنا شروع ہو جاتے ہیں سات توپوں کی سلامی ہوتی ہے اُس وقت بڑا شور برپا ہوتا ہے بہت سے لوگ روتے نظر آتے ہیں بہت سے نعرے لگاتے ہیں جگہ جگہ لوگوں پر گلاب چھڑکا جاتا ہے اسے قل کا چھینٹا

کمیٹی سے اختلاف ہے مذکورہ بالا اوقات کے علاوہ بھی رات کے ساڑھے گیارہ بجے سے بارہ بجے تک باہتمام درگاہ کمیٹی قدیمی شاہی نقارخانہ پر اور بارہ بجے شب سے ساڑھے بارہ بجے تک عثمانی دروازہ پر بطور نذر عقیدت منجانب شاہ دکن نوبت بجائی جاتی ہے ازاں بعد پھر رات کے تین بجے سے ساڑھے تین تک یہ سلسلہ جاری رہتا ہے۔

تاہم آج کل بھی اوقات نماز اور مقررہ مذکورہ اوقات پر ملازمین قوّالان درگاہ کے علاوہ دیگر مقامی و بیرونی قوّالان بطور نذر عقیدت مختلف اوقات میں قوّالی کرتے رہتے ہیں۔

نیز بعد نماز عشاء شاہجہانی جامع مسجد میں تفسیر[۵۱] کا روزانہ بیان ہوتا ہے۔

اور قریب قریب روزانہ وقتاً فوقتاً محافل میلاد شریف بھی منعقد ہوتی رہتی ہیں۔ اور اکثر چادر ہائے گل و پارچہ قوّالی اور بینڈ باجہ کے ساتھ پیش ہوتی رہتی ہیں۔

پنجشنبہ جمعرات کے دن روزانہ سے زیادہ عقیدتمندان حاضری دیتے ہیں بعد مغرب سے درگاہ شریف میں جمع ہونا شروع ہو جاتا ہے۔ بموجب رسم قدیم عشا کی نماز کے بعد بیگمی دالان کے روبرو محفل سماع منعقد ہوتی ہے فرش بچھایا جاتا ہے۔ شاہی زمانہ کی یادگار کپڑا منڈھا ہوا فانوس رکھا جاتا ہے اور کپڑا منڈھے ہوئے متعدد چھوٹے فانوس بیگمی دالان کے سامنے لٹکائے جاتے ہیں محفل میں صدر جگہ فرش کے نیچے گدیلا بچھتا ہے اور دیوان صاحب[۵۲] متولی[۵۳] صاحب اس پر بیٹھتے ہیں ان دونوں کے درمیان میں ان سے ذرا پیچھے تونسہ[۵۴] شریف کے سجادہ اگر موجود ہوتے ہیں تو بیٹھتے ہیں نیز متولی صاحب کے برابر ڈاکٹر سید[۵۵] عبدالحی صاحب کے خاندان میں سے کوئی شخص بیٹھتا ہے۔ ان حضرات کے سامنے کپڑے کے چھوٹے فانوس اور موم بتی کی دو لالٹینیں اگردانی کے گرد رکھی جاتی ہیں اور ان کے

---

۵۱ عبدالرحمٰن صاحب موصلی المعروف بہ عرب صاحب آجکل تفسیر بیان کرتے ہیں۔

۵۲ آج کل دیوان آل رسول صاحب ہیں۔

۵۳ آج کل رحمت الٰہی صاحب منجانب نواب مظفر علی خاں صاحب لاہوری نائب متولیؒ ہیں۔ یہی محفل میں بیٹھتے ہیں۔

۵۴ اس وقت تونسہ شریف کے سجادہ حافظ سدید الدین صاحب ہیں۔

۵۵ ڈاکٹر عبدالحی صاحب کے خاندان میں سے اس وقت عبدالرؤف صاحب گدیلا پر بیٹھتے ہیں

اسی دالان سے ملحق ایک دالان ہے۔ جو ۱۳۲۲ھ میں مالاراؤ اینگلہ نے تعمیر کرایا ہے اسکی محراب پر یہ اشعار کندہ ہیں۔

"از بشارت سید الشہدا حسین خنگ سوار   کرد دالان راؤ بالا اینگلہ پیش مزار
یک ہزار و سہ صد افزوں ازیں بست و دو   سال خانہ بیت العدن آمد شمار"

روضہ کی چار دیواری کے دو دروازے ہیں۔ ایک شرقی اور دوسرا جنوب رویہ ہے۔ شرقی دروازہ سنگ مرمر کا قدیم بنا ہوا ہے۔ اس کی محراب پر یہ قطعہ تاریخ کندہ ہے۔

"شہسوار ملک دنیا شاہباز ملک دین   قاتل کفار آں سید حسین مہ جبین
تیغ جود و سخا کان نبوت و التقا   واقف سر ہدی آں ہبط نور معین
سرور ہر دو جہاں مشکلکشائے انس و جاں   مفخر کون و مکاں حاکم دنیا و دین
خانقاہش پر عرق از علو جنت ہر طرف   مرقدش بردہ شرف چوں طور بر کوہ مبین
فرش دروازہ ہمین از سنگ مرمر شد مزین   شد مرتب ہمچنین بر صفحہ اش در ثمین
از پئے تاریخ او کردم سوال از عقل کل   گفت چو تاریخ آواز روضہ سلطان دین"
۱۳۲۵ھ

قطعہ دویم میں خنگ گھوڑے کی قبر ہے۔ غربی قطعہ میں مسجد ہے جس کا طول تقریباً چوبیس گز عرض چھ گز ہے۔ قطعہ سویم میں بھی بڑے بڑے دالان ہیں۔ مغرب میں ایک مسجد قدیم اور پانی کا حوض ہے۔ شمال میں جلال الدین محمد اکبر بادشاہ کے زمانہ کا بلند دروازہ معہ نقار خانہ ہے جو تقریباً پچاس فٹ بلند اور ستر فٹ چوڑا ہے یہ اسمعیل خاں صوبہ دار اجمیر نے ۹۶۲ھ میں سنگ سرخ سے بنوایا تھا۔ دروازہ میں سنگ مرمر کا فرش ہے اور لوح میں قطعہ کندہ ہے۔

"بعہد بادشاہ آسماں قدر   پناہ ملک و ملت ظل یزداں
جلال الدین محمد اکبر آں شاہ   کہ دارد در نگین ملک سلیماں
بدیں درگاہ ہمچو کعبہ آمد   سوادش عین نور و نور ایماں
بنا فرمود ایں ایوان عالی   کریم الذات اسمعیل قلی خاں"

ز کاخ دل کشا تاریخ اتمامم — اگر خواہد کسے می یابد آساں
۹۷۷ھ

بلند دروازہ کے نیچے متعدد دالان اور ایک مسجد بھی ہے۔ صحن میں شہداء کے مزارات بنے ہوئے ہیں شمالی دروازہ کے پاس دو آہنی دیگیں ہیں۔ ایک دیگ نورالدین جہانگیر نے بنوائی ہے اور دوسری ملا داری نے۔ یہ قطعہ تاریخ دیگ پر کندہ ہے۔

"صرف ... مدار کرد در تعمیر دیگ — بادشاہ ... جہاں روشن بمثل آفتاب
پخت در ... اسکے چندش نمودہ اہتمام — گفت ہاتف سال تاریخش جہان شد فیضیاب"
۱۳۲۲ھ

حضرت میراں سید حسین رحمۃ اللہ علیہ کا عرس ۱۷، ۱۸ رجب المرجب کو ہر سال ہوتا ہے۔ جو لوگ حضور غریب نواز کے عرس شریف میں شریک ہوتے ہیں ان میں سے بعض لوگ میراں صاحب کے عرس تک ٹھہر جاتے ہیں۔ عرس کے دن مزار مبارک پر بسنت کلاوہ لپیٹا جاتا ہے جسے ہندو لوٹتے ہیں اور مسلمان ان سے چھینتے ہیں۔ اس وقت عجیب رقت آمیز سماں ہوتا ہے۔ درگاہ کے نام کچھ جاگیر بھی ہے۔ جس کا انتظام ایک کمیٹی کرتی ہے۔

گنج شہداء درگاہ میراں سید حسین کے جنوب میں گنج شہداء ہے یہاں بہت سے شہداء کے مزارات ہیں ۱۰۲۲ھ میں وزیر خاں کلاں (جو جہانگیر بادشاہ کے امیروں میں سے تھے) نے ان مزاروں کے گرد چہار دیواری بنوائی ہے۔ مشہور ہے ان کا صحیح شمار باوجود کوشش کوئی شخص آج تک نہیں کرسکا۔ بیچ میں ایک گنبد ہے اس میں بھی ایک مزار ہے۔

امیر تاغان و ترغان شہید کے مزارات چشمہ نور کے غربی سطح پہاڑ پر واقع ہیں۔ ان کے گرد پختہ چار دیواری ہے یہاں دو دالان اور ایک گہرا حوض بھی بنا ہوا ہے چنبیلی کے درخت کثرت سے مزار و نیز چھائے ہوئے ہیں یہاں بھی گنج شہیداں ہے

مقبرہ عبداللہ خاں رحمۃ اللہ علیہ یہ سرائے عبداللہ پور میں سیٹھ اللہ رکھا کی دوکان کے قریب واقع ہے آپ کا نام سید میاں المعروف عبداللہ خاں تھا۔ آپ سادات سے تھے فرخ سیر بادشاہ کے وزیر سلطنت تھے۔

(۲۱) حضرت عبداللہ سعیدؒ بتاریخ ۲۵ رجب بصرف عا سالانہ (۲۲) فاتحہ سرور عالم بتاریخ ۲۷ رجب بسلسلہ رجبی شریف

(۲۳) حضرت چندن شہیدؒ بتاریخ ۲۹ رجب بصرف عا سالانہ (۲۴) حضرت شہاب الدینؒ بتاریخ ۲۹ رجب بصرف عا سالانہ

(۲۵) حضرت مدہو شہیدؒ بتاریخ ۲۹ رجب بصرف عا سالانہ (۲۶) حضرت مسکین شہیدؒ بتاریخ ۲۹ رجب بصرف عا سالانہ

(۲۷) حضرت مولانا عبدالباریؒ لکھنوی ۲۹ رجب بصرف عا سالانہ حضرت سید سالار مسعود غازیؒ ۵ رجب بصرف عا سالانہ

(ح) اعراس ماہ شعبان

(۱) حضرت جلال الدینؒ بتاریخ ۷ شعبان بصرف عا سالانہ (۲) حضرت محمد سعیدؒ بتاریخ ۷ شعبان بصرف عا سالانہ

(۳) حضرت صوفی جیؒ بتاریخ ۹ شعبان بصرف عا سالانہ (۴) حضرت محمد سعیدؒ بتاریخ ۱۴ شعبان بصرف عا سالانہ

(۵) حضرت چندن شہیدؒ شورگراں بتاریخ ۱۵ شعبان بصرف عا سالانہ (۶) حضرت سید احمدؒ بتاریخ ۲۴ شعبان بصرف عا سالانہ

(۷) حضرت چندن شہیدؒ لاکھن کوٹھی بتاریخ ۲۵ شعبان بصرف عا سالانہ (۸) حضرت چندن شہیدؒ درگاہ شریف ۲۰ شعبان بصرف عا سالانہ

(ط) اعراس ماہ رمضان المبارک

(۱) حضرت شاہ نظام الدینؒ بتاریخ یکم رمضان بصرف عا سالانہ (۲) حضرت حاجی محمد حمید الدینؒ ناگوری ۱۰ رمضان بصرف

(۳) حضرت سید ملک محمد عالم المعروف بہ سائیں جی گدڑی شاہ بابا بتاریخ ۱۰ رمضان المبارک بصرف عا سالانہ

(۴) حضرت لعل شاہؒ بتاریخ ۱۱ رمضان بصرف عا سالانہ (۵) حضرت حافظ محمد بخشؒ بتاریخ ۱۱ رمضان بصرف عا سالانہ

(۶) حضرت شرف الدینؒ بتاریخ ۱۳ رمضان بصرف عا سالانہ (۷) حضرت خواجہ نصیر الدین چراغ دہلویؒ ۱۷ رمضان بصرف عہ سالانہ

(۸) حضرت مولا علی مشکلکشا شیر خدا کرم اللہ وجہہ بتاریخ ۲۱ رمضان المبارک بصرف عہ سالانہ

(۹) حضرت قیام الدین اخلاقؒ بتاریخ ۲۱ رمضان بصرف عا سالانہ

(ی) اعراس ماہ شوال

(۱) حضرت مولانا رفیق علیؒ بتاریخ ۴ شوال بصرف عہ سالانہ (۲) حضرت عبدالرحیم شاہ المعروف قاضی گدڑی شاہ باباؒ ۵ شوال بصرف عا سالانہ

(۳) حضرت شاہ جمالؒ بتاریخ ۸ شوال بصرف عا سالانہ (۴) حضرت محب الحسن حبیبوری بتاریخ ۱۴ شوال بصرف عا سالانہ

(۵) حضرت امیر خسروؒ بتاریخ ۱۷ شوال بصرف عہ سالانہ (۶) حضرت نظام الدینؒ بتاریخ ۲۱ شوال بصرف عا سالانہ

بٹتے ہیں بعد قل سے بیرونی حضرات واپس جانا شروع ہوجاتے ہیں۔

غسل شریف } بتاریخ ۹ رجب صبح چھ اور سات بجے کے درمیان غسل شروع ہوجاتا ہے مزار شریف کو کیوڑہ و گلاب سے غسل دیا جاتا ہے بیرونی احاطہ پانی سے دھویا جاتا ہے زائرین سینکڑوں مشکیں پانی کی خرید کر خود بڑی بڑی جھاڑوں سے تمام فرش درگاہ کو دھوتے ہیں سینکڑوں مرد و عورت پانی سے تر ہاتھ میں جھاڑو لیے اس مقدس آستانہ کی جاروب کشی میں نظر آتے ہیں گویا اس دن سب ملکر ایک ہی خدمت کو انجام دینے میں مصروف ہوتے ہیں صوفی صاحبان اس دن کو یوم توحید کہتے ہیں یعنی جس طرح حج میں حاجی ایک ہی لباس میں ہوتے ہیں اسی طرح اس دن یہاں عقیدت کیش ایک ہی خدمت میں مشغول نظر آتے ہیں۔

(ب) مراسم قدیم کے تحت میں بزرگان دین کے اعراس و دیگر تقاریب

درگاہ شریف میں بہت سے بزرگان سلف کی فاتحہ شریف یعنی عرس معہ محفل سماع و وعظ وغیرہ منجانب درگاہ ان کی تاریخ وصال پر سالانہ ہوتا رہتا ہے نیز ایسے بزرگ اور خدا رسیدہ درویشوں کے اعراس کا اضافہ بصرف درگاہ بموجب رسم قدیم ہوتا رہتا ہے جنھوں نے وطن سے ہجرت کرکے اپنی زندگی غریب نوازؒ کے قدموں میں گذاری اُن حضرات کے علاوہ بعض بیرونی بزرگوں کے اعراس بھی درگاہ میں قائم کر دئیے جاتے ہیں ماسوا اس کے بعض بزرگوں کے اعراس وغیرہ کے مراسم کسی دوسری انجمن یا شخص واحد کی طرف سے بھی ادا کئے جاتے ہیں تفصیل حسب ذیل ہے۔

منجانب درگاہ شریف } بتاریخ ۱۱ ربیع الاوّل بعد عشا محفل پنجشنبہ کی طرح سماع کے ساتھ سرورِ عالم کی فاتحہ شریف کے مراسم ادا کئے جاتے ہیں۔

بتاریخ ۵ ربیع الثانی اہلیہ غریب نواز اور بتاریخ ۲۵ ربیع الثانی خواجہ رضی الدینؒ (شوہر بی بی حافظ جمال) کے اعراس ہوتے ہیں۔ یہ اعراس محلات کے کہلاتے ہیں۔ ان میں سے ہر اک میں ٥٥ر سالانہ صرفہ کیا جاتا ہے

(الف) اعراس بماہ محرم

۱۔ مولانا عبدالوہاب بتاریخ ۲ محرم بصرف ۵ سالانہ ۲۔ حضرت فریدؒ ۴ محرم بصرف ۵ سالانہ

چلہ حضرت غوث پاکؒ درگاہ کے جنوب میں پہاڑی پر واقع ہے۔ یہاں سوہڑے شاہ درویش مدفون ہیں مشہور ہے اپنے بغداد شریف سے حضور غوث پاک کے یہاں کی ایک اینٹ لائے تھے۔ وصیت کی یہ بعد وفات قبر میں میرے سینہ پر رکھدینا۔ بایں وجہ یہ مقام چلہ غوث پاک کے نام سے مشہور ہے۔

یہاں جمشید خاں صاحب نے دالان در دالان تعمیر کرایا۔ اصغر علی صاحب متولی نے پختہ صحن اور گنبد بنوایا۔ حکیم ارشاد علی صاحب نے ایک حوض اور ایک دالان تعمیر کرایا۔ حاجی وزیر علی صاحب خادم درگاہ غریب نواز نے درگاہ کے رخ ایک بارہ دری تعمیر کرائی۔

چلہ بابا فرید گنج شکرؒ اس کا تذکرہ عمارات درگاہ میں درج ہے۔

چلہ سالار غازی جھلرا پہاڑی کی چوٹی پر سنگ سرخ کے اندر ایک مزار ہے۔ اس احاطہ میں بہت مزارات ہیں۔ حضرت کوثر علی شاہؒ۔ انگارہ شاہؒ۔ کلو بادشاہ مجذوبؒ اور دیگر اہل دل حضرات کے بھی یہاں مزارات ہیں۔

محمود غزنوی نے بعد فتح سید ساہو سالار کو یہاں کا صوبہ دار کردیا تھا مشہور ہے اس مقام پر آپ کے صاحبزادہ سید سالار مسعود غازی (جن کا بہرائچ میں مزار ہے) کی ولادت ہوئی اس لئے یہ چلہ سالار غازی کے نام سے مشہور ہے۔

چلہ شاہ مدار اجمیر کے مشرق کوکلہ پہاڑ کی چوٹی پر واقع ہے۔ یہ چوٹی تقریباً سات سو فٹ بلند ہے حضرت شیخ بدیع الدین عرف شاہ مدار مکن پوری علیہ الرحمۃ نے یہاں چلہ کشی کی تھی۔

چلہ عبداللہ بیابانی اجمیر کے مغرب میں تقریباً تین میل کے فاصلہ پر اس کے کھنڈر موجود ہیں۔

چلہ ناتواں شاہ یہ درگاہ کے گوشہ جنوب و مشرق میں فصیل شہر کے متصل ہے۔ ناتواں شاہ یہاں عہد اکبر میں چلہ کشی میں مصروف رہے۔ فصیل شہر کے گنبد میں ایک مزار ہے گنبد کے سامنے بجانب شرق چوک ہے۔ یہاں آپ کے عقیدتمندوں کے مزارات ہیں۔

کندہ کرادے۔

بر زماں شہ رفیع القدر	حامی شرع دین شہاب الدین
رونق عدل و جود و داد چناں	کہ نباز داز زمان و زمیں
گشت والی صوبۂ اجمیر	خان خاناں بعزت و تمکین
پاک دین پاکباز دولت خاں	بود شفقدار او بر سم امین
ساخت ایں مکاں چلۂ چشت	تا بود یادگار او بہ زمیں
سال تاریخ طالبی گفتار	سی و ہفت و ہزار بود یقین

۱۰۳۷ھ

۱۳۱۹ء میں محی الاوقاف معینی گدڑی شاہی انجمن کے اہتمام سے اس پر گنبد تعمیر کرایا۔ اور برقی روشنی کا انتظام کیا گیا۔

آثار قدیمہ پر مشرقی احاطہ کی مرمت نواب زادہ حاجی کرم علی خاں اکبرآبادی خلف نواب خواجہ محمد خاں صاحب جاگیردار ریاست دھول پور نے ۱۳۴۲ھ میں کرائی۔ یہاں کے بقیہ حالات سوانح میں درج ہیں۔

چلہ حضرت قطب صاحب سہ ابھار پہاڑی کے شمالی گوشہ میں واقع ہے مقام چلہ میں دو دروازہ اور بیزاں ہے۔ چلہ کے غرب میں تین در کی مسجد ہے۔ شرق میں بہت سی سیڑھیاں ہیں ان کے ہر دو جانب دالان ہیں۔ نیچے صحن میں ایک عالیشان مسجد حال میں تیار ہوئی ہے۔ کچھ زیریں عمارات قریب کی دیوار گر جانے سے منہدم ہو گئی ہیں

چلہ بی بی حافظہ جمال نور چشمہ کے متصل پہاڑ کی کھا میں واقع ہے۔ اس میں ایک دروازہ آویزاں ہے مشہور ہے بی بی حافظہ جمال بنت غریب نواز نے یہاں چلہ کشی کی تھی۔

چلہ شادی دیوان سہ ابھار پہاڑی پر گنبد اور ایک حجرہ ہے۔ یہاں کا مجاور مسلمان ہے۔ ہنود صاحبان شادی کے موقعہ پر دولہا دلہن کو یہاں لاتے ہیں۔

چلہ حضرت غوث پاک درگاہ کے جنوب میں پہاڑی پر واقع ہے۔ یہاں سونڈے شاہ درویش دفون ہیں مشہور ہے آپ بغداد شریف سے حضور غوث پاک کے یہاں کی ایک اینٹ لائے تھے وصیت کی یہ بعد وفات قبر میں میرے سینہ پر رکھ دینا اس وجہ یہ مقام چلہ غوث پاک کے نام سے مشہور ہے۔

یہاں جمشید خاں صاحب نے دالان در دالان تعمیر کرایا۔ اصغر علی صاحب متولی نے پختہ صحن اور گنبد بنوایا۔ حکیم ارشاد علی صاحب نے ایک حوض اور ایک دالان تعمیر کرایا۔ حاجی وزیر علی صاحب خادم درگاہ غریب نواز نے درگاہ کے رخ ایک بارہ دری تعمیر کرائی۔

چلہ بابا فرید گنج شکرؒ اس کا تذکرہ عمارات درگاہ میں درج ہے۔

چلہ سالار غازی سدا بہار پہاڑی کی چوٹی پر سنگ سرخ کے اندر ایک مزار ہے اس احاطہ میں بہت مزارات ہیں۔ حضرت کوثر علی شاہؒ۔ انگارہ شاہؒ کلو بادشاہ مجذوبؒ اور دیگر اہل دل حضرات کے بھی یہاں مزارات ہیں۔

محمود غزنوی نے بعد فتح سید ساہو سالار کو یہاں کا صوبہ دار کر دیا تھا مشہور ہے اس مقام پر آپ کے صاحبزادہ سید مسعود غازی (جن کا بہرائچ میں مزار ہے) کی ولادت ہوئی اس لئے یہ چلہ سالار غازی کے نام سے مشہور ہے۔

چلہ شاہ مدار اجمیر کے مشرقی کوکلہ پہاڑ کی چوٹی پر واقع ہے۔ یہ چوٹی تقریباً سات سو فٹ بلند ہے حضرت شیخ بدیع الدین عرف شاہ مدار مکن پوری علیہ الرحمۃ نے یہاں چلہ کشی کی تھی۔

چلہ حبیب اللہ شاہ بابا اجمیر کے مغرب میں تقریباً تین میل کے فاصلہ پر اس کے کھنڈر موجود ہیں۔

چلہ ناتواں شاہ یہ درگاہ کے گوشہ جنوب مشرق میں فصیل شہر کے متصل ہے۔ ناتواں شاہؒ یہاں عہد اکبر میں چلہ کشی میں مصروف رہے۔ فصیل شہر کے گنبد میں ایک مزار ہے گنبد کے سامنے بجانب شرق چوک ہے۔ یہاں آپ کے عقیدتمندوں کے مزارات ہیں۔

ج مساجد

عیدگاہ } یہ عیدگاہ اجمیر شریف کے جنوبی مشرقی حصہ میں واقع ہے۔ نواب مرزا چمن بیگ ابن مرزا عادل بیگ نے ۱۱۸۷ھ میں اس کی تعمیر کرائی اس کا طول تقریبًا ۱۳۰ گز اور عرض ۴۰ گز ہے۔ مشرق کی طرف پانچ دروازے ہیں۔ عیدگاہ کے سامنے بہت سی زمین پڑی ہوئی ہے۔ محراب وسطی میں یہ قطعۂ تاریخ کندہ ہے۔

"شہ ملک توحید خواجہ معینؒ — جبیں بر درش سود عرش بریں
زفیض شدہ فرد زیب جہاں — یگانہ زماں فخر دور متین
ز لطف و کرم آں ولی اللہ — شدہ شمس دین نور شمع مبین
ز حوتش بنا کرد ایں عیدگاہ — چمن بیگ از روئے صدق یقین
بتاریخ سالش خرد ایں بگفت — شد آراستہ مسجد اہل دیں
۱۱۸۷

مسجد شمس الدین التمش } محلہ اندرکوٹ میں ایک عالی شان قدیم مسجد ہے۔ جو ڈہائی دن کا جھونپڑا یا ڈہائی دن کی مسجد کے نام سے مشہور ہے۔ کسی زمانہ میں راجہ اندرسین نے اندرکوٹ میں بتخانہ بنایا تھا اس میں صدہا مورتیاں اور قسم قسم کے جانوروں کی صورتیں پتھروں کی تراشی ہوئی رکھی تھیں۔ جب ۵۹۵ھ میں سلطان شہاب الدین غوری اجمیر آئے تو اس بتکدہ کو مٹا دیا۔ بتوں کی صورتیں مسخ کر دیں۔ غربی دیوار کے وسط میں ایک سنگ مرمر کی محراب بنوا کر اس میں تاریخ بنا یہ لکھوائی۔ فی الطہا دی عشرین جمادی الاخر خمس وتسعین وخمسمائۃ بعد دیوار پر یہ عبارت لکھی ہوئی ہے بنا تی تولیت ابی بکر بن احمد جمال الخفی بتاریخ ذالحجہ من تسعین وخمسمائۃ۔ پھر بعہد سلطان شمس الدین التمش ۶۱۴ھ میں یہاں سنگ سرخ کی مسجد تیار کی گئی۔ دو طرف تین تین برجیاں بیچ میں بڑا گنبد قائم کیا گیا۔ اور محراب وسط کے بازوں پر دو مینار سنگ سرخ کے بنوائے طول اس کا ۱۴۸ گز اور عرض بھی مع صحن کے اتنا ہی ہے۔ بیچ کی محراب ۵۶ فٹ لمبا

ہے۔ محیط کی دیواریں ۲۵ فٹ اونچی ہیں۔ صحن کے آگے دو دروازے آمد و رفت کے لئے ہیں۔ محمد عارف کے اہتمام سے علی احمد معمار نے اس کو تیار کیا داہنی محراب پر سورۃ "انا فتحنا" اور سن تعمیر اور بائیں طرف محراب پر سورۃ "تبارک" اور وسطی محراب پر یہ کتبہ بخط طغرائے جلی کندہ ہے۔

اَمَرَ بِهٰذِهِ الْعِمَارَةِ السُّلْطَانُ الْعَادِلُ الْمُعَظَّمُ وَالْخَاقَانُ الْاَعْظَمُ مَلِكُ التُّرْكِ شَهَنْشَاهِ الْاَفْخَمِ الْعَالِمُ مَالِكُ رِقَابِ الْاُمَمِ مَوْلَى الْمُلُوْكِ الْعَرَبِ وَالتُّرْكِ وَالْعَجَمِ ظِلُّ اللّٰهِ فِي الْعَالَمِ شَمْسُ الدُّنْيَا وَالدِّيْنِ غِيَاثُ الْاِسْلَامِ وَالْمُسْلِمِيْنَ تَاجُ الْمُلُوْكِ وَالسَّلَاطِيْنِ قَاطِعُ الْكَفَرَةِ وَالْمُلْحِدِيْنَ قَامِعُ الظَّلَمَةِ وَالْمُشْرِكِيْنَ نَاصِرُ الْاِسْلَامِ عَلَى الدّٰ والتہ الفاهرة والمِلَّةِ الباهرة مالک البر والبحر سُلْطَانُ الْمَشْرِقِ الْمُؤَيَّدُ مِنَ السَّمَاءِ الْمُظَفَّرُ عَلَى الْاَعْدَاءِ اَبُو الْمُظَفَّرِ اِلْتُتْمِشُ السُّلْطَانُ مُعِيْنُ خَلِيْفَةِ اللّٰهِ اَمِيْرِ الْمُؤْمِنِيْنَ اَعْلَى اللّٰهُ فِي كُلِّ شَانِهِ وَاَظْهَرَ الْجَسَدِ فِي كُلِّ سَاعَتِهِ بِرَهَانًا وَكُتِبَهُ فِي الْعِشْرِيْنَ مِنْ رَبِيْعِ الْاٰخِرَةِ

اس مسجد کے نام کے متعلق بہت سی بے سر و پا روایتیں مشہور ہیں۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ یہاں بعد تعمیر مسجد اکثر فقرا آکر ٹھہرتے اور ایک دو روز ٹھہر کر پھر روانہ ہو جاتے اس لئے اسے بعض لوگ ڈھائی دن کا جھونپڑا کہتے ہیں مگر دراصل یہ مسجد سلطان شمس الدین التمش کی بنوائی ہوئی ہے۔

مسجد گیسو خاں: تارہ گڑھ کے راستہ پر محلہ اندرکوٹ کے غرب میں یہ مسجد واقع ہے۔ اس کے جنوب میں سنگین باؤلی ہے۔ اس کے قریب پختہ حوض تھا جو اب شکستہ ہو گیا مسجد کی محراب پر سنگ مرمر کی لوح میں یہ اشعار کندہ ہیں۔

بعہد حضرت شاہ فلک قدر	پناہ دین احمد ظل یزداں
جلال الدین محمد شاہ اکبر	سکندر حشمت و دارائے دوراں
ہمیں ہمت خان حسن خلق	سپہر جود گیسو خاں عمراں
ز ہجرت نہصد و ہفتاد و شش بود	کہ شد تعمیر ایں استقائے میزاں
۹۷۶ھ	(کتبہ الراجی درویش محمد حاجی)

مسجد میاں بائی } یہ مسجد درگاہ بازار میں شرق رویہ دکانوں سے ملحق واقع ہے ۱۱۵۰ھ میں میاں بائی نے سنگ سرخ کی تعمیر کرائی تھی۔ اس میں پانچ در۔ حجرے اور پختہ کنواں ہے۔

شاہجہانی مسجد | یہ مسجد شمالی فصیل اور دہلی دروازہ کے متصل سنگ سرخ کی تعمیر ہے اس کے تین در ہیں پہلو میں حجرے ہیں۔

مسجد سرا | میر سعادت علی خاں میر منشی ایجنٹی راجپوتانہ نے سرائے سابق کے دروازہ پر خوش قطع مسجد تعمیر کرائی۔ ایک چاہ پختہ مسجد سے ملحق ہے۔ مسجد کی محراب پر سنگ مرمر کی لوح میں یہ قطعہ تاریخ کندہ ہے۔

"میر سعادت علی کرد در اجمیر طرح — مسجد و چاہ کہ ہست از چشمۂ آب بقا
آنکہ از باقر علی تا بہ علی می رسد — حلقہ بحلقہ بہم سلسلہ اش مرحبا
ساختہ شد ایں مکاں کرد بدل اجر آں — از رہ صدق و صفا نذر رسول خدا
از پئے ایں سال نیک گفت ہمایوں سرِ حق — چشمۂ زمزم صفت مسجد کعبہ بنا

مسجد تلوک دئی } "تلوک دئی بنت تان سین (عہد اکبر کا گویا) نے درگاہ بازار میں یہ مسجد بنوائی وسطی محراب پر سنگین لوح میں یہ عبارت کندہ ہے۔

"اللہ اکبر۔ ایں مسجد را بائی تلوک دئی کلاونت بچی بنت میاں تان سین کلاونت راست کردہ است ۱۰۶۲ھ

ان کے علاوہ پرانی عیدگاہ اور دیگر بہت سی مساجد ہیں جن کا تذکرہ بہ نظر اختصار نہیں کیا گیا۔

ب۔ جدید عمارات

میو کالج } یہ راجپوتانہ کا سب سے بڑا کالج سڑک سری نگر پر واقع ہے ۱۸۷۳ء میں لارڈ میو کی تجویز سے بننا شروع ہوا۔ اور ۱۸۸۵ء میں مکمل ہوا۔ اس کا پھیلاؤ سولہ ایکڑ زمین پر ہے۔ جس میں کالج کے قریب راجگان راجپوتانہ کی کوٹھیاں بنی ہوئی ہیں۔ اس کالج میں والیان ریاست کے لڑکے تعلیم پاتے ہیں۔ اس کے روبرو لارڈ میو کا مجسمہ نصب ہے جس کی قیمت ۱۴۴۸۰ روپیہ ہے۔

قیصری میسن لاج - یہ انگریزی طرز کی دو منزلہ عمارت سڑک سری نگر پر واقع ہے۔

مارٹنڈیل برج | یہ پل قیصر گنج کے آخری حصہ میں ریلوے لائن کے اوپر بنایا گیا ہے ۱۹۰۸ء میں بنکر تیار ہوا۔ اور چیف کمشنر کے نام سے نامزد ہوا اس میں ایک لاکھ روپیہ کے قریب صرف ہوا یہ مرزا انشی محمد علی ریلوے انجنیر کے اہتمام سے تیار ہوا۔

گھنٹہ گھر | یہ جوبلی ٹاور کہلاتا ہے ۱۸۸۸ء میں بنا ہے بلندی اس کی ایک سو فٹ ہے لاگت دس ہزار روپیہ ہے۔ اس کے گرد باغیچہ اور متصل ایک عالی شان مسجد ہے

ٹریور ٹاؤن ہال | یہ خوشنما عمارت بیرون مدار دروازہ نزد سورج کنڈ واقع ہے۔ کرنل ٹریور ایجنٹ گورنر جنرل بہادر راجپوتانہ کی یادگار میں مسٹر مارٹنڈیل چیف کمشنر اجمیر میرواڑ کی تحریک سے ۱۸۹۹ء میں بننا شروع ہوئی اور ۱۹۰۱ء میں مکمل ہوئی اس میں آج کل میونسپل آفس اور لائبریری ہے۔

سنٹرل جیل | ۱۸۶۳ء میں تیار ہوا۔ سڑک جے پور پر واقع ہے۔ اس کا صرفہ تقریباً پچیس ہزار روپیہ سالانہ ہے۔ یہاں دریاں اور قالین عمدہ تیار ہوتے ہیں

یادگار بادشاہ ایڈورڈ ہفتم | یہ ریلوے اسٹیشن کے بہت قریب ہے۔ اس کا سنگ بنیاد ۱۹۱۲ء میں وائسرائے لارڈ ہارڈنگ نے رکھا تھا۔ اس میں مسافروں کے آرام کے لئے کمرے ہیں۔

اجمیر کی بعض اسلامی تقاریب

علاوہ اُن تقاریب کے جو درگاہ شریف میں ہوتی ہیں اجمیر میں حسب ذیل تقاریب بھی انجام دیجاتی ہیں۔
محرم شریف} میں شہر کے مختلف مقامات پر تعزیہ رکھے جاتے ہیں اور مجالس برپا ہوتی ہیں سب سے زیادہ مقبول درگاہ شریف کا تعزیہ ہے۔ جو نہایت سلیقہ کے ساتھ ملوسین سیراب کیا جاتا ہے۔ علاوہ ازیں چاندی کا تعزیہ۔ اجمیری ڈڑے کا تابوط۔ محلہ مدار دروازہ محلہ شیخ زادگان محلہ گنج کے تعزئے اور اندرکوٹ کے علم زیادہ مشہور ہیں۔ بموقعہ چہلم تاراگڈھ پر اہل اجمیر بتعداد کثیر جمع ہوتے ہیں۔
صفر المظفر} ماہ صفر کے آخری چہارشنبہ کے روز دولت باغ میں دوکانیں لگتی ہیں اور میلہ ہوتا ہے۔
ربیع الاوّل} کے مہینہ میں بتاریخ ۹ ربیع الاوّل بسلسلہ یوم نبوت شریف ما بین عصر و مغرب ایک اسلامی جلوس دفتر محی الاوقاف معینی گدڑی شاہی انجمن سے غریب نواز کے چلّہ پر باہتمام کمیٹی مذکور پہونچتا ہے
بتاریخ ۱۴ ربیع الاول حضرت قطب الاقطاب کے چلّہ شریف پر منجانب درگاہ عرس شریف اور دولت باغ میں بتقریب عرس میلہ ہوتا ہے۔
ربیع الثانی} اس مہینہ کی گیارہ تاریخ حضور غوث پاک کے چلّہ پر عرس معہ سماع ہوتا ہے۔ اس دن یہاں بکثرت مسلمانان اجمیر حاضری دیتے ہیں۔
جمادی الثانی} کی نو تاریخ غریب نواز کے چلّہ شریف پر باہتمام محی الاوقاف معینی گدڑی شاہی انجمن عصر و مغرب کے درمیان بسلسلہ یوم ولادت غریب نواز معہ سماع فاتحہ شریف ہوتی ہے۔
رجب المرجب} بتاریخ ۵ رجب اشراق و چاشت کے درمیان حضرت اسرار احمد صاحب کے مکان پر محفل سماع منعقد ہو کر غریب نواز کی فاتحہ شریف ہوتی ہے۔
رجب کی ۵ تاریخ چھٹی شب میں عثمانیہ خانقاہ یعنی دفتر محی الاوقاف معینی گدڑی شاہی انجمن میں بالائے ھالرہ بعد عشاء سے تقریباً دو بجے شب تک محفل سماع منعقد ہو کر غریب نواز کی فاتحہ ہوتی ہے۔
رمضان المبارک۔ بتاریخ ۸۔ ۹ و ۱۰ رمضان حضرت گدڑی شاہ علیہ الرحمہ کے مراسم عرس معہ محافل سماع ادا

کئے جاتے ہیں۔

۱۷ رمضان المبارک سے ۲۱ تک حضرت علی کرم اللہ وجہ کے مراسم عرس معہ سماع۔ سلام خوانی۔ نعمہ خوانی وغیرہ عثمانیہ خانقاہ میں باہتمام انجمن مذکور ادا کئے جاتے ہیں۔ اسی سلسلہ میں محلہ بیر مٹھا سے بعد نماز تراویح جلوس کے ساتھ چادر شریف درگاہ معلی میں آتی ہے۔

اس مہینہ میں مختلف محلوں کے نعمہ خوانان کی ٹولیاں سحریاں پڑھ پڑھ کر لوگوں کو بوقت سحری جگاتی ہیں۔

شوال المعظم بتاریخ ۵ شوال مابین عصر و مغرب منجانب محی الاوقات بسلسلۂ عرس حضور خواجہ عثمان قدس سرہٗ درگاہ شریف میں سماع کے ساتھ چادر پیش کی جاتی ہے۔

بتاریخ ۵ شوال بوقت شب اور بتاریخ ۶ شوال بوقت یوم حضرت عبدالرحیم شاہ المعروف بہ قاضی گدڑی شاہ علیہ الرحمۃ کے مراسم عرس معہ محافل سماع غریب نواز کے چلّہ شریف پر ادا کئے جاتے ہیں۔

ذالحجہ بتاریخ ۹ ذالحجہ یعنی حج کے دن عثمانیہ خانقاہ میں مابین عصر مغرب سماع ہو کر حضرت ابراہیم اور حضرت اسمٰعیل ذبیح اللہ علیہ السّلام کی فاتحہ ہوتی ہے۔

قطعہ تاریخ سال آغاز و تکمیل معین الارواح متخرجہ

مولوی محمد مظہر جلیل صاحب شوق مرادآبادی

آپکے خادم میاں سے لطف نیاز — کچھ زیادہ ہے۔ میری خوش بختی
اس کی زیارت مجھے میسّر ہے — آپ نے جو کتاب ہے لکھی
ہیں وہ حالاتِ حضرتِ خواجہ — درج کے جو معین ہیں سب کے
سال تاریخ کی ہوئی جب فکر — جستجو شوق کی ہوئی پوری
ہوا یہ قصد کہ اس طرح لکھئے — کب مکمل ہوئی شروع کب کی
المدد اے غریب نواز — یہ ہے تاریخ ابتدا اسکی
۱۳۶۶ھ
ہوا جب فیض پائے بسم اللہ — واہ تاریخ ہو گئی کیسی
۲ — ۱۳۶۵ = ۱۳۶۷ھ

تقاریظ

از مقبول احمد صاحب سیوہاروی مقیم حیدرآباد دکن

حضرت خواجہ خواجگان کے حالات میں ایکدو نہیں سیکڑوں کتابیں مختلف زبانوں میں لکھی گئیں۔ اور ہر ایک لکھنے والے نے اپنی تلاش یا اپنی عقیدت و محبت کی بنا پر انھیں لکھا مگر جس تفصیل و وضاحت سے خواجہ بزرگ کے حالات لکھے جانے چاہئیں تھے وہ ابتک نہ لکھے گئے تھے۔ لکھنے والوں میں کچھ ایسے تھے جو ہر چیز میں صرف مادیات کی تلاش کرتے تھے۔ اور کچھ ایسے تھے جو روایات سے ایک قدم آگے نہ بڑھنا چاہتے تھے۔ اس لئے بہت سی گتھیاں بغیر سلجھے رہ گئیں۔ خدا کا شکر ہے کہ معین الارواح نے یہ کمی پوری کردی اور اب کہا جاسکتا ہے کہ ایک مکمل سوانحعمری حضرت خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ کی تیار ہوگئی۔
اس کتاب میں روایات پر ناقدانہ نظر بھی ڈالی گئی ہے۔ اور مادیات و روحانیات کو سمو کر ایک ایسا حسین مرقعہ پیش کیا گیا ہے جو دوسری تمام سوانح عمریوں سے الگ ممتاز ہے۔

مصنف خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ کے آستانہ نشین اور مہاجر اجمیر ہیں اور یہ ہجرت خالص محبت کی بنا پر ہے۔ اس لئے محبت کے تاثرات جگہ جگہ نمایاں ہیں اور یہ مرقعہ اور بھی خوشنما اور نظر افروز بن گیا ہے۔

محترم مصنف تمام دلدادگان سلسلہ چشت کی طرف سے مبارکباد کے مستحق ہیں جنہوں نے حضرت خواجہ خواجگان کی سوانح نویسی کا صحیح معنٰی میں حق ادا کردیا ہے۔

یقین ہے کہ سلسلہ عالیہ چشتیہ کے حلقہ بگوشوں کے لئے خصوصًا اور دوسرے تمام خانوادوں کے لئے عمومًا یہ کتاب رہنما کا کام دیگی۔ وباللہ التوفیق۔

عزیز حسن صاحب بی۔ اے علیگ مرادآبادی

صلحائے سلف کے سوانح حیات اس لحاظ سے قومی تعمیر کا ایک ضروری جزو ہیں کہ قومیں ایک مخصوص شعار حیات ایک مخصوص لائحہ فکر و عمل اور ایک مخصوص اخلاق کے ماتحت بنتی اور زندہ رہتی ہیں اور بانیانِ قوم و داعیان تہذیب و تمدن کے افکار و اعمال آنیوالی نسلوں کے لئے زندگی کے ہر شعبہ اور ہر ضرورت میں شمع راہ بن سکیں۔ قوم کی بدبختی ہے کہ اکابر صوفیاء کے حالات زندگی کی جانب سے قطعًا اغماض برتا جارہا ہے۔ حضرت خواجہ غریب نوازؒ کے آستانہ سے دنیاوی و روحانی کسب فیض کرنے والوں کی تعداد آج بھی بہت

مگر کسقدر افسوس کی بات ہے کہ آج تک اس مجاہد اعظمؒ کے سوانح حیات جمع کرنیکی جانب سے اغماض برتا گیا ہے اور اس موضوع پر جو کچھ لکھا گیا ہے وہ نہ لکھے جانیکی برابر ہے۔ میرے محترم حاجی خادم حسن صاحب معینی بھی اُن بزرگوں میں ہیں جو اس آستانہ سے کسب فیض کر رہے ہیں مگر یہ شرف خداوند تعالیٰ نے انکے لئے ہی مقرر کر رکھا تھا کہ بارگاہ غریب نوازؒ سے جو فیوض و برکات وہ حاصل کر رہے ہیں ان کو عام کر سکیں۔ اور اس سلسلہ میں انکی کتاب معین الارواح سامنے ہے۔ حضرت غریب نوازؒ کے وصال کو سات سو سال ہو چکے اور آجتک سوانح خواجہؒ پر کوئی ایسی مبسوط کتاب نہیں لکھی جا سکی۔ میں اس کتاب کو بھی خواجہؒ کا ہی فیضان سمجھتا ہوں۔ اس کتاب کی سب سے بڑی خوبی میرے نزدیک یہ ہے کہ تاریخی صداقت اور محبت و عقیدت اس طرح ایک دوسرے سے ہم آغوش ہیں کہ انکو جدا کرنا ناممکن ہے اور اسکے لئے حاجی صاحب مستحق مبارکباد ہیں۔

خواجہ سنجریؒ نے اپنی حیات مقدس جس متبرک مقصد کے لئے صرف کی اسکو صرف وہی شخص بیان کر سکتا ہے جو حضرت خواجہؒ سے کامل عقیدت بھی رکھتا ہو اور عقیدت کے ساتھ اس اطل جلیلؒ کے نقش قدم پر چلنے کا متمنی بھی ہو۔ حاجی صاحب کی یہ تصنیف انکی ہر دو کیفیات کی پردہ دار ہے۔ اور وہ اپنے اس مذاق حیات کو عام کر دینے کے خواہشمند ہیں۔ خدا انہیں فائز المرام کرے آمین۔ حضرت خواجہؒ کی ہر ہر جنبش۔ ہر ہر حرکت۔ اور ہر ہر سکون اس امر کا شاہد ہے کہ اپنے دماغوں کو فلسفۂ اسلام اور دلوں کو نور ہدایت سے بھر دینے کی سعی بلیغ کی ہے۔ کیا اس میخانہ سے آج بھی جرعہ کشی ممکن ہے؟ اسکو معین الارواح سے دریافت کیجئے۔

حاجی صاحب نے تاریخی اختلافات میں جس دقّت نظر کا ثبوت دیا ہے وہ انکی ژرف نگاہی۔ وسعت مطالعہ اور تحقیق کی پردہ دار ہے۔ حضرت غریب نوازؒ کی بلند پایہ شخصیت کے سوانح جمع کرنے کے لئے جس کاوش فکر و نظر اور محبت و عقیدت کی ضرورت تھی وہ معین الارواح کی ہر سطر سے معلوم ہو رہی ہے۔ کتاب کی زبان اور طرز بیان میں جو لوچ ہے وہ مزید باعث دلچسپی ہے۔ حضرت غریب نوازؒ تمام عالم اسلامی کی مقتدر ترین شخصیتوں میں سے ہیں اور بلاد اسلامیہ میں ہر جگہ آپکے متبعین بکثرت موجود ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ حاجی خادم حسن صاحب نے اس جامع تصنیف سے ایک طرف تمام اسلامی دنیا کے فقرا و صاحبان طریقت کی پیاس بجھائی ہے اور دوسری طرف انگریزی کالجوں کے ان طلباء کی اہم ترین خدمت انجام دی ہے جو اپنے اخلاق کی اصلاح کی طرف جب مائل ہوتے تو ان کو یوروپین مصنفین کی زہر آلود تصانیف سے واسطہ پڑتا ہے میرے نزدیک حضرت غریب نوازؒ کی زندگی کے حالات اس شرح و بسط اس اہتمام اس جامعیت اور اس تاریخی اصول و صداقت کے ساتھ جمع کرکے حاجی خادم حسن صاحب نے ایک بہت بڑی قومی۔ اخلاقی۔ ملی اور ملکی ضرورت کو پورا کیا ہے۔

[illegible]حت نامہ [illegible]

غلط	صحیح	صفحہ وسطر
مستفد	مستند	الف ۱۱ سطر ۱۷
ذات	ذاتی	الف ۱۲ سطر ۲
ساتیہ	ساتھ	الف ۱۲ سطر ۳
یا	نیا	الف ۱۲ سطر ۶
معنوی	مصطفوی	الف ۱۲ سطر ۱۹
زاد	بغداد	الف ۱۲ سطر ۲۰
حضرات	حضرت	الف ۱۳ سطر ۳
مخدان	مخدومان	الف ۱۴ سطر ۸
تلبیق	تطبیق	الف ۱۵ سطر ۳
جنلی	جنگی	الف ۱۵ سطر ۱۸
ماشنے	سامنے	ب سطر ۵
لی طرخ	کی طرح	ج سطر ۲
میدان	سنہ میدان	ج سطر ۳
نرم نشاط	بزم نشاط	ج سطر ۳
لازراہ	ازراہ	د سطر اول
گلی شاہ	کلی شاہ	د سطر ۶
دیل	ذیل	د سطر ۹
مگر	لیکن	د سطر ۱۰
مشرخ	مشرح	د سطر ۱۰
طبقات حاصری	طبقات ناصری	د سطر ۱۵
غینی	غیبی	د سطر ۲۲
رحمتہ اللعالین	رحمتہ اللعلمین	۲ سطر ۷
گدڑی شاہی	گدڑی شاہی	۲ سطر ۱۷
(غریب نواز) کے والد	(غریب نواز کے والد)	۳ سطر ۶ و ۷
صوالئی	صوائق	۳ سطر ۱۳
سنہ ۱۹۲۵ء	سنہ ۱۹۳۵ء	۳ سطر ۱۳
دو	کے دو	۴ سطر اول
مسالک السالکین	مسالک السالکین میں	۴ سطر ۱۸

غلط	صحیح	صفحہ وسطر
داؤدس	داؤد بن	۵ سطر ۲۰
تخت	تاخت	۶ سطر ۱۲
سنجستان	سنجستان ۵۴۶ھ	۶ سطر ۱۸
آپ کے والد کا وصال	آپکے والد کا وصال کے	۷ سطر ۸
ملتفر	متنفر	۷ سطر ۱۲
تدس	تدریس	۸ سطر ۱۷
پیدا ستند	پیدا شدند	۱۲ سطر ۱۰
جہاں بہ ایتہ	(جہاں بروایتہ	۱۲ سطر ۱۵
ہوتا ہے	ہوتا ہے	۱۲ سطر ۱۲
وغیرو تبسریز	وغیرہ تبریز	۱۲ سطر ۱۵
ملنا جائے	ملا دیا جائے	۱۲ سطر ۷
ساحت	سیاحت	۱۳ سطر ۱۰
سنہ ۶۰۴	سنہ ۶۰۲	۱۳ سطر ۱۲
نیز	۳ ھ	۱۳ سطر ۱۸
ان سنین	اس سنہ (سنہ ۵۶۱ھ)	۱۴ سطر ۴
سنین	اس سنہ	۱۴ سطر ۵
سنہ ۵۵۰ھ	سنہ ۵۵۷ھ	۱۴ سطر ۸
سنہ ۵۵۸ھ	۵۵۷ھ	۱۴ سطر ۸
۸۲۷	۱۲۷	۱۵ سر ۳
لایک سنگ	ایک کلنگ	۱۶ سطر ۱۰
پس خورہ	پس خوردہ	۱۶ سطر (۳)
دوہیں	دو ہیں	۱۷ سطر ۲۰
شاہرو	شاہرود	۱۷ سطر ۲۱
تفصلات	تفصیلات	۱۹ سطر ۱۸
قربیت	تقرب	۲۰ سطر ۲
دودو	درود	۲۰ سطر ۸
کیخدمت	کی خدمت میں	۲۱ سطر اول
دنیا	دیبا	۲۲ سطر ۱۱

(صحت شدہ غلط نامہ)

غلط	صحیح	صفحہ و سطر	غلط	صحیح	صفحہ و سطر
۱۵۷۵ئھ	۱۵۶۹ئھ	۷۲ سطر ۸	زدجند	زدوند	۹۵ سطر ۱۶
۱۳۲۶ھ	۱۳۲۳ئھ	۷۲ سطر ۱۰	جامیبربطور	جانکہ بطور	۹۶ سطر ۷
نگر	اور	۷۲ سطر ۱۲	پاکیزہ چلے	پاکیزہ جملے	۹۶ سطر ۱۸
ہیں آپ	ہیں بھی آپ	۷۲ سطر ۱۲	قران	فرمان	۹۷ سطر ۱۰
تذکرہ	ماہتاب اجمیر و تذکرہ	۷۴ سطر ۵	لی	کی	۹۷ سطر ۲۰
گے مزید	کے بعض مزید	۷۵ سطر ۲	پابدی	پابندی	۹۸ سطر ۲
خلفہ	خلفا	۷۵ سطر ۵	حداوند	خداوند	۹۸ سطر ۱۸
سفیا	سفیا	۷۸ سطر ۱۱	باظہارزت ہوتا	باطہارت سوتا	۹۸ سطر ۲۰
تہنا	تنہا	۷۹ سطر ۱۹	۵۵	دہ	۹۹ سطر ۱۴
چادہ راسے	چادرے واسطے	۸۰ سطر ۸	لیا	کیا	۱۰۰ سطر ۱۲
میاں	بیہاں	۸۱ سطر ۱۸	لین	اس سے	۱۰۲ سطر ۸
(الحیث) ان	(الف) ان	۸۲ فٹ نوٹ ۱۵ ملتیں	طولی	طوسی	۱۰۳ سطر ۲
فرماتے	فرماتے	۸۴ سطر ۱۷	ذوہ بہر شہر طنمانہ	ذرہ بھر شرط نمانہ	۱۰۳ سطر ۱۸
دروزہ	دروازہ	۸۶ سطر ۱۷	حس	جس	۱۰۴ سطر ۱۶
قصب الاقطاب	قطب الاقطاب	۸۶ سطر ۲۱	غافل اگر	غافل اگر	۱۰۵ سطر ۱۰
اور دوسے	اور دو سے	۸۷ سطر ۱۰	سانہ حنندہ زن	ساتھ خندہ زن	۱۰۵ سطر ۱۵
مریدی	مریدی	۸۷ سطر ۱۸	جیسے	جسے	۱۰۵ سطر ۱۸
حمیدے	حمیدہ سے	۸۷ سطر ۲۰	پارکے ہاتھ چوم کر اُوستے	پادوں کے ہاتھ چوم کر	۱۰۵ سطر ۲۰
انگنا	مانگنا	۸۸ سطر ۱۳		انہیں	
چایا	چاہا	۸۸ سطر ۱۶	بیکساں	بیکراں	۱۱۱ سطر اول
دونہ	روزہ	۸۹ سطر ۱۸	پیر	پھر	۱۱۱ سطر ۱۷
حوالت	حوالت	۹۱ سطر ۵	تمانر دردو	نماز دو دردو	۱۱۳ سطر ۱۳
اگہیں	اگر کہیں	۹۲ سطر ۱۹	سے	سی	۱۱۴ سطر ۱۵
ایک والے	ایک واقعہ	۹۲ سطر ۲۱	تو کبہو رات	تو کبھی رات	۱۱۶ سطر ۱۱
مجموعہ	مجموعہ	۹۳ سطر ۴	پھر اس	پھر اسی	۱۱۶ سطر ۱۸
نوٹ	خرقہ	۹۳ سطر ۲۰	غوزہ ور گشت	غوزہ رو گشت	۱۱۸ سطر ۱۳
عادعتی خان	حامد علی خان	۹۴ سطر ۳	کتاب ربیعنی	کتاب طبیعی	۱۱۹ سطر ۱۹
نہیں	نہیں	۹۵ سطر ۳	النعان	النسان	۱۲۰ سطر ۱۶

(صحیح غلط نامہ)

غلط	صحیح	صفحہ و سطر	غلط	صحیح	صفحہ و سطر
گرا و	مراد	۱۹۹ سطر ۲	ریل کی منقبت	ذیل کی منقبت	۲۲۳ سطر آخر
بعرف معمر	بعرف معمر	۱۹۹ سطر ۲۱	میکش نے	میکش کے	۲۲۴ سطر ۱۳
حضرت ماموسانجہ	حضرت ماموں بھانجہ	۱۹۹ سطر ۲۲	مراد آباد اک	مراد آباد کے ایک	۲۲۷ سطر ۱۳
بعرف	بصرف سالانہ	۲۰۰ سطر ۱۱	نیلر	نیئر	۲۳۰ سطر ۷
رلف صدر	مولف صدر	۲۰۲ سطر آخر	حبوب الٰہی	محبوب الٰہی	۲۳۰ سطر ۸
حبداستار	عبدالستار	۲۰۳ سطر ۱۸	دربار والی ہیں ا	دربار عالی میں حا	۲۳۰ سطر ۹
طق	ملحق	۲۰۵ سطر ۴	نیخ لوعلی	شیخ بوعلی	۲۳۰ سطر ۱۴
کوئن	کون	۲۱۰ سطر ۲	ضرت خواجہ	حضرت خواجہ	۲۳۰ سطر ۱۵
تمام	نام	۲۱۰ سطر ۸	مشہد ہے جب	مشہور ہے جب	۲۳۰ سطر ۱۷
فضلاہل	فضلا اہل	۲۱۰ سطر ۱۰	آپ سے روضہ	آپ نے روضہ	۲۳۰ سطر ۱۸
فرتہائے	فرقہائے	۲۱۰ سطر ۱۳	وحال سنہ ۶۲۷ھ	وصال سنہ ۶۳۴ھ	۲۳۰ سطر ۱۹
حلقہ مقیدت	حلقۂ عقیدت	۲۲۰ سطر ۳	حضرت.....لوی	حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی چشتی اوشی مہرولوی	۲۳۰ سطر آخر
نیک، دل دادشاہ	نیک دل بادشاہ	۲۱۱ سطر ۹			
سنہ ۱۲۲۳ھ	سنہ ۱۰۲۳ھ	۲۱۳ سطر اول	مریدں	مرید ہیں	۲۳۱ سطر ۵
دوق	ذوق	۲۱۵ سطر ۲	سنہ ۱۱۱۷ھ	سنہ ۱۱۲۶ھ	۲۳۲ سطر ۱۹
کھولدیا جائے	کھولدیا جائے	۲۱۵ سطر ۱۵	بیر	خیر	۲۴۵ سطر ۱۸
سنہ ۱۹۱ء	سنہ ۱۹۱۲ء	۲۱۵ سطر ۱۹	طبیت	طینت	۲۵۰ سطر ۷
بیگمی دانی	بیگمی دالان	۲۱۷ سطر ۱۷	مستوجا	مبتوط	۲۵۲ سطر ۷
غریب کی نواز	غریب نواز	۲۲۰ سطر ۱۰	مشاعرے مستقل صدر ہیں	مشاعرہ کے مستقل صدر ہیں	۲۵۲ سطر ۱۹
حنور	حضور	۲۲۰ سطر ۱۵	سرابہ حیات	سرمایۂ حیات	۲۵۴ سطر ۱۴
ناجی	تاجی	۲۲۰ سطر ۱۶	حاضر دیتے ہیں	حاضری دیتے ہیں	۲۵۵ سطر ۸
برو پنجشنبہ	بروز پنجشنبہ	۲۲۰ سطر ۱۷	آپ	آپ	۲۵۶ سطر ۱۷
بیت پور	بہرت پور	۲۲۰ سطر ۱۸	سنہ ۱۲۲۷ھ	سنہ ۱۳۲۷ھ	۲۶۰ سطر ۷
عزیزی رفیق محمد سلم	عزیزی رفیق محمد سلمہ		مخلوق خدا	خلق خدا	۲۶۱ سطر ۱۱
امین الدین سلم	امین الدین سلمہ	۲۲۰ سطر ۲۲ و ۲۳	سا	ماہ	۲۶۸ سطر ۳
وغیرہ سبر برآوردہ	وغیرہ سبر برآوردہ	۲۲۰ سطر ۲۳	۱۱۷۱ء	۱۷۵۴ء	۲۶۸ سطر آخر
کثیرت	کثرت	۲۲۱ سطر ۴	درواز	دروازہ	۲۶۹ سطر [illegible]
پنیس	پیش	۲۲۱ سطر ۹	جو	جو	۲۷۱ سطر [illegible]

ڈاکٹر ظہور الحسن شارب ایم اے۔ پی ایچ۔ ڈی

کی

گرانمایہ تصنیف

ترجمہ بزبان انگریزی

رباعیات سرمد رحمۃ اللہ علیہ

سوانح و اقوال بزرگانِ دین

بزبان اردو

تذکرہ حضرت زبیر ابن العوام رضی اللہ عنہ

ملنے کا پتہ

اسماء پبلیکیشن۔ آگرہ۔ مراد آباد

حضرت خادم اجمیری کی تصانیف

بادۂ معرفت - حضرت خادم اجمیری کے زورِ قلم کا بہترین شاہکار - ارباب عقیدت کے لئے گرانمایہ گنجینہ اہل درد کے لئے بیش بہا خزینہ - سوز و گداز - بزرگان کے مناقب کا بہترین مجموعہ اردو ادب میں ایک نئے باب کا اضافہ - دنیائے شعر کا آفتاب درخشاں - کاغذ سفید کاپی سائز - قیمت فی جلد علاوہ محصول ایکروپیہ چار آنہ (عہ)

ہجرت رسول - سرورِ عالم کے مکہ معظمہ سے مدینہ منورہ جانے کے مستند تاریخی حالات - صحیح روایات سے مرتب کئے گئے ہیں بہترین تاریخی تذکرہ ہے - قیمت علاوہ محصول فی جلد چار آنہ - (۴ر)

وفات رسول - سرورِ عالم کی وفات کے مستند حالات صحیح روایات سے جمع کئے گئے ہیں - فی جلد چار آنہ (۴ر)

تذکرہ حضرت گدڑی شاہ بابا - اجمیر شریف کے مشہور بافیض درویش کے مبارک حالات نہایت دلکشی کے ساتھ لکھے گئے ہیں قیمت علاوہ محصول آٹھ آنہ (۸ر)

صحیفۂ معانی - حضرت خادم اجمیری کی غزلیات کا جدید ترین مجموعہ - فلسفۂ تصوف اور ادب بہا خزانہ - جذبات کی جیتی جاگتی تصویر - ناظرین کو کیف و جد میں لانے والی کتاب - قیمت علاوہ محصول ایکروپیہ (عہ)

جامِ حسین - جدید ترین سوز و سلام - رباعیات - قطعات اور مناقب کا مجموعہ ہے اپنے طرز کی بے نظیر کتاب - کاغذ سفید کاپی سائز - دیدہ زیب چھپائی - قیمت فی جلد علاوہ محصول ایکروپیہ چار آنہ (عہ)

فاتحِ خیبر - مناقب شیرِ خدا - اور جنگ خیبر کے ولولہ انگیز واقعات مستند - حضرت خادم اجمیری نے ۱۰۵ بند میں لکھے ہیں کاغذ سفید - قیمت علاوہ محصول فی جلد آٹھ آنہ (۸ر)

سلطان المصر - قطب الاقطاب حضرت احمد بہدوی قدس سرہٗ کی مبارک زندگی کے بعض رسالہ حالات ایک عربی رسالے سے اردو میں ترجمہ کئے گئے ہیں - فی جلد علاوہ محصول چار آنہ (۴ر)

معین الارواح کا انگریزی میں ڈاکٹر ظہور الحسن صاحب شارب - ایم - اے - پی - ایچ - ڈی - اور فارسی میں ڈاکٹر عشرت حسین صاحب آنریری - اے - پی - ایچ - ڈی - وائس پرنسپل شبلی ڈگری کالج اعظم گڈھ ترجمہ کر رہے ہیں - علم دوست حضرات ذیل کے پتہ پر اپنا نام برائے خریداری پہلے سے بھیجدیں تاکہ دوسرے ایڈیشن کا انتظار نہ کرنا پڑے -

ملنے کا پتہ

منیجر شعبۂ اشاعت معینی گدڑی شاہی انجمن جہالرہ
اجمیر شریف